بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
دیوان رند
معروف بہ
گلدستۂ عشق
مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

شان ارفع ہے تری مرتبہ اعلا تیرا
تو ہی یکتا کوئی ثانی نہیں حقا تیرا

عقل کیا دخل کرے کنہ حقیقت میں تری
حوصلہ پست مرا مرتبہ اعلا تیرا

راہ میں اُسکی جو ثابت قدمی ہو مجھسے
سجدہ گہ جانے ملک نقش کف پا تیرا

جستجو میں جو نہ دوڑیں تری ٹوٹیں وہ پاؤن
سر دہ کٹ جائے نہو جسمیں کہ سودا تیرا

دوش دایہ کو میں جانوں نہ کنار مادر
پرورش یافتہ ہوں دامن صحرا تیرا

تو ہی نے اُسکو بنایا ہے ید قدرت سے
تو ہی چاہیگا تو بگڑیگا یہ پُتلا تیرا

دید لیلی کے لیے دیدۂ مجنون ہے ضرور
میری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشا تیرا

ایک عالم کو ترے نام کا ہے ورد اے دوست
میں ہی کچھ ذکر نہیں کرتا ہوں تنہا تیرا

میں بھی دیکھونگا دکھا مجکو تجلائے جمال
میں بھی شایق ہوں صنم صورت موسا تیرا

کسکی آنکھوں سے ہے دعوی تجھے ہمچشمی کا
کسطرف دھیان ہے اے نرگس شہلا تیرا

میں مسافر ہوں اُتر جاؤنگا پار اک دم میں
تجکو اے موج مبارک رہے دریا تیرا

قصد کرکے نہیں کھینچا قلم قدرت نے
خود بخود بنگیا بے ساختہ نقشا تیرا

تیری رسوائی کے خون شہدا در پے ہے
دامن یار خدا ڈھانک لے پردا تیرا

آنکھ لا سکتی نہیں تاب تجلائے جمال
عالم نور ہے اے حور سراپا تیرا

چشم و ابرو بھی اگر تیری سی ہوتی اُسکی
ہو چکا تھا رخ خورشید پہ دھوکا تیرا

رشک بلقیس بنایا ہے خدا نے مجکو
بدلون خاتم سے سلیمان کے نہ چھلا تیرا

بیٹھے تکیہ بھی لگا کر نہ کبھی اُسدن سے
ہم فقیرون نے لیا جب سے سہارا تیرا

پیچ و تاب اسقدر اے موج عبث ہی تجکو
رول دیویگا نہ موتی مجھے دریا تیرا

پاکدامانی مین تیری نہین پڑنے کا خلل
اپنے مشتاقون سے ناحق ہی یہ پردا تیرا

تجھسے بیزار ہون جاتا ہون سوے ملک عدم
منہ نہ دکھلائے خدا پھر مجھے دنیا تیرا

اختیاری نہین ہر بار بنے ایسی ہی شکل
کھینچ گیا صانع ایجاد سے نقشا تیرا

بے بہا جنس ہے تو اہل جہان بیقدرو
میرے یوسف نہ بنے گا یہان سودا تیرا

عاشق روئے پری شیفتۂ حور نہین
جانجان رند ہی دیوانہ و شیدا تیرا

منزل مقصود کا سودا اگر ہو جائے گا
مثل جادہ راستے مین اپنا گھر ہو جائیگا

بادۂ گلگون مین افیون کا اثر ہو جائیگا
دورے مے سے یارن دوران سر ہو جائیگا

میرے نالے کا ترے دل مین اثر ہو جائیگا
کارگر یہ تیر بے پیکان دیر ہو جائیگا

جامے سے باہر جو مشتاق سفر ہو جائیگا
گرم رفتاری مین ہمسنگ شرر ہو جائیگا

تجھ مین بھی یوسف مرے ہی معجز ختم النبی
گر ہلے انگشت تو شق القمر ہو جائیگا

اشک چشم سینہ پریشان ہی یہ طوفان لائیگا
قطرۂ نیسان نہین کچھ جو گہر ہو جائیگا

لائیگی گردش مین تجکو بھی مری آوارگی
کو بکو مین ہون تو تو بھی دربدر ہو جائیگا

نور کا عالم بنا دیگا اسے حسن و شباب
چاند سا چہرہ ترا رشک قمر ہو جائیگا

ایک عالم ہی تہ و بالا فلک کے ہاتھ سے
یہ ہنڈولا بھی کبھی زیر و زبر ہو جائیگا

یون نہین رہنے کے گردش مین ہمیشہ مہر و ماہ
ختم اک دن دورۂ شمس و قمر ہو جائیگا

مثل موسیٰ راہ مانگون گا اگر دریا سے مین
خشک ہو ویگا نہین تو تا کمر ہو جائیگا

وہ شجر ہون میرے قاطع ہوگی سرسبزی مری
شاخ سے جو برگ نکلے گا تبر ہو جائیگا

خاکساری سرمہ سان شیوہ کریگا تو اگر
دیدۂ اہل نظر مین تیرا گھر ہو جائیگا

سیر کو آیا تھا ہستی مین عدم سے مین غریب
کیا سمجھتا تھا یہ زندان میرا گھر ہو جائیگا

ہی عبث نازان تو حسن کم بقا پر عندلیب
دم مین مثل رنگ روئے گل دگر ہو جائیگا

حسن کی دولت سے ہی تجھ مین صنم شان خدا
جسطرف تو ہوگا اک عالم ادھر ہو جائیگا

موشگافی کرتی ہودیگی دم فکر سخن
بال سے باریک مضمون کمر ہوجائیگا

یاوری طالع کرے تو کیمیا کیا مال ہی
سنگریزہ ہاتھ مین لونگا تو زر ہوجائیگا

یار رخصت ہودیگا اندھیر ہودیگا جہان
ظلمت شب سے سیہ نور سحر ہوجائیگا

یار بن گر اول شب سے یہی شدت رہی
کام میرا آخر اے درد جگر ہوجائیگا

گر یہی ہین فرقت جانانکی مہمانداریان
نوشجان درد و غم و خون جگر ہوجائیگا

غم نہ کھا تجھسے سوا رزاق کو ہی فکر رزق
لاکھ دروا ہونگے گر بند ایک در ہوجائیگا

بعد مردن خواب غفلت سے تو ہوگا ہوشیار
تب خبر ہوگی تجھے جب بیخبر ہوجائیگا

جائیگا چوری کفن بھی بعد مردن گور سے
حصۂ رہزن مرا رخت سفر ہوجائیگا

وصل کی شب دیکھے دم عریان کریگے اسکو رند
ایک دن واعقدۂ ناف و کمر ہوجائے گا

فصل گل مین کب اٹھا مجھسے ستم صیاد کا
توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا

تو گرفتاری مین چندے یاد گلشن کی رہے
اب قفس سے چھٹکے گھر یاد آئیگا صیاد کا

خانہ باغ یار کی پائی بہار اُسنے کہان
نام گو باغ ارم ہی گلشن شداد کا

عالم اسباب کے اسباب کا خواہان نہین
آسمان لیلے کفن مجھ عور مادر زاد کا

خاک کے پتلے کو حورین خلد مین کرتی ہین یاد
قاف مین کرتی ہین پریان ذکر آدم زاد کا

کھینچکر ذوق اسیری دام تک لیجائیگا
آب و دانہ ہی جو قسمت مین مری صیاد کا

بیکسان عشق پر جور و ستم اچھا نہین
صبر پڑ جاویگا او ظالم کسی ناشاد کا

ضبط کرتے کرتے مرغان قفس تنگ آگئے ہین
اب رسائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا

سب سے بیگانہ ہوا یہ دل آشنائی اُس سے کر
بھول جا سب کو ارادہ ہی جو اُسکی یاد کا

کر لے مُردے پر مرے زیر زمین بھی ظلم و جور
آسمان ارمان نہ رہجائے تجھے بیداد کا

ہی مقابل تیرے رو مین تن سمجھکر آپ کو
منھ نہ چڑھتا گر نہوتا آئینہ فولاد کا

اسقدر بالا بلندون سے ہی اب مجکو گریز
بچکے چلتا ہون جہان سایہ پڑے شمشاد کا

آشیان میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائے گا
پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا

سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا
سخت جانی سے مری جی چھٹگیا جلاد کا

مملکت مین حسن کی ہی حکم قتل داد خواہ
جان پر کھیلون ارادہ تب کرون فریاد کا

عید کا دن ہی گلے سے میرے لگجا تو بھی آج ملتے ہین یاسمین سب غل ہے مبارکباد کا
جو ہر حسن آئینہ رو یونہیں کھلتے کس طرح گر سکندر سے نہ بنتا آئینہ فولاد کا

رند شکوہ کیجیے کس کا بقول اُستاد کے
آب و دانہ نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

زبان غیر سے جب نام تیرا جان جان نکلا لگی اک آگ تلوؤں سے کہ بس سر سے دھوان نکلا
تباہی کو چمن کی دیکھتا کیونکر ان آنکھوں سے ترے ہاتھوں سے گلچین چھوڑ کر مین آشیان نکلا
زمین مین گڑ گیا خجلت سے تیرا سرو اے قمری خرامان باغ مین جسدم مرا سرو روان نکلا
فلک کے ہاتھ سے جس سرزمین پر بھاگ کر پہونچا وہی وان بھی زمین پائی وہی وان آسمان نکلا
دل سوزان کو میرے ساتھ اگر گاڑا لحد مین بھی تو یارو دیکھ لینا قبر سے میری دھوان نکلا
نہ دیکھی سرزمین ایسی نہووے آسمان جس جا مگر طبقہ زمین شعر کا بے آسمان نکلا
مین گدی کی طرف سے کھینچکر تجکو نکالون گا کبھی تجھسے جو راز عشق باہر اے زبان نکلا
نہ دکھلایا کسیدن بوند بھر پانی پسینے سے ترا چاہ ذقن ایجان جان اندھا کنوان نکلا
ولا کس دشت پر آفت مین تنہا پھلا مجکو کبھی اس راہ سے ہو کر سلامت کاروان نکلا
ہوا تھا عشق کاکل مین پس از مردن لحد سے بھی مثال عشق پیچہ پیچ در پیچ استخوان نکلا
بڑا رتبہ بیان کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا کیا تحقیق تو نقش بت کا سنگ آستان نکلا
ترے عشاق کو پروا نہ یکمی قصر و ایوان کی مقام بیدماغان محبت لامکان نکلا
جہان تک ہو سکے تجھسے ستم کر آسمان مجھپر زبان کو کاٹ ڈالونگا جو حرف الامان نکلا
خوشا طالع ترے اے پیر کنعان واہ ری قسمت کہ تیرے صلب کی دولت سے یوسف سا جوان نکلا
تن خاکی مین دیکھا روح کو تو اک مسافر ہے گمان صاحب خانہ تھا جس پر میہمان نکلا

خلش موجود ہے سینے مین اُسکے تیر مژگان کی
جگر سے رند کے میرے نفس کانٹا کہان نکلا

کیا ہے درد جدائی نے نیمجان کبکا جواب دے چکی ہی جان ناتوان کبکا
کیے جو نالے تو نکلا بخار سینے کا بھرا ہوا تھا مرے دل مین یہ دھوان کبکا
اگر ستون نہ ہوتا ہماری آہون کا زمین پہ گر چکا ہوتا یہ آسمان کبکا
نسیم صبح چمن تک مجھے تو ہی پہونچا بھٹک رہا ہون مین گم کردہ آشیان کبکا

گذشتہ صحبتون کا ذکر جب سُنا تو کہا
کہان کا تذکرہ کرتے ہو مہربان کب کا

الٰہی دیکھیے واماندگی کہان پہونچائے
روانہ ہو گیا منزل سے کاروان کب کا

غرض نہ دیر سے مقصد نہ کعبے سے اے دوست
تجھی کو ڈھونڈھ رہا ہون کہان کہان کب کا

جنون اب اور تبا کوئی شغل بیکاری
اوڑا چکا ہون گریبان کی دھجیان کب کا

جو دل کا حال ہی فرفر بیان کرتی ہے
یہ بیر لیتی ہے مجھسے مری زبان کب کا

زمین مین گاڑ چکا جب تو چین آیا رند
ہماری جان کا دشمن تھا آسمان کب کا

جو جسکے حق مین سمجھا وہ بہتر بنا دیا
مجھکو فقیر تجھکو تونگر بنا دیا

خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہی خلق
دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا

غافل مقام رشک نہین جائے شکر ہے
سَو سے بُرا تو ایک سے بہتر بنا دیا

صاحب کمال رکھتے ہین اکسیر کا خواص
چٹکی اُٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا

اُجرت یہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق
مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا

ساری رگین ہوئی ہین تن زار پہ نمود
ناطاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا

گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالی رند
سودائیون کو اپنے یہ زیور بنا دیا

خلف وعدہ سے ترے دشوار جینا ہو گیا
ایکدن کو کہہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا

خوار کرتا ہی جوان مردونکو سفلونکو عزیز
سُن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہو گیا

وقت فکر شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال
گل سُرخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا

کب محیط غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا
ہر حباب اِسکے لئے گویا سفینا ہو گیا

اس مہینے مین بھی مہرو سے رہا پہلو تہی
عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہو گیا

گھر ہوا ہے عشق کا اُس عرش منزل کے یہ دل
آسمان کوٹھے کا جسکے ایک زینا ہو گیا

دوسرا مجھ سا نہو گا کوئی برگشتہ نصیب
کی محبت مین نے جس سے اسکو کینا ہو گیا

اب کہان وہ ایندھ نامستونکا وہ ہوحق کہان
ساقیا موقوف جبسے کا پینا ہو گا

اب نہین دل مین کدورت رند حاصل ہی صفا
جیسے اشراقی کا سینہ میرا سینا ہو گیا

ہی مصر مین شہرہ تری شیرین دہنی کا
دم بند لبون سے ہی عقیق یمنی کا

تو قصد کرے گا نہ مری دل شکنی کا
ہے پاس برابر مجھے محتاج و غنی کا

ہون دولت وحشت سے غنی روز ازل سے
محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا

تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے
لپکا نہ سپاہی کو پڑے راہ زنی کا

دار اُسکی سروہی کے رکے چہرہ پہ صد شکر
پایا نہ رقیبون نے محل طعنہ زنی کا

جو پاس ہو دے ڈالیو تو راہ خدا مین
محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھیو غنی کا

پھر دیکھینگے ہم کون ہدف کرتا ہی سینہ
ہو شوق تو اس ترک کو ناوک فگنی کا

منصف ہو اگر دیدۂ انصاف سے دیکھے
گل نام نہ لے آگے ترے گلبدنی کا

تیار نہین ساعد و بازو ترے قاتل
بیڑا نہ اُٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا

اللہ کو کر یاد نہ کر شکوۂ گردون
ہی وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا

یاد آئے جو مجکو تپ ہجران کے حرارے
صدمہ نہ ہوا نزع کی اعضا شکنی کا

قارون کے خزانے کا طلبگار نہین ہین
ہو گا نہ سزاوار مجھے مال دنی کا

سمجھا ہون جو اس منزل ہستی کو سرا مین
دھوکا ہی وطن مین بھی غریب الوطنی کا

بو مشک کی آئی ہی کھلے ہین ترے جو بال
جوڑا نہین نافہ ہی غزال ختنی کا

کھلجاویگا زاہد پہ رندون کا تقدس
موسم تو قریب آنے دو توبہ شکنی کا

سر پھوڑنا تھا تیشہ سے شیرین ہی کے آگے
فرہاد نے کیون قصد کیا کوہ کنی کا

مژگان تری پھر کرنے لگین خون دلون کا
ان ترکون کو پھر شوق ہوا راہ زنی کا

یاد در دندان مین گئی جان مری رند
تقدیر نے کشتہ کیا ہیرے کی کنی کا

مارا ہوا ہون اک بت وحشی خصال کا
تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا

خط نکلے پر صفائے رخ پر نور کی کہان
شہرہ ہی عارضی ترے حسن و جمال کا

کس کس پری کی شکل مرے لوح نقش ہی
رکھتا ہون مین بغل مین مرقع خیال کا

دلمین غبار لیکے چلا ہون جہان سے
تودہ لگے گا گور پہ گرد ملال کا

قالین کی احتیاج نہین کچھ فقیر کو
بہتر نمد کے فرش سے بستر ہی کھال کا

گلشن پہ یاد آئی جو چشم سیاہ یار
سوسن کا پھول بن گیا دیدہ غزال کا

دانہ ہی اُس پری کے شکم پہ جو خال ہے
عالم ہی اسکے جالی کے کرتہ پہ جال کا

کشتہ کیا ہی اک بت وحشی مزاج نے
ہوشامیانہ گور پہ آہو کی کھال کا

آغاز سے ہر امر کا انجام خوب ہو
انسان کو خیال رہے گر مآل کا

کس مہروش کی در کی گدائی کی ہی ہوس
خورشید ہی فلک پہ جو کاسہ سوال کا

چشمک زنی کرین نہ کہین رند سب جوان
پیری مین عشق خوب نہین خرد سال کا

مارفی اس رشک چمن کا گل رعنا سمجھا
شرملین چشم کو مین نرگس شہلا سمجھا

کثرت خلق کو اس دہر کے میلا سمجھا
گردش ہفت فلک کو مین ہنڈولا سمجھا

لکنت اس طفل کی ہین لکنت موسیٰ سمجھا
چور مھندی کا مین اسکے ید بیضا سمجھا

سب درختون سے چمن کے جو وہ موزون دیکھا
سرو گلشن کو قد یار کا سایہ سمجھا

مہروش یار نے افشان جو چنی ماتھے پر
رخ خورشید پہ مین عقد ثریا سمجھا

گل سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان
تجھ بن اے شوخ مین گلزار کو صحرا سمجھا

چشم خواہش سے نہ دیکھا کبھی دولت کیطرف
ہیچ مردار غذائے سگ دنیا سمجھا

بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یان آکر
اپنی جا میرے ویرانے کو عنقا سمجھا

کعبۂ رو کو ترے سجدہ کیا ہر ہر گام
جادۂ راہ کو تیرے مین مصلا سمجھا

لالہ و گل پہ گمان اس رخ رنگین کا ہوا
سنبل باغ کو مین زلف چلیپا سمجھا

اس مسیحا پہ تصدق جو کیا پڑ گئی جان
لاش کے پتلے کو مین خاک کا پتلا سمجھا

شیفتہ جب ترا پریون کو بھی دیکھا مین نے
خاتم دست سلیمان ترا چھلا سمجھا

بنگئی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا
دار منصور کو مین نٹ کا تماشا سمجھا

تاب جلوہ کی نہ تھی گر تو کہا کیون لن ترانی
پہلے آغاز کا انجام نہ موسیٰ سمجھا

گلشن دہر مین شبنم کیطرح قانع ہون
قطرۂ آب ملا تو اُسے دریا سمجھا

رونگٹے موج ہین تن پر ترے اے قلزم حسن
خال رخسار کو مین عنبر سارا سمجھا

خانۂ دوست سمجھ کر گئے کعبے کے طواف
قیس آہوے حرم کو سگ لیلےٰ سمجھا

وہ غنی ہون کہ زر و سنگ برابر ہین مجھے
خاک و اکسیر کا مین ایک ہی رتبہ سمجھا

چشم وحدت سے جو کی سیر جہان کی اے رند
زاغ بھی آیا نظر تو اُسے عنقا سمجھا

حقیقت مین اُسے منظور خاطر یان نہ آنا تھا
فقط حیلہ تھا درد سر کا صندل کا بہانا تھا

شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دلسے
سرہانہ پائینتی تھی پائینتی میرا سرہانا تھا

ندی آرائش گیسو نے فرصت بات کرنے کی
مقابل آئینہ تھا ہاتھ مین کافر کے شانا تھا

جو مرجاؤن تو لوح قبر پر میری یہ کھدوانا
ہوا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا

ہمیشہ سے ہدف ہون ناوک مژگان کج بانکا
ہوا تیر افگنی کا شوق جس کو مین نشانا تھا

یہ حسن و عشق سے منظور تھا صانع عالم کو
مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا

مسافر تھے عدم کی سیر کرنے یان بھی آئے تھے
رہے یان جب تلک قسمت مین یان کا آب و دانا تھا

بھری رہتی تھین ہمین صورتین آئینہ رویون کی
یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا

کسی دلکو محبت سے تری خالی نہین پایا
ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تھا

بڑھایا کیون مرض اپنا کیا تو نے او نرگس
اُن آنکھون سے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا تھا

ازل سے اُلفت روئے حسینان آب و گل مین ہے
مزاج اپنا لڑکپن مین بھی اوبت عاشقانا تھا

چھڑایا رند ہم سے آسمان نے اسکا در ورنہ
یہی سر تھا ہمارا اور اُس کا آستانا تھا

ہوشیاری نے ستمگر تری بیہوش کیا
تیری گفتار نے ظالم مجھے خاموش کیا

سر شوریدہ کیا تن سے جدا قاتل نے
بار احسان سے مرے سر کو سبکدوش کیا

بعد مردن پھرے گی روح بھی دیوانی سی
تیرے سودائے محبت نے اگر جوش کیا

آہ کے ساتھ فنا ہوگیا مین سوختہ جان
شمع سان باد کے اک جھوکے نے خاموش کیا

تردداے قیس کہ لیلی رہی اب صحرا مین
شہر کی راہ کو ناقے نے فراموش کیا

نہ غرض دین سے نہ دُنیا سے سروکار مجھے
یاد مین تیری دو عالم کو فراموش کیا

مین وہ دیوانہ تھا جس کے لئے پریان روئین
میرے ماتم نے حسینون کو سیہ پوش کیا

گور کی مردہ پسندی ہوئی ظاہر مجکو
مردے کی طرح نہ زندونکو ہم آغوش کیا

جام کو منہ سے لگانے کی نہ نوبت پہونچی
چشم مخمور نے ساقی کے یہ مدہوش کیا

واہ رے عشق رہی تیری کشش مجنون کو
شاہد حی سے تہ خاک ہم آغوش کیا

مین وہ محروم محبت ہون لڑکپن مین بھی
دا کسی نے نہ مرے واسطے آغوش کیا

دیکھنے کو ترے اور سننے کو تیری گفتار
چشم نرگس کو کیا گل کو صنم گوش کیا

پوچھتے رندؔ سے کیا ہو سبب مدہوشی
چشم مخمور نے اک مست کی بیہوش کیا

دیکھکر دامن صحرا کو چمن یاد آیا　　سیر غربت مین جو کی ہم نے وطن یاد آیا
ہم نے شادی مین بھی ماتم نہ فراموش کیا　　پہنی پوشاک مکلف تو کفن یاد آیا
جانیوالون پہ عدم کے نہین رودون کیونکر　　ہون مین غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد آیا
گل کو دیکھا تو بندھا عارض رنگین کا خیال　　غنچہ گر باغ مین دیکھا تو دہن یاد آیا
لحد تیرہ کی ایذا مجھے راحت ہوگی　　شب ہجران کا اگر رنج و محن یاد آیا
یوسف و چاہ کا احوال جو قرآن مین پڑھا　　اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا
تیرے کوچے کا تصور مجھے فرقت مین بندھا　　قید مین بلبل شیدا کو چمن یاد آیا
خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا　　سونگھ کر زلف کی بو مشک ختن یاد آیا
باغ مین بھی نہین اس رشک چمن کو بھولا　　زرد گل دیکھکے وہ سیم بدن یاد آیا

بولتے بولتے کیون ہو گئے خاموش اے رندؔ
کس پری کا تمھین انداز سخن یاد آیا

غرہ مٹ جاتا ہی راہ عشق مین مغرور کا　　ٹھوکرین کھاتا ہی یان سر قیصر و فغفور کا
گر برے بخت سیہ کا سامنا ہو جائیگا　　رنگ اڑ جائیگا چہرے سے شب دیجور کا
جیسے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا　　اے اجل مشتاق ہون تب سے کنار گور کا
جائے خون زخم جگر سے شعلے اٹھتے ہین مدام　　آگ لگ اٹھے اگر پھایا دھرون کافور کا
دیکھنے والا ہون اس رشک پری کا اے کلیم　　پرتو اتھا حسن کا جس کے تجلے طور کا
دیکھکر صورت تری پریان کہین پڑھکر درود　　واہ انسان کو دیا خالی نہ چہرہ حور کا
دے چکا مجھ زار کو وہ عیسیٰ دوران جواب　　اے اجل تو ہی مداوا کر اب اس رنجور کا
آمد خط سے دگرگون رنگ روئے یار ہے　　چاہ تھا وہ جو زنخدان اب ہی روزن دور کا
سرد مہری سے جہان کی ہلنہ موذی بھی گئی　　نیش گر جاتا ہی سرما مین ہر اک زنبور کا
ساعد سیمین سے زیب اس دست رنگین کی ہوئی　　پنجہ مرجان مین دستہ جڑ دیا بلور کا

خاک کر ڈالا جلا کر شمع رو نے رندؔ کو
بعد مردن خاک سے اٹھیگا بگا نور کا

سادہ رو ایک بت غنچہ دہن مجکو دیا
میرے اللہ نے بیخار چمن مجکو دیا

کی پس از مرگ فلک نے مری مٹی بھی خراب
گور ہی دی مجھے اس نے نہ کفن مجکو دیا

بوسۂ خال پری لونگا یہی ہے تعبیر
خواب میں حور نے ہی مشک ختن مجکو دیا

مالک سلطنت و ملک کیا اوروں کو
بدلے خلعت کے فلک تو نے کفن مجکو دیا

شکر کس منہ سے ادا ہو ترا اے رب کریم
لاکھ احسان کیے جو عضو بدن مجکو دیا

اور اللہ سے کیا دولت دنیا مانگون
یہ عطا کم ہی بت سیم بدن مجکو دیا

گور سے بیٹھ نہین لگنے کی سب سن لکھین
بعد مردن جو عزیزون نے کفن مجکو دیا

سر پہ رکھا اسے مین پھول سے بہتر سمجھا
گر کسی دوست نے اک خار وطن مجکو دیا

نونہال چمن حسن جسے سب کہتے
ایسا اک یار نہ لے چرخ کہن مجکو دیا

رند کی ہی یہ تمنا کہ اثر بھی دے تو
ربنا تو نے اگر ذوق سخن مجکو دیا

مقابل آرسی مین حسن جو اس کا نمایان تھا
مثال آئینہ وہ آئینہ رو خود بھی حیران تھا

صبا کی طرح دیر و کعبہ مین جسکا میں جویان تھا
ہر رنگ بوئے گل دیکھا تو وہ مجھ مین ہی پنہان تھا

جنون پر دست کلری کا فقط یار ذکا بہتان تھا
مثال صبح چاک اپنا ازل ہی سے گریبان تھا

نہ احسان کفن لون گا کسی کا مر گئے پر بھی
برہنہ جاؤن گا دنیا سے مین آیا بھی عریان تھا

تعلق جیب سے دامن کا تھا منظور چھوڑ وانا
فقط اسواسطے مجھسے جنون دست و گریبان تھا

ہنوز آگہ نہ تھا تو رسم ناوک افگنی سے بھی
کمان ابرو یہ مرغ دل جبھی سے تجھپہ قربان تھا

بنایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزان نے
مثال شمع شب کی شب مین اس محفل مین مہمان تھا

اڑا یا دھجیان کر کے لگا جو ہاتھ وحشت مین
کبھی پرزے تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا

نہ لوٹون کسطرح کانٹون پہ دوری مین گلستان کی
وہ بلبل ہون کہ فرش خواب جس کا گل کا دامان تھا

مرے باعث سے ہی عالم مین شہرہ تیری صورت کا
وگرنہ مصحف رو تیرا کس کافر کا ایمان تھا

دبستان محبت مین مری تحصیل افزون ہی
اگر مجنون تھا ابجد خوان تو مجھکو حفظ قرآن تھا

ترا دیوانہ جس وادی مین تھا اے غیرت لیلی
پرے مجنون کے جنگل سے بھی وہ کوسون بیابان تھا

جلایا تھا مجھے کس مہوش کے سوز فرقت نے
ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تابان تھا

نہ چھٹکارا ہوا صحرا مین بھی ایذا دہندون سے
لہو کا میرے پیاسا ہائے بھی ہر خار بیابان تھا

یہ مزد بندگی ہے گر دیا جنت مجھے یارب
سوا اسکے اگر کچھ اور دیتا تو تو احسان تھا

ہوا خود منزل دشمن وہ کیا ذلت سے مجھے دیتا
خدا اس بندۂ عاصی کی عزت کا نگہبان تھا

نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح پیری نے
مثال شبنم اس گلشن مین شب کی شب کا مہمان تھا

نہ چھوٹا فقر مین بھی پیشہ مردانگی اے رند
نیستان بوریا تھا میرا مین شیر نیستان تھا

کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان جیتا
وحشت دل ترے اقبال سے میدان جیتا

دو گھڑی کے لئے آتا اگر اے رشک مسیح
چلدن اور ترا کشتۂ ہجران جیتا

روبہ بستہ بھی اب کھل نہین سکتی ہم سے
باندھ لاتے تھے کبھی شیر نیستان جیتا

گرد کلفت مین دبا جاتا ہے میرا تن زار
گاڑ دیگی مجھے کیا گردش دوران جیتا

بندگی کرتا غلامون کی طرح سے تیری
آج کے دن نہ ہوا یوسف کنعان جیتا

جسکی دعوت کی زمانے نے اُسے زہر دیا
اُسکے گھر سے نہ پھرا ایک بھی مہمان جیتا

پیس ڈالے گی یہ ایک ایک کو چکی کیطرح
کوئی رکھنے کی نہین گردش دوران جیتا

مرگ خواہان ہے مری دے چکی ہے زیست جواب
تیری امید پہ ہون عیسی دوران جیتا

آپ دانستہ کوئی کھوتا ہے نعمت اپنی
پھینک دیتا ہے کوئی توڑ کے دندان جیتا

سخت جان تھا جو رہا تندہ جبین سے چھٹکر
مین تو دم بھر بھی نہ اے مرغ گلستان جیتا

چل کے اب عرض کر و حضرت آتش سے رند
معرکہ آپ کا یہ طفل دبستان جیتا

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا
آنکھون کو انتظار رہا اس غبار کا

دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہون گردش لیل و نہار کا

کیونکر دہان یار سے تشبیہ دون اسے
غنچے کو اُسکے سامنے رتبہ ہے خار کا

اُٹھنا پڑیگا سنتے ہین پھر بعد خواب گ
سوتون کی موت چونکنا ہے بار بار کا

یہ جانتا ہون میرے گنہ بیشمار ہین
اندیشہ دل مین کیا کرون روز شمار کا

بعد وصال ہجر مین یون مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہے صدمہ خمار کا

ضد سے مری فریفتہ عالم ہوا ترا
باعث ہے میرا عشق ترے اشتہار کا

بد مست میکدے سے جہان کے مین بھاگیا
آنکھون نے میری رنگ نہ دیکھا خمار کا

یوسف بسائے پیرہن اپنا یقین ہے
او گل کھنچے جو عطر ترے باسی ہار کا

دیوانے جائین دشت کو زنجیر توڑ کر
تلوؤن مین یاد آئے کھٹکتا جو خار کا

اللہ ری صفا رخ رنگین یار کی
گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہے خار کا

اب اُسکے آستان سے چھڑاتے ہین مجکو یار
اے رند جب محل نہ رہا اختیار کا

قتل پر میرے جو قاتل تیغ اُٹھا کر رہگیا
شاہ رگ کے پاس دم قالب سے آکر رہگیا

اے صبا جاوے تو کہیو میرے سرو ناز سے
لگ گیا یہ دل ترا گلشن مین جا کر رہگیا

بے تکلف اپنی صورت اُس نے دکھلائی مجھے
تھا جو موسیٰ کو فقط جلوہ دکھا کر رہگیا

گر نہین کچھ عشق کامل نے اثر اُس کو کیا
کیون زبان پر شب کو میرا نام لیکر رہگیا

حق مین کافر کے نہ نکلی میرے مُنھ سے بددعا
قبلہ رو خاموش ہاتھون کو اُٹھا کر رہگیا

منزل ہستی کو حق آباد رکھے حشر تک
چار دن آرام سے مین یان بھی آکر رہگیا

پہونچے منزل پر سبکباری سے ہمراہی مرے
اپنی گردن پر مین ناحق بوجھ اُٹھا کر رہگیا

ہوش گردون کے اُڑاتی ہے مری سرگشتگی
دیکھکر مجکو فلک چکر مین آکر رہ گیا

دل کا دل ہی مین رہا شوق شہادت والغیب
قتل کرنے کو وہ قاتل ہاتھ اُٹھا کر رہگیا

سخت جانی نے مری خنجر کو عاری کردیا
ہونٹھ قاتل اپنے دانتون سے چبا کر رہگیا

قصد تھا صحرا کو جاؤن جوش وحشت مین مگر
تھا مسلسل ہاتھ پاؤن کو ہلا کر رہگیا

گر یونہین چندے رہا سودائے خط سبز رند
دیکھ لینا ایک دن مین زہر کھا کر رہگیا

ہر اک زبان پہ تو حاصل کلام آیا
وہ رٹتا ہے جسطرح تیرا نام آیا

ہمارے حلقے سے خارج ہی ذکر غیر اید ست
شمار مین نہین تسبیح کا امام آیا

گلی مین اسکی ہوا بہشت چلتی ہے
وہ زندہ ہو گیا مردہ جو زیر بام آیا

کبھی سنا نہ ہوا سے چرخ دیکھنا کیسا
دکھاؤن گا مین اگر وہ مہ تمام آیا

خم و سبو ہے معمور فیض ساقی سے
شراب پیجئے اب دور دور جام آیا

جیا نہ خانۂ صیاد مین کوئی بلبل
پھڑک پھڑک کے موا جو اسیر دام آیا

تری ہی ذات کریم و رحیم ہے اے دوست
سوا ترے کوئی مشکل مین کس کے کام آیا

دکھایا آنکھوں نے گردون نے روے صبح امید
شبوں کا جاگنا آخر ہمارے کام آیا

چلون بچا کے مزار شہید الفت کو
خیال اتنا نہ تم کو دم خرام آیا

قصور کیا ترا ساقی فلک نہ دیکھ سکا
گرایا ہاتھ سے اُلٹ جو میرے جام آیا

کہو یہ ہمسفرون سے نہ لیوین راہ مین دم
کہ دور جانا ہے اور دن قریب شام آیا

یہی ہے قول مرے غیرت زلیخا کا
خریدونگا کوئی یوسف سا جو غلام آیا

نہین ہے ابلق لیل و نہار قابو مین
ہماری ران تلے اسپ بے لگام آیا

وفور شوق سے اے رند ضبط ہو نہ سکا
زبان پکار اُٹھی جب دل مین اسکا نام آیا

محتسب دل کو نہ رندون کے بہلتے دیکھا
دور ساغر نہ ترے دور مین چلتے دیکھا

حق بجانب ہے جو غش آگیا قاتل کو مرے
دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا

ہوگئی پیش صنم قفل دہن خاموشی
حرف مطلب نہ کبھی منہ سے نکلتے دیکھا

ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال
کبک و طاؤس نے شاید تمھین چلتے دیکھا

کشت انجم کو نہ سرسبز کرے ابر بہار
کام اسفل سے نہ اعلیٰ کا نکلتے دیکھا

آسمان کو نہین منظور ہے مردون کا فروغ
شمع کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا

دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پر
مہندی اکدن اسے ہاتھون مین نہ ملتے دیکھا

قد سے اس شوخ کے کیا دیجے ہین تشبیہ اے رند
دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

مطلب ہین صفا ہو یہ تکلف ہے زبان کا
دقت ہوئی معنی مین تو کیا لطف بیان کا

دلچسپ مرقع ہے ہر اک نقش جوان کا
نقشہ کسی اُستاد نے کھینچا ہے جہان کا

وابستہ ترے ذکر سے ہے لطف بیان کا
ہو جائے ترا نام سخن تکیہ زبان کا

بھولا ہی بھلا چھوڑ کے اُٹھ جاؤن چمن کو
اللہ دکھائے مجھے عالم نہ خزان کا

تھا قصد حرم الفت بت دیر مین لائی
نکلا کدھر کو مین ارادہ تھا کہان کا

مر مر گئے عاشق ترے لٹکا کے سرون کو
تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا

گھائل ہوئے جب سے تری تلوار کے اے ترک
مرہم ہی لگایا نہ کبھی زخم کو ٹانکا

کیا کر سکینگے اپنے مریضون کا مداوا
پہلے وہ علاج آپ تو کر لین خفقان کا

ثابت نہین ہوتا چلی جاتی ہے کدھر کو
عالم ہے مری روح مین بھی ریگ رواں کا

دلخواہ جنون ٹھیک نہین ہوتا گریبان
سو بار ادھیڑا اُسے سو مرتبہ ٹانکا

دے پیکے جوان دیتے ہین ساقی کو دعائین
تا دور فلک دور رہے پیر مغان کا

ہستی نے بھلایا ہے مجھے گور کا رستہ
اے مرگ بتا دے تو پتہ میرے مکان کا

چہرے سے عیان ہوتا ہے جو حال ہو دلکا
خاموشی عاشق مین بھی عالم ہے بیان کا

ہر ایک مژہ تیر ہے پر بے پر و پیکان
ابرو پہ گمان ہے مجھے بے چلہ کمان کا

شہرا ہے بڑا آپ کی شیرین دہنی کا
دو منھ مین ذرا ذائقہ چکھون مین زبانکا

صحرا سے گلستان کیطرف لائی ہے وحشت
دل یان سے بھی گھبرایا برا ہو خفقان کا

قاصر ہو جہان مدرکۂ عقل نخستین
کیا ذہن رسائی کرے اس ہیچدان کا

یارب کبھی نکلا نہ کبھی یا صنم اس سے
کچھ مجھ پہ نتیجہ نہ کھلا میری زبان کا

کیا کیا نہ جوان سیدھے کئے پیر فلک نے
ٹیڑھا نہ ہوا اس سے کسیدن کوئی بانکا

تربت پہ پس از مرگ ہو ہموار زمین سے
تا نام بھی باقی نہ رہے میرے نشان کا

ہو جائے ابھی کافر و دین دار کی اک راہ
کھلجائے اگر بھید ترے راز نہان کا

ہو دیگا وہی جو کہ ہے تقدیر الٰہی
قائل نہ شگونکا ہون نہین فال زبان کا

اُڑھوائی پس از مرگ مجھے اشک کی چادر
چشمون نے کفن مجکو دیا آب روان کا

مینخواری کی تکلیف نہ دے روزے مین ساقی
شوال مین ہو جائیگا بدلا رمضان کا

ایماے ملاقات تھی خاموشی ہماری
گونگے نے اشارے سے لیا کام زبان کا

جب آے تھے ہستی مین تو تھی یاد عدم کی
وان جائینگے تو دھیان رہیگا ہمین یانکا

تسکین نہ ہوئی سیب ذقن سے بھی شب وصل
اب مرگ مداوا ہے ہمارے خفقان کا

بے یار مجھے باغ پہ صحرا کا گمان ہے
شک غنچہ سوسن پہ ہے آہو کی زبان کا

بوسہ لب شیرین کا لیا وصل کی شب مین
افطار کیا خرمے سے روزہ رمضان کا

کیا جانیے کیا بات نکلجائے دہن سے
اب گنگ ہی ہونا ہے بھلا میری زبان کا

دیکھا نہ پرکھتے ہوے یان کھوٹے کھرے کو
ٹکسال سے باہر ہے چلن اہل جہان کا

ممنون کیا میت کو مری ریگ روان نے
بے گور و کفن تھا مین مری لاش کو ڈھانکا

دن عید کے نشہ پلائے کئی ساغر
ساقی نے دیا فطرہ یہ ماہ رمضان کا

بیکار ہی بے روح کے یہ پیکر خاکی
عزو شرف و رتبہ مکین تک ہی مکان کا

اک عمر سے ہی زندگی اور موت مین جھگڑا
قصہ نہین چکتا یہ بکھیڑا ہے کہان کا

پیری مین ہوے رند عبث مائل طفلان
کیون آپ کو مطعون کیا ہر پیر و جوان کا

اے پری یاد ہی وہ ناز سے آنا تیرا
منھ کو شرما کے دوشالے مین چھپانا تیرا

آنکھین نیچی کیے شرمائے ہوئے منھ پھیرے
مُسکرا کر وہ گلوری کا چبانا تیرا

نقش ہے دل پہ مرے آج تلک اے ظالم
سب کی نظرون مین بچا آنکھ لڑانا تیرا

سانپ سا لوٹتا ہی چھاتی پہ جب آتا ہی یاد
بگڑی زلفون کا وہ ہر بار بنانا تیرا

جان جان یاد ہی بوسے کیلئے وصل کی شب
منتین کرنا مرا منھ کا چھپانا تیرا

ایک اک چیز کو مین یاد کیا کرتا ہون
کبھی چوٹی کبھی گردن کبھی شانا تیرا

منتین مانیان درگاہون مین چلے باندھے
پر میسر نہ ہوا ساتھ سُلانا تیرا

کہیو اے باد صبا مرتا ہی عاشق تیرا
کوچۂ یار مین گر ہو کبھی جانا تیرا

کتنا سمجھایا سمجھتا نہین تو او ظالم
دل بیتاب یہی ہی جو ستانا تیرا

ڈالتا ہون کسی جلاد کے پالے تجکو
آج ہی کل مین لگاتا ہون ٹھکانا تیرا

دیکھکر کوچے مین اپنے مجھے بولا وہ شوخ
نہین کمبخت کہین اور ٹھکانا تیرا

جب مین روتا ہون تو ہنسکر مجھے فرماتے ہین
آنکھین پھوڑیگا عبث اشک بہانا تیرا

دل بیتاب گھڑی بھر تو مجھے سونے دے
قہر ہی روز کا راتون کا جگانا تیرا

آج مرجانے پہ راضی ہی ترے سر کی قسم
ہو یقین مجکو اگر گور پہ آنا تیرا

دم مین دم باقی ہی جبتک نہ اُٹھا یار سے ہاتھ
رند دشمن ہی تو ہو سارا زمانہ تیرا

ہنگامہ گرم آہ شرر بار نے کیا
رسوائے خاص و عام دل زار نے کیا

سوداگران ہجوم خریدار نے کیا
دل سرد میرا گرمی بازار نے کیا

آغاز سبزۂ خط رخسار نے کیا
بے نور آئنہ ترا زنگار نے کیا

ستھراؤ تیغ ابروئے خمدار نے کیا
میدان صاف یار کی تلوار نے کیا

دکان دہر مین تھا متاع گران بہا
ارزان مجھے کسادی بازار نے کیا

جن بتکے پتلا سر سے نہ اُترا کسیطرح
دیوانہ تیرے سایۂ دیوار نے کیا

وہ جنس ناقبول ہون بازار دہر مین
رخ اسطرف کبھی نہ خریدار نے کیا

عفو قصور ہو مرا گو آپ حو نہ ہاین
پر اب تو ترک عشق گنہگار نے کیا

مطلب تھا بندگی تری یا دیر یا حرم
سجدہ تجھی کو کافر و دیندار نے کیا

پھانسی گلے مین رات کو دی یاد زلف نے
دیوانے سے نہو وے جو ہشیار نے کیا

دیکر متاع عقل لیا ہی جنون عشق
کیسا معاوضہ یہ دل زار نے کیا

بدنام اُسکو کرتا ہین رسوا نہ آپ کو
سارا فساد یار کی تکرار نے کیا

تصویر کیطرح حرکت لب کو بھی نہین
خاموش کس کی حسرت گفتار نے کیا

مانند خضر چشمہ حیوان پہ پایا دخل
اعجاز سبزۂ لب دلدار نے کیا

سیدھا کرون گا گیسوے خمدار کی قسم
جس روز مجھ سے بل کبھی اغیار نے کیا

اے بادشاہ حسن ہوا تجھپہ وہ فقیر
ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا

دو دن مین شکل اور سے کچھ اور ہو گئی
کیا جلد منفعل غم دلدار نے کیا

ثابت ہوا جو عشق بتان کا گناہ گار
ملزم تجھی کو کافر و دیندار نے کیا

در گران بہا ہی وہ تو جس کے واسطے
بیعانہ نقد جان کو خریدار نے کیا

جھگڑا کیے مجھے نہ جلایا کیا نہ دفن
مردہ خراب کافر و دیندار نے کیا

شب زندہ دار اہل جہان مین لقب ہوا
رتبہ یہ اپنا دیدۂ بیدار نے کیا

گلہاے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہین
باغ و بہار یار کی تلوار نے کیا

جاتی تھی سوے چرخ ہوائی کیطرح سے
شب کو تماشا آہ شرربار نے کیا

آنسو ہنسی مین آنکھ سے اسکے نہین گرے
صحت کا غسل مردم بیمار نے کیا

غافل بقدر حوصلہ تکلیف دے مجھے
جبر اختیار کب ترے مختار نے کیا

تصویر اُسکی سینے سے کرتا نہین جدا
تعویذ نقش یار دل زار نے کیا

روندا قتیل جرم محبت کی لاش کو
الفات ترک شوخ کے رہوار نے کیا

قاصر تھی رعب حسن سے ہر مرتبہ زبان
کچھ عرض حال جب لب اظہار نے کیا

جان لب پہ آکے پھر گئی پردہ نہ اُٹھا
ایفاے وعدہ خوب مرے یار نے کیا

قتل اسلیے کیا تھا اگر تا نمود ہو
تشہیر کیون نہ لاش کو خونخوار نے کیا

دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا
جب اضطراب طالب دیدار نے کیا

پان ہونٹھ نیلے کر دیے دانتوں سے کاٹکر
دان زیر لب مسی کو اگر یار نے کیا

بے یار سیر باغ جو کی مین نے جاکے رند
دل داغ داغ لالۂ گلزار نے کیا

مشغلہ تھا یہ شب ہجر مین مہروا اپنا
سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانوا اپنا

پھینک دون گا مین اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھ پہ قابو نہین دلبر تو ہی قابو اپنا

ہو چکے حشر کہین قصہ ہو یکسو اپنا
پھیرے خورشید جہان تاب ادھر رو اپنا

نہین معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہی
اہل ایمان تجھے اپنا کہین ہندو اپنا

آئینہ دیکھکے سکتا سا ہوا ہی اُس کو
محو آئینۂ رخ آپ ہی مہ رو اپنا

بوے گل سے مجھے دھوکا نہ دے اسکی بوکا
جو چلا رہنے دے باد سحری تو اپنا

دعوی حسن کیا کرتا ہی اس سے شاید
دیکھا یوسف نے نہین آئینہ مین رو اپنا

رام کس طرح کریگا کوئی صیاد اُسے
اپنے سایے سے بھی رم کرتا ہی آہو اپنا

کیا ہوا اے بت کافر وہ تری چشم کا سحر
کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا

جانجان جب سے ہی تجھ سے مرا خالی آغوش
گو کبھی مجھ سے تہی کرتی ہی پہلو اپنا

ولے قسمت کیا حضر آئینہ نے روئے نگار
شانے نے کر لیا اس زلف پہ قابو اپنا

قصد نخچیر تو کر تیغ تو تو کھینچ اے ترک
آپ کاٹے گا گلا آن کے آہو اپنا

یاد کر کے لب پا خوردہ کی تیری سرخی
خون دل آج پیا ہی کئی چلو اپنا

کسکو ہم پلہ گنے حسن مین وہ طفل شریر
سمجھے یوسف کو جو پاسنگ ترازو اپنا

ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کا مین
پاؤن میدان سے سر کیے جو سر ہو اپنا

مشترک شستے ہوا خون جگر اشکون مین
رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا

اک نظر آئینہ گر آنکھ سے میری دیکھے
ابھی اے بت کلمہ پڑھنے لگے تو اپنا

کہدو ساقی سے کہ حاضر ہو لیے کشتی سے
بادہ خواری کا ارادہ ہی لب جو اپنا

پاکدامانی کا وعدہ نہ کرے اس رو سے
منھ گریبان مین اگر ڈالے کبھی تو اپنا

لوٹا کرتا ہون شب ہجر مین انگار و نیر
جلنے لگتا ہی جدھر رکھتا ہون پہلو اپنا

تا سحر ہجر کی شب درد کیا کرتا ہے
دل کبھی سینہ کبھی اور کبھی پہلو اپنا

داغ کھا کھا کے مرے عشق مین گلرو نکلے
حشر کے روز کفن ہوویگا خوشبو اپنا

دیکھ تو کتنے گلے کٹتے ہین تلوار دن سے
تو ہلا بیٹھ کسی روز تو ابرو اپنا

پیچ و خم دیکھکے دم بند ہوا سنبل کا
باغ مین اُس نے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

یاد آیا ترا سر رکھکے جو سونا شب ہجر
پیٹتے پیٹتے نیلا کیا زانو اپنا

خویش بیگانون سے ہم جنکے لیے غیر ہوئے
نہ ہوا پر نہ ہوا حیف وہ بدخو اپنا

زلف عارض پہ نہ چھوڑین نہ کرین اندھیر
شانے پر شوق سے لٹکائین وہ گیسو اپنا

وار تلوار کے چہرہ پہ لیے مثل سپر
نہ پلک جھپکی نہ ٹیڑھا ہوا ابرو اپنا

پشت پا مارین نہ کیون ہمت مردانہ پر رند
شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

موت آئی راستے مین اُسے یا بھٹک گیا
قاصد مرا نہ ایک بھی دلدار تک گیا

دل ایک ساغر مئے اُلفت سے چھک گیا
یک ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا

اے رند شوق جامہ دری پھر چمک گیا
پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا

پھر دل مین گھر کیا ہی کسی رشک ماہ نے
دو چار دن سے داغ جگر پھر چمک گیا

پھولا یہ آمد آمد گلرو سے باغ مین
مارے خوشی کے پیرہن گل مسک گیا

اس گل کی شاخ گل سے بھی نازک کلائی ہی
گجرا جو لپٹا پھولون کا پہونچا لچک گیا

سُتھرائی دی نسیم نے میرے مزار پر
باران رحمت آنکے پانی چھڑک گیا

گلشن مین آکے آگ لگا دی بہار نے
انگارے کیطرح سے ہر اک گل دہک گیا

کین عاشقون سے اپنے ترش رو میان لب
شیرین لبون کے چہرہ سے آخر نمک گیا

سونپا زمین کو مجکو میرے پردہ پوش نے
پیوند خاک ہو گیا مین عیب ڈھک گیا

یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے
بلبل ہزار رنگ کا آکر چہک گیا

جس جسطرح سے چاہا مرا امتحان کیا
اتنا یقین ہوا تجھے کیون دل اسے کھٹک گیا

پہلو مین اب نہین ہی وہ پھوڑے کی سی تپک
خون ہوکے دل بھی اشک کے شامل ٹپک گیا

اے حور آدمی ہون نہ دو دن کے تک جواب
چپ رہتے رہتے میرا کلیجہ تو پک گیا

صیاد تیرے دام سے آسان تھا چھوٹنا
مشکل یہ ہی کہ تجھ سے مرا دل اٹک گیا

بیخود تھا ساقیا مجھے نشہ زیادہ تھا
تقصیر ہو معاف اگر مین بہک گیا

برباد کر کے خاک مین مجکو ملا چکا
اب تو غبار دل سے ترے اے فلک گیا

لرزا یہ اضطراب سے میرے مرا مزار
جو سنگ لوح اپنی جگہ سے سرک گیا

بیمار دونون اک مرض عشق کے ہوئے
دان مضمحل ہی یار ادھر مین جھٹک گیا

سرکا دوپٹہ شب کو جو گردن کے پاس سے
جگنو کیطرح یار کا جگنو چمک گیا

غالب ہی جنس دلکو کیا اس نے ناپسند
لا کر جو مشتری مرے سر سے ٹپک گیا

انگڑائیان جو لین مرے اس تنگپوش نے
چولی نکل نکل گئی شانہ مسک گیا

سوچا جو رند دل مین مآل شگفتگی
رو دیا مین غنچہ باغ مین جسدم چٹک گیا

گرمی سے اسکے رخ کے یہ گلشن دہک گیا
گل پر پڑا جو دانہ شبنم چٹک گیا

کاکل مین تیری مرغ دل اب ہو چکا اسیر
پھنستا نہین جو دام سے طائر بھڑک گیا

ثابت کی مستی کمر یار نا فنا سے
آیا یقین عدم کا مرے دل سے تنگ گیا

دل چاہتا ہی آپ گلا ر گڑون بار ڈھ سے
قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم بھڑک گیا

آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کونسا آ کر بہک گیا

اللہ ری وحشتین مرے آہو خصال کی
کوسون ہی رم کیا ہی جو پتا کھڑک گیا

ہوگا ضرور غازہ رخسار شاعری
رنگین جو مجھ سے ایک بھی مضمون ٹپک گیا

وحشت مین جس طرف کی مجھے لہر آ گئی
سر گا ڑے مثل سیل ادھر بیدھڑک گیا

تم جانتا ہوئی حرکت قطب کو بھی آج
میدان سے جو پاؤن ہمارا سرک گیا

مطبوع طبع یار نہوگی شبیہ بھی
رنگ قبول چہرے سے میرے ٹپک گیا

بستر پہ تیرا پھول بچھانا جو آیا یاد
پہلوے دلمین خار سا اے گل کھٹک گیا

دی جان اس نے آتش گل سے کباب ہو
شاید کہ آشیانۂ بلبل بھڑک گیا

نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل
ہر کوچہ مثل صحن گلستان مہک گیا

گلچین نے کوئی گل جو کبھی توڑا باغ مین
چاک قفس سے دیکھکے بلبل پھڑک گیا

پائی نہ تیرے وادی الفت کی انتہا
پائے کمیت فکر یکہ دو دین تھک گیا

شاعر نہین ہون رند مین مجنون عشق ہون
جو منھ مین آیا عالم وحشت مین بک گیا

دیوانہ عشق زلف گرہ گیر سے ہوا
دلبستگی کا سلسلہ زنجیر سے ہوا

پھر راتین کاٹنے لگے اختر شماری مین
پھر عشق ایک چاند سی تصویر سے ہوا

دونون کو ایک جھٹکے مین توڑونگا یجنون
جس روز تنگ مین غل و زنجیر سے ہوا

باعث ہوئے گناہ ترے عفو کے کریم
مستوجب نجات مین تقصیر سے ہوا

دل اور جگر ہین ابر دو مژگان سے چور چور
زخمی یہ تیر سے تو وہ شمشیر سے ہوا

کھینچا ہی اُسکو جذبۂ دل نے مری طرف
اتنا اثر تو عشق کی تاثیر سے ہوا

اس ترک شہسوار کو ہی جیسے ذوق صید
خالی شکار بند نہ نخچیر سے ہوا

لکھدیتا وصل ہجر کی جا سر نوشت مین
اتنا نہ سہو کاتب تقدیر سے ہوا

قابو ہوا نہ ایک پریزاد پر کبھی
بے اعتقاد دل مرا تسخیر سے ہوا

سرنامے کی طرح سے کیا پیرہن قبا
دیوانہ اس پری کی مین تحریر سے ہوا

بے واسطہ جدا کیا سر تن سے شمع کا
جلاد کا ہی کام جو گلگیر سے ہوا

چلاتی کمان کا کھنچا کس سے ایجوان
ہم پلہ کس کا تیر ترے تیر سے ہوا

تو ہی دکھادے نالۂ گرم اپنا کچھ اثر
دل سرد آہ سرد کی تاثیر سے ہوا

پابند ہون کسی کا مجھے کب دماغ تھا
سودائے زلف شامت تقدیر سے ہوا

رکھتے ہی اسکے جان مرقع مین پڑگئی
اعجاز عیسوی تری تصویر سے ہوا

سر پر جو بار عشق حسین جوان لیا
قامت خمیدہ تو فلک پیر سے ہوا

جوہر وہ خاکساری نے پیدا کیا مری
حاصل مہوسون کو جو اکسیر سے ہوا

بزم سخنوران مین نہ پاتا کبھی فروغ
روشن بیان جہان مین تقریر سے ہوا

برباد ہو کے خاک مین جبتک ملا نہ مین
غافل نہ آسمان مری تدبیر سے ہوا

جانے دیا نہ دشت کو اُلجھا رکھا مجھے
تنگ اے جنون مین پاؤنکی زنجیر سے ہوا

کافر ہون مین جو اپنے نوشتہ کو بد کہون
تحریر ہی کہ خامۂ تقدیر سے ہوا

جلا آتی وہ تو کیون مین گلا اپنا کاٹتا
خون مجھپہ میرا مرگ کی تاخیر سے ہوا

پہونچائیو سلام اسیرون کو اے صبا
گل تک اگر گذر کسی تدبیر سے ہوا

رزاق نے کیا مجھے پیدا جہان مین بعد
موجود پہلے رزق ترا شیر سے ہوا

دشنام تھا جواب غرض ہر سوال کا
جب لاجواب وہ مری تقریر سے ہوا

یوسف بھی میرا تا در زندان تھا ساتھ ساتھ
قید اے جنون مین عزت و توقیر سے ہوا

ترغیب لاکھ طور سے دی پردے چھوڑ کر
عریان نہ یار پر کسی تدبیر سے ہوا

آئینہ وار پشت بدیوار ہی رہا
جو صورت آشنا تری تصویر سے ہوا

دل مدعی کا سیف زبان سے ہوا دو نیم
اعجاز ذو الفقار اسی شمشیر سے ہوا

پھر دلکو رابطہ ہوا اک طفل شوخ سے
بار دگر مین رند جوان پیر سے ہوا

فلک کا جور و ستم اب سہا نہین جاتا
زمین کاش پھٹی ہوتی مین سما جاتا

شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا
حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا

دکھاؤن مین کسے تقدیر کا لکھا جاکر
مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا

اٹھائین لطف نہ نعمت سے اپنے سرگردان
وہان غیر مین ہی رزق آسیا جاتا

یہ آج صاحب طبل و علم ہے کل وہ ہے
ہے اپنے نام کی نوبت ہر اک بجا جاتا

نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین
ہما کے سائے کو سر پر سے ہی ہما جاتا

ترے مقام کا ابد دست گر نشان پاتا
ہوا سے آگے رہ شوق مین اڑا جاتا

وہ کروٹونکا بدلنا تھا تاب طاقت تک
ترے مریض سے اب تو نہین ہلا جاتا

محیط دہر مین استادہ صورت کشتی
دکھائے دیتا ہون سب کو یہ ہون چلا جاتا

کوئی یہ بڑھکے مرے ساتھ والون سے کہدے
یہ ناتوان ہی پس قافلہ رہا جاتا

خبر نہین ہے کدھر جاؤنگا چلا ہون کہان
مثال رنگ پریدہ ہون پر اڑا جاتا

نہ کرتی موت اگر ہجر مین مسیحائی
مین کسکے پاس لیے درد لادوا جاتا

اذیت تپش دل سے چھوٹتا کوئی دم
اس اضطراب کے بدلے تو غش ہی آجاتا

جو ترک عشق نہ کرتا بھلا تو کیا کرتا
مین اپنی جان سے جاتا تمہارا کیا جاتا

جنون وسیع نہ ہوتا جو دامن صحرا
نکالنے مین کدھر دلکا حوصلا جاتا

نہ سنتا کوئی کبھی نارسائیون کا گلہ
جو لیکے یار تلک طائر رسا جاتا

گھسیٹتا ہے گریبان جنون صحرا کو
کبھی کبھی ہون اگر آپ مین بھی آجاتا

نہین ہے کوئی پس از مرگ گاڑنے والا
مین زندہ خاک مذلت مین ہون گڑا جاتا

قریب آگئے کیا اے جنون بہار کے دن
جو خود بخود ہے گریبان مرا پھٹا جاتا

نہ کر تو گریہ یہان اے برق شل نخل چنار | مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا
ہما کے کھانے سے ہین مری سعادت تھی | سگ حبیب اگر ہڈیان چبا جاتا
اگر نہ کرتی وہ زلف دراز کوتاہی | جنون عشق کا کاہیکو سلسلا جاتا
زبان و گوش ہوے گنگ و کر جب آئے تم | جو پہلے آتے تو کچھ کچھ کہا سنا جاتا
نہین ہی طاقت اظہار قصۂ جانکاہ | بیان نہ کرتا اگر حال دل کہا جاتا
جو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب | غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا
ہنسی ہی کھیل ہی دلسنت مین تری ہنستے | ہی اپنی جان سے اک بندۂ خدا جاتا
نہین ہین دست و قلم اختیار مین قاصد | زبانی کہیو تو خط تو نہین لکھا جاتا
ہمارے آپکے بس آج سے ہنسی موقوف | ذرا سی بات مین غصہ ہی تمکو آجاتا
رہا تھا آکے یہان ہاتھ جان سے دھو کر | تری گلی سے کہان یہ شکستہ پا جاتا
پھرا دے خنجر خونخوار کو پھر اے قاتل | گلے مین ہی مرے تسمہ لگا رہا جاتا

اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے رند
چلو عدم کو ہی یارون کا قافلہ جاتا

عشق مین حال جہان نوع دگر ہونے لگا | اے پری دیوانہ تجھپر ہر بشر ہونے لگا
حسن سے آگاہ اب وہ بیخبر ہونے لگا | آئینہ جو اسکو منظور نظر ہونے لگا
رونق افزا بام پر وہ بیشتر ہونے لگا | بند ہاے بھیڑ کے اب رہگذر ہونے لگا
گوش زد جبکے ہوا سرگشتگی کا میری حال | انگلیان کانون مین دین دوران سر ہونے لگا
اک نہ اک ایذا رہی ہر دم بدولت عشق کے | درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا
وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوئے آثار صبح | یار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا
جس نے موتی گوش مین دیکھا ترے کہنے لگا | ہی تماشا کان سے پیدا گہر ہونے لگا
مے کشی موقوف جام و شیشہ رکھ بالائے طاق | رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا
روئے انور پر ہوا آغاز خط رو سیاہ | یہ بڑا اندھیر اے رشک قمر ہونے لگا
آہ عاشق کان مین اسکے نہین کرتی اثر | گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا
دل سے گذری انتہائے کاوش مژگان یار | اب رگ جان مین فرو یہ نیشتر ہونے لگا
میرے مرنیکی جو دی اس حور کو جاکر خبر | سنتے ہی ارشاد فی النار و سقر ہونے لگا

چھونے کو جب ہنڈولے پر چڑھا وہ رشک مہر　　مین یہ سمجھا آسمان زیر و زبر ہونے لگا
شعر سنکر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے　　اب سخن مین میرے سیفی کا اثر ہونے لگا
لیکے دل صورت چھپانے سے بھلا کیا فائدہ　　بے مروت اتو جانون کا ضرر ہونے لگا

عرش تک جس دن گئی آہ رسا سن لیجو رند
عالم بالا مین شور الحذر ہونے لگا

پھرا مین ہر روش پر بے ترے گلزار مین بھٹکا　　نظر مین ہر گل تر خشک کانٹے کی طرح کھٹکا
اشارہ ہی یہی ہم اُنسی کاکل کی ہر لٹ کا　　کوئی گر بات سیدھی بھی کہے اُلٹا اُسے لٹکا
وہ روئے سادہ اُسکا نقش رد سحر ہے شاید　　اثر کرتا نہین ہرگز کوئی جادو کوئی ٹٹکا
امارت کا مزا پایان فقر کی دولت سے حاصل ہے　　اٹھایا بورئے پر مین پھولون کے چھپر کھٹ کا
بلا سے تیری سودائی ہو کوئی یا پریشان ہو　　بنا کر موئے کاکل شوق سے شانون پہ تو لٹکا
ہوا پر مثل برگ گل پھرا صحرا مین مین وحشی　　کسی دن ایک کانٹا بھی نہ تلوے مین مجھے کھٹکا
لب دریا اگر سوتا ہون اُس کاکل کے جاتا ہون　　ڈراتا ہے بلا بنکر مجھے مردہ بھی مر گھٹ کا
سمجھکر پاؤن رکھنا خضر صحرائے محبت مین　　خبر تحقیق ہے بے شبہ ہے اس راہ مین کھٹکا
جنون زنجیر کے روکے نہین رکنے کا مین وحشی　　جدا ہو جائیگی اک اک کڑی جب پاؤن کو جھٹکا
کبھی میرا بھی اے گیسوئے پیچان دسترس ہوگا　　مثال شانہ عقدہ کھولدونگا تیری لٹ لٹکا
چلا تھا دیر کو کعبے مین آنکلا مین وحشت مین　　کہان جانا تھا مجکو کسطرف آیا بہت بھٹکا
مقام ضبط و خاموشی ہے محفل رازدارون کی　　کبھی اسپند کا دانہ نہ مجمر مین یہان چٹکا
مثال تیر سیدھا منزل مقصود کو پہونچا　　نہ کھایا دس قدم کا پھیر ہی نہ راہ مین بھٹکا
پس از مردن لحد مین جاکے سوئے پاؤن پھیلا کر　　ملا آرام فرش خاک پر ہم کو چھپر کھٹ کا
لگایا راہ پر ہر طرح اُس کو شہسوارون نے　　اگرچہ ابلق ایام کیا کیا باگ پر جھٹکا
چمن بے یار کے آنکھون مین مشتاقون کی مقتل تھا　　لگی بندوق کی گولی کوئی غنچہ اگر چٹکا
خیال گیسوئے پر پیچ و خم جب آگیا دل مین　　پڑی پھانسی ہمارے دم گلے مین آن کر اٹکا
خبر تک بھی نہین اپنی جبین کو واہ ری غفلت　　ہماری جبہہ سائی سے گھسا سنگ اُسکی چوکھٹ کا
ابھی آجائیگا غمازہ کوئی جلد بوسہ دو　　یہ ہی تکرار کا ہنگامہ یا موقع ہے جھٹ پٹ کا
زبردستی لیا بوسہ جو اُس کا وصل کی شب مین　　بہت جھگڑا بہت بگڑا بہت جھٹکا بہت پٹکا

سحر تک ہجر کی شب سینہ و سر پیٹتے گذری
اُٹھایا ہاتھ اگر سر سے تو پھر چھاتی پہ دے پٹکا

بتان سنگ دل سے بے سبب کیون دل لگا بیٹھے
یہ شیشہ دیدۂ و دانستہ کیون پتھر پہ دے پٹکا

چڑھا گر دار پر منصور تو اس کا عجب کیا ہے
گلی مین اُسکی یہ بھی اک طرح کا سوانگ ٹھاٹ کا

تڑپنا مرغ بسمل کی طرح تھا تاب طاقت تک
ہوا ہی ضعف سے مشکل بدلنا اب تو کروٹ کا

سحر تک ہجر کی شب در کو کھولا لاکھ بار اُٹھکر
گمان ہر مرتبہ گذرا ترے پاؤن کی آہٹ کا

سرائے دہر مین عمر روان کی طرح سے ٹھہرے
مسافر دم نہین لیتا ہی جس منزل مین ہو کھٹکا

بتاؤ رند ہم کو دلپہ کیا صدمہ گذرتا ہے
کئی دن سے ہی مُنھ اُترا تمھارا اور بدن جھٹکا

سد رہ موسم گل مین جو نہ زندان ہوتا
پھر تو مین اور کف دست بیابان ہوتا

خوب تھا وصف رخ و گیسو جانان ہوتا
ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا

نسبت اُس زلف سے ملتی جو پریشان ہوتا
رتبہ آئینہ کا پاتا جو مین حیران ہوتا

چھینٹے موسم گل مین جو نہ پوشاک پری
چیتھڑے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا

یان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم مین راحت
آکے ہستی مین کوئی طفل نہ گریان ہوتا

قد کشی کرتا نہ اُس غیرت شمشاد سے یون
آدمی تو اگر اے سرو گلستان ہوتا

گر تری زلف پریشان کا نہ ہوتا سودا
اپنا مجموعۂ خاطر نہ پریشان ہوتا

مثل خورشید سراپا ہے ترا عالم نور
دھوپ شب کو نکل آتی جو تو عریان ہوتا

قد موزون جو ترا یاد چمن مین آتا
نخل ماتم مجھے ہر سرو گلستان ہوتا

ہاتھ دھوتا وہ حنا ملکے تو دریا مین حباب
سرخ مانند کف پنجۂ مرجان ہوتا

عقل نے کر دیا پابند تعلق ورنہ
جیب کی فکر نہ اندیشۂ دامان ہوتا

ہون وہ بیکس جو مجھے قتل وہ قاتل کرتا
دیدۂ جوہر شمشیر بھی گریان ہوتا

صحبت اہل صفا سے ہی تنفر بد کو
آئینہ دیکھکے زنگی ہے پشیمان ہوتا

عکس اگر چہرۂ پر نور کا تیرے پڑتا
جام مے مطلع خورشید درخشان ہوتا

اے بتو دل کا دکھانا جو نہ آتا تم کو
بخدا دیر مین ناقوس نہ نالان ہوتا

وہ پری کیا شنوا ہو مرے حال دلکا
بات انسان کی سنتا اگر انسان ہوتا

اے جنون یہ بھی مری طرح سے عریان تن ہی
ڈھانکتا مجکو جو دامان بیابان ہوتا

گر یہی باد بہاری کا ہے عالم چندے
گل نظر آتا ہی بلبل مجھے عُریان ہوتا

جان دینی تھی مگر جاتے نہ دینا تھا اُسے
دل مین رہ رہ کے ہون واللہ پشیمان ہوتا

تجکو جانا ہے تو جا چک تو سویرے ورنہ
کام میرا ہی تمام اے شب ہجران ہوتا

تپھلے ہی سال کیے نذر ترے دامن و جیب
اب ہے کیون مجھ سے جنون دست و گریبان ہوتا

تونے عُریان ہی رکھا مجکو فلک خوب کیا
مین بھی پھیلاتا ترے آگے جو دامان ہوتا

آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مرجاتے رند
سر پہ کیون خنجر جلاد کا احسان ہوتا

اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا

آج پھر اُس شوخ نے نقرا کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا

خون ناحق اک مسلمان کا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا

دل کو مائل شعلہ رویون کا کیا
دین زردشتی کو پھر احیا کیا

ابر اکثر اس برس برسا کیا
کیا تتبع دیدۂ تر کا کیا

کیون اجل کیا تجکو بھی موت آگئی
اسقدر آنے مین کیون عرصا کیا

کان کی بجلی جو یاد آئی تری
برق کے مانند مین تڑپا کیا

وہ کف پائے حنائی کرکے یاد
ہجر کی شب اٹھ یان رگڑا کیا

اُسکو بھی سکتہ ہوا دیکھ آئنہ
دیر تک حیرت سے منھ دیکھا کیا

مین بھلا کیونکر کہون تم کو بُرا
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا

خاک چھانی مدتون نکلے چنے
کیا کہون اس عشق مین کیا کیا کیا

کل نہ پاؤگے ہمین کہو سفیر
آج آنے مین اگر حیلا کیا

وان ہوئے مستی سے لب انکے کبود
بیٹھ کر منھ ہمنے یان نیلا کیا

تب اُٹھے ہین ان بتون کے ہمسے ناز
جب کلیجا اپنا پتھر کا کیا

ہے گرہ موے کمر کی ناف یار
فکر نے اپنے یہ عقدہ وا کیا

لاگ پیدا کرکے اب جلاد سے
جان کھوئی ہائے دل نے کیا کیا

ڈنڈ پہ باندھا ہم نے جوشن کیطرح
حرز جان قاتل ترا چھلا کیا

مجکو مجنون کر دیا مانند قیس
سحر کچھ او غیرت لیلا کیا

معرکہ مین عشق کے سر کا نہ پاؤن / آبرو کو جان کو صدقا کیا
سوز فرقت نے شرارت مجھسے کی / ہیزم تر کی طرح سلگا کیا
اے شب فرقت نہ کر مجھپر عذاب / مین نے تیرا منھ نہین کالا کیا
زلف جانان جس نے دیکھی ایکبار / دل سے اپنے عمر بھر الجھا کیا
اس مصیبت سے شب فرقت کٹی / پاؤن پٹکے آہ کی نالا کیا
مشک افشان جبین یار مین / خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا

تھا مناسب ترک عشق یار رند
آپ نے انسب کیا اولا کیا

آزردہ کیون ہوئے جو مین آیا تو کیا ہوا / کچھ درد دل جو تم کو سنایا تو کیا ہوا
چھوڑینگے ہم نہ دامن دولت کو مثل اشک / تم نے نظر سے ہم کو گرایا تو کیا ہوا
احوال پرسی آن کے کس روز تم نے کی / مین نے یہ حال اپنا بنایا تو کیا ہوا
ہم کو ابھی جنون سے جو تھا سلسلہ سو ہے / منت کا طوق اس نے بڑھایا تو کیا ہوا
اللہ دل کے داغ کو روشن رکھے صدا / تو نے چراغ گور بجھایا تو کیا ہوا
یکسان ہے دم کی آمد و شد ہجر یار مین / آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

اے رند سنگدل ہے نہین رحم یار کو
لو آج تم نے زہر بھی کھایا تو کیا ہوا

اک جہان دیوانہ اس زلف دوتا کا ہو گیا / ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا
آپ کو کھویا مگر جو یا خدا کا ہو گیا / راز جس پر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا
خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون / سنکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہو گیا
ہم کو بھی آخر حضور قلب ہوویگا کبھی / عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہو گیا
حائل نظارۂ دیدار کیا ہو گی نقاب / دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہو گیا
مرتے ہین بیمار الفت متصل اب اے مسیح / بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا
اس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسدم دو چار / مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا
حور کے غمزے اسے جنت مین خوش آتے نہین / اے پری روکشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا
یاد مین اس راست قامت کے جو کی فریاد رند / ماہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

خانۂ بلبل شیدا نہین تنہا پھونکا
تونے اے آتش گل باغ ہی سارا پھونکا

کبھی گلزار جلایا کبھی صحرا پھونکا
کیا کہون آہ شرربار نے کیا کیا پھونکا

جلے ہمسایونکے گھر آگ لگی چار طرف
آخر اے آہ شرربار محلا پھونکا

عشق جن بنکے جو لپٹا تو نہ چھوٹا اب مجھے
کس پریخوان نے نہین آنکے جھاڑا پھونکا

ہر بن مو سے دھوان اُٹھتا ہے شاید تو نے
دل جگر دونون کو اے آتش سودا پھونکا

گرمی حسن نے بے پردہ کیا عارض کو
شعلۂ رُخ نے نقاب رُخ زیبا پھونکا

تا فلک آہ شرربار جو فرقت مین گئی
غُل پڑا عالم بالا مین کہ پھونکا پھونکا

گرمیان دیکھ لین اے آہ شرربار تری
ایک دن یار کے کمرے کا نہ پردا پھونکا

خشک ہین ہم کسطرح ہڈیان کیونکر نہ جلین
مدتون آتش فرقت نے کلیجا پھونکا

تندرستی ہوئی اس کو جو ترے آتے ہی
اپنے بیمار پہ کیا پڑھکے مسیحا پھونکا

بعد مردن بھی جلانے سے نہ تم باز آئے
صورت میت ہندو مرا مردا پھونکا

بیشتر دیر مین جا جا کے اذان دی اے رند
بار ہا کعبے مین ناقوس کلیسا پھونکا

ساتون فلک کیے تہ و بالا نکل گیا
آخر شب فراق مین نالا نکل گیا

وحشتنے جو یہ عرصۂ ہستی کیا جو تنگ
گھبرا کے سوئے عالم بالا نکل گیا

سر دیا رہے یاد گیسوئے جانان کی بلا مین
پٹیا کرے لکیر کو کالا نکل گیا

یعقوب وار روتا مین اُس بت کے ہجر مین
یوسف مرا خدا یتعالے نکل گیا

فرقت مین اُسکی شدت گریہ کہان تلک
برسا برس کے ابر کا جھالا نکل گیا

روکا کیے ملائکہ ہفت آسمان کے
ساتون فلک کو توڑ کے نالا نکل گیا

سوئے نہ ساکنان محلہ سحر تلک
بیساختہ جو رات کو نالا نکل گیا

کیونکر نہ روئیے دل گم گشتہ کے لئے
ناز و نعم سے تھا جسے پالا نکل گیا

پیر مغان فقیر کو سمجھے شراب خوار
جس میکدے مین لے کے پیالا نکل گیا

جاتا نہ گھر سے آپکے ضد سے رقیب کی
لیکن پاس خاطر والا نکل گیا

جھٹکا جو کبھی زلف کو جھنجھلا کے یار نے
بالے سے مچھلی کان سے بالا نکل گیا

کس رشک گل کی دیکھی قبا اُس نے تنگ جست
باہر جو اپنے جامے سے لالا نکل گیا

دانہ تھا کیا حرام کا رزق حلال مین — منہ سے جو اے کریم نوالا نکل گیا
بوٹا کہو نہ قامت دلبر کو شاعرو — اب سرو سے بھی وہ قد بالا نکل گیا
روندا کیا مین خار بیابان کو اے جنون — اک بچا کے پاؤن کا چھالا نکل گیا
کمل مین اپنے گرم رہا مین فقیر مست — گیا کیا نہ دور دار دوشالا نکل گیا
پھر چل دلا نہ کوچۂ گیسو کا قصد کر — ہے آج راہ کاٹ کے کالا نکل گیا
اکتا گیا یہ تنگ ہوا کیا کرے غریب — آخر تمہارا چاہنے والا نکل گیا

مہمان ہے فقیر سے سن لینگے آپ زند
مرشد کا اپنے گھر کے پیالا نکل گیا

لالہ رویون سے کب فراغ رہا — اک نہ اک گل کا دل پہ داغ رہا
ناز بیجا اُٹھایئے کس کے — اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا
کب مٹا عشق کا نشان دل سے — زخم اچھا ہوا تو داغ رہا
اک نظر جس نے تجکو دیکھ لیا — عمر بھر در پے سراغ رہا
یاد مین کس کی زمزمے بلبل — مدتون ہمنوائے زاغ رہا
کبھی نظارۂ چمن نہ کیا — اپنے داغون سے باغ باغ رہا

دل کو افسردگی سی ہے اے زند
سیر گل کا کسے دماغ رہا

زلف اس حور کی دکھا لایا — دل مری جان پر بلا لایا
رنگ خون اشک بارہا لایا — آج لخت جگر بہا لایا
نہ ملا جب کر نامہ بر کو جواب — پرزے خط کے مرے اُٹھا لایا
اے صنم مجکو یاس کلی تھی — بارے یان تک تجھے خدا لایا
کب کیا مین نے بندگی مین قصور — حکم جو کچھ ہوا بجا لایا
خاک چھنوائی اُس کے کوچے مین — بیٹھے بٹھلائے دل اُٹھا لایا
روکھی پھیکی لگا سُنانے اب — رنگ آخر وہ بے وفا لایا
ناتوانی تو دے چکی تھی جواب — تم تلک دل کا حوصلا لایا
کبک رکھتا نہیں زمین پہ قدم — اگس کی رفتار کیا اُڑا لایا

اے پری صدمہ جدائی کی
تاب کب تیرا مبتلا لایا

بحر اُلفت سے کشتی ساحل تک
ناخدا لایا یا خدا لایا

شوق کنج قفس مین بلبل باغ
گھر سے صیاد کو بُلا لایا

دیکے دم آج باتون باتون مین
اپنے گھر تک اُسے لگا لایا

کب ملے آپ مجھ سے مین جوڑ کا
تم جو روٹھے تو مین منا لایا

شکل بت پھر رہی تھی آنکھو نمین
بتکدے مین سے مجھے خدا لایا

حیف بازار دہر مین اے رند
کیا مین لینے گیا تھا کیا لایا

خنجر قاتل پہ رکھدون گا گلا
جی چلا بیٹھون گا ہون مین منچلا

ایک دو ساغر کرین گے نشہ کیا
خم کے خم پیتا رہا ہون ساقیا

خیر مقدم حضرت عشق آئیے
پیشوا ہادی ہمارے مقتدا

المدد اے رہبر واماندگان
منزلون آگے گیا ہے قافلا

کشتگان عشق سب گڑوا دیئے
اے جزاک اللہ قاتل مرحبا

آن پہونچا وعدۂ دیدار یار
مژدہ بادا ی عاشقان باوفا

کشتہ فرقت کا کیا تقدیر نے
یون قضا آئی رضینا بالقضا

صورت آباد جہان کی دید کو
آن نکلے شوق تھا دیدار کا

بار اُلفت بھی اُٹھا کر دیکھ لون
رہ نہ جاوے دل مین دلکا حوصلہ

عشق بازی مین کیا نقصان دل
مفت کھو بیٹھے یہ لعل بے بہا

مار ڈالا بے ثباتی نے تری
ہستی فانی بڑا دھوکا دیا

چشم بد دور آج دیکھا آنکھ سے
شہرہ سنتے تھے جمال یار کا

شوق کاکل پھر ہوا اس ترک کو
ملک دل پر پھر ہوئی نازل بلا

کھولدی زنجیر مجھ دیوانے کی
اے پری تجھ پر بھی شاید جن چڑھا

صبح پیری کا ہے غافل وقت تنگ
اُٹھ نماز فرض ہوتی ہے قضا

شمع سان بزم جہان مین جل بجھے
کسکا رونے پر ہمارے دل جلا

نام کیا کیا آپنے رکھوائے ہین
بے مروت خود غرض ناآشنا

سنتے ہین ہوتی ہین رونسا آمائشین　　چل دلا دیکھین تکلف یار کا
روٹھ کر اکثر ملے ہین یار سے　　ہو چکے ہین ایسے جھگڑے بارہا
یاد لب نے اُسکی رُلوایا جو خون　　بن گیا ہر اشک لعل بے بہا
سینۂ سوزان کی میرے لو خبر　　بوئے داغ آتی ہے شاید دل جلا
سونگھکر کاکل جو روتا ہون کبھی　　ہنسکے کہتے ہین تجھے سودا ہوا

مل چلو تم ہر کس و ناکس سے رند
کیجیے جو وقت کا ہو مقتضا

نہ پھرا بہر خدا بہر پیمبر نہ پھرا　　دربدر خاک بسر عشق ستمگر نہ پھرا
گھر سے باہر گیا باہر سے کبھی گھر آیا　　کونسی بات تھی ہجر مین مضطر نہ پھرا
بام دلبر کی ہوا مین وہ گیا تھا اُڑکر　　دن گیا رات ہوئی میرا کبوتر نہ پھرا
چین بہ ابرو نہو بوسے کے طلب کرنے پر　　آنکھین طوطے کی طرح مجھسے ستمگر نہ پھرا
للہ الحمد پھرے آپ ہی وعدہ کرکے　　شکر صد شکر مین اقرار سے دلبر نہ پھرا
یہی سیرت ہے جنون دوش ہوا پر اُڑتا　　صورت تخت سلیمان مرا بستر نہ پھرا
نونہالان چمن سے ہے مجھے ربط قدیم　　سایہ سان کب مین پس سرو صنوبر نہ پھرا
عید قربان ہی کیے رکھتا ہون تجھسے قاتل　　پھانسی دونگا جو گلے پر مرے خنجر نہ پھرا
کور ہو جاؤن گا دیکھا جو نگاہ بد سے　　میل آنکھون مین مری ترک ستمگر نہ پھرا
مرغ دل طعمۂ چشم سیہ یار ہوا　　بچکے شاہین سے آخر یہ کبوتر نہ پھرا
ہون وہ محروم محبت کہ طفولیت مین　　دست شفقت بھی پدر کا مرے سر پر نہ پھرا
حیف صد حیف چلے حسرت پیغام لیے　　پتلیان پھر گئین پر قاصد رہبر نہ پھرا
جذب اُلفت اُسے گھر تک بھی نہ لیجا دیگا　　راہ سے یار پھریگا جو سمند نہ پھرا
چاہا نرد فلک نے تو بہت سا لیکن　　صورت مہرۂ شطرنج مین گھر گھر نہ پھرا
بیشتر آمد و رفت اُس کی رہا کرتی تھی　　ابکی ایسا گیا پھر آن کے دلبر نہ پھرا
ایک نے منھ نہ لگایا مجھے شیشے کی طرح　　کونسی بزم مین مین صورت ساغر نہ پھرا
کب نہ منظور ہوئی یار کو پامالی گل　　کونسے دن روش باغ پہ جا کر نہ پھرا
ظلم و جور و ستم یار دغا پیشہ سے　　مین نے جانا تھا کہ پھر جائیگا دل پر نہ پھرا

رکھ نہ منظور نظر میری پریشان حالی / مثل سودازدگان زلف معنبر نہ پھرا
ایڑیان رگڑینگے ہم جان پہ بنجاویگی / دم نکل جائیگا گھبرا کے جو دلبر نہ پھرا
صورت قطب عطا کر مجھے ثابت قدمی / مثل سیارہ تو اے گردش اختر نہ پھرا
سامنے جنت و دوزخ ہین کہین بھیج ہی چک / مجکو عریان میان صف محشر نہ پھرا
پاؤن کے ہاتھ سے گردش ہی ہی مجھکو مدام / چاک کیطرح سے کس روز مرا سر نہ پھرا
منتظر کب سے مین بیٹھا تھا جواب خط کا / اُڑ گئے ہوش مرے جب کہ کبوتر نہ پھرا
اے فلک نعمت دُنیا مجھے درکار نہین / مثل دریوزہ گران مجکو تو در در نہ پھرا
ایڑیان شوق شہادت مین ہینون رگڑین / آرزو رہ گئی حلقوم پہ خنجر نہ پھرا
خط گرا یا مرا یار راہ ادھر کی بھولا / نامہ بر سب کے پھرے قاصد دلبر نہ پھرا

زندہ ہوتا ہی تصدق تو لے بٹھلا لے پاس
گرد ہر مرد مسلمان کو کافر نہ پھرا

زلفین چھوڑین ہین کہ جوڑا اُسنے چھوڑا سانپ کا / دیکھیے کس کس کو ڈستا ہے یہ جوڑا سانپ کا
گورے گالون پہ ترے زلفین یہ لہراتی نہین / یاسمین زار صباحت مین ہی جوڑا سانپ کا
عشق ان زلفونکا مجھ سے ترک ہونیکا نہین / ہی مرا ہمزاد اے ناصح یہ جوڑا سانپ کا
دونون زلفین یار کی اُلٹی ہین بالونپر مرے / وجد کرتا ہی صدائے سنکے یہ جوڑا سانپ کا
منڈ گئین زلفین ہین شاعر کسے اب دینگے مثال / ہوگیا تشبیہ کی خاطر بھی توڑا سانپ کا
عمر بھر دلکو خیال گیسوئے پیچان رہا / دھیان اس نادان نے ہرگز نہ چھوڑا سانپ کا
نقرئی موباف چوٹی مین رہا اُن کی سدا / کینچلی نے عمر بھر پیچھا نہ چھوڑا سانپ کا
پڑ گئی ایذا دہندی کی تری زلفونکو خو / کاٹتا ہی اُڑ کے عاشق کو یہ جوڑا سانپ کا
کچھ سمجھکر کر رہا ہون یار کی زلفونکی داشت / پالتا ہون اپنے کٹوانیکو جوڑا سانپ کا
شام سے اُن گیسوؤنکی یاد مین جو سو رہا / خواب مین دیکھا کیا تا صبح جوڑا سانپ کا
عشق مین گیسو و ابرو کے اگر دینی ہی جان / نیش عقرب کھا کے پی لے زہر جوڑا سانپ کا
واسطے موذی کے آخر مین بھی موذی بنگیا / سرکی حالت مین بے کچلے نہ چھوڑا سانپ کا
عشق گیسو مین نہ قطرہ بھی تلف ہونے دیا / زہر سارا حلق مین مین نے نچوڑا سانپ کا
خط پہ آتے ہین بہت لہرا کے گیسو یار کے / سبزۂ نوخیز پر عشق سے یہ جوڑا سانپ کا

حلقۂ گیسوئے شب کو ذرۂ افشان چنی
رات کو چن چنکے اک اک دانت توڑا سانپ کا

ہر قدم پر مار کر سر کر رہا ہی ناگ پیچ
اب چلن سیکھا ہی اس موذی نے تھوڑا سانپ کا

ربط انھین موذی سے عہد سواری مین بھی تھا
تازیانے نے عوض رکھتے تھے کوڑا سانپ کا

دشمن جانی کو اپنے دی نہ ایذا رتکدہ نے
دانت ہی توڑا نہ چھالا اُس نے پھوڑا سانپ کا

مشہور رند خاص سے تا عام ہو چکا
تقدیر مین جو لکھا تھا وہ نام ہو چکا

توبہ کا پاس رند مے آشام ہو چکا
بس ہو چکا تقدس د اسلام ہو چکا

شمع حرم تھا گاہ گہے دیر کا چراغ
مین زیب کفر و رونق اسلام ہو چکا

جو دم ہی مغتنم ہی مرا اعتبار کیا
مین صبح ہو چکا کہ سر شام ہو چکا

صیاد تو نے لی نہ خبر اپنے صید کی
آخر پھڑک پھڑک کے تہ دام ہو چکا

اب عشق عاشقی کا زمانہ نہین رہا
جاتا رہا وہ وقت وہ ہنگام ہو چکا

قاصد کو آہ باندھے کمر دن گذر گیا
نامہ ہوا تمام نہ پیغام ہو چکا

کوٹھے پہ چلیے لطف شب ماہ دیکھئے
سب چاندنی کا فرش لب بام ہو چکا

اب پھر رہی ہی کس لئے یہ آسیائے چرخ
مین سرمہ سا تو گردش ایام ہو چکا

آیا نہ تو تو وعدے پر اور انتظار مین
دن آج کا بھی عہد شکن شام ہو چکا

دیندار برہمن کے کافر بتائے شیخ
دو نون طرف سے مورد انعام ہو چکا

کیا رہگیا ہی اہل بصیرت سے تو نہان
پردہ اُٹھا دے حسن ترا عام ہو چکا

دل بجھ گیا ہمارا شروع کباب مین
یان روغن چراغ سر شام ہو چکا

رکھدے اُٹھا کے ساغر و مینا کو طاق پر
دورہ تمام ساقی گلفام ہو چکا

اکثر مشاعرہ پہ ہوا بزم غم کا شک
کیا کیا مرے کلام پہ کہرام ہو چکا

قرآن اُٹھاتے ہین طمع زر کیواسطے
دیندار اگر یہی ہین تو اسلام ہو چکا

بیمغز ہی جو کرتا ہی پھر اُس سے چشم چار
شرمندہ لاکھ مرتبہ یا دام ہو چکا

اس سن مین شوخیان نہین زیبا شباب کی
اب گرمیان نہ کیجے وہ ہنگام ہو چکا

چھوٹے مواخذے سے محبت کے شکر ہی
اُس کا عوض بھی گردش ایام ہو چکا

تقوی و زہد سے نہ کہیگا کوئی فقیر
مست شراب خوار مرا نام ہو چکا

جان پر ہوا نہ جس کو لگا روگ عشق کا
ہم کو مرض یہی ہی تو آرام ہو چکا

ہون کاسہ لیس میکدہ ساقی نہ جاؤنگا
مین چاشت خوار دردتہ جام ہو چکا

کعبے کو جاتے جاتے پھرے سوے دیر رند
لو حج کر آئے آپ اور احرام ہو چکا

چشم حق بین سے جو اُس بت کا سراپا دیکھا
صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا

سیکڑون مر گئے برباد ہی اک خلق خدا
جشن بھی قہر الٰہی کا نمونہ دیکھا

ہون وہ تفتیدہ جگر خاک اُڑا دی مین نے
نگہ جذب سے جب جانب دریا دیکھا

داغ کر میرے تن زار کو سر سے پا تک
یار نے سرو چراغان کا تماشا دیکھا

یہ بھی ہشیار کو دیوانہ بنا دیتی ہے
اثر اُلفت مین بھی آسیب پری کا دیکھا

نظر بد سے کسی گل کو تکا کب مین نے
نگہ رشک سے کیون بلبل شیدا دیکھا

اپنے خوش چشم کی وحشت مجھے یاد آتی ہے
کوئی رم خوردہ اگر آہوے صحرا دیکھا

اُسکی ہچشم نہین مین نہ کہا کرتا تھا
دیکھنا یار کا اور نرگس شہلا دیکھا

چشم بد دور ترقی ہی یہ ہے روز بروز
گل سے بھی آج ترے حسن کو چمکا دیکھا

بہرہ ور نعمت داقی سے نہون اہل کرم
خشک پیاسون کی طرح سے لب دریا دیکھا

کیا بجز رنج و غم ہجر ترے ہاتھ آیا
عشق بازی کا مزا اے دل شیدا دیکھا

طور پر وادی ایمن مین جو دیکھا تو نے
مین نے ہر ذرے مین موسی وہی جلوہ دیکھا

ہوگیا ابر سیہ مین مجھے بجلی کا یقین
اُس کے بالون مین جو موباف زری کا دیکھا

قصۂ آدم و ابلیس جو قرآن مین پڑھا
ہم نے سجدہ کیا جو خاک کا پتلا دیکھا

پھر گیا سارا جہان جیسے تو آزردہ ہوا
تیرا غصہ بھی صنم قہر خدا کا دیکھا

ہی سیہ خانہ مرا فیض قدم سے روشن
نقش پا مین ترے نور ید بیضا دیکھا

آگئی یاد ترے پھول سے رخسارون کی
باغ مین جاکے جو کوئی گل رعنا دیکھا

داغ اُلفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی
اس چمن مین نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا

ایک ہی حال رہا تا نفس باز پسین
ساتھ جاتے ہوئے سر کے ترا سودا دیکھا

خط بھی لکھتے بت سفاک کو جی ڈرتا ہی
پُرزے قاصد کے اُڑ گئے جو لفافہ دیکھا

آگئین یاد غزل خوانیان اپنی اے رند
کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہون تم سے کہ آن آنکھون سے کیا کیا دیکھا

یون تو جایا کیے ہر سال مہینون لیکن
ابکی تو چندنی مین اک چاند سا مکھڑا دیکھا

عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی
مرتے دم شکر ہی دیدار تمہارا دیکھا

کبھی بالون کو سنوارا کبھی ماتھا پونچھا
آئینہ لیکے سحر اُس نے جو چہرا دیکھا

ہون وہ کافر کہ مسلمانون سے اکثر مجکو
پھوسکتے کعبے مین ناقوس کلیسا دیکھا

جان بلب ہوگیا دو روز کی غفلت مین تری
اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا

کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تدبیر
جان جان آج تو تو نے اُسے اچھا دیکھا

اب تو ہر اک سے تجھے پوچھتے ہو تم نے کہین
میرا عاشق مرا مفتون مرا شیدا دیکھا

بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھسے ہر بار
کچھ عجب طرح کا انداز تمہارا دیکھا

آپکے گھر کے سوا یہ تو بتا دو مشفق
کونسے کوچے مین کس نے مجھے کس جا دیکھا

افترا مجھپہ کیا ہی یہ درانداز ون نے
بخدا مین نے کسی کو نہین اصلا دیکھا

اور جو باور نہین تم کو تو جاو خوب کیا
اب نہ کہیگا کہ کیون اور نے جھانکا دیکھا

آپ کیون کرتے ہین ہر روز نظارہ بازی
مین نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا

اُٹھ گیا اُس کا ڈوپٹہ جو ہوا سے اے رند
صاف آئینے سے وہ پیٹ صفا دیکھا

متاع و مال کی لذت اُٹھائے گا پھر کیا
گدا کو دیگا نہ منعم تو پائے گا پھر کیا

شب فراق صنم سر پہ لائے گا پھر کیا
یہ روز بد مجھے گردون دکھائے گا پھر کیا

جو زہر ہجر کی تلخی سے تو نہین آگاہ
تو قند وصل کی لذت اُٹھائے گا پھر کیا

مری طرف سے کوئی صانع ازل سے کہے
بگاڑتا ہے جو مجکو بنائے گا پھر کیا

ہزار بار کیا میرا امتحان اُس نے
بس آزما چکا اب آزمائے گا پھر کیا

جفا و جور نہ کر اُس کے بندون پر او بت
خدا کو حشر کے دن مُنھ دکھائے گا پھر کیا

وہ گھورتے ہین بری آنکھ سے پھر اب ہر بار
مین دیکھتا ہون مقدر دکھائے گا پھر کیا

ہزار بار جو تقریر مین ہوا ہو بند
وہ میرے سامنے باتین بنائے گا پھر کیا

ملال غیر سے ملنے کا جائے گا کیونکر
یہ مین نے مانا وہ قسمین بھی کھائیگا پھر کیا

رہے جو پیش نظر ہر گھڑی تصور یار
یہ آنکھین کور ہون ان مین سمائے گا پھر کیا

مثال طور ہی سینے مین دل بھی خاک سیاہ
جلے ہوئے کو وہ شعلہ جلائے گا پھر کیا

کرے نہ دیر کو مسمار جو کہ بُت کے لئے
وہ اینٹ کے لئے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا

رہے نہ آپ مین ساقی جو ایک ساغر مین
بھلا وہ میری طرح خم چڑھائے گا پھر کیا

ضرور حشر کے دن عاصیون کی ہوگی تلاش
نہ ہون گے ہم تو جہنم جلائے گا پھر کیا

خیال زادِ سفر رکھ عدم کو جانا ہے
جو لے نہ جائے گا یان سے تو پائیگا پھر کیا

عبث ہے دام لیے فکر مین مری صیاد
یہ مشت پر کے سوا ہاتھ آئے گا پھر کیا

یہ دل لگی نہین اچھی جلی کٹی پہ نہ آ
ہنسی ہنسی مین تو مجکو رلائے گا پھر کیا

مرے نصیب مین رونا ہے صورت شبنم
برنگ گل جو فلک تو ہنسائیگا پھر کیا

خیال بوسۂ لب پھر ہوا ہے اے دل سنو
مین دیکھتا ہون یہ دل مُنہ کی کھائیگا پھر کیا

نظر پڑے تپش دل کے آج طور بُرے
الٰہی خیر جگر منہ کو آئے گا پھر کیا

ذرا سی بات مین روئے یہ حال ہو جس کا
وہ چٹکیون مین کسی کو اُڑائے گا پھر کیا

وہ بیوفا ہی نہ چھوڑے گا غیر کا ملنا
جو رند کوفت مین وہ مر بھی جائیگا پھر کیا

راتون کو بھی وہ آکے کئی بار رہ گیا
ارمان اب بھی کوئی دل زار رہ گیا

تو شب کو آتے آتے جو اے یار رہ گیا
کیا کیا تڑپ تڑپ کے دل زار رہ گیا

چندے یوہین جو ہجر کا آزار رہ گیا
سُن لینگے آپ مر گئے یہ بیمار رہ گیا

یوسف رہا نہ کوئی خریدار رہ گیا
افسانہ بہر گرمی بازار رہ گیا

کرتا ہون اس طرح سے بسر کوئے یار مین
در سے اُٹھا دیا پس دیوار رہ گیا

جاگے نہ ایک رات بھی ہمراہ یار کے
خوابیدہ بخت دیدۂ بیدار رہ گیا

چلتے جو دیکھا چاہنے والون کو دھوپ مین
دیوار پر وہ سایۂ دیوار رہ گیا

تاب سزائے زلف محبت نہ لا سکے
سب چل دیے مگر یہ گنہگار رہ گیا

کہتا ہے یہان تو اس لب جان بخش نے نہ کین
صحبت نہ تھی نصیب مین بیمار رہ گیا

کافر کی قبر مین بھی نہ ہوگی یہ تیرگی
دم گھٹتے گھٹتے میرا شب تار رہ گیا

پائی خبر جو آمد فصل بہار کی
کیا پھڑ پھڑا کے مرغ گرفتار رہ گیا

رندان عشق چھٹ گئے مذہب کی قید سے
گھنٹا رہا گلے مین نہ زنار رہ گیا

شاعر ہزار طرح سے تجھے باندھنے لگے
اب کیا ثبوت مین کمر یار رہ گیا

جانا ہوا نہ وادی وحشت مین ابکی سال
پیاسا لہو کا میرے ہر اک خار رہ گیا

تم جاتے جاتے کس لیے پھر آئے خیر ہو
چنیا کلی کا موتیون کا ہار رہ گیا

سُن لینگے سب وہ غیرت یوسف اگر گیا
تو تختۂ مصر کا سر بازار رہ گیا

اُمڈا پھر آج عاشق گریان کے سامنے
کس دن مین تجھسے ابر گہر بار رہ گیا

مین بک چکا تھا شومی طالع کو کیا کرون
بیعانہ دیتے دیتے خریدار رہ گیا

جوش جنون ہے جامہ دری مین کمی نہ ہو
پھر پڑ گیا جو بچکے کوئی تار رہ گیا

ساقی بے مے ہے آمد فصل بہار ہے
بیہوش ہے وہ آج جو ہشیار رہ گیا

ہے ترک عشق پر بھی وہی کاوش مژہ
دل مین کھٹک رہا ہے کوئی خار رہ گیا

زخمون مین اپنے خون کے تھالے بھرے رہے
کائی کی طرح مرہم زنگار رہ گیا

خوف خدا تھا ورنہ زمانہ کو پھونکتا
مین کرتے کرتے آہ شرر بار رہ گیا

تیری گلی بہشت ہے طوبی ہر اک درخت
کیا فرق تجھ مین حور مین اے یار رہ گیا

کیا آمد خزان ہے صبا کیا ہوا چلی
کیون زمزمون سے بلبل گلزار رہ گیا

چمکا جو اُس کا صاعقۂ حسن بام پر
ہو کر بھچک مین پشت بدیوار رہ گیا

شیشے کی شکل توڑ دینگے توبہ شراب خوار
چندے جو ابر اور گہر بار رہ گیا

کہتے ہین جان رند نے کوئے یار مین
دار الشفا مین مر کے یہ بیمار رہ گیا

ہر دم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا
کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہین جاتا

افسوس ہے تو رشک مسیحا نہین جاتا
حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہین جاتا

باقی ہے پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو
سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہین جاتا

اللہ رے غلو کفر مین مجھ رند کا اے شیخ
کعبے کی طرف ہو کے کلیسا نہین جاتا

ویران ہے بیابان جنون جب سے گیا قیس
مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا

غش کرتے ہو چمکانے پہ جوبن کے مرے جان
شوق آپ سے موباف زری کا نہین جاتا

اُس زلف کی تسخیر مین عاجز ہین سپیرے
کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہین جاتا

جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لے لو
ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہین جاتا

صحت ہوئی اُن کو جو اُترتے نہین صدقے — چورا ہے پر اب ماش کا پتلا نہین جاتا
کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے — اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہین جاتا
ہی تذکرہ ابتک مری شوریدہ سری کا — یہ ذکر ہے مذکور یہ چرچا نہین جاتا
ہی رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہے اغماض — سب اُڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہین جاتا
ہر گام پہ ڈگتا ہی قدم راہ وفا مین — کھائی ہی جھپٹ ایسی کہ سنبھلا نہین جاتا
کاشانۂ دل جب سے پسند آیا کسی کا — غم سلمہ اللہ تعالے نہین جاتا
چل پھر کی جو طاقت تھی ہی تاب توان تک — اب تھک کے جہان بیٹھے تو اُٹھا نہین جاتا

احباب کو کیا کام یہ کیون پوچھتے ہین رند
جاتا ہون مین اس کوچے مین اب یا نہین جاتا

عدو غیر نے تجکو دلبر بنایا — کوئی جو ڑ مجھ پر مقرر بنایا
کوئی سرو رکھتا نہ تھا راست یہ ہے — ترے قد کو مین نے صنوبر بنایا
کیا مین نے جلادا اُسے اپنے حق مین — ستم سہتے سہتے ستمگر بنایا
نہ گنتا تھا کوئی حسینو نمین او بت — تجھے دیکے دل مین نے دلبر بنایا
شکر لب کہا مین نے کڑوے ہوئے تم — عبث مُنہ کو مجھ سے ستمگر بنایا
عناصر سے خالق نے خلقت بنائی — تجھے نور سے حور پیکر بنایا
ترا عاشق زار روز ازل سے — بنایا مجھے او ستمگر بنایا
بھلا کیا جواب اسکا دیگا تو قاتل — اگر خون کا مین نے محضر بنایا
مری عقل حیران ہی بار آلہا — طلسمات دنیا کو کیونکر بنایا
پڑی جان اُڑنے لگا میرے ہلیے — روئی کا جو تو نے کبوتر بنایا
ہمہ وقت ممکن نہین وصل دلبر — ہنسی کھیل کیا جان مضطر بنایا
وہ ہون صاحب ظرف ہرگز نہ چھلکا — اگر خاک کا میری ساغر بنایا
خیال دہن نے کیا تنگ مجکو — کمر کے تصور نے لاغر بنایا

گھلے سوز فرقت مین اس شمع رو کے
یہ حال اپنا کیون رند جل کر بنایا

ساقی پلوا تنگ ظرفون کو چلو بھر شراب — مین ہون دریا نوش کیا دیتا ہی اکساغر خراب

فصل گل ہی کھنچ رہی ہی آجکل گھر گھر شراب
بادہ کش بدمستیان کرتے ہین پی پیکر شراب

ہی دعا ستون کی یارب مثل ماہ و آفتاب
جام گردش مین رہی کھایا کرے چکر شراب

بزم مین وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا
خوب تر سے خوب تر بہتر سے ہو بہتر شراب

ہون وہ میکش محتسب ہو نہین تو پہلے حکم دون
دودھ کے بدلے پلادے طفل کو مادر شراب

پھر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہووین گل
تاک کے سایے مین انڈین مست پھر پیکر شراب

گر صفائے قلب چاہے میکشی کر اختیار
واسطے آئینۂ دل کے ہی ردشنگر شراب

اُلفت چشمان میگون بیخودی کیونکر نہ لائے
آدمی کو آپ سے کر دیتی ہی باہر شراب

شوق سے دامادی پیر مغان کرتے قبول
خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب

بوسۂ لبہائے میگون ہو اگر مجکو نصیب
گور پر ساقی کے بھجوادون گھڑے بھر بھر شراب

گر یہ نہین چندے رہی افراط کی ساقیا
چاہیے بہتی پھرے میخانے کے باہر شراب

میکشی سے گرچہ زاہد کو ابھی انکار ہے
دیکھتا ہی سیر پر رندون کو پلوا کر شراب

غم غلط ہوتا ہی غمگین کا سرور بادہ سے
خون دل پینا پڑے مجکو نہ ہوئے گر شراب

دور دور جام مینا دور گردون تک رہے
بادہ کش دیوین دعا ساقی کو پی پیکر شراب

کھل ہی جاتی ہی بناوٹ آدمی کی نشہ مین
صاف دکھلا دیتی ہی انسان کا جوہر شراب

دیکھتا کیفیت روئے زمین آئینے مین
جام مین جمشید کے پیتا جو اسکندر شراب

بیچتا ہی تولکر پیر مغان سونے کی تول
ہوگئی ہی دور مین اپنے تو آب زر شراب

ہی غنیمت فرصت بخت ایک دورہ اور ہو
ہی ابھی شیشے مین اے ساقی کئی ساغر شراب

حشر کے دن دیکھنا بدمستیان مجھ رند کی
گور سے کہتا اُٹھے یا ساقی کوثر شراب

ٹکڑے ہوتا ہی جگر سنکر نوائے عندلیب
ہوگئی سوہان جان مجکو صدائے عندلیب

مول لیکر چھوڑ دے صیاد سے ہوگا ثواب
چند برگ گل ہین اے گلچین بہائے عندلیب

دوستون کی دلبرون سے دوستی ممنوع ہے
گل سے کچھ مطلب نہ رکھین آشنائے عندلیب

آ گئی انصاف پر گر باغ ہستی کی ہوا
چاہیئے آغوش غنچے کا ہو جائے عندلیب

گل ہین مثل خار آنکھون مین مری اے گلبدن
تیر سے لگتے ہین دل پر نالہ ہائے عندلیب

حق صحبت تجھپہ واجب ہی قفس تک اے صبا
چند برگ گل اڑا لیجا برائے عندلیب

مظلمہ خون کا عبث لکھتا ہی اپنے ذمہ تو
چند برگ گل ہین گلچین خونبہائے عندلیب

جلائے کیونکر باغ سے وہ قیدی زندان عشق
اُلفت گل ہو گئی زنجیر پائے عندلیب

وا نہین کرتی ہی بے اذن اسکے غنچہ کو نسیم
اب تو گلشن مین بندھی بارے ہوائے عندلیب

باغ مین اے رند جا کر مین بھی گویا کی طرح
خندہ ہائے گل سنون یا نالہائے عندلیب

کس رشک ماہتاب کا جویا ہی آفتاب
چکر مین میری طرح جو رہتا ہے آفتاب

گرمی سے کس کے حسن کی دہلا ہی آفتاب
تھر تھر جو کانپتا ہی لرزتا ہے آفتاب

اسکے خرام ناز نے برپا کیا ہے حشر
دیکھون کدھر سے آج نکلتا ہے آفتاب

دیکھا ہے جب سے عزت خورشید کو مرے
چنبر کی طرح رنگ بدلتا ہے آفتاب

شام شب وصال کے ہوتے ہی صبح تھی
گردونپہ جانے منہ نکل آیا ہے آفتاب

زلفون سے اسکا روے منور عیان نہین
ابر سیہ کو چیر کے نکلا ہے آفتاب

خورشید ذرے کا بھی تفاوت صریح ہے
دریائے حسن یار کا چشمہ ہے آفتاب

روز فراق آٹھ پہر سے بھی بڑھ گیا
تو آج چال کونسی چلتا ہے آفتاب

مقدور ہے کرے اگر اس سے مقابلہ
آنکھین نہین ہین چہرے پہ اندھا ہے آفتاب

آنکھ سی شوخیان کہان وہ گرمیان کہان
مانا یہ مین نے نور کا پتلا ہے آفتاب

نکلے چمک کے لاکھ وہ اے غیرت مسیح
پیش ضیائے حسن تو میلا ہے آفتاب

اُسکے بھی دل مین بھڑکی ہی کیا آتش فراق
جلتا ہی میری طرح بھلستا ہے آفتاب

مین نے کہا کہ رات کو آؤ تو بولے دن کہا
دیکھا ہی تو نے شب کو نکلتا ہے آفتاب

لٹکایا جائیگا چہ بابل مین ایک دن
زہرہ جبین پر مرے مرتا ہے آفتاب

حاضر اگرچہ دن کو تو غائب ہی رات کو
غمزہ یہ کس حسین سے سیکھا ہے آفتاب

بارش نہین ہی غم مین کسی رشک ماہ کے
رومال رکھ کے ابر کا روتا ہے آفتاب

پیر مغان بھی عامل کامل سے کم نہین
شیشے مین جن کی طرح اتارا ہے آفتاب

پھرتا ہے یہ بھی یار کا رُخ جسطرف کو ہو
سورج مکھی کا پھول کہون یا ہے آفتاب

داغ سفید چہرہ رخ ہی میری نظر مین رند
شبنم کی گو نگاہ مین رعنا ہے آفتاب

آج انکار نہ فرمائیے آپ — شب کی شب گھر مرے رہ جائیے آپ
جائیے گھر کو نہ گھبرائیے آپ — ہم نہ مر جائینگے بس جائیے آپ
کھول دو شوق سے بند انگیا کے — لیٹ کر ساتھ نہ شرمائیے آپ
آتے ہی کہتے ہو میں جاؤں گا — میں بھی آنے کا نہیں جائیے آپ
ڈھونڈھتے پھریے اگر لیکے چراغ — مجھ سا عاشق جو کہیں پائیے آپ
عمر بھر تو نہ قدم رنجہ کیا — آئیے اب تو نہ ترسائیے آپ
جان مشتاق لبوں پر آئی — کچھ وصیت ہو وہیں جائیے آپ
دل سمجھتا نہیں مجھ سے ناصح — آپ سے سمجھے تو سمجھائیے آپ
سایہ ساں شوق میں افتان و خیزاں — ساتھ رہتا ہوں جدھر جائیے آپ
میں دکھاؤں جو جنوں کی ہے صفت — شان بیرحمی کی دکھلائیے آپ
ٹکڑے ٹکڑے میں گریباں کے کروں — پرزے پرزے مرے اڑوائیے آپ
شاد ہو روح اگر بعد فنا — شمع و گل گور پہ بھجوائیے آپ
جان صدقے کروں کیا مال ہے جان — کاٹ دوں سر کو جو فرمائیے آپ
منھ پہ منھ رکھا تو بولے کیا خوب — پہلے منھ اپنا تو بنوائیے آپ
غیر کٹنے لگیں بندھ جائے ہوا — مجھسے گل اگر اٹھوائیے آپ
نام تک لوں نہ کبھی ہوں وہ بشر — اب اگر حور بھی بنجائیے آپ

ہاتھ سے رند کو کھوتے ہو عبث
کہیں ایسا نہ ہو پچھتائیے آپ

عاشق کہا کے رند نہ کیجے غرور آپ — اُس حور سے خفا ہوئے یوں بے قصور آپ
فرمائیں رند عشق میں ہیں کس کے چور آپ — دیوانہ پری ہیں کہ شیدائے حور آپ
جلوہ چمک چمک کے جو دکھلاتے ہیں یوں — کیا پھر جلایا چاہتے ہیں کوہ طور آپ
نوبت نہ معذرت کی ہوئی اس کریم سے — باعث ہوئے نجات کے میرے قصور آپ
کیا مجھ گناہگار کی ایذا اٹھائیں گے — ہیں اپنے اپنے حال میں اہل قبور آپ
مسجود خاص و عام ہے دہلیز یار کی — جھکتا ہے واں پہونچکے سر پر غرور آپ
محتاج عرض حال نہیں یار کی جناب — پہچان لے گا عالم ما فی الصدور آپ

لڑ وار رہے ہین شیخ و برہمن کو ہی عجب
در پردہ کر رہے ہین یہ سارے فتور آپ

آتش فشان ہی برق تجلّی قدیم سے
معلوم ہی جلا چکے ہین کوہ طور آپ

تکلیف اب نہ کیجیے گا مہربان من
تھم جائیگا تڑپ کے دل ناصبور آپ

کھینچے گا شوق کوچہ دلدار کی طرف
لیجائیگا بہشت مین سودائے حور آپ

گلشن مین گل سے کر رہی ہی شوخ چشمیان
نرگس کو چلکے آنکھ دکھائین حضور آپ

گذرا کرم سے مورد بیداد ہی سہی
ثابت کرونگا یار یہ اپنا قصور آپ

انسان خوب ہین یہ ثابت ہوا ہمین
رہتے نہ کیون بہشت مین ہوتے جو حور آپ

معشوق کی کمی نہین عاشق مزاج کو
بس بس زیادتی نہ کرین اب حضور آپ

رخشان نہین ہی روے منور ہی مثل ماہ
انصاف تو یہ ہی کہ سراپا ہین نور آپ

واقف نہیں خوشی سے بجز رنج ہجر مین
ساتھ اپنے لے گئے مرے دل کا سرور آپ

عاشق ہون مین تو جذبۂ دل کھینچ لائے گا
دیکھون تو کب تلک پھرینگے دور دور آپ

نازان ہون رند اسکی کریمی کی شان پر
ہوتے ہین شوق عفو مین مجھسے قصور آپ

نہ رہا جیسا تھا آگے گل رخسار کا روپ
چل دلا دیکھین کسی اور طرحدار کا روپ

کون کہتا ہی کہ بگڑا مرے دلدار کا روپ
اب تلک تو وہی جوبن ہی وہی یار کا روپ

ہون گے حیران صفا دیکھکے ہم زانو کی
دیکھنے دینگے نہ کوئی کمر یار کا روپ

عالم جنبش ابرو بھی دکھا دے اک دن
دیکھ لین چلتے بھی قاتل تری تلوار کا روپ

چاندنی رات مین وہ رشک قمر آیا ہے
آج کچھ اور ہی بام و در و دیوار کا روپ

چاندنی رات سے بہتر ہی سیاہی اُسکی
کس کے گیسو سے مشابہ ہی شب تار کا روپ

آخر کار مسیحا نے دیا صاف جواب
ابتدا ہی سے بُرا تھا ترے بیمار کا روپ

گل ہین پژمردہ تو ہر غنچہ گرفتہ دل ہے
آج بگڑا نظر آیا مجھے گلزار کا روپ

اسطرح روتے ہین جسطرح سے برسے نیسان
آنکھین دکھلا رہی ہین ابر گہربار کا روپ

دن کو پوشاک ہی رنگین تو شب کو ہے سفید
صبح کچھ شام ہی کچھ اس بت عیار کا روپ

کونسی خوبی ہی جو حسن مین کافر کے نہین
چشم بد دور ذرا دیکھو مرے یار کا روپ

اے پری حسن ترا رونق ہندوستان ہے
حسن یوسف ہی فقط مصر کے بازار کا روپ

گھر مین بیٹھا ہون مگر پیش نظر ہی ہر وقت
کبھی اس بام کا عالم کبھی دیوار کا روپ

یاد ایام جو زندون مین گنے جاتے تھے
اب تو مردے سے مشابہ ہی تن زار کا روپ

ہر گل تر نظر آنے لگے محبوب حسین
چشم بلبل سے اگر دیکھیے گلزار کا روپ

نگہ چشم منور سے بھی میلا ہو جائے
کیا بیان کیجے صفائے گل رخسار کا روپ

سرخ پوشاک پہنکر وہ نکلتا ہے مدام
ایک ہی ترک فلک اور مرے خونخوار کا روپ

عالم زلف بسا ہی جو ترے شانے پر
دوش کافر پہ یہ ہوتا نہین زنار کا روپ

یاد گیسو مین یہ رہتا ہی ہمارا عالم
وقت پھانسی کے جو ہوتا ہی گنہگار کا روپ

بھر نظر اور کو دیکھا ہو تو اندھا ہو جاؤن
جیسے آنکھون مین سمایا ہی مرے یار کا روپ

اک نظر دیکھ لیا جس نے وہ مشتاق ہوا
قدرت حق کا تماشا ہی مرے یار کا روپ

صبح مرجائیگا تا شام اگر زندہ رہا
آج اچھا نہین عیسیٰ ترے بیمار کا روپ

دل کا سینے مین وہی حال ہی اے فرقت یار
جو قفس مین ہو کسی مرغ گرفتار کا روپ

شوق دیدار مین ہی ایک بعینہ اے رند
چشم تصویر کا اور دیدۂ بیدار کا روپ

کہتے ہین جس کو عرش بریں ہی وہ بام دست
اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست

کٹتے ہین سیکڑون کے گلے گام گام پر
چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست

جاتا ہی جیسے خون شہیدان عشق کو
کاٹھی سے نکلی پڑتی ہی باہر حسام دوست

صحت مین جنکو شک ہی وہ ہین خود غلط ہنوز
ہم وحی جانتے ہین سراسر کلام دوست

ان روزون بانکپن ہی زیادہ مزاج مین
عرش بریں مین جھولتی ہے اب حسام دوست

ہی جی مین کوہ طور پہ اک روز جائیے
مثل کلیم ہو جیے وان ہم کلام دوست

سکہ بٹھایا اپنی محبت کا یار نے
کندہ ہی مثل نقش نگین دل پہ نام دوست

عاشق جلو مین دوڑتے ہی دوڑتے مرے
ہر گز قدم لگا نہ کہین خوشخرام دوست

وہ بے نشان ہی یہی اس کا نشان ہے
کہتے ہین اسم پاک جسے ہی وہ نام دوست

پیغامبر کو دخل نہین اس مقام مین
بیواسطہ پہونچتا ہی مجکو پیام دوست

آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو بیشتر
لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست

مارے خوشی کے مُنھ سے نکلتی نہین ہی بات
شاید زبانی لایا ہی قاصد پیام دوست

وان تک گذار ہر کس و ناکس محال ہی　　پر جلتے ہین ملک کے جہان ہی مقام دوست
رہتا ہی وہ خزانے مین پنہان مثال گنج　　جو دل شکست ہی وہی دل ہی مقام دوست
بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پر آن کر　　میلا سا روز رہنے لگے زیر بام دوست

اے رند مشک و عود کی کیا اس کو احتیاج
رکھتی ہی بوے زلف معطر مشام دوست

گھر مرے آئیگا وہ لالہ عذار آجکی رات　　چمن حسن کی لوٹون گا بہار آجکی رات
پھر نہ رہجاوے دلا کوئی تمنا باقی　　صبح تک یار سے ہو بوس و کنار آجکی رات
باندھتے ہین دل بیتاب کے مضمون سبھی　　کھیلنا ہی مجھے مچھلی کا شکار آجکی رات
اپنے گھر آئے کو ناراض کوئی کرتا ہے　　خاطرین کرتے ہین اس گل کی ہزار آجکی رات
صاف ہو جائیے دل مین نہ کدورت رکھیے　　جھاڑیے دامن خاطر سے غبار آجکی رات
مہربانی ہی مرے حال پہ سب دن سے سوا　　کچھ بہت پاتا ہون مین شفقت یار آجکی رات
منفعل ماہ کو اے مہر لقا کرتا ہے　　روئے روشن سے ترے کرکے دوچار آجکی رات
کل تلک تو یہ چمک حسن کی اے ماہ نہ تھی　　نور دیتے ہین ترے دونون عذار آجکی رات
خور وش ماہ نے فرمایا نزول اجلال　　لیلۃ القدر سمجھ عاشق زار آجکی رات
دیکھیے لطف شب ماہ وہ گل آیا ہے　　چاندنی باغ کی دیتی ہی بہار آجکی رات
جی کی جی ہی مین رہی وصل مین بھی حسرت دل　　سو رہا آکے سر شام سے یار آجکی رات
بچگیا تیرے تصور مین مرے رشک مسیح　　مرگیا ہوتا ترا عاشق زار آجکی رات
خرمن برق نظر آئیگا گل خاکستر　　ہوگئی آہ اگر صاعقہ بار آجکی رات
تپ فرقت کے حرارون سے نہ ہونگے جانبر　　جان لیویگا ہماری یہ بخار آجکی رات
نہین پہلو مین جو وہ غیرت گل رشک چمن　　ہر سر مو ہی بدن پر مرے خار آجکی رات
نہ رہا حیلۂ گلگشت چمن کرکے گیا　　دے گیا داغ مجھے لالہ عذار آجکی رات

دل تو آگے ہی کیا پیشکش یار اے رند
جان کر اسکے قدم پر تو نثار آجکی رات

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آجکی رات　　ضبط مجھسے نہ ہوا آخر کار آجکی رات
شب فرقت کی مصیبت کو گوارا کرلے　　کاٹ دے نالے ہی کرکے دل زار آجکی رات

ہوش آتا ہی سیاہی سے شب فرقت کی ۔ گور تاریک سے ہی تیرہ و تار آجکی رات

تادم صبح تری یاد مین اے رشک مسیح ۔ مثل بیمار کراہا دل زار آجکی رات

کل جگا لیجیو شب وصل مین اس ماہ کے ساتھ ۔ سونے دے اور دل بے صبر و قرار آجکی رات

شب آیندہ پہ موقوف ہا وعدۂ وصل ۔ دیکھیے کٹتی ہی کیونکر دل زار آجکی رات

بہگیا دل تو لہو ہو کے شب ہجر مین کل ۔ تو بھی جا جاک کہین اے جان نزار آجکی رات

شب تاریک جدائی ہی فقط اور ہم ہین ۔ کوئی مونس ہی نہ غمخوار نہ یار آجکی رات

خواب غفلت مین بھی اے یار رہا تیرا خیال ۔ نیند مین تجکو پکارا کئی بار آجکی رات

مغتنم جان اگر خیر سے گذرے شب ہجر ۔ تجھپہ بھاری ہی بہت اے دل زار آجکی رات

یار دامن کو چھڑا ہاتھ سے گھر آئیگا ۔ مین بھی رکھونگا گریبان مین تار آجکی رات

روز دم ناک مین کرتی ہی بلائے شب ہجر ۔ کھینچتا ہی مجھے گرد اپنے حصار آجکی رات

اے جنون مشغلۂ عالم تنہائی سے ۔ گن ہمائے تو گریبان کے تار آجکی رات

جو یہی تار ہی رو ئیگا تو اے چشم سنا ۔ ہاتھ سے جائیگا سر رشتہ کار آجکی رات

دل جگر آتش فرقت نے جلائے اے رند
شام سے نالے کے اڑتے ہین شرار آجکی رات

کیا کہیے کاٹی ہجر مین کیونکر تمام رات ۔ گذری جو کچھ گذر گئی مجھپر تمام رات

نیند آئی تم بغیر نہ دم بھر تمام رات ۔ تارے گنا کیا ہون مین دلبر تمام رات

اندھیر تھا نظر مین جہان تار تیرہ تھا ۔ کس جا رہا تو ماہ منور تمام رات

دیکھا فلک پہ عقد ثریا جو شام کو ۔ بھولا نہ تیرے کان کا گوہر تمام رات

شب کاٹتے ہین ہم قلق و اضطراب مین ۔ سوتے ہین آپ چین سے کیونکر تمام رات

لیٹا ہون تجھ بغیر جو پھولون کی سیج پر ۔ لوٹا کیا ہون کانٹون کے اوپر تمام رات

سویا جو یاد قد مین تمہارے تو خواب مین ۔ دیکھا کیا مین سرو و صنوبر تمام رات

لے لے کے کروٹین بھی مری جان صبح کی ۔ ڈھونڈھا کیا تمھین دل مضطر تمام رات

رہتی ہی جان تجھ مین مری جان صبح تک ۔ مر مر کے کاٹتا ہون مین دلبر تمام رات

تا صبح مجھکو روز جگاتا ہے شام سے ۔ سونا ترا پری رو لپٹ کر تمام رات

اے جان یاد ابروے خمدار مین تری ۔ رگڑا کیا گلے پہ مین خنجر تمام رات

مژگان تمھاری شام سے جو یاد آگیئن
دل مین چبھا کئے مرے نشتر تمام رات

سونا کہان کا تیرے تصور مین لے پری
آتش کا شعر پڑھتا ہون اکثر تمام رات

مشتاق کل بھی وصل سے محروم رہ گیا
غائب رہا کہان تو ستمگر تمام رات

شب باش آج تو مرے گھر ہو کرم کرو
رد یا نہین ہون کل سے مین دن بھر تمام رات

ہو جاؤ آکے سینہ بہ سینہ کہان تلک
پھڑکا کرے مرا دل مضطر تمام رات

دل ڈھونڈھتا ہی تمکو مری خو بگڑ گئی
دو چار بار سوئے جو آکر تمام رات

مانو یہ عرض رند کی ہو آج اُسکے پاس
بہر خدا و بہر پیمبر تمام رات

سبحے متروک ہین رائج ہوئے زنار بہت
ایک بت کے لئے کافر ہوئے دیندار بہت

کشتنی سیکڑون رندان کے سزاوار بہت
عشقبازی جو خطا ہی تو گنہگار بہت

دیکھکر تابش خورشید قیامت اے ماہ
یاد آئے گا ترا سایۂ دیوار بہت

کردیا اپنے تن زار کو موئے باریک
نکرو کہتے تھے فکر کمر یار بہت

آج بیکار ہی آنا ترا اے عزرائیل
جان لینے کو ہی فرقت کی شب تار بہت

نہ لگی صبح تلک اسکی زبان تالو سے
کل سے بھی آج کراہا دل بیمار بہت

نہین ہوتا رخ رنگین کا نظارہ نہ سہی
دل لگی کے لئے گل سیکڑون گلزار بہت

جھانکنا کیا کسی عاشق کا ہوا مد نظر
تاکتے پھرتے ہو کچھ روزن دیوار بہت

نظر آئے مرض عشق کے آثار برے
طول کھینچیگا مسیحا مرا آزار بہت

کفنی تو نہ پہنوائے کہین شنگرفی
خوش تو آئی تری رنگینی گفتار بہت

ناتوانی نے بنایا ہی زمین زار و نحیف
میرے دب جانے کو ہی سایۂ دیوار بہت

مژدہ وصل کسی روز تو کہلا بھیجو
پی چکا خون جگر ہجر مین اے یار بہت

محفل غیر ہی پہلو سے سرک کر بیٹھو
غلبہ شوق کا ہوتا ہی مجھے یار بہت

پرورش مد نظر اسکے ہے کس کس کی
ہمسے پھرتے ہین مصیبت کے گرفتار بہت

ہون مین بازار جہان مین وہ متاع کاسد
مسترد کر گئے لے لے کے خریدار بہت

مختصر یہ ہی دلا در گذر اب جانے دے
طول ہو جائیگا کیون کرتا ہی تکرار بہت

سر بازار کوئی آنے تو دو یوسف وش
باندھے پھرتے ہین زر نقد خریدار بہت

سیکڑون یار ملین گے جو وفادار ہین ہم — حال ہی اچھا ہمارا تو خریدار بہت
عشق کچھ آپ پہ موقوف نہین خوش رہئے — ایک سے ایک زمانے مین طرحدار بہت
طرف غیر سے پھیرو رخ ابرو کو ادھر — ایک جانب کو کساتے نہین تلوار بہت
خوب سا دیکھ لے جی بھر کے چمن کو بلبل — یاد آئیگا قفس مین تجھے گلزار بہت
مدوائے عشق چڑھائی ہی جفا کارون کی — تن تنہا ہی دل زار ستمگار بہت
چشم خواہش سے زلیخا کیطرف جب دیکھا — نظر آنے لگے یوسف سر بازار بہت

نہ کیا فائدہ پرہیز و دوا نے اے رند
تم تو آگے سے بھی کچھ ہو گئے بیمار بہت

کرنا نہ یار حور شمائل سے دل اچاٹ — وقت پڑیگی ہوویگا مشکل سے دل اچاٹ
ہوویگا غم غلط ترا موج و حباب سے — دریا مین کود پڑ جو ہو ساحل سے دل اچاٹ
آزاد ہو کے لطف اسیری کریگا یاد — دیوانے کر نہ طوق و سلاسل سے دل اچاٹ
چلتا نہین وہ حلق پہ کرتا نہین یہ ذبح — خنجر سے دل وداس ہی قاتل سے دل اچاٹ
اے آسمان کیا مری مٹی یہین کی ہے — ہوتا نہین جو کوچۂ قاتل سے دل اچاٹ
مشفق یہ بے سبب نہین بے اعتنائیان — شاید ہوا ہی عاشق بیدل سے دل اچاٹ
ہو جائے اتفاق اگر حسن و عشق مین — ہوئے پتنگ شمع کا محفل سے دل اچاٹ
وحشت کشان کشان مجھے لائی گی باغ مین — یان بھی ہوا نفاق عنادل سے دل اچاٹ
یاد آرہا ہی چاند سا مکھڑا کسی کا ہائے — ہوتا ہی صورت مہ کامل سے دل اچاٹ
نامحرمان عشق سے کیونکر کہون یہ حال — جب آگیا تو ہوتا ہی مشکل سے دل اچاٹ
برگشتہ وہ مژہ دل مجروح سے ہوئی — ہی سوزن مسیح کا گھائل سے دل اچاٹ
فانوس سے نہ شمع کو باہر نکالیے — خلوت نشین کا ہوویگا محفل سے دل اچاٹ

موقع یہی ہی رند بہر کیف کیجیے
عشق بتان حور شمائل سے دل اچاٹ

جاتا ہی ہر قدم دم قیس حزین الٹ — پردہ شتاب لیلی محمل نشین الٹ
یون یک بیک نقاب کو رخ سے نہین الٹ — وحشت یہ ہی نہ جائے مرا دم کہین الٹ
در پہ سے آکے میرا مسیحا جو پھر گیا — آنکھین گئین دم نفس ہوا پسین الٹ

ماہ چار وہ شب یلدا مین ہو عیان
بالون کو اپنے چہرے سے اے مہ جبین الٹ

اقرار وصل کر کے اب انکار ہی عبث
منکر نہ ہو زبان نہ اے نازنین الٹ

مار سیاہ زلف سے اے دل پناہ مانگ
یہ سانپ تجکو ڈس کے نہ جائے کہین الٹ

مانند لالہ داغ نہ لگجائے اے نسیم
پانون کیطرح برگ گل یاسمین الٹ

تیغ نگاہ ناز جو اے عاشقو چلی
تم دیکھنا صفین کی صفین اس نے دین الٹ

بد مستیون سے رات کو اس بادہ نوش کی
شیشے کہین لنڈھے گئے ساغر کہین الٹ

ہو کر دو چار چشم فسون ساز سے مری
گر سحر سامری ہو تو جائے وہین الٹ

نکلی جو جان حسرت دیدار یار مین
آنکھون کی پتلیان دم آخر گیئن الٹ

برگشتہ یار ہو گیا مجھ راست باز سے
قسمت کسی کی جائے نہ یون ہمنشین الٹ

بسمل تڑپ کے خون کے چھینٹے اوڑا چکے
دامن سمیٹ اپنا کہ اب آستین الٹ

وہ خواب ناز مین ہی چل آہستہ اے نسیم
آنچل نہ روے یار سے جائے کہین الٹ

معدوم ہووے نام و نشان شاعری کا رند
طبقہ زمین شعر کا جاوے کہین الٹ

جستجوے شاہد مقصود ہی اے دل عبث
توڑ کر جان کو نکر تو سعی لاحاصل عبث

تیغ ابرو کے اشارے مین ہی کام اپنا تمام
تیز کرتا ہی چھری میرے لئے قاتل عبث

دسترس جب دامن قاتل تلک ممکن نہین
ہاتھ پاؤن مارتا ہی خون مین بسمل عبث

ایسے جینے سے تو میرا ڈوب مرنا خوب تھا
دے رہی ہی مجکو غوطے حسرت ساحل عبث

اُسکے کشتون مین نہین گرتا مجھے کوئی شمار
خون لگا کر مین شہیدون مین ہوا شامل عبث

حسن دو روزہ پہ ناحق ہی یہ صاحب کو غرور
اسقدر رہی نشۂ معجون آب و گل عبث

منتخب کردہ نہین ہی حسن کی دیوانگی
کیون بنا یا بیت ابرو کے برابر تل عبث

مرتبہ ایک جان دو قالب ہی داور سے مجھے
میرے اُسکے بیچ مین ہی اب دوئی حائل عبث

آسمان پامالیے دل سے مرے کیا آیا ہاتھ
اس دہ ویران پہ پہونچی دور اے عامل عبث

ہاتھ دھوے جان سے بیٹھے ہین کوچے مین ترے
آستینون کو چڑھا کر پھرتا ہی قاتل عبث

زہر ہی کھانا پڑا آخر فراق یار مین
سبزہ رنگون پہ ہوئے اے رند تم مائل عبث

دو دن سے مُنھ بنائے ہو غنچہ دہن عبث
پھولا ہوا ہی مجھ سے وہ رشک چمن عبث

تکلیف باغ دیتی ہی بے گلبدن عبث
لہرا رہی ہی مجکو ہوائے چمن عبث

بیکار رکھ زبان نہ وصف جمال سے
پیدا کیے نہین لب و کام و دہن عبث

مہمان چند روزہ ہون پا در رکاب ہون
کرتے ہین مجھ سے کاوشین اہل وطن عبث

رکھدین لحد مین لاش تردد فضول ہے
دیتے ہین مجھ شہید کو غسل و کفن عبث

رکھدونگا اے جنون مین ابھی چیر پھاڑ کے
کرتا ہی مجکو تنگ مرا پیرہن عبث

عریان رہونگا لینگے فرشتے تبرگا
لکھتے ہین خاک پاک سے میرا کفن عبث

رنگ سفید کو ہوئی دل سے صفا کہان
دعوی ہی روئے یار سے اے یاسمن عبث

اک دن نفاق ہوئیگا باہم یقین ہے
ہی اسقدر موافقت روح و تن عبث

تشبیہ اُسکے قد سے نہ دینی تھی شاعرو
پھینکے گئے اُکھاڑ کے سرو چمن عبث

دعوی ہو جس کو آپ سے بل اُس سے کیجیے
ہی مجھ نحیف و زار سے یہ بانکپن عبث

ہون بدنصیب مرکے بھی مٹی نہ پاؤنگا
میرا امیدوار ہے تو گورکن عبث

شیرین کے دلپہ نقش محبت نہ ہو سکا
ساری مشقتین تھین تری کوہکن عبث

تاثیر دار ایک سے نالہ سُنا نہین
کرتے ہین یاوہ گوئیان مرغ چمن عبث

ٹیڑھی ہی راست بازون سے ناحق تری مژہ
بل کر رہی ہی زلف شکن در شکن عبث

پائین مقام دوست جو باہر ہون آپ سے
کعبے مین شیخ دیر مین ہین برہمن عبث

دیوانہ یہ بھی کیا کسی غنچہ دہن کا ہے
گل چاک چاک کرتا نہین پیرہن عبث

خود کاٹ کر گلا ہمین مرنا تھا اے اجل
میلا کیا دھرے دھرے اپنا کفن عبث

نقصان جان ہی رند جو دو غم بہم ہوئے
کرتے ہو رنج ہجر مین فکر سخن عبث

ماہرو دلبر ہوا ہی آن کر ہمخانہ آج
غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج

ہی منور شمع روئے یار سے کاشانہ آج
پر جلین آئے اگر اس بزم مین پروانہ آج

سب سے پہلے دوڑ کر مین نے گلا کٹوا دیا
کام آئی آخر اپنی ہمت مردانہ آج

نرخ بڑھجائے کہ گھٹ جائے مجھے مطلب نہین
مین لیے رکھتا ہون جنس حسن کا بیعانہ آج

تیرے دیوانون کے دم کی ہی یہ رونق اے پری
شہر سے آباد آتا ہی نظر ویرانہ آج

پاس قاتل تا کجا اے کشتۂ تیغ ادا
ڈالدے اُسکی کمر مین ہاتھ بیباکانہ آج

اب نہین روکے سے رُکتا وہ کسی کے اے پری
طوق زنجیرین توڑا تا ہی ترا دیوانہ آج

ہاتھ آوے مال و زر سے یار کچھ یوسف نہین
قیمت کونین ہی اس شوخ کا بیعانہ آج

آرہی ہی قلقل مینا سے حق حق کی صدا
وہ بُت کافر ہوا ہی ساقی میخانہ آج

یار گھر آیا ہی دخل غیر ہونا ہے محال
شمع تک آنے نہین پائی کہان پروانہ آج

پاس تھا جب تک وہ رشک حور تھا قصر بہشت
قید خانہ ہوگیا اُس بن مرا کاشانہ آج

مژدہ باد اے ہمصفیران چمن آئی بہار
لیچلا سوئے قفس ہمکو تو آب و دانہ آج

وادی ایمن کا جلوہ دیکھتا ہون دہر مین
کیا وہ بُت آیا ہی یان اُٹھے ہے بتخانہ آج

بعد مدت سیر کو آئے تھے زندان کیطرف
بنگئے جن لپٹا پریزادون کو مین دیوانہ آج

شمع دلدار سے کہتا ہی مجکو سوز دل
تھا یہ ہی کہہ دو باہر ہی رہے پروانہ آج

کس کا یہ رتبہ ہی اے ساقی زہے میرے نصیب
آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج

وہ صنم آیا مرے گھر بے بلائے آپ سے
رکعتین دو پڑھکے کیجے سجدۂ شکرانہ آج

اے پری کٹوا دین شاید تو نے اُسکی بیڑیان
غل نہین کرتا ہی زندان مین ترا دیوانہ آج

رشک آیا عندلیبان چمن کو مجھ پہ رند
باغ مین لپٹا جو مین اُس گل سے گستاخانہ آج

یاد اُس زلف کی جی کے لیئے جنجال ہی آج
کیا بیان کیجیے احوال بُرا حال ہی آج

حسن کا عشق کے بازار مین بھی کال ہی آج
بند و کانین ہین معشوقون کی ہڑتال ہے آج

حسرت بوسہ مین عشاق لہو روئین نہ کیون
ملکے چہرے پہ گلال آئے ہین منہ لال ہی آج

صاف منقارون سے کرتے ہین گرفتار قفس
قید سے چھوٹتے ہین فکر پر و بال ہی آج

دولت اشک سے ہین جیب مین دریا موجود
دامن ابر بہاری مرا رومال ہے آج

مژۂ تیز ترے دل مین مرے چبھتے ہین
جسم پر نشتر فصاد ہر اک بال ہے آج

کس کو معلوم ہی احوال کہ کل کیا ہوگا
مجکو نادان عبث فکر مہ و سال ہی آج

دھوم ہی چارطرف یار کی آرائش کی
شور پازیب ہی آوازۂ خلخال ہی آج

ہجر دلدار مین بھی وصل کا حاصل ہی لطف
ہر گھڑی پیش نظر یار کی تمثال ہی آج

پھول سے ہونٹون مین لیکر جو دیا ہی حقہ
غنچۂ گل سے معطر تری معنال ہی آج

گنج بخشی ترے عاشق کو ہوئی ہی منظور سلطنت پاس ہو قارون کی تو کیا مال ہے آج

رمضان ہو چکا ایام تقدس گذرے مژدہ اے بادہ کشان غرۂ شوال ہے آج

خود بخود دل مرا افسردہ ہوا جاتا ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا مرا کیا حال ہے آج

رنگ زرد اور لب خشک جو دیکھے میرے خود بھی فرماتے ہین ہنسکر ترا کیا حال ہے آج

پھر وہی دل کا قلق ہی وہی بیتابی ہے رات کو حال جو گذرا تھا وہی حال ہے آج

رشک جسسے مرا پوچھے تو یہ کہنا قاصد آکی جان سے دور اُس کا بُرا حال ہے آج

واہ ری طالع برگشتہ زہے خوبی بخت قرعۂ نیک بھی میرے لئے بدفال ہے آج

وقت فرصت کو نہ افسوس غنیمت جانا کل جسے سہل سمجھتے تھے وہ اشکال ہے آج

وجد صوفی کو رہا یاد نہ قوال کو قول حال باقی ہی کسی بزم مین ناقال ہے آج

مشک و عنبر کی دہن سے مرے بو آئیگی کل شام سے ورد زبان ذکر خط و خال ہے آج

آج تو مین بھی مشرف ہون ہم آغوشی سے روز نوروز ہے اے ماہ نیا سال ہے آج

گور تاریک ہی اور عالم تنہائی ہے دست و پا کانپتے ہین پرسش اعمال ہے آج

آمد آمد ہے نکیرین کی ہوتا ہے عذاب روح تھراتی ہی دہشت سے عجب حال ہے آج

مین تڑپتا ہون لرزتی ہی زمین کہتی ہی خلق زلزلہ آیا زمین ہلتی ہی بھونچال ہے آج

رند کھلجاتا ہی یان کھوٹے کھرے کا پردہ
لکھنؤ اہل ہنر کے لیے ٹکسال ہے آج

شال یار کھاتا ہی سدا پیچ کسی کا کاکل کا سنبل پہ پڑا پیچ

مین کہتا ہون دل نادان نہ کھا پیچ کر گئی اک نہ اک زلف دوتا پیچ

خم گیسو کا اب تو پڑ گیا ہے پیچ دل بیتاب کھا کر گر پڑا پیچ

کھلا جاتا ہی جو ہو بات کا پیچ تری چوٹی کا کیا ڈھیلا پڑا پیچ

عیان ہے درد دل ہر آہ کے ساتھ کوئی پوچھے کہ قلیان پہ ہے کیا پیچ

مری جان دیکھے بل نہ لفین جو باندھین سبب کیا ہے نہ کچھ مجھ پر کھلا پیچ

بگولے کی طرح سے دے کے چکر سر گئی خاک سے باد صبا پیچ

کمند عشق مین گھبرا نہ اے دل پڑا ہے اس طرح کا بار ہا پیچ

مین دیوانہ ہوا ہون جبسے دیکھا بہ رنگ ادون کے سر کا دلربا پیچ

گل آئی پری ساقی نے جسدم
نہ ٹھین دست دیا کیون ناگ کیطرح
وہ بچھڑا پہلوان خم جس نے مارا
لپیٹے گا کسے باندھے گا کس کو
سکھا دیگی جو کو لون تک گئی ہے
بہت سی فکر کی آنکھون کو کر بند
کھلی رہتی تھین کیون زلفون کو لیٹیھا
تعشق کا کہون مین ماجرا کیا
نہین چھٹتا کبھی الفت کا مارا
ہوا بیفائدہ نقصان جان کا
مجھے دم دیکے ٹالا کرکے اقرار
پڑی پھر عشق کی پھانسی گلے مین

نکالا کاگ شیشے کا لگا پیچ
خمار مے کا ساقی ہی بڑا پیچ
ہوا چت عشق کا جس پر بندھا پیچ
تری دستار کا یہ لپٹا پیچ
کمر کو یار کی زلف رسا پیچ
نہ کچھ دلبستگی کا پر کھلا پیچ
سبب کیا ہی نہ کچھ مجھپر کھلا پیچ
ہوا جو کچھ ہوا اب تو پڑا پیچ
محبت کا بھی ہوتا ہی بڑا پیچ
دل نادان دیا تو نے بڑا پیچ
نہ آیا پر نہ آیا کر گیا پیچ
بیچے تھے کس مصیبت سے ہٹا پیچ

چھری کی طرح سے رکتے نہین رند
نگہ نے اسکی سیکھا بانک کا پیچ

ناز کافر نہ اٹھا منت بیدار نہ کھینچ
سبزہ خط مین دکھا کر گل رخسار نہ کھینچ
چین بہ ابرو نہو ہر بات مین یونہی نہ چڑھا
دم نکل جائے گا چھاتی تری پھٹ جاویگی
شب گئی آئے نسیم سحری کے جھونکے
مرض الموت محبت ہی نہ ہون گا جان بر
روز محشر کی طوالت کو نہ کر شرمندہ
خون ہوے جاتے ہین عشاق کے دل سینے مین
عشق مژگان مین ہوا ہی تو اگر دشت نورد
خنجر ابروے بتان کا نہ ارادہ کرنا
زندگی تلخ نہ کر اپنے پرستارون کی

صدمۂ کشمکش سبحہ و زنار نہ کھینچ
پھول کیواسطے کانٹون مین مجھے یار نہ کھینچ
راست بازی سے کبھی چھوڑدے تلوار نہ کھینچ
نالے دل توڑکے یون مرغ گرفتار نہ کھینچ
منت خواب اب لے دیدۂ بیدار نہ کھینچ
رنج بیہودہ عبث اے مرے غمخوار نہ کھینچ
اسقدر طول تو فرقت کی شب تار نہ کھینچ
ناز سے پائے حنائی دم رفتار نہ کھینچ
پاؤن کیا دلین چبھے خار تو زنہار نہ کھینچ
نہ کھینچے گی یہ کمان تجھسے دل زار نہ کھینچ
دن بہت زیست کے اد ہجر کے بیمار نہ کھینچ

ہو نہ تو وہم و گمان شعر اسے غائب
مجکو تو سوئے عدم او کمر یار نہ کھینچ

کلمۂ حق ہے اگر قد کو ترے سرو کہا
راست گو ہون مجھے سولی پہ جفاکار نہ کھینچ

سر نہ سرکا تو جو دم بھرتا ہے جان بازیکا
سانس بھی بلکہ تہ خنجر خونخوار نہ کھینچ

لائے رو تجکو کہا نشہ مین تقصیر ہوئی
واعذرے میری زبان پوست جفاکار نہ کھینچ

خط نکل آئے تو رکھنا رخ گلگون پہ نقاب
چند روز او تو اس باغ کی دیوار نہ کھینچ

کر سکے گا نہ کسی طرح سے تو ہم چشمی
خجلت ان آنکھون سے اے ابر گہربار نہ کھینچ

رشک آتا ہے نہ ہو خاک کسی عاشق کی
عطر مٹی کا مرے سامنے دلدار نہ کھینچ

باعث گرمی بازار ہین کر پاس ان کا
چاہنے والون سے دور آپکو اے یار نہ کھینچ

تپ فرقت کی حرارت یہ نہین کم ہوگی
سرد آہین متواتر دل بیمار نہ کھینچ

ہو نہ ہر مرتبہ دلبر سے کشیدہ اے رند
رشتۂ خام محبت ہے یہ ہر بار نہ کھینچ

نام آخر ترے بیمار کا ہے تا دم صبح
اول شام نکل جائیگا دم یا دم صبح

عالم نور کے نظارہ کی حسرت ہی رہی
طالع خفتہ نے اکدن نہ جگایا دم صبح

قبلہ رو ہاتھ اٹھا مانگ دعائے شب وصل
کرتے ہین باب اجابت کو ملک وا دم صبح

رات بھر کلبۂ احزان مین جو رویا شب ہجر
موج زن صحن مین تھا اشک کا دریا دم صبح

منتظر آنیکا تھا تیرے جو اے وعدہ خلاف
ٹکٹکی در کی طرف شام سے تھی تا دم صبح

بوسہ کے دینے پہ تکرار رہی ساری رات
ہوگیا پالے مرے یار کے بدھا دم صبح

سو رہا نشہ کے عالم مین جو شبکو مرے ساتھ
بدگمان میری طرف سے ہوا کیا کیا دم صبح

نالۂ شب نے کیا سارا جہان زیر و زبر
ایک عالم نظر آیا تہ و بالا دم صبح

اے نسیم سحری خواب سے بیدار نہ کر
بدمزاجی کا نہ ہو اس کو بہانا دم صبح

مغتنم جان شب وصل شرابین پی لے
پھر نہ ساقی ہے نہ ساغر ہے نہ مینا دم صبح

یار کے کان کا یاد آیا جو جھمکا مجھے رند
چرخ پر دیکھا اگر عقد ثریا دم صبح

زندگی کردیگا ہجران سے دل ناکام تلخ
عشق کا آغاز شیرین ہے مگر انجام تلخ

میٹھی آنکھون سے نہ دیکھا ایکدن دلدار نے
کردیے شوریدہ بختی نے مرے بادام تلخ

وصل مین چوسے جو تھے بہانۂ شیرین یار کے
کردیے صفرائے فرقت نے وہان وُ کام تلخ

ہوش مین آ کسکو سمجھا ہی تو یان شربت کا گھونٹ
کیا سمجھکر ہر گھڑی ہوتا ہی او خودکام تلخ

خار خار میکشی نے کر رکھا ہے بیقرار
خواب و خور ہی تجھ بغیر اے ساقی گلفام تلخ

ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہون
شہد ہو تو کردے منہ مین شامت ایام تلخ

کھائیے سب شوق سے دے گا بیان ہو کر ترش
رشک شیرین کونسی ہو گی تری دشنام تلخ

منہ بنائے نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو
کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ

نیت صحت سے پیوے گر مریض چشم یار
ہووے افیون سے زیادہ شیرۂ بادام تلخ

شب کو سووین دنکو کھاوین کچھ جو ہو دلکو قرار
ہو گئے ہین ہجر مین خواب و خور و آرام تلخ

طاق پر رکھدے یہ شیشہ اور لا ساقی شراب
ایک تو شیرین پلا سے پی چکا ہون جام تلخ

پھیردے سب پر چھری کہدو کوئی صیاد سے
زیست ہی ہم تو گرفتار ون کو زیر دام تلخ

مار ڈالا تو نے شیرین بے گنہ فرہاد کو
بھیجا کیون اُس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

دور ہی وہ شکرین لب کسطرح گذرے نہ رند
ماہ تلخ و سال تلخ و صبح تلخ و شام تلخ

ساقی نہین شیشے مین مے ہوشربا بند
مینا مین کیا خضر نے یہ آب بقا بند

کرتے نہین دست کرم ارباب سخا بند
کیون رکھین در فیض کو مردان خدا بند

ناخواندہ خط شوق کیا مسترد اُس نے
نامے ہی مین مطلب ہر ے نامے کا رہا بند

نکلے نہ کبھی درد جگر بے مدد آہ
بھرتا ہی دھوان گھر مین جو ہوتی ہی ہوا بند

غل کرتے ہین زندانین یہ جب ہوتے ہین باہم
ہی حکم کہ دیوانے ہون ایک ایک جدا بند

بیہوشی مے مین بھی نہ مطلب ہوا حاصل
نشہ مین بھی شلوار کا اُس کے نہ کھلا بند

تنہائی کی شب مین یہ رہا مشغلہ تا صبح
کھولا کبھی در کو کبھی پھر اُٹھ کے کیا بند

دل چاہے اگر وصل کسی اور کا اُس بن
ہو جائے الٰہی مرا ایک ایک جدا بند

مطلق نہین تخفیف جنون بلکہ فزون ہی
آگے سے بھی دیوانے پہ ہی تیرے سوا بند

آنکھون کے لڑانے کی نکالو کوئی راہ اور
روزن ہوئے دیوار کے اے حور لقا بند

لینی ہی خبر اُسکی تو اے رشک مسیحا
بیمار پہ ہی تیرے غذا بند دوا بند

آپہونچی خزان فصل گل آخر ہوئی تو بھی
منقار کر اے بلبل بے برگ و نوا بند

عارض پہ نمایاں ہوا خط منڈ گئے گیسو
آزاد ہوئے سلسلۂ زلف سے پابند

پڑھنا اُسے بھی نامۂ شوقیہ کو پڑھکر
ملفوف ہی حال شب فرقت کا جدا بند

یاد آئے شب ہجر جو وہ گیسوئے پر پیچ
پھانسی سی پڑی حلق مین دم ہونے لگا بند

مین حسن کے عاشق کوئی محبوب حسین ہو
رہتے نہین ہم ایک خط عذار کے پابند

مہندی نہ کھلی جیب تلک آئی نہ اُسے نیند
مشاطہ نے کیا کھینچ کے باندھے تھے حنا بند

یوسف کے نہ کٹ جائین کہین ہاتھ چھری سے
ہوتے ہین نقاب رخ دلدار کے دابند

باتین سُنی جاتی نہین ہر ناکس و کس کی
ہو جائین الٰہی میرے گوش شنوا بند

کر خاطر محزون کو ہماری بھی شگفتہ
اک عمر سے ہی غنچۂ دل باد صبا بند

پھیلاتے نہین دست سوال آگے کسی کے
مٹھی کو سدا رکھتے ہین تیرے فقرا بند

خواہان ہی یہ عاجز تری ہمت کا مددگار
مطلب مرا کب تک رہے اے عقدہ کشا بند

وقت طلبی کرنے لگا ہی دم جولان
ہی توسن فکر اپنا کئی سال سے جا بند

بلبل ہوا خاموش مرے زمزمے سُنکر
طوطی کا مرے ناطقے سے نطق ہوا بند

موقوف ہوئے نالۂ دل گور مین لے رند
منزل پہ پہونچکر ہوئی آواز درا بند

کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

دکھائیگا نہ اگر سیر بوستان صیاد
پھڑک پھڑک کے قفس ہی مین دونگا جان صیاد

جہان گیا مین گیا لیکے دام دان صیاد
پھرا تلاش مین میری کہان کہان صیاد

دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانہ نے
وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

اُجاڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھپہ آسمان صیاد

مین کھینچون دام مین بلبل تو آشیانہ جلا
بہم یہ مشورہ کرتے ہین باغبان صیاد

عجیب قصہ ہی دلچسپ اک حکایت ہی
سُنائین گا گل و بلبل کی داستان صیاد

نہ گل کھلینگے نہ چہکارے گا کوئی بلبل
بہار باغ کو ہونے تو دے خزان صیاد

ہمارے زندہ گھٹیگا دام مین شاید
بجائے دانہ بچھاتا ہی استخوان صیاد

خبر نہین کسے کہتے ہین گل چمن کیسا
قفس کو جانتے ہین ہم تو آشیان صیاد

اداس دیکھکے مجکو چمن دکھاتا ہے
کئی برس مین ہوا ہے مزاج دان صیاد

رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے
قفس سے اُڑکے مین اب جاؤنگا کہان صیاد

قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کے پاس
سُنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

کریگا یاد مرے زمزموں کو بعد مرے
ہون چند روز ترے گھر مین میہمان صیاد

سناؤن واقعہ اپنا سب تجھے تمام و کمال
جو گوش دل سے سُنے میری داستان صیاد

ستم زیادہ نہ کر حکم دے رہائی کا
پکارتے ہین گرفتار الامان صیاد

چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یونہین ہو جائے بے نشان صیاد

ہزار مرغ خوش الحان چہکتے ہین ہر سو
بہ از چمن ہوا اب تو ترا مکان صیاد

مین جہانکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو
نہوئے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

اسیر کنج قفس کر بشوق دام مین کھینچ
قضا لے آئی ہی مجکو کشان کشان صیاد

پرون کو کھولدے ظالم جو بند کرتا ہے
قفس کو لے کے مین اڑ جاؤنگا کہان صیاد

نہ ہوگا بند قفس مین بھی ہین وہ بلبل ہون
ہزار تجکو سناؤن گا داستان صیاد

در قفس بھی کھلیگا تو اب نہ جاؤن گا
یقین نہ ہووے تو کر میرا امتحان صیاد

رہا بھی ہوکے نہ بھولون گا حق خدمت کو
ادائے شکر کرونگا مین ہر زبان صیاد

چمن مین بلبل و قمری کا پر نہ چھوڑے گا
رہا جب آٹھ پہر گھات مین نہان صیاد

قفس پہ رکھنے لگا اب تو ہار پھولون کے
ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

عزیز رکھتا ہی کرتا ہے خاطرین میری
ملا ہی خوبی قسمت سے قدر دان صیاد

نکالیو نہ قدم آشیان سے او بلبل
لگائے بیٹھے ہین پھندے جہان تہان صیاد

وہ عندلیب ہون جلکر کرون جو نالۂ گرم
قفس کے چاکون سے اُٹھنے لگے دھوان صیاد

مرے بیان کو سن سنکے کانپ کانپ اٹھتا
غضب یہ ہی کہ سمجھتا نہین زبان صیاد

الٰہی دیکھیے کیونکر نباہ ہوتا ہے
زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

سوائے شکر شکایت اگر کبھی کی ہو
الٰہی قطع ہو منقار سے زبان صیاد

فریب دانہ نہ کھاتا مین زینہار اے رند
نہ کرتا دام اگر خاک مین نہان صیاد

سکت کہان جو کرے یہ ناتوان فریاد
یہ ہی یقین کہ جائیگی رائگان فریاد

اُسے تو آہ کا یارا نہین کہان فریاد
مگر کرینگے کبھی پھر امتحان فریاد

گئین جو حسرت دیدار لے کے دنیا سے / کرینگی حشر کو آنکھون کی پتلیان فریاد
فراق یار مین جو ہو سکا وہ کر دیکھا / نہ آہ و نالہ کرون مین نہ اب فغان فریاد
دیے ہین پنبۂ خورشید ماہ کانون مین / ستم زدون کی سنے خاک آسمان فریاد
ہلیگا سینے مین دل آئیگا جگر منھ کو / کبھی سنوگے جو عاشق کی میریجان فریاد
چھٹے گا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کبھی / کرینگے شکل مزامیر استخوان فریاد
تمھارے واسطے نالان ہین سارے خرد و بزرگ / جو پیر کرتے ہین آہین تو نوجوان فریاد
ترے فراق مین اُوبت کراہنے کے سوا / قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد
حصول کچھ نہین بلبل دوہائی دینے سے / سُنے گا نالون کو گلچین نہ باغبان فریاد
اثر ہوا دہباری کا آہ مین میری / وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد
گیا نہانے جو دریا پہ وہ بُت ترسا / کرینگی صورت ناقوس مچھلیان فریاد
لگائی عرضی عدالت مین مجھپہ خوب کیا / ابھی تو تم نہ کروگے کہان کہان فریاد
پچھو ترے مین مرے نالشین غضب ہون گی / کروگے پھر در دولت پہ مہربان فریاد

گئین وہ عشق کے ہمراہ رند تاثیرین / سُنے گا کون اثر بار اب کہان فریاد

کھلے ہین کیا ترے بازو پہ سیمبر تعویذ / بندھے ہین پیچ مین جوشن ادھر ادھر تعویذ
خدا بچائے تمہین چشم بد کے صدمے سے / نظر گذر کے لیے رکھے ڈنڈ پر تعویذ
نہین ہی ایک مین تاثیر دیکھا لکھ پڑھکر / تمام گنڈے ہین بیکار بے اثر تعویذ
نہ پوچھ حال مرا بند بند ڈھیلا ہے / کھنچے کھنچے ترے بازو کے دیکھکر تعویذ
شب فراق مین تا صبح نقش حب کے بھرے / جلائے شام سے لکھ لکھ کے تا سحر تعویذ
لڑکپنے سے وہ کم باندھتے ہین بازو پر / گلے مین لیکے پہنتے ہین بیشتر تعویذ
فروغ حسن دو چندان ہو زیب دین تجھکو / طلائی ہوئین جو بازو کے سیمبر تعویذ
گلوریان تو بہت سی کھلائین پڑھ پڑھکر / پلاؤ پانی مین دو چار گھول کر تعویذ

جگر پہ نقش ہی مصرع یہ مصحفی کا رند / نکلتے ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ

شب ہوئی ڈالو نقاب اپنے رُخ انور پر / چشم بد بین کا گمان ہی مجھے ہر اختر پر

شیفتہ ہین مہ و خورشید رخ انور پر ۔۔۔ آنکھ پڑتی ہی ستارون کی مرے دلبر پر

آنکھ پر اپنی نہ ڈال آنکھ تو آئینے مین ۔۔۔ یہ وہ جادو ہی کہ چل جاتا ہی جادوگر پر

شب فرقت مین تصور مین کسی ابرو کے ۔۔۔ رات بھر مین نے گلا رگڑا دم خنجر پر

اے شہ حسن کرم کیجیے جب جی چاہے ۔۔۔ بیٹھا رہتا ہی فقیر آٹھ پہر بستر پر

لطف فرمایا قدم رنجہ کیا شاد کیا ۔۔۔ مہربان آپکا احسان ہمارے سر پر

قتل کا حکم ملے دیکھیے کس کس کو آج ۔۔۔ حکم ہی آئین گنہگار محبت در پر

سادگی مجکو حسینون کی پسندیدہ ہے ۔۔۔ طالب حسن ہون عاشق ہون نہین زیور پر

اسکا مارا ہوا پانی بھی نہ مانگے قاتل ۔۔۔ ختم خونریزی کا جوہر ہی ترے خنجر پر

تیرہ بختی سے نہ دیکھا کبھی روز روشن ۔۔۔ زلف شبگون کا پڑا سایہ مرے اختر پر

مٹ گیا ہوگا یقین ہی خط پیشانی بھی ۔۔۔ اسقدر رگڑی ہی جبین سائی بتون کے در پر

تجکو یوسف بھی جو دیکھے تو کرے لے مہ چہر ۔۔۔ سورۂ نور کو دم پڑھ کے رخ انور پر

پھیر سے لیکے مین وہ تیغ ہون زنگ آلودہ ۔۔۔ نہ پڑے آنکھ مبصر کی مرے جوہر پر

لب دریا ہو شب ماہ ہو تو ساقی ہو ۔۔۔ ہاتھ گردن مین ترے لب ہون لب ساغر پر

ایک دن قاف کو وحشت مین نکلجاؤن گا ۔۔۔ دم نکلتا ہی کسی شوخ پری پیکر پر

جامہ زیبی کا صنم قطع ہی جامہ تجھ پر ۔۔۔ زیب پوشاک کی ہوتی ہی ترے پیکر پر

یار کی زلف پہ سودائی ہوئین ہین پریان ۔۔۔ حور کی رال ٹپکتی ہی مرے دلبر پر

پیر گردون نے دکھائے ہین تماشے کیا کیا ۔۔۔ ختم ہی شعبدہ بازی اسی بازی گر پر

قسمت بد سے وہ پیدا کرے خاصیت چند ۔۔۔ گر ہما سایہ فگن ہو کبھی میرے سر پر

عشق مین لالہ عذارون کے یہ گل کھائے رند
داغ ہی داغ ہین طاؤس صفت پیکر پر

رشک آئینے کو آسے مری حیرانی پر ۔۔۔ صدقے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر

ہم تو گرداب حوادث مین ہین کیا دم مارین ۔۔۔ لوگ ساحل کے ہنسین کشتی طوفانی پر

حال کھلتا ہی بد و نیک کا وقت بد مین ۔۔۔ جوہر تیغ عیان ہوتا ہے عریانی پر

نہ مٹے گا وہ سمجھ لے اسے پتھر کی لکیر ۔۔۔ جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پر

سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ ۔۔۔ دھیان کرنا مری بے سروسامانی پر

زیست کا خوف نہین جبسے یہ معلوم ہوا　　موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر
ایک عالم ہی گرفتار تری کاکل پر　　کیا ہی جمعیت احباب پریشانی پر
حسن کے دن ترے جلتے رہے راتین آئین　　چھا گئی ظلمت خط چہرۂ نورانی پر
خوان نعمت پہ فلک کے نہ ہوا اتنا مغرور　　تکیہ کرتا ہی عبث سفلے کی مہمانی پر
قد کشی کرکے صنم تجھسے ہوا ہی یہ ذلیل　　اوس سی پڑ گئی ہی سرو گلستانی پر
سرنوشت ایسی لکھی کاتب تقدیر نے یون　　کھینچا تھا خط باطل مری پیشانی پر

ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا اے رند
ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر

شعلۂ رخسار دلبر کو دکھایا رات بھر　　خون رولایا شمع کو مین نے جلایا رات بھر
زلف شبگون کے تصور نے جگایا رات بھر　　یاد نے چاہ زنخدان کی رولایا رات بھر
ماہ رو دلبر سے شب کو بام پر صحبت ہوئی　　چاند کو انگاروں پرمین نے لٹایا رات بھر
لب بلب سینہ بسینہ صبح تک تھے یار سے　　کی شب ہم نے کیا کیا لطف اٹھایا رات بھر
تا سحر آیا نہ میرے پاس وہ وعدہ خلاف　　پاؤن پیغامی کے توڑے ورتھکایا رات بھر
وصل کی شب شوخیانسی شوخیان کین یار نے　　آپ بھی جاگا وہ مجکو بھی جگایا رات بھر
ساتھ اپنے لیکے سویا گلبدن محبوب کو　　جسم کے جامے کو پھولون مین بسایا رات بھر
شام سے تا صبح وصف عارض گلگون کیا　　باغ مین بلبل کو کانٹون پر لٹایا رات بھر
ہجر کی شب یار بن مجکو سلانے آئی تھی　　چٹکیون مین نیند کو مین نے اڑایا رات بھر
تو جوان دلبر سے باتون ہی مین جاتی سحر　　بخت خفتہ نے نہ کیون اکدن جگایا رات بھر
ہجر کی شب وہ مسیحا جو نہ تھا آغوش مین　　کیا کہون جو درد پہلو نے ستایا رات بھر

شام سے اسکے تصور روے نورانی کا تھا
گیسو نگار رند نے مضمون بنایا رات بھر

ہونے دے شاد منکرون کو ازدحام پر　　موقوف ہی جہاد ظہور امام پر
پڑتی ہی آنکھ جب مری میناؤ جام پر　　سو سو درود پڑھتا ہون ساقی کے نام پر
سنتا ہون دیگا حکم وہ کل قتل عام پر　　کیا گذرے دیکھین خضر علیہ السلام پر
اک جام بھر کے ہم کو بھی دے ڈال خیر خم　　ساقی دگر نہ دور رہی یہ اختتام پر

شہرہ سنا ہے تیرا پہ صحبت نہیں ہوئی ۔ دیکھا نہیں ہے تجھکو میں عاشق ہوں نام پر
عاشق ہوئی ہیں چہرہ گلگون کی بلبلیں ۔ طاؤس وجد کرتے ہیں تیرے خرام پر
مرنے پہ بھی یقین ہے رہیں داغ دل ہرے ۔ گل کھا کے مر گیا ہوں میں اک سبز فام پر
رہتا ہے خوف نشہ میں بھی دور چرخ کا ۔ سو سو دعائیں پڑھتا ہوں ایک ایک جام پر
وہ مست ناز گر مجھے جھوٹی شراب دے ۔ میخانے کو لٹاؤں میں ساقی کے نام پر
پہونچا میں بے مجاز حقیقت کی کُنہہ کو ۔ بے نردبان گذار ہوا میرا بام پر
وعدہ کیا ہے شکل دکھانے کا حشر کو ۔ قائم رہے خدا کرے روز قیام پر
دوڑیں جلو میں طالب دیدار تا کجا ۔ او شہسوار ہاتھ رکھ اب تو لگام پر
یہ زلف و رخ دکھانیکے وعدیکا حال ہے ۔ ہے شام کو تو صبح پہ اور صبح شام پر
بے شبہہ وہ سمجھتے ہیں مردار کو حلال ۔ جو لوگ جان دیتے ہیں مال حرام پر
مضمون سے ہے شکست فلک سے یہ تا ابد ۔ کھدواؤں گا دعائے قدح اپنے جام پر
جاتا ہے اک جہان سے تو آتا ہے دوسرا ۔ حیران ہوں اہل دہر کے کوچ اور مقام پر
پھندوں کو توڑ توڑ کے طائر نکل گیا ۔ صیاد ہاتھ مل رہا ہے اپنے دام پر

اے رند داغ تازہ دیا تجھکو یار نے ۔ زخم کہن جب آنے لگا التیام پر

دل میرا شیشہ نہ تھا دیتا صدا جو ٹوٹکر ۔ بہہ گیا ہمراہ اشک اک آبلہ سا پھوٹ کر
زیست کی گر ہو تمنا تجھ بغیر اے برق وش ۔ گر پڑے تیرے برابر مجھ پہ بجلی ٹوٹ کر
کیا مداوا دل کی بیتابی کا کرتا ہجر میں ۔ چیر کر پہلو اگر مرچیں نہ بھرتا کوٹ کر
آب و تاب چشم جاناں دیکھکر ثابت ہوا ۔ بھر دیے ہیں صانع قدرت نے موتی کوٹکر
خاک اڑتی ہے چمن میں اب کہاں لطف بہار ۔ کر دیا تاراج گلشن کو خزاں نے لوٹ کر
فصد لیتے ہیں مری رفع جنوں کیواسطے ۔ لطف ہو شریان میں رہجائے جو نشتر ٹوٹ کر
بار ہوتی ہے جگر کے آج فریاد جرس ۔ کوئی پیچھے رہ گیا ہے قافلے سے چھوٹ کر
دل سے اے جراح پیدا کی ہے چھوڑے کی تپک ۔ چھیڑ دے نشتر سے گر بہتا نہیں ہے پھوٹ کر
لے خبر اپنے مریض عشق کی عیسیٰ نفس ۔ مردنی سی چھا گئی ہے منہ پہ نبضیں چھوٹ کر
ہجر کی شب اضطراب دل سے ہوتا ہے یقین ۔ اب دم اکھڑا اب کلیجا منہ کو آیا ٹوٹ کر

دل جو بھر آیا تہی جام و صراحی دیکھکر
ہچکیان لے لے کے سسکیں خوب روئے پھوٹکر

عاشق صادق ہی تیرا اے رند دل اسکا نہ توڑ
شیشہ بن سکتا ہی دل بنتا نہین پھر ٹوٹ کر

رات گذری مجھے پھرتے ہوئے اندر باہر
کبھی دالان مین بچھایا کبھی بستر باہر

یاد مین روئے کتابی کے ہوا ہون تشریح
ہین رگین جسم کی مثل خط مسطر باہر

پڑ گیا خون شہیدان محبت کا مزہ
نکلا پڑتا ہی اب اس ترک کا خنجر باہر

صبر کر صبر شب ہجر مین پہلو کو نہ توڑ
گیا نکل جائیگا تو او دل مضطر باہر

طرز پوشاک جدی سب سے نرالا انداز
سالے گھٹنون سے ہی اس شوخ کے نیور باہر

سیر صحرا کو کبھی آن نکل اے شہ حسن
شہر سے ہی ترے درویش کا بستر باہر

قتل ہوکر بھی رہا خانۂ زنجیر سے انس
دھڑ تڑپ کر گیا زندان مین رہا سر باہر

دور گردون رہے جبتک وہ زہ تنگ اے ساقی
حلقۂ بادہ کشان سے نہ ہو ساغر باہر

شب فرقت مین یہی آتا ہی جی مین ہر بار
پھینک دون چیر کے سینہ دل مضطر باہر

گذری مین گذر اس طفل حسین کا ہوگا
لے ہی نکلے گا اسے شوق کبوتر باہر

در پہ قدغن ہی خبر کس سے منگاؤن اسکی
آنے جانے نہین پاتا کوئی اندر باہر

رشک شمشاد نے جلوا دیا کٹوا کے اسے
ہوگیا حد ادب سے جو صنوبر باہر

دل سوزان کی حرارت سے جلا جاتا ہون
گلخن سینہ سے پھیکون گا یہ اخگر باہر

سر پہ عشاق کے کیا روز سیہ لاؤ گے
بال کھولے جو چلے آتے ہو اکثر باہر

ڈال دو دوزخ مین مجھے بھیجدے یا جنت مین
تیری مرضی سے نہین داور محشر باہر

میرے پہلو مین تو شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا
ہون گے آغوش تصور سے وہ کیونکر باہر

ڈال دونگا کمر یار مین مین دوڑ کے ہاتھ
کبھی نکلے گا نہین گھر سے ستمگر باہر

خوش قدی کا کیا کس سرو کے قد سے دعوی
باغبان باغ سے کر دے تو صنوبر باہر

مہربان آپ کرم کیجیے تو کر کے خبر
گھر مین کم ہوتا ہون رہتا ہون مین اکثر باہر

اسقدر زار ہون مین باد کے ہر جھونکے مین
اڑ کے پڑ جاتا ہون گھر سے مع بستر باہر

کیا وطن مین تھا جو میرے لیے غربت مین نہین
مرد درویش ہون یکسان ہی مجھے گھر باہر

اے پری دیکھ لے عریان جو سراپا تجھکو
ترا دیوانہ نہو جامے سے کیونکر باہر

شاعری مین نہین ہٹنے کا قدم اپنا رند
معرکے سے کہین ہوتے ہین دلاور باہر

باغ سے کونسا نکلا ہے گل تر باہر
آپ سے ہو گئے ہین سرو و صنوبر باہر

رات کو گھر سے وہ کسطرح برآمد ہوتے
شب کو نکلا ہی کہین مہر منور باہر

راہ اُلفت مین سہے ظلم نہ کیا کیا مین نے
جادۂ مہر سے رکھا نہ قدم بہر باہر

جیسے خورشید لقا مین نے کہا ہی اُن کو
صبح کو بیٹھتے ہین گھر سے نکل کر باہر

شہر مین جی نہین لگتا کسی صورت میرا
مرد سودائی ہون پھرتا ہون مین باہر باہر

اپنے کوچہ سے نکلوائے مجھے کیون نہ وہ حور
ابن آدم ہون نہ ہون خلد سے کیونکر باہر

پہنے زنار ہوئے کتنے مسلمان ہندو
گھر سے نکلا تھا کہین وہ بُت کافر باہر

تو بھی مدہوش ہی کیا میری طرح آ ساقی
میکدے مین جو صراحی ہی تو ساغر باہر

رات کی طرح سے ہی روز جدائی تاریک
کیا عجب دن کو نکل آئین جو اختر باہر

سبزۂ خط نہین چہرے پہ ہوا اسکے نمود
کعبے سے نکلا ہی کفار کا لشکر باہر

گھر مین جانے نہین پاتے ہین جو عاشق اسکے
شکل تصویر کھڑے رہتے ہین ششدر باہر

تیغ ابرو کے اشارے پہ گلے کاٹتے ہین
مرضی یار سے عشاق ہون کیونکر باہر

یار بن جانب میخانہ جو مین جا نکلا
طیش سے پھینکدیے شیشہ و ساغر باہر

پڑ گئے آنکھون پہ پردے نہ رہی تاب نگاہ
اُس نے غرفے سے نکالا جو کبھی سر باہر

آئینہ رو وہ مسیحا ہی جو ٹھکرا آئے اگر
قبر سے اپنی نکلجائے سکندر باہر

دیکھنے والا نکا دروازے پہ رہتا ہی ہجوم
وہ صنم گھر سے نکلتا نہین دم بھر باہر

آبرو گر تجھے منظور ہی کر ترک وطن
قدر ہوتی ہی صدف سے جو ہو گوہر باہر

نہین گیسو رُخ زیبا پہ ترے رشک پری
طائر حسن کے نکلے ہین یہ شہپر باہر

بغل گور مین تنہا وہ پڑے سوتے ہین
جن کو آغوش سے کرتی تھی نہ مادر باہر

رگ سودا مین مرے ہی اثر مقناطیس
نکلیگا لوٹ کے نصاد کا نشتر باہر

دل لیا جان بھی حاضر ہی ہو منظور نظر
نہین تجھ سے مین کسی حال مین دلبر باہر

ہون وہ مشتاق شہادت کہ مرا دم پھڑکا
میان سے جب ہوا اُس ترک کا خنجر باہر

مین وہ مجرم ہون جہنم مین اگر جاؤن گا
اہل دوزخ بھی کھینگے مجھے باہر باہر

گیا دنیا سے تہیدست یہ سب دیکھیں رند
رکھتے تابوت سے تھے دست سکندر باہر

بار ڈھ رکھواتا ہی قاتل خنجر فولاد پر
فتنۂ دوران نے باندھی ہی کمر بیداد پر

نالے پہ نالہ ہی اور فریاد ہی فریاد پر
کوہ غم ٹوٹا ہوا ہی خاطر ناشاد پر

تو گرفتار قفس آمادہ ہین فریاد پر
ناگوارا گر نہ گذرے خاطر صیاد پر

شائق ہون گلشن مین طبع بلبل ناشاد پر
گوش گل رہتے ہین جب سے وا مری فریاد پر

دیکھیے گر قامت کشیدہ میرے سرو ناز کو
پڑ رہے قمری کے چھلے آرہ سر شمشاد پر

عیش مین مشغول ہے شیرین تو کیا حسرت دیکھیا
کام اپنا کر چکا تیشہ سر فرہاد پر

بوجھ ہی گردن پہ سر کا قتل کیون کرتا نہین
کیا سبکدوشی ہماری بار ہے جلاد پر

مر کے چھوٹینگے قفس سے اُڑ کے جائینگے کہان
قابل پرواز اب اپنے نہین صیاد پر

دام مین لاکر پھنسایا اب تو آب و دانہ نے
کھل ہی جاوینگے مرے عیب و ہنر صیاد پر

بحر ہستی مین حباب آسا ہی تیری ہست و بود
اسقدر ہی تجکو استحکام کس بنیاد پر

آسمان ناحق کفن تونے دیا مرنیکے بعد
تہمت خلعت لگی مجھ عور مادر زاد پر

کوئی الفت مین نہ کرتا دادخواہی کا خیال
یان زبان کے کاٹنے کا حکم ہی فریاد پر

گیسوؤن کے سلسلے کا جو ہی وہ پابند ہی
کون کر سکتا ہی آوازے تری آواز پر

مو بمو گر کھینچ دے مجکو شبیہ اس حور کی
کلک قدرت کا گمان ہو خامۂ بہزاد پر

مرگ غربت مجکو بہتر ہی وطن کی موت سے
رونیوالا کون ہی مجھ خانمان برباد پر

خود فراموشی کے عالم مین وہ از خود رفتہ ہی
الغرض بھولا ہوا ہی رند تیری یاد پر

خود بھی رو دیتا ہی اکثر مجکو گریان دیکھکر
آئینہ رو دنگ رہجاتا ہے حیران دیکھکر

گھانس تھا نظرون مین سنبل زلف پیچان دیکھکر
پھول ہی برگ خزان سے روے خندان دیکھکر

ہو گئی باری زیارت مصحف رخ کی نصیب
آج مین نکلا تھا گھر سے فال قرآن دیکھکر

پنجۂ مرجان سے آیا دست رنگین کا خیال
یاد آئی وہ کلائی شاخ مرجان دیکھکر

ڈوب مرئیے چل کنوین مین زندگی بیکار ہی
دل مین آتا ہی یہی چاہ زنخدان دیکھکر

بلبل و گل جور صیاد خزان سے چلدیے
باغبان نے رو دیا خالی گلستان دیکھکر

آپ ہوتا ہی تمیز نیک اور بد کا فہیم
آدمی بنجاتا ہی انسان دیکھکر

ہوگیا گلزار ہجر یار مین ماتم سرا
مین بھی چلانے لگا بلبل کو نالان دیکھکر

پھر گیا آنکھون تلے بیساختہ انجام کار
خوب رویا آج مین گور غریبان دیکھکر

کیون فلک اب وہ کرین تیر دلنسے رد بہ بازیان
تپ چڑھ آتی تھی جنھین شکل مستان دیکھکر

زورق گردون بہے اسطرح رلے چشم تر
نوح چکرائے ترا اشکونکا طوفان دیکھکر

پھوٹ بہنا سبکے آگے اسطرح اچھا نہین
اپنا بیگانہ ذرا اے چشم گریان دیکھکر

پابرہنہ لائی وحشت کل جو صحرا کیطرف
اُکھڑے کیا کیا آبلے خار مغیلان دیکھکر

ہی زبس حسن ملیح یار کا دل کو قرار
چاٹنے لگتا ہون ہونٹھ اپنے نمکدان دیکھکر

قصۂ گل سیر کے قابل نہین اے عندلیب
کیا کرونگا چند اوراق پریشان دیکھکر

آسمان اس بیکسی پر کر مجھے پیوند خاک
روئین میرے حال کو گبر و مسلمان دیکھکر

کوئی رکھ سکتا نہین دونکے وادی مین قدم
ہول سے مرجائے خضر اپنا بیابان دیکھکر

ہی یہ قدر و منزلت دیوانیکی تیرے پری
سرو قد تعظیم کرتا ہی سلیمان دیکھکر

عشق مین آئینہ رویونکے یہی ہوتا ہی حال
آپ کیون حیران ہوئے ہین مجکو حیران دیکھکر

چاک ہین سینون مین دل عشاق کے مثل کتان
چاند سا مکھڑا اترائے ماہ تابان دیکھکر

قتل سے میرے جو قاتل کو ندامت سی ہوئی
روح کو صدمہ ہوا اُسکو پشیمان دیکھکر

میکشون سے ترک مے ممکن نہین برسات مین
پانی بھر آتا ہی مُنھ مین ابر باران دیکھکر

جامہ زیبی نے پہنوائی قبائے تنگ و چست
اب تو پھٹتے ہین گریبان اسکا دامان دیکھکر

تاب نظارہ نہ تھی اک نور کا عالم تھا رند
بند آنکھین ہوگئین اُس مہ کو عریان دیکھکر

پھر لہو سرخ ہوا جسم مین کالا ہوکر
رہگیا ابکی برس بھی مجھے سودا ہوکر

مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہوکر
پھر وہی قطرے کا قطرہ رہا دریا ہوکر

آہ نکلی جو سوئے عرش معلا ہوکر
رہ گیا عالم بالا تہ و بالا ہوکر

لب کو جنبش نہ ہو اس دور مین شکل لب جام
بیٹھ رہ بنبہ دہن صورت مینا ہوکر

مرد میدان وفا ہو تو نہ چاہو امداد
سر کرو معرکۂ عشق کو تنہا ہوکر

آبیاری جو کرے موجۂ اشک بلبل
شبنم باغ کا قطرہ بہے دریا ہوکر

خاکساری نے یہ ترکیب سجھائی ہی مجھے / چوم لے اسکے قدم نقش کف پا ہو کر

کیا ہوا مشفق من معجزہ روح اللّٰہی / طرح بیمار سے دیتے ہو مسیحا ہو کر

سیر پستی و بلندی بھی گردون وحشت مین / قصد کہسار کا ہی جانب صحرا ہو کر

اگر کی کا ہی گمان شک ہی ملاگیری کا / رنگ لایا ہی ڈوپٹہ ترا میلا ہو کر

جلوہ فرما سر محفل ہو تکلف نہ کرو / منھ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہو کر

چشم بہنے لگے جب داغ جگر بھر آیا / چور پیدا کیا ناسور نے اچھا ہو کر

منھ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق / نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہو کر

ناف معشوق کا عاشق کو دیا ہی دھوکا / تار موے کمر یار نے حلقا ہو کر

خاکساری مری رہبر ہوئی واماندونکی / رتبۂ خضر ملا جادۂ صحرا ہو کر

شوق دیدار سجھاتا ہی ہمین مثل کلیم / چل نکل طور کو مشتاق تجلا ہو کر

دیکھ لینا جو رہا سوز درون یون چندے / رہ گئے راکھ کا ہم ڈھیر سراپا ہو کر

مرکے سودائے رخ و زلف نکلنا ہی محال / عشق لپٹا مجھے آسیب پری کا ہو کر

پاس ناموس محبت کا رہے گا ملحوظ / اسکو بدنام نہین کرنے کا رسوا ہو کر

اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا اپنا اکدن / کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہو کر

سرگمین آنکھ کسی گل نے تو دکھلائی ہے / رنگ بھی ہے جو بھبک نرگس شہلا ہو کر

صدہم جمع نہ ہونگے مجھے بیجا ہی تلاش / فکر عقبیٰ نہ کر آلودۂ دنیا ہو کر

ملک الموت کو تکلیف نہین دینے کا / پیشتر مرگ سے رہجاؤنگا مردا ہو کر

ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کعبے مین جا جا کر رند
بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہو کر

کیونکر نہ ہووے خاک کے پتلے کو جان عزیز / رکھتا ہی میہمان کو بہت میزبان عزیز

اللہ کے بھی گھر سے ہی کوے بتان عزیز / کعبے سے بھی زیادہ ہی ہندوستان عزیز

یہ مشت خاک ہو کہین مقبول بارگاہ / مٹی ہماری کر بھی چکے آسمان عزیز

پہونچے کیسکے دلکو نہ تجھ سے اگر گزند / جان کی طرح کرین سبھی تجھے اہل جہان عزیز

رہتے ہین ذکر خیر مین ہم جسکے روز و شب / دشنام ہم سے کرتا ہی وہ بد زبان عزیز

بندھتے رہے کمر ہی کے مضمون بیشتر / گیسوئے یار سے بھی ہی موے میان عزیز

جی چاہے تو چڑھال تو جی چاہے قطع کر
تجھسے نہین یہ مشت پرا ے باغبان عزیز

عالم ہوا فریفتہ اُس طفل شوخ کا
یوسف کی طرح رکھتے ہین پیر و جوان عزیز

مٹی مری خراب نہ کر گاڑ چُک کہین
دو گز کفن تو مجھسے نہ کر آسمان عزیز

شکوے کی جائے غیر سے باقی نہین رہی
دشمن سے بھی زیادہ ہین خوبان جان عزیز

باعث سے روح کے یہ شرف قصر تن کو ہی
اُترا ہی اس مکان مین اک میہمان عزیز

کیونکر فراق یار سے دلکو کرون دریغ
مجکو سگ ہماسے نہین استخوان عزیز

ہستی عدم سے لائی ہی کس ملک غیر مین
کوئی نہ آشنا ہے ہمارا نہ یان عزیز

اسے رند اپنے عہد مین قدر سخن نہین
ہی عصر مین و گرنہ تھے اہل زبان عزیز

دل ہمارا ہی حسینون کی طرف مائل ہنوز
دولت دیدار کا طالب ہی یہ سائل ہنوز

دور ہی شاید حد بحران گور کی منزل ہنوز
روح کے ناقہ پہ ہی جو جسم کا محمل ہنوز

یاد کرتا ہی شہیدون کو مگر قاتل ہنوز
ٹوٹتے ہین ہچکیان لے لیکے دم بسمل ہنوز

آب باقی ہے جو خنجر مین تو کر سیراب کر
چاٹتے ہین ہونٹھ اے قاتل ترے بسمل ہنوز

بے طلب دیتا ہی تو اپنے گدا کو اے کریم
وا نہین ہوتے ترے آگے لب سائل ہنوز

جسکو دیکھا تیری دولت سے وہ مالامال ہی
پاتے ہین صدقے مین تیرے سیم و زر سائل ہنوز

اہل ایمان کی زمانے مین ابھی باقی ہی قدر
مردہ مومن نہین ہوتا ہی گل در گل ہنوز

گا چکا مطرب اٹھایا ساز بزم آخر ہوئی
حال کرتے ہین مرے شعرون پہ اہل دل ہنوز

حشر کے دن ہاتھ ہی میرا گریبان ہی ترا
معرکہ باقی ہی میرے تیرے اے قاتل ہنوز

المدد اے خضر راہ یکسان ہی وقت غور
تھک گیا ہون مین مسافر دور ہی منزل ہنوز

دور رکھتا ہی کھینچے چیکلسے رکھنا خود کو رند
بدر نہین روئے منور سا مہ کامل ہنوز

ہی نہ اب تک اسیری سے رہائی کی ہوس
دل گرفتہ ہون مجھے یکسان ہی گلزار و قفس

باغبان کیسی بہار آئی چمن مین اس برس
تا کمر برگ خزان ہی تا بزانو خار و خس

کسطرح ہون ہم سے واماندے شریک قافلہ
ہی غبار کاروان پیمانہ فریاد جرس

کس پری کے سلجھے بال یاد آئے مجھے
دم مین سو سو مرتبہ اُلجھے مرے تار نفس

میری خاموشی سے عزت آہ و نالہ کی بھی
کس سے مین فریاد کرتا کون ہی فریاد رس

خانۂ صیاد مین ہی حکم نالہ یا نہین
مجکو بھی بتلا دو یارو کیا ہی رسم مرغان قفس

نالے کرتا قافلے سے دس قدم آگے رہا
کون کرتا کاروان مین بخت ہمراہ جرس

ڈھونڈھے جس وادی مین حضرت تشنہ لبمی بہر آب
اس بیابان مین ہی دل کو آب حیوان کی ہوس

طول و عرض اتنا نہ دے تو آشیان کو عندلیب
مشت پر کے واسطے کافی ہی مشت خار و خس

دو کرے مجھ کشتنی کو گر تو اک وار ہین
قبضۂ مشکلکشا قاتل نہ دبوے تجھ کو جس

قلب جن کا نور عرفان سے منور ہو گیا
چشم باطن سے برابر دیکھتے ہین پیش و پس

خشک روٹی کا فقیرون کی مزہ جس کو پڑا
پھر نہ بیٹھی سفرۂ شاہان پہ جا کر وہ مگس

بے اثر ہوتے اگر نالے مرے تیری طرح
پھانسی دیتا گھونٹتا اپنے گلے کو اے جرس

کیون نہ روئین ڈھانک کر منھ ہائے اپنی حال پر
پھنس گئے ظالم کے پھندے مین نہین چلتا ہی بس

آپ اڑ کر آگئے تھے دانستہ ہم تو دام مین
کھینچکر لائی نہ تھی کچھ آب و دانہ کی ہوس

کیا تمنا تھی ہوا کیا حیف ہی افسوس ہے
کون اب فریاد سنتا ہی بجز فریاد رس

مطلب ما از اسیری صحبت صیاد بود
ہمرہان رفتند و ما ماندیم تنہا در قفس

بے مشقت آستان یار کب ملتا ہی رند
پا بہر دی کر جو وان تک جا پہنچتا ہی دسترس

آگیا پیغام دلبر عاشق مضطر کے پاس
نکہت یوسف گئی یعقوب پیغمبر کے پاس

رند نامہ پہنچایا کسی نے بھی نہ اس دلبر کے پاس
لے گیا یہ التجا مین بیشتر اکثر کے پاس

عشق ابرو مین کیا مرنے مین کب مین نے قصور
بارہا قاتل گلا رکھ رکھ دیا خنجر کے پاس

منھ ملا کر منھ سے بھی محروم بوسے سے رہے
ہم پھرے تشنہ بھی جا کر چشمۂ کوثر کے پاس

حسن کے طالب غنی ہون دولت دیدار سے
سیم تن محبوب آدین عاشق بے زر کے پاس

دل تو آگے دے چکا ہون یہ بھی اک دن نذر ہی
کیا کرونگا رکھ کے جان تو اس دلبر کے پاس

لطف اٹھایا ہی جو عشق بتان مین دل کی چوٹ کا
گرتے ہین دانستہ ٹھوکر کھا کے ہم پتھر کے پاس

کاروان در کاروان دیکھا متاع حسن کو
جنس کنعان پر نہ نکلی ایک سوداگر کے پاس

اے جنون تیرے ذریعہ سے رسائی ہو گئی
غیر ممکن تھا پہونچنا اس پری پیکر کے پاس

نور اسکا بھی ہو زائل وہ سیہ طالع ہون مین
ہو نہ گر آفتاب آوے مرے اختر کے پاس

دیکھ لعبت بازگردوں سے نہ کھانا تو فریب
ہین ہزاروں شعبدے اس پیر بازی گر کے پاس

ثالث بالخیر ہی ہو عاشق و معشوق مین
وحی بے جبریل کب آتی ہی پیغمبر کے پاس

مثل یعقوب اپنے یوسف کو جو رویا ہجر مین
پڑگئے رخسار پر ناسور چشم تر کے پاس

اتصال قلب ہی گو ہی بظاہر فاصلہ
دور دل سے تو نہین وہ گھر نہین گو گھر کے پاس

جب تلک جیتا ہون مثل سایہ تیرے ساتھ ہون
صورت ہمزاد اے قاتل رہونگا سر کے پاس

کیا زوال حسن نے عالم کیا کیون مہربان
تم بلاتے ہو کوئی آتا نہین ہی در کے پاس

وہ لگے اب دور کھنچنے کیا خدا کی شان ہی
آنہ پاتے تھے جو آگے منتین کر کر کے پاس

درد سر الفت کا بعد از مرگ بھی ہوگا ضرور
گور مین رکھیو صندل رگڑ کر سر کے پاس

ہچکیان لے لیکے دو دن دم اُکھڑ جاے مرا
ساقیا دیکھون جو شیشہ یا ربن ساغر کے پاس

شومی طالع سے میرے خشک ہو جاتا تھا شیر
عہد طفلی مین اگر جاتا تھا مین مادر کے پاس

شق ہوا جاتا ہی سینہ دھیان جب آتا ہی رند
آج اکیلے بیٹھے ہین کل لیٹے تھے دلبر کے پاس

فصل گل ہی کو بکو جلا رہے ہین مے فروش
بادۂ رنگین بیاد ساقی کوثر ہو نوش

کب تلک اُنکی رسائی ہو کمر تک دیکھئے
کاکل مشکین تری آنے لگی ہین تا بدوش

نام بلبل پر لٹاتا ہی چمن کو باغبان
جھولیان بھر بھر کے لائے باغ سے گل گلفروش

اک صراحی دار گردن کا تصور جو رہا
لب سے ہے اپنے سدا رنگ لب ساغر خموش

روئے رنگین بھی بہار حسن سے گلزار ہی
چشم نرگس ہی دہن غنچہ ہی گل ہین اسکے گوش

پھر گل و گلزار ہون بازار بیٹھین آن کر
ٹوکرے پھولونکے لیکر اپنے آگے گل فروش

بس بہت رسوا ہوئے اب خاک کا پیوند کر
ہم گنہگارونکا پردہ رکھلے تو اے پردہ پوش

قاتل اب تاخیر کیا ہی حکم ہو جلاد کا
کب سے میدان شہادت مین کھڑے ہین سرفروش

عیش کر لو نوجوانو ورنہ جاتا ہی شباب
ادھر ہی دو چار دن مہمان فصل تاے نوش

حشر کو جام مے جنت پلانا یا علی
ساقیے کوثر ہی تو اور مین ہون رند بادہ نوش

میکدون مین کرتے ہین گر رند ہی آشام رقص
مسجدون مین کرتے ہین زاہد بھی صبح و شام رقص

کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو
سیکھتا ہی اسلیے وہ سرو گل اندام رقص

مُردے جی اُٹھتے ہین زندے ہین گلونکو کاٹتے / حشر کرتا ہی بپا تیرا بت خودکام رقص

صبح سے لے صبح تک رقصان رہا وہ بام پر / چرخ پہ زہرا کیا کی شام سے تا شام رقص

سیکڑون پھاڑینگے کپڑے گر یہی ہے رقص یار / دے جنونکا دیکھیے کس کس کو اب الزام رقص

نوگرفتارونکی اپنے سیر او صیاد دیکھ / مرغ بسمل کیطرح کرتے ہین زیر دام رقص

ہو مہیا سازِ عیش اور وہ نہو یادش بخیر / باغ مین کیا لطف دے بے ساقی گلفام رقص

رقص کے معنی کھلے اُس بت کو رقصان دیکھکر / نازکی رفتار کا رکھا ہی اُس نے نام رقص

کیف مے مین رند طالب ہون اگر مین رقص کا / ہاتھ مین ساقی کے تھرکے اور دکھائے جام رقص

ستم سے یار کے مطلب نہ کچھ جفا سے غرض / ہمین تو کام سے ہی کام مدعا سے غرض

قسم خدا کی بتو عشق پاک ہی تم سے / غرض سے ہے مجھے مطلب نہ مدعا سے غرض

فقیر سے بھی کسی دن تمہین پڑے گا کام / کبھی تو ہوگی شہ حسن اس گدا سے غرض

کوئی خفا ہو کوئی خوش اُسے خیال نہین / کدورتون سے نہ مطلب نہ کچھ صفا سے غرض

شریک بزم جہان ہین مثال بیگانہ / نہ کام غیر سے رکھین نہ آشنا سے غرض

پسے ہزارون لہو تھوک کے مرے لاکھون / بہت سے خون کیے تم نے اک حنا سے غرض

کریگا آپ وہ آغاز کا بخیر انجام / نہ ابتدا سے ہی مطلب نہ انتہا سے غرض

تھکے ولایت غم کے معالجے کر کے / نہ تندرست ہوئے اور نہ تھی شفا سے غرض

اُمید قطع ہوئی زندگی سے یاس ہوئی / دم اخیر ہی ان کی ہے اب خدا سے غرض

وہ بوسہ دین کہ نہ دین آئین یا نہ آئین ہمین / رہا طبیب سے مطلب نہ کچھ دوا سے غرض

رہا وزیر سے مطلب نہ بادشہ سے کام / چھڑایا فقر نے اک اک کی التجا سے غرض

فراق یار مین پڑھتا ہون عاشقانہ غزل / نہ واہ واہ سے مطلب نہ مرحبا سے غرض

کبھی کسی کا خدایا نہ کیجیو ممنون / پرانے دوست سے مطلب نہ آشنا سے غرض

کسے خیال ہے یان سعد و نحس کا اے رند / نہ بوم سے ہے عداوت نہ کچھ ہما سے غرض

ہے خط و زلف سنبل و ریحان سے کیا غرض / چل اے نسیم مجکو گلستان سے کیا غرض

اسکی طرح سے اسکے بھی لے لیجیے اے جنون / دامن اگر نہین تو گریبان سے کیا غرض

مذکور کر نہ غنچہ و گل کا تو اے نسیم
زندانی قفس کو گلستان سے کیا غرض

مطلب نہین ہی خط سے مین شیدائے خال ہون
ہندو ہے بت پرست کو قرآن سے کیا غرض

گر قصد فاتحہ کا نہین ہی تو پھر مجھے
قاتل بتا دے گنج شہیدان سے کیا غرض

ہنگامے لاکھ طرح کے برپا کرے فلک
کشتی نوح ہون مجھے طوفان سے کیا غرض

عاشق ہون گل کا مین مجھے گلچین سے کام کیا
دیوانۂ پری ہون سلیمان سے کیا غرض

کہتا تھا قیس وجد کے عالم مین بار ہا
لیلی اگر نہین تو دبستان سے کیا غرض

کیون راہ پوچھتے ہو سیہ خانہ کی مرے
اے شمع تجکو چشمۂ حیوان سے کیا غرض

آب دہان یار سے رکھتا ہون واسطہ
اے خضر تجکو چشمۂ حیوان سے کیا غرض

جویان دہان یار کا ظلمات خط مین ہون
اے خضر مجکو چشمۂ حیوان سے کیا غرض

سودائی ہون جو سونگھون اُسے بدلے زلف کے
نکلے گی میری سنبل پیچان سے کیا غرض

کرتے ہو کیا مطالعہ دیوان رند کا
مطلب نہین ہی اس سے تو دیوان سے کیا غرض

اب پسند آنے لگا اُس کو ہمارا اختلاط
وصل کا دینے لگا کچھ کچھ سہارا اختلاط

ہنستے ہنستے ہو گیا اے گل اگر وہ بد دماغ
تاک کے رہتے نکلجاویگا سارا اختلاط

جا کے گھر پیغام تک بھیجا نہ اُس دلدار نے
وہ پری رکھتی ہے منہ دیکھے کا سارا اختلاط

ہجر مین منہ پیٹتا ہون ہائے جب آتا ہے یاد
بھولی بھولی باتین اور وہ پیارا پیارا اختلاط

آئیگا بعد میرے پاس پہلے مہربان
سو طرح کا دل پہ کر لیجے گوارا اختلاط

باتین کرتے ہو تو پردہ پہلے اُٹھوا دیجیے
چڑھ ہے میری بندہ پرور ہے نظارا اختلاط

دل لگی مین بھی وہ کڑوے ہوتے ہین ہر مرتبہ
اب شکر رنجی کا کرتا ہے اشارا اختلاط

ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہی تصور آپ کا
بھولتا دل سے نہین صاحب تمہارا اختلاط

ہو نہ آزردہ اگر بوسہ لیا رخسار کا
اختلاطون مین ہی اک یہ بھی ہمارا اختلاط

لگ نہ چلیے ورنہ کھلجائیگی اُلفت مہربان
راز مخفی کو کریگا آشکارا اختلاط

لاگ دل نے کی ہی پیدا مشکل ہے اک بت کی رند
شیشہ مین ہیکند یا سنگ خارہ اختلاط

چلا جہان سے ترا مبتلا خدا حافظ
ہوا اُسے مرض لا دوا خدا حافظ

ضرور پہونچونگا خدمت مین پھر جو زندہ رہا
مین اب تو جاتا ہون اے دلربا خدا حافظ

سفر کے وقت جو رخصت کیواسطے مین گیا
کچھ اور بات نہ کی یہ کہا خدا حافظ

کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال
ترے جمال کا اے مہ لقا خدا حافظ

ذراسی بات مین کرتے ہو ترک ربط کیا
یہ زود رنج بھی ہو تو بیوفا خدا حافظ

کہے سے غیر کے ناحق خفا ہوا مجھ سے
چلا مین اب تو نا آشنا خدا حافظ

ہوا اسیر پھر اک بت کے دام کاکل مین
بڑی بلا مین یہ دل پھر پھنسا خدا حافظ

کیا اسیر قفس ہمکو آپ و واللہ نے
تو جا چمن کی طرف اے صبا خدا حافظ

جو فصد لیتی ہے کم تو کرو لہو میرا
بہار آئی جنون پھر بڑھا خدا حافظ

رہینگے کاہیکو ثابت کواڑ سینے کے
جو اضطراب یہی ہے دلا خدا حافظ

اٹھائی کاوش مژگان سہی کشاکش زلف
ترے عتاب مین دل پڑ گیا خدا حافظ

کہا جو مین نے کہ جاتا ہون اب نہ آؤنگا
تو ہنسکے کہنے لگا رند جا خدا حافظ

بزم مین دررانہ کیونکر ترے آگے آئے شمع
تو اگر دیکھے نگاہ گرم سے جلجائے شمع

ہاتھ کا تیرے اگر چھلا طلائی پائے شمع
اے پری رو ساق سیمین پر ترے گلجائے شمع

آپکو سو بار سانچے مین اگر ڈھلوائے شمع
یہ گدازی جسم کی تیری کہانسے لائے شمع

کاٹ دین پروانے اس شغل مین فرقت کی رات
ہائے دلبر [illegible] کیون تا صبح تو کروائے شمع

تو اگر محفل مین آجائے تو سکتہ ہو اسے
اے صنم صورت کو تیری دیکھ بت بنجائے شمع

اف نہ کی اور ہو گئی جل جلکے گھل گھلکر تمام
غور سے دیکھا کیا مین سر سے لے تا پائے شمع

سب پہ روشن ہو گیا ہی داغ کھاکر سیکڑون
گور پر سرو چراغان رکھیو میری جائے شمع

اک رخ روشن تصور مین ہے یان پیش نظر
ہم نہین رکھتے شب تاریک مین پروائے شمع

پھونک کر منھ سے بجھائے گر مرا غنچہ دہن
بدلے پروانون کے بلبل آئین گل بنجائے شمع

مثل شعلہ مجکو بھی دی ہی زبان اللہ نے
اپنی یہ آتش زبانی اور کو دکھلائے شمع

اور مین راز و نیاز عشق سے واقف نہین
یہ تو دیکھا ہی سر پروانہ تھا اور پائے شمع

کانپتی ہی تیری صورت سے اگر ہو اختیار
انجمن سے پر لگا کر شعلے کے اڑجائے شمع

تیرے آگے کرمک شب تاب کا رتبہ نہین
کچھ بھی غیرت ہو تو محفل مین نہ منھ دکھلائے شمع

دیکھ لے گر شعلۂ عارض کو تیرے بے نقاب — رشک کی آتش مین جلے روشن کئے جلجائے شمع
جاہتے ہین ہوئے روشن عاشق مردہ کا نام — حکم ہی پروانے کی چربی کی ڈھلکر آئے شمع
سامنے آجائے بھولے سے جو وہ خورشید وش — پانی ہو کر بزم مین آگے ترے بجائے شمع
دور استادہ ہی تجھسے لگن ہی مغرور ہے — گرد پھرتی مثل پروانہ جو ہوتے پائے شمع
روبرو تیرے اگر گرمی کرے پروانہ سے — منھ بگڑ جائے ہوا کا وہ تھپیڑ اکھائے شمع
مطلع ہووے اگر سوز دل پروانہ سے — صورت زندانیان فانوس مین گھبرائے شمع

رند اگر وہ روے انور سے اُلٹ دے نقاب
سات پردون مین چھپا دے منھ کو یہ شرمائے شمع

نہ کوئی شمع جلائے نہ کوئی لائے چراغ — جلے گا داغ جگر گور پہ بجائے چراغ
کھپائے رشک سے یا آپ کو جلائے چراغ — ضیائے چہرۂ انور کہان سے لائے چراغ
کہان تلک تہ دامن کوئی چھپائے چراغ — ہوائے مرگ کہین نیست کا بجھائے چراغ
سیاہ بخت بھی حاصل کرین سعادت کو — کرم کرے مرے کاشانے مین ہما سے چراغ
حضور روئے منور خجل ہوا ایسا کہ — زمین پھٹے تو یقین ہی ابھی سمائے چراغ
پس از فنا بھی تکلف سے ہی مزاج بری — کبھی نہ شمع جلی گور پر سوائے چراغ
عبث ہی پند و نصیحت بھی کور باطن کو — مثل ہی یہ کوئی اندھے کو کیا دکھائے چراغ
برنگ شمع فروزان ہے رخ روشن — سر پتنگ مین جبتک ہے ہوائے چراغ
رہا ہون بزم جہان مین مثال بیگانہ — زمین پتنگ سے واقف نہ آشنائے چراغ
مین شمع تربت مجنون سمجھ کے رویا خوب — کبھی جو غول نے ویرانے مین جلائے چراغ
ہمیشہ شمع رخون سے رہا مکان روشن — رہے ہین نور کے تکیے سدا بجائے چراغ
مین تند خوئی تری یاد کرکے رویا خوب — نسیم صبح نے جب آنکے بجھائے چراغ
مین وہ شہید محبت ہون جسکی تربت پر — پری جو پھول چڑھائے تو خود جلائے چراغ

یہ حال شمع ہی پیش ضیائے رخ اے رند
کہ جیسے روبروئے مہر ہو ضیائے چراغ

ہے سراپا بسکہ تیرا صورت آئینہ صاف — عکس ہی چاہ ذقن کا جسکو بتلاتے ہین ناف
سطح گلزار ہی وہ روئے رنگین بے خلاف — عشق پیچان ہوئے کاکل رنگ سے عارض صاف

رو سنگٹے تیرے شکم پہ موج بحر حسن ہے
جان جان گرداب یہ ہی جسکو بتلاتے ہین ناف

نام ہی خوش طالعی خوشنودی دلدار کا
وہ اگر برگشتہ ہی تقدیر بھی ہے برخلاف

وصف یکتائی رقم کرتا ہون جب قرطاس پر
ہاتھ مین جیکر اُٹھا لیتا ہون خامہ بے خلاف

ہو تمکف شوق شہادت مین ہون کب انکار ہے
قتل کا بیڑا اُٹھائے تو وہ تیغ خوش غلاف

راہ پر لائیگا کیا مجکو یہ خود گمراہ ہے
رہنے دو اہل زمین گر آسمان ہی برخلاف

باندھتا ہون جب مین مضمون صفائے روئے یار
خود بخود ہوتے ہین موزون لفظ و معنی صاف صاف

گرم صحبت رہتے ہین اُس آتشین رخسار سے
وصل کی شب اوڑھتا ہی کون سرما مین لحاف

مین وہ دیوانہ ہون ٹکراؤن جو سر کو سے پری
سنگ ریزے کر کے اکدم مین اڑادون کوہ قاف

یاد آیا مار گیسو دوز با نین دیکھکر
پیشتر کھولا اگر ناخن پہ خامے کا شگاف

اے شکر لب گر تری شیرین زبانی ہو رقم
بند ہو جائے دم تحریر خامے کا شگاف

تنگ ہون لیچل اجل یان سے عدم آباد کو
وضع دنیائے زمانہ ہی طبیعت کے خلاف

نقطہ موہوم کہتے ہین بہت سے بعضے عدم
الغرض واقع دہان یار مین ہین اختلاف

اُڑ کے جاسکتی ہی مجھ سے کسطرف کو وہ پری
چھان مارونگا مین وحشی قاف سے لے تا بقاف

طبع اقدس پر ہی کیون یا حضرت آتش ملال
شاعری کا رند نے کسدن کیا لاف گزاف

نہ کسطرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق
کہان تلک تری اُلفت کرین نہان مشتاق

یہان بھی آیئے اک رات کو کرم کیجے
تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق

پتا لگا ترا بتخانے مین نہ کعبے مین
پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق

نقاب اُٹھا دیئے اب تو حجاب کیجے دور
جمال پاک کی ہین چشم مردمان مشتاق

سُنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم
عطا و لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق

دکھایا جلوہ بھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم
ترس گئے تری صورت کو جانجان مشتاق

فراق یار شکر لب نے زیست کر دی تلخ
ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق

رسائی کعبۂ مقصود تک اگر پائین
لگائین آنکھون سے وہ سنگ آستان مشتاق

تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین
بتنگ آئے ہین دیتے ہین اپنی جان مشتاق

قرار اُسکو نہین ایکدم کسی جا پر ہو
کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق

کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال
رہے فریفتہ ہر پیر و ہر جوان مشتاق

عیان تھی رند کی نظرون سے یاس تادم مرگ
خدا اُٹھائے جہان سے نہ اسے بتان مشتاق

نالے شرر فشان رہے تاب و توان تلک
اور اب تو آہ بھی نہین آتی زبان تلک

پرواز اپنی آگے تو تھی لامکان تلک
دشوار اُڑکے جانا ہے اب آشیان تلک

قسمت گئی نہ لیکے کسی قدردان تلک
وہ مدعا ہون مین جو نہ پہونچا بیان تلک

وہ سوختہ ہون مین کہ نہ پاوینگے بعد مرگ
سگہائے کوئے یار مرے استخوان تلک

اک رشک گل کی دوری مین ہم ہین قریب مرگ
بلبل کی زندگی ہوئی گیونکر خزان تلک

اس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم
پڑ پڑ گئے ہین آبلے دل سے زبان تلک

روشن چراغ داغ ہی ہین سوز غم سے کیا
جلتے ہین مثل شمع مرے استخوان تلک

اس خانمان خراب کا پایا نشان نہ کچھ
سو مرتبہ خیال کیا لامکان تلک

ہوگا گمان فرشتون کو تیر شہاب کا
نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک

اعضا تمام اشک ہو چشمون سے بہ گئے
اس بحر حسن کے لئے رویا ہین یان تلک

گرمی سے بھی زیادہ زمستان مین لون چلے
اک نالہ سوز دل سے جو آئے زبان تلک

دم جب تلک ہے دم مین سہونگا ترے ستم
دیکھون تو ظلم و جور کریگا کہان تلک

اکدن پنائی اسمین ہوا کوئے یار کی
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک

قمری تری گلے مین پڑے طوق دوسرا
اُڑکر جو پہونچے تو مرے سرو روان تلک

ہمراہی اپنی تیز روی کرکے بڑھ گئے
ہم گردسان پہونچ نہ سکے کاروان تلک

افسوس رند نام سے وہ آشنا نہین
اُلفت مین جسکی مٹ گیا اپنا نشان تلک

سرسبز ہین نسرین و گل و یاسمن ابتک
محفوظ خزان سے ہے بہار چمن ابتک

رکھا ہے امانت کیطرح مجکو زمین نے
میلا نہین ہونے دیا تار کفن ابتک

عریان اُسے دیکھا کیا مین شام سے تا صبح
دیکھا نہین گردون نے بھی جسکا بدن ابتک

کی خاک بھی برباد مری کوئے صنم سے
ہے دل مین کدورت ترے چرخ کہن ابتک

شک دل سے نکلتا نہین ہستی و عدم کا
ثابت نہ کمر ہے نہ تمہارا دہن ابتک

سو قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی
ہم ڈھونڈھتے ہی رہگئے راہ وطن ابتک

باندھا نہین مضمون ترے گیسوئے رسا کا
کوتاہی بڑھنے نہین پایا سخن ابتک

موزون نہین کرتے ہین جو مضمون دہن کو
سمجھے نہین وہ لوگ مذاق سخن ابتک

شمشاد بھی دیکھے ہین بہت کبک بھی دیکھے
قد دیکھا تمہارا سا نہ ایسا چلن ابتک

مرنے پہ بھی اُلفت نہ گئی شعلہ رخون کی
جلتا ہی تپ غم سے ہمارا بدن ابتک

بوسے مین لیا کرتا ہون اس لب کے شب روز
خون روتا ہی جسکے لئے لعل یمن ابتک

اے رند محبت ہی خط و خال بتان سے
قبضے مین ہمارے ہین خطا و ختن ابتک

جمع کرکے لئے بیٹھا رہون خرمن کبتک
راہ دیکھون تری برق شرر افگن کبتک

برچھیان ماریگی اس ترک کی چتون کبتک
گلے کٹوائیگا عشاق کا جوبن کب تک

حسن سے باز رکھین دل کو یہ آنکھین تاکے
رخنہ بندی کرین دیوار کے روزن کبتک

زلف تا چند نظر رخ پہ نہ جانے دیگی
راستہ روکے گا یہ افعی رہزن کبتک

بے نشان نام بھی ہوجائے گا اکدن اپنا
خاک ہوویگا نہ سنگ سر مدفن کبتک

چار دن حسن کے عالم کو غنیمت جانو
چند روزہ ہی مری جان یہ جوبن کبتک

سر بکف کوچۂ دلدار مین چل ڈر کیسا
عشقبازی مین یہ اندیشۂ دشمن کبتک

قدر عشاق کرو لہو و لعب ترک کرو
سبزہ آغاز ہوا رخ پہ لڑکپن کبتک

بس دلا ترک ہوا خواہی گلرویان کر
خاک چھنوائیگا او جان کے دشمن کبتک

عارضی حسن کا ہوتا ہی دگر گون عالم
چاند سے چمکینگے رخسارۂ روشن کبتک

دل نہین پہلو مین ابتو لغلی گھونسا ہے
پسلیان توڑیگا او جان کے دشمن کبتک

فاتحہ کے تو لیے چلیے مزاردن پہ کبھی
رنج پہونچے شہدا کو نہ مدفن کبتک

رہبری کر مری اے برق تجلی تو ہی
پوچھون اک اک سے رہ وادی ایمن کبتک

سامنا خنجر جلاد سے آخر ہوگا
جھکنے دیگی نہ مرا سر رگ گردن کبتک

دیکھیے رہتا ہی تا چند نفاق باہم
متفق ہوتے نہین شیخ و برہمن کبتک

مسی آلودہ دہن کھولیے باتین کیجے
ناشگفتہ رہے یہ غنچۂ سوسن کبتک

بال و پر توڑ کے مرغان قفس کے صیاد
حسرت زمزمہ پیرائی گلشن کبتک

دیکھیے شغل رہے جامہ دری کا تا چند
رکھے عریاں یہ جنون صورت سوزن کبتک

ایجنون جامہ دری سے تو بس اب ہاتھ اُٹھا
جیب مین کیجے رفو پھاڑ کے دامن کبتک

کیا رہیگی یونہین تصویر سے چہرے پہ چمک
ہم بھی دیکھینگے اُڑیگا نہ یہ روغن کبتک

روح طے کر بھی چکے پست و بلند ہستی
ٹھوکرین کھائیگا یہ بھیڑ مین توسن کبتک

ظلم پر ظلم سہون مورد بیداد رہون
دوستی مین تری اے جان کے دشمن کبتک

سچ بتا دیکھکے بوتی تجھے گنگا کی قسم
دم مل اس بت سے مرا ہوگا برہمن کبتک

دامن دین سے ولا گر دصفت لپٹا جا
نہ لگے گا قدم اس ترک کا توسن کبتک

رند اب جلد کہین مہدی دین کا ہو ظہور
ہم سنین نالۂ ناقوس برہمن کبتک

لگائی سوز محبت نے کیا بدن مین آگ
دہن سے میرے نکلتی ہی ہر سخن مین آگ

عیان ہی ہر خم گیسو سے شعلۂ رخسار
بھری ہی سنبل تری شکن شکن مین آگ

وہ آیا شب کو جو سرما مین مین بھی گھبرایا
جلائی شمع تو مجمر مین اور لگن مین آگ

پس از فنا بھی ہی تاثیر نجبت کی ایسی
لگائی سردی کافور نے کفن مین آگ

مین خانہ زاد قفس ہون مری بلا سے نسیم
ادھر ادھر جلین جنگل لگے چمن مین آگ

گرا جو اُس مین ہوا خاک ڈوبتا کیسا
بھری ہی پانی کے بدلے چہ ذقن مین آگ

برہنہ رہنے دو کپڑے مجھے نہ پہناؤ
لگے گی جسم کی کمخواب و گلبدن مین آگ

بہار آتے ہی ہم آشیان کو رو بیٹھے
یہ بھڑکی آتش گل لگ گئی چمن مین آگ

وہ مجھ سے بزم مین ہنستا رہا رقیب جلے
لگائی گرمی صحبت نے انجمن مین آگ

بدن کو ڈھانکون تو سوز درون ابھی کھلجائے
فتیلہ سان لگے ہر تار پیرہن مین آگ

عیان کسی پہ نہ کر جوہر حرارت کو
بہ رنگ رنگ چھپائے رکھ اپنے تن مین آگ

بنائی دھوپ مین میری لحد جلانے کو
الٰہی ڈالیو تو قبر گورکن مین آگ

عقیق رشک کی آتش مین جلکے راکھ ہوا
لگائی لعل لب یار نے یمن مین آگ

مین گرم سیر ہون غربت کی دشت مین شب و روز
لگاؤن آن کے کیا دوستو وطن مین آگ

جو پھول توڑنے جاؤن کبھی مین سوختہ بخت
لگے چنار کے مانند نسترن مین آگ

مثال نخل سر طور ہے ہر ایک درخت
بجائے آب برستی ہی میرے تن مین آگ

گرے ہین شاخون سے بلبل کباب ہو ہو کر
اگہی پھول کھلے یا لگے چمن مین آگ

ولا یہ وادی تفسیدگان الفت ہے
بجائے نافہ ہی اس دشت کے ہرن مین آگ

مثال ریاض نہ آئی دہان تلک شیرین
لگائی چرخ نے تقدیر کوہکن مین آگ

کلام گرم مرا سنکے یار بولا رند
مثال شعلہ زبان ہی ترے دہن مین آگ

مست ہوجاتا ہون بلبل سان کھلے جب خار گل
یہ چراغ عقل ہوتا ہے مرا ہر بار گل

داغ ہین سب تیرے ہاتھونکے نئے اے یار گل
کھائین چھلونگے ترے اے آتشین رخسار گل

پھر بہار آئے کہین دکھلادین پھر دیدار گل
مثل یوسف باغ سے آدین سر بازار گل

رو برو میرے چنگیرون مین نہ لاؤ ہار گل
یار بن کھٹکینگے آنکھونمین برنگ خار گل

گر بچھاتا ہون مین فرش خواب بے یار گل
خار کا دیتے ہین پہلو کو مرے آزار گل

رحم دل ہون اشک بہ نکلینگے آنکھون سے ابھی
رو برو میرے نہ کاٹو شمع کا زنہار گل

غور سے دیکھو سراپا ہی وہ اک باغ وبہار
بال سنبل سرو قد غنچہ دہن رخسار گل

خار خار اس روے رنگین کا جو رہتا ہی اسے
سوکھتا جاتا ہی ہر دم صورت بیمار گل

سنتے ہین آنکھین لڑانیکا ہوا ہی اسکو ذوق
کچھ کھلایا چاہتے ہین روزن دیوار گل

تو وہ گل ہی نالہ کرتا عشق مین تیرے ہزار
شکل بلبل اے پری رکھتا اگر منقار گل

باغ کی دکھلائی ہی خون کف پانے بہار
بنگئے ہین دشت وحشت مین تھے جتنے خار گل

ہو نہ وہ غنچہ دہن ہمراہ جب گلگشت مین
کیون نہ کھٹکین میری آنکھونمین برنگ خار گل

وہ بت رنگین ادا گلگشت کو آوے اگر
تار سنبل کا گلے مین ڈال لے زنار گل

یہ بھی دیوانہ کسی گل کا ہی کیا میری طرح
ٹکڑے کرتا ہی گریبانکا جو اک تار گل

ایک دن پژمردہ ہوگا رنگ تو اڑ جائیگا
دیکھ لینا منھ تو چڑھتا ہی ترے ہر بار گل

گل نہ ہو کیونکر چراغ زندگی اس ترک سے
جو اڑاوے شمع کا بندوق سے ہر بار گل

جتنے گل ہین پابگل ہین چال تیری سی کہان
ہی بجاے سرو کہیے تجکو خوش رفتار گل

یار سوتا ہی بچھاکر انکو فرش خواب پر
سچ تو یہ ہی رکھتے ہین کیا طالع بیدار گل

دیکھتے ہین باغ کے بدلے بہار روئے یار
ہو گئے ہین اسکے دور حسن مین بیکار گل

باغ ہستی مین کسی گل کے ہین مشتاق جمال
یون عدم سے جو چلے آتے ہین مارا مار گل

آمد آمد کا خزان کی ہی جو اندیشہ اُنھین
کان کھولے روز و شب گلشن مین ہین ہشیار گل

خاک مین رُلتے ہین اوپر خار کا انبار ہی
نازکی سے ہاتھ پر ہوتا تھا جن کے بار گل

عرش اعلیٰ پر گیا ہی گلفروشون کا دماغ
جیسے وہ کرنے لگا ہی زینت دستار گل

رند دُنیا سے گیا داغ غم فرقت لیے
ایکدن چل کر چڑھاؤ قبر پر دو چار گل

دیدہ گل کے تجھے پڑ جائینگے لالے بلبل
پڑ گئی جب کسی صیاد کے پالے بلبل

کان کھولے ہوئے گل گوش بر آواز ہی آج
درد دل جو تجھے کہنا ہو سُنا لے بلبل

پھر وہی کنج قفس ہی وہی صیاد کا گھر
اور دو روز ہوا باغ کی کھالے بلبل

پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رنگ چند رے
آشیان کی تو ابھی طرح نہ ڈالے بلبل

دست انداز نہ ہو گل پہ ابھی اے گلچین
صبر کر صبر ذرا باغ سے جالے بلبل

بے اجازت مین قدم باغ مین دھرتا نہین
منتظر ہون در گلزار پہ آلے بلبل

ہاتھ اوراق گل آوین تو بنا کر اجزا
لکھون رنگین مضامین کے رسالے بلبل

کوئی ارمان نہین لیکے چلے باغ سے ہم
دل کے جو حوصلے تھے خوب نکالے بلبل

نہ رہی بوئے وفا ایک بھی گل مین باقی
اب تو اس باغ سے اللہ اُٹھالے بلبل

ہی یہ ویرانی گلشن تو عجب کیا اس کا
بچۂ بوم جو بیضے سے نکالے بلبل

کسطرف جائیگی برداشتہ خاطر ہو کر
باغ کیون کرتی ہی گلچین کے حوالے بلبل

باغ تنگ خانۂ صیاد سے اُڑ کر آئے
بارے پھر تونے پر و بال نکالے بلبل

عہد طفلی سے وہ گل مائل عشاق رہا
طائر دل کا جو ہوا شوق تو پالے بلبل

دعوی ملک تو اثبات کرے گلچین پر
لا کے دکھلائے گلستان کے قبالے بلبل

دام مین پھنسکے نکلنا ترا نا ممکن ہے
تا بقدور پر و بال ہلالے بلبل

درد آمیز پہونچتی نہین کانون مین صدا
بے اثر ہو گئے کیسے ترے نالے بلبل

دم بدم سینۂ سوزان سے نہ کر نالۂ گرم
پڑ نہ جائین تری منقار مین چھالے بلبل

ایک وہ گل سے جو تسکین نہ ہووے تجکو
باغ کا باغ ہی سر پر نہ اُٹھالے بلبل

جس شجر پر ترا جی چاہے نشیمن کر لے
پھٹ پڑینگے نہ ترے بوجھ سے ڈالے بلبل

مانگ خالق سے دعا بعد بقائے گل کی
پہلے صیاد سے خیر اپنی منالے بلبل

نہ رہے گل ہی گلستان مین جو تھے رتبہ شناس　　اُٹھ گئے سب ترے پہچاننے والے بلبل
کسی غنچہ کو چھوا اور نہ کوئی گل توڑا　　گھورتی کیون ہی مجھے آنکھین نکالے بلبل

پیچھے رنند کریگا تو یہ ہوجائے گی بند
کہدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل　　دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
گوش دل سے شنوا ہو سُنے حال بلبل　　گل پہ ثابت ہوا گر صدق مقال بلبل
باغبان کون ہی بیجا ہے خیال بلبل　　لائے صرفہ مین زر گل تو ہے مال بلبل
موسم گل مین اکھیڑے پر و بال بلبل　　جان صیاد پہ پڑ جائے و بال بلبل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان　　آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل
سرو دیکھا تو مجھے قمری کا رہا　　گل کو دیکھا تو بندھا مجکو خیال بلبل
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین　　مجھسے دیکھا نہین جائے گا ملال بلبل
کیجیے رنجہ قدم باغ تلک تفریحاً　　پوچھیے گل سے ذرا وجہ ملال بلبل
شاخ گل ہاتھ لگے گی تو تراشون گا قلم　　آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل
فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہے　　دیکھنا دبدبۂ جاہ و جلال بلبل
شاد دو دن رہی دو دن رہی غمگین و ملول　　کٹ گئے یون شب و روز مہ و سال بلبل
مر گئی فرقت گلزار مین نالے کر کے　　اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل
داخل طبلق عشاق ہی چہرہ اُس کا　　لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل
گل ہین مصروف عزاداری نہین پھول ہین آج　　ہو گیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل
بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے　　کسکو معلوم تھا یہ ہو گا مآل بلبل
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین　　جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل
ہی عیان حسرت پرواز پس از مردن بھی　　اُڑتے پھرتے ہین چمن مین پر و بال بلبل

عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین رندؔ
نہ تصور ہے تجھے گل کا نہ خیال بلبل

منظور جو لکھنا ہی تجھے شرح زر گل　　ہی جائے قلم ہاتھ مین شاخ شجر گل
مرقد ہی یہ کس بلبل بیکس کا چمن مین　　جھک آئی ہی جو آپ سے شاخ شجر گل

پھڑکا دیا صیاد کو انصاف نے میرے
بلبل جو لیا مول دیا مین نے زر گل

کس درد کا درمان ہون آئی ہین چمن ہین
بلبل کا عزادار نہ مین نوحہ گر گل

دی باد بہاری نے شکست آگے خزان کو
گلشن مین کھلے رایت فتح و ظفر گل

اس درد سے نالے نہ کرا و بلبل شیدا
بہ جائے کہین ہو کے نہ پانی جگر گل

کیون خار سمجھتے ہین مجھے کیون ہین کھٹکتے
غماز ہون بلبل کا نہ مین پردہ در گل

ہاتھ آئی ہی بیرحم کو کیا مفت کی دولت
گلشن مین صبا روز لٹاتی ہی زر گل

کرتا ہی زبس حد سے سوا سمع خراشی
ہی نالۂ بلبل سبب درد سر گل

احوال چمن کچھ تو صبا مجھ سے بیان کر
سیدھی ہی کہ بلبل سے پھری ہی نظر گل

ایذا ہی مجھے راحت معشوق کی خاطر
صندل مین رگڑتا ہون بے درد سر گل

فریاد کرے بلبل ناشاد کہان تک
اے کاش کہین ہو شنوا گوش کر گل

آ نکلے ہین مانند صبا سیر چمن کو
نقصان ہی بلبل کا نہ ہم سے ضرر گل

جا ساتھ اسی کے جو تجھے جانا ہے بلبل
رہتی ہی صبا بو کی طرح ہمسفر گل

رخسارۂ رنگین کے تصور مین ہوا ہون
بونا مری تربت کے سرہانے شجر گل

لے قیمت بلبل مین اگر دے کوئی صیاد
بٹا نہ لگا قلب نہ ٹھہرا تو زر گل

اڑتا ترے رخسارۂ رنگین کی ہوا مین
بلبل کی طرح ہوتے اگر بال و پر گل

بلبل کے قفس کے لئے لاؤنگا چمن سے
کاٹی کسی گلچین نے جو شاخ شجر گل

افسوس ہی کیا خاک اڑائی ہی خزان نے
یہ باغ وہ ہی جسمین کہ تھا فرش زر گل

گو نام و نشان مٹ گیا پر یاد ہی مجھکو
یان سرو کے تھے پیڑ یہان تھے شجر گل

ناواقف مطلق ہو نہین احوال چمن سے
معلوم ہی کچھ عیب نہ مجھکو ہنر گل

پردہ مجھے رہتا نظر آتا نہین اسکا
ہی دست جنون میری طرح جامہ در گل

مایوسی بلبل سے یہ ثابت ہوا مجھکو
اس باغ مین امسال نہ ہوگا گذر گل

گلگشت چمن سبکو مبارک ہے اے رند
سودا ے گلستان بہ سر من نہ سر گل

جا ہین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم
پھنس گئے کنج قفس مین جو چھٹے دام سے ہم

فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان
صبح کر دیتے ہین جب بیٹھ گئے شام سے ہم

رند سرمست بلانوش ہین میخانے کے
خم گردون کو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم

وہ بھی واقف ہین جو آگاہ نہین صورت سے
مثل عنقا ہوئے مشہور فقط نام سے ہم

چین سے دامن دایہ مین بھی سوئے نہ کبھی
روز مولود سے واقف نہین آرام سے ہم

زہر کھانا پڑیگا ہمکو جبھی سمجھے تھے
خط کے آغاز مین آگاہ تھے انجام سے ہم

عمر بھر شوق ہم آغوشی مین بیچین رہے
پہلوے گور مین شاید رہین آرام سے ہم

بے قضا کے نہین ہوتا کوئی پیوند زمین
روکین ہاتھون سے فرشتے جو گرین بام سے ہم

خاندان مجنون سے رتبہ مین ہمارا ہی بلند
سلسلے رکھتے ہین گیسوے دلآرام سے ہم

زلف سے بچتے تو تھی گھات مین وہ چشم سیاہ
ہوتے شاہین کے شکار اڑتے اگر دام سے ہم

عاشقون مین ترے ہم بھی ہین ازل سے اے دوست
تجکو دیکھا نہین آگاہ ہین پر نام سے ہم

یان بھی قسمت نے لب خشک نہ ہونے دیے تر
آکے میخانہ مین محروم چلے جام سے ہم

اس ہنڈولے پہ ہر اک جان دیے دیتا ہی
کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم

ساغر بادۂ اُلفت جو پلایا تھا ہمین
آجتک مست ہین اے رند اسی جام سے ہم

تنگ ہین ایسے چمن مین گل و شمشاد سے ہم
آشیان مانگتے ہین چنگل صیاد سے ہم

کسطرح دلکو کرین سخت نہ فولاد سے ہم
واسطہ رکھتے ہین کیسے ستم ایجاد سے ہم

لین گے جبتک نہ عوض ظلم کا صیاد سے ہم
باز آئینگے نہین نالۂ و فریاد سے ہم

اُسکو آزردہ کرین کسلئے فریاد سے ہم
ہم سے صیاد رضامند ہی صیاد سے ہم

مرگئے پر بھی حسینون کی وہی اُلفت ہے
سایہ بن بنکے پلٹتے ہین پریزاد سے ہم

ہی جو لیلی پہ تمھین فوق تو مجنون پہ ہمین
تم جو شیرین سے زیادہ ہو تو فرہاد سے ہم

رنج مین بھی ہی مزا ذوق محبت ہے اگر
ہر طرح شاد ہین اپنے دل ناشاد سے ہم

بیڑیان جلد بنین فصل بہار آپہونچی
روز کہہ آتے ہین جا جاکے یہ حداد سے ہم

یاد آیا جو چمن مین قد بالا تیرا
سرو سے دوڑ کے لپٹے کبھی شمشاد سے ہم

یاد ایام کہ اک سلسلہ زنجیر سے تھا
اب تو مدت سے بڑے پھرتے ہین آزاد سے ہم

ہم تری یاد پہ بھولے ہوئے ہین یاد رہے
پھر کہینگے نہین گذرے جو تری یاد سے ہم

سخت جانی کا برا ہو نہ گلا کٹنے دیا
سخت شرمندہ ہوئے خنجر جلاد سے ہم

رند سرمست بلانوش ہین میخانے کے
خم گردون کو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم

وہ بھی واقف ہین جو آگاہ نہین صورت سے
مثل عنقا ہوئے مشہور فقط نام سے ہم

چھین سے دامن دایہ مین بھی سوئے نہ کبھی
روز مولود سے واقف نہین آرام سے ہم

زہر کھانا پڑیگا ہمکو جبھی سمجھے تھے
خط کے آغاز مین آگاہ تھے انجام سے ہم

عمر بھر شوق ہم آغوشی مین بیچین رہے
پہلوے گور مین شاید رہین آرام سے ہم

بے قضا کے نہین ہوتا کوئی پیوند زمین
روکین ملتون سے فرشتے جو گرین بام سے ہم

خاندان مجنون کے رتبہ مین ہمارا ہی بلند
سلسلے رکھتے ہین گیسوے دل آرام سے ہم

زلف سے بچتے تو تھی گھات مین وہ چشم سیاہ
ہوتے شاہین کے شکار اڑتے اگر دام سے ہم

عاشقون مین ترے ہم بھی ہین ازل سے ای دوست
تجکو دیکھا نہین آگاہ ہین پر نام سے ہم

یان بھی قسمت نے لب خشک نہ ہونے دیے تر
آکے میخانہ مین محروم چلے جام سے ہم

اس ہنڈولے پہ ہر اک جان دیے دیتا ہی
کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم

ساغر بادۂ الفت جو پلایا تھا ہمین
آجتک مست ہین اے رند اسی جام سے ہم

تنگ ہین ایسے چمن مین گل و شمشاد سے ہم
آشیان مانگتے ہین چنگل صیاد سے ہم

کسطرح دلکو کرین سخت نہ فولاد سے ہم
واسطہ رکھتے ہین کیسے ستم ایجاد سے ہم

لین گے جبتک نہ عوض ظلم کا صیاد سے ہم
باز آئینگے نہین نالۂ و فریاد سے ہم

اسکو آزردہ کرین کسلئے فریاد سے ہم
ہم سے صیاد رضامند ہی صیاد سے ہم

مر گئے پر بھی حسینون کی وہی الفت ہے
سایہ بن بنکے لپٹتے ہین پریزاد سے ہم

ہی جو لیلی پہ تمھین فوق تو مجنون پہ ہمین
تم جو شیرین سے زیادہ ہو تو فرہاد سے ہم

رنج مین بھی ہے مزا ذوق محبت ہے اگر
ہر طرح شاد ہین اپنے دل ناشاد سے ہم

بیڑیان جلد نہین فصل بہار آ پہونچی
روز کہہ آتے ہین جا جا کے یہ حداد سے ہم

یاد آیا جو چمن مین قد بالا تیرا
سرو سے دوڑ کے لپٹے کبھی شمشاد سے ہم

یاد ایام کہ اک سلسلہ زنجیر سے تھا
ابتو مدت سے بڑے پھرتے ہین آزاد سے ہم

ہم تری یاد پہ بھولے ہوئے ہین یاد رہے
پھر کہینگے نہین گذرے جو تری یاد سے ہم

سخت جانی کا برا ہو نہ گلا کٹنے دیا
سخت شرمندہ ہوئے خنجر جلاد سے ہم

پتلیاں ٹوٹیں قفس کی جو ابھی مار پڑے
رشتہ بر پا ہیں فقط اُلفت صیاد سے ہم

سب نے اگر گل امید بھرے دامن مین
اک تہیدست چلے گلشن ایجاد سے ہم

ہین وہ مظلوم بلک کر جو ابھی آہ کرین
کھود کر پھینکدین گردون تجھے بنیاد سے ہم

خدمت گل مین صبا آکے مشرف ہو گئے
چھوٹنے پائے اگر خانہ صیاد سے ہم

رات دن لوٹتے ہین ہجر کے انگارون پر
کس جلاپے مین پڑے عشق پریزاد سے ہم

ہے یقین جب بھی نہ سودائے محبت کم ہو
رگ جان چھیدین اگر نشتر فصاد سے ہم

یہ بھی ہین پارۂ دل وہ ہین اگر لخت جگر
کم سمجھتے نہین شعر اپنے بھی اولاد سے ہم

آدمی زاد تو کیا چیز ہے اے غیرت حور
دل لگائین ترے ہوتے نہ پریزاد سے ہم

مژدہ پہونچے تجھے او حسرت پرواز چمن
آج رخصت ہوئے سرو اور گل و شمشاد سے ہم

خانہ ویرانی کا اپنے نہین کھلتا باعث
پھرتے ہین کسکی ہوا خواہی مین برباد سے ہم

آپکو بھولے ہین لیکن نہین بھولے تجکو
یاد کر یار کہین جو غافل ہون تری یاد سے ہم

فرق ہے ذرہ و خورشید کا اے رند صریح
شعر مین بڑھکے نہ جھکے کبھی اُستاد سے ہم

شتاب سے لکھے ثنائے رُخ نگار قلم
دکھائے قطعۂ گلزار کی بہار قلم

ضرور اتنا تکلف ہے مشق نو خط کو
جو لوح نقرئی ہووے تو زرنگار قلم

کہان تلک نہ لکھے حال شہسوارون کا
ہوا کے گھوڑے پہ کبتک رہے سوار قلم

نہ ختم ہو گا کسی طرح خط شوقیہ
جو لکھین سیکڑون منشی چلین ہزار قلم

سیاہ سیکڑون دفتر کیا کیے شب و روز
نہ ہو گا میرے برابر سیاہ کار قلم

جو مین نے چاہا وہ لکھا قصور اسکا کیا
گناہ گار ہون مین یا گنہگار قلم

جو یون لکھیگا مضامین شوق کے گستاخ
کریگا مجکو بھی آخر گناہگار قلم

زیادہ تر ہو فروغ انجمن مین مردون کی
مثال شمع جو سر ہو ہزار بار قلم

لکھا کرے مرے دیوان کٹا کرین حاسد
ہے اسلیے دو زبان مثل ذوالفقار قلم

دکھائے لکھے مضامین روئے رنگین کے
بنائے صفحۂ کاغذ کو لالہ زار قلم

کیا جو چاہے رقم حال خاکسارون کا
تو پہلے لیوے صلاح خط غبار قلم

مزا ملے نہ اگر اسکو زخم کھانے مین
تو سر خوشی سے نہ کٹوائے بار بار قلم

رہے نہ صید مضامین کی فکر ہی مین خراب
کرے ہمارے معانی کو بھی شکار قلم

دلیل ہو یہ ہماری سیاہ کاری پر
کرے جو لوح ہماری سر مزار قلم

لکھی ہی جب سے صفت اُسکی تیغ کی اے رند
زیادہ ہو گیا خنجر سے آبدار قلم ✣

بتائے کس کو رہ بوستان نہین معلوم
نہال کس کو کرے باغبان نہین معلوم

سُنا ہی نام فقط پر نشان نہین معلوم
پتا مین کیا دون مجھے خود مکان نہین معلوم

پتا کچھ اِسکا کچھ اُسکا نشان نہین معلوم
دہن کدھر ہی کمر ہی کہان نہین معلوم

وہ زلف رُخ پہ ہی لیکن دہان نہین معلوم
عیان ہی مار یہ گنج نہان نہین معلوم

مثال گرد پس قافلہ ہون سرگردان
گیا کدھر کو مرا کاروان نہین معلوم

ہمیشہ ایک سا عالم ہی باغ ہستی مین
کچھ اس چمن کی بہار و خزان نہین معلوم

سُنا ہی آتش گل نے جلا دیا گلشن
بچا کہ خاک ہوا آشیان نہین معلوم

جلا جگر کہ بھُنا دل ہی سوز فرقت سے
کہان سے اُٹھتا ہی ہر دم دھوان نہین معلوم

نہ آیا وادی مجنون مین ناقۂ لیلے
کدھر کو لیکے گیا ساربان نہین معلوم

سمجھکے حق سگ یار اڑ گیا شاید
ہمارے کھائے نہ کیون استخوان نہین معلوم

ہر اک کا عیب و ہنر صاف منھ پہ کہتی ہے
کرے گی کیا مرے حق مین زبان نہین معلوم

چمن کو چھوڑ کے بلبل ستم سے گلچین کے
کدھر کو لیکے گئی آشیان نہین معلوم

یہ آرزو ہی کہ اس زندگی سے ڈوب مرون
تمھارے چاہ ذقن کا نشان نہین معلوم

تری جناب سے اے دوست ہی جہان آگاہ
وہ کون ہی جسے یہ آستان نہین معلوم

نظارے گلشن ہستی کے روز کرتا ہون
پر اس چمن کا مجھے باغبان نہین معلوم

برنگ نکہت گل ہم ہین خانہ زاد چمن
قدامت اپنی سمجھے باغبان نہین معلوم

کرم کرے کبھی اس مشت خار و خس پر بھی
ہمارا برق کو کیا آشیان نہین معلوم

جہان کی ہو مری مٹی وہین سے مجھے پہونچا
وہ سرزمین مجھے اے آسمان نہین معلوم

نہ شکوہ اس سے کبھی تا ادائے شکر ہوا
خدا نے دی ہی مجھے کیون زبان نہین معلوم

ہی ایک پاؤن سے استادہ سرو کیا باعث
روان ہی کس لئے آب روان نہین معلوم

نکر مذمت رندان خموش اے واعظ
وہ کس کے حال پہ ہی مہربان نہین معلوم

پھرا ہی منھ ترے خنجر کا مجھسے کیون اے ترک
ہوئی ہی کس لئے بے رُخ کمان نہین معلوم

یہ ہڈیان نہ پسین آسیائے چرخ سے بھی
بنے ہین کس کے مرے استخوان نہین معلوم

ہمیشہ رہتا ہی برگشتہ راست بازون سے
خلاف ان سے ہی کیون آسمان نہین معلوم

سبک کیا مجھے اہل زمین کی نظرون مین
فلک مین کیون ہوا تجھ پر گران نہین معلوم

وہ یان کی رسم سے واقف ہی پوچھ بلبل سے
اگر تجھے روش گلستان نہین معلوم

غرور حسن سے گمراہ ہے ابھی تجکو
طریق دلبری ایجانجان نہین معلوم

رہینگے کب تلک اے رند خواب غفلت مین
ہین کس خیال مین اہل جہان نہین معلوم

وان پڑین ابرو پہ بل یان ہون تہ شمشیر ہم
زلف الجھے اور پھانسی پائین بے تقصیر ہم

کھائین مثل نیشکر اے ترک تیرے تیر ہم
جان کر شربت پئین آب دم شمشیر ہم

بُت سے اُلفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو
تو بنا مسجد کو بتخانہ کرین تعمیر ہم

ہمسے کاوش کرکے کیا ہاتھ آئیگا اے آسمان
مالک طبل و علم ہین صاحب جاگیر ہم

ہم وہ منصف ہین جو دے مقدور ہمکو آسمان
خاک بلبل سے کرین گلزار کی تعمیر ہم

بیگناہی اپنی ثابت حُسن پر ہو یا نہ ہو
عشق شاہد ہی ہوئے ہین قتل بے تقصیر ہم

جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود تک
تیز رفتاری مین رکھتے ہین خواص تیر ہم

کوہکن کہتا تھا اے شیرین جو ہی تائید عشق
بیستون کو کاٹ کر لاتے ہین جوئے شیر ہم

دیکھ لیتے ہین شفق آلودہ جس دم ماہ نو
یاد کرتے ہین گریبان کی تری تحریر ہم

دولت دُنیا سے مستغنی قناعت نے کیا
جانتے ہین خاک کوئے فقر کو اکسیر ہم

لاکھ بھڑکادین وہ انداز آتش افروزی کرین
جوش کھا کر کب اُبلتے ہین مثال شیر ہم

رُخ کو قرآن جانتے ہین تیرے مصحف کی قسم
کیون کہین خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم

کھینچتی ہی وحشت دل کوہ و صحرا کی طرف
توڑتے ہین اے جنون اب پاؤن کی زنجیر ہم

کسطرح کاٹین تاسف سے نہ ہر دم اپنے دست
ہاتھ سے کھو بیٹھے ہین سر رشتۂ تدبیر ہم

سر تہ خنجر تھا آنکھین تھین رُخ جلاد پر
مر گئے اللہ اکبر کیا دم تکبیر ہم

عالم وحشت مین باہم مدتون زندان مین تھے
حق صحبت کسطرح بھولین ترا زنجیر ہم

چھوٹ میرا داب کر دانتون مین کیا کہتا ہی یار
بوسے لینے کی تجھے دیتے ہین یہ تعزیر ہم

پاس آکر یہ نہ دیکھا مر گیا یا زندہ ہے
دیکھنا کس ترک بے پروا کے ہین نخچیر ہم

عشق کا شہرہ ہوا اور حسن سے پکڑی نمود
خلق مین رسوا ہوئے بے جرم و بے تقصیر ہم

شانہ کرتے گیسوئے جانان مین دیکھا غیر کو
کس سے پوچھین اس پریشان خواب کی تعبیر ہم

وقت بد مین ہون زیادہ تر شریک حال دوست
ہین سپاہی رکھتے ہین خاصیت شمشیر ہم

ابتو یوسف کی زبان کا بھی اثر جاتا رہا
ہوتی ہی برعکس لین کیا خواب کی تعبیر ہم

دیکھکر اس غیرت گلزار کو سکتا ہوا
بنگئے ہین بلبل گلدستۂ تصویر ہم

بخت برگشتہ نے کی برعکس تاثیر عمل
بجب لگے پڑھنے غریمت ہوگئے تسخیر ہم

بیٹھے رہتے تھے ہمہ تن گوش مرغان سحر
کھینچتے تھے جن دنون مین نالۂ شبگیر ہم

عفو کر تیری رحیمی کا یہی ہے مقتضا
قابل تقصیر ہم مستوجب تعزیر ہم

اسکی آمرزش ہی زاہد باعث اپنے جرم کا
کرتے ہین دانستہ شوق عفو مین تقصیر ہم

آ گئے اڑکر اگر چشم سیاہ یار پر
حلقہ ہائے زلف سمجھے دام آہو گیر ہم

صورت معنی عیان ہی اپنی ہر اک بیت سے
شاعری کرتے نہین ہین کھینچتے تصویر ہم

غیب سے ہوتے ہین یان مضمون الہامی عطا
کرتے ہین گویا زبان یار سے تقریر ہم

پڑھتے تھے سارے ملک تسبیح پر اپنی درود
عالم ارواح مین بھی تھے یہ خوش تقریر ہم

شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل رند
شاعران ہند مین کہتے ہین طرز میر ہم

منھ ہر کس و ناکس کو دکھایا نہ کرو تم
یہ حسن خداداد تماشا نہ کرو تم

دم دیکے نہ ٹالو مجھے فقرا نہ کرو تم
اب وعدۂ امروز کو فروا نہ کرو تم

یوسف سے مرے زیبا نہین عاشق تمھین بننا
معشوق ہو تقلید زلیخا نہ کرو تم

کہتے ہین جسے عشق کچھ آسان نہین ہے
مشکل ہی بہت اسکا ارادہ نہ کرو تم

سب کرتے ہین چشمک مجھے ہوتی ہی ندامت
یون آنکھ چرا کر مجھے دیکھا نہ کرو تم

اچھا نہین اچھا نہین مانو مرا کہنا
رسوا نہ کرو تم مجھے رسوا نہ کرو تم

پڑ جائین نزاکت سے نہ ہاتھون مین کہین نیل
مل ڈالا کرو مہندی کو باندھا نہ کرو تم

توبہ کرو عشاق کو مشرک نہ بناؤ
للہ خدائی کا تو دعوے نہ کرو تم

سیدھی مری باتون سے عبث ہوتے ہو ٹیڑھے
سلجھانے ہین زلفون کے تو الجھا نہ کرو تم

تم پاس سے اُٹھے تو نکلجا دیگا دم بھی
بیٹھے رہو جانے کا ارادہ نہ کرو تم

خود حور ہو ہو نیکا نہین تم کو چھپیٹا
اندیشہ کچھ آسیب پری کا نہ کرو تم

اچھا نہین ہر وقت کا آنا مرے گھر مین
بدنام نہ ہو تم مجھے رسوا نہ کرو تم

بوسہ لیا تقصیر ہوئی منھ نہ بناؤ
ہم کو تو بس اب جانتے دو غصہ نہ کرو تم

پھر جاتا ہی اک دو سرا قد آنکھ کے نیچے
آگے مرے ذکر قد بالا نہ کرو تم

پھر ہم کو نہ پاؤگے اگر دیر لگائی
آنے کا ارادہ ہی تو عرصہ نہ کرو تم

مُنھ چاند سا ڈھانکو نہ ڈوپٹہ مین مریجان
سوتے ہو اگر ساتھ تو پردا نہ کرو تم

جور و ستم انداز وادا ناز و کرشمہ
یہ سب سہی پر غمزہ بیجا نہ کرو تم

رند اُلفت بت چھوڑو اب اللہ کو مانو
کعبے کو چلو قصد کلیسا نہ کرو تم

دل کو پھر کاکل مین اُلجھاتے ہین ہم
سر پہ پھر روز سیہ لاتے ہین ہم

جب تری فرقت مین گھبراتے ہین ہم
سر کو دیوارون سے ٹکراتے ہین ہم

یاد آتے ہین وہ عارض پھول سے
باغ مین جا جا کے گل کھاتے ہین ہم

اے اجل آ چک خدا کے واسطے
زندگی سے اب تو گھبراتے ہین ہم

کل کہ آئے تھے نہ آوینگے کبھی
بے بلائے آج پھر جاتے ہین ہم

کرسکے گی تو نہ اپنی ہمسری
تو تو چل باد صبا آتے ہین ہم

ہم پہ بہتان اور کی اُلفت کا ہے
لے ترے سر کی قسم کھاتے ہین ہم

جان نہ دی ہوگی کسی نے روبرو
یہ تماشا تجھکو دکھلاتے ہین ہم

ہم نہ ہووینگے تو پھر پچتائے گا
مُفت تیرے ہاتھ سے جاتے ہین ہم

دل کسی صورت سمجھتا ہی نہین
تابمقدور اُس کو سمجھاتے ہین ہم

وصل کی مانی ہین کیا کیا منتین
چلّے درگاہون مین بندھواتے ہین ہم

ارتباط آپس کے اب موقوف ہین
وہ ہی آتے ہین نہ وان جاتے ہین ہم

وصل مین بھی یان ہی عالم ہجر کا
اُنکو پاکر کھوئے سے جاتے ہین ہم

یاد آتا ہے وہ مُکھڑا چاند سا
چاندنی راتون مین چلاتے ہین ہم

کھینچکر لاتے ہین کوئے یار سے
وان تو جاکر پاؤن پھیلاتے ہین ہم

کس نے وعدہ گھر مین آنے کا کیا
آپ سے باہر ہوئے جاتے ہین ہم

زلف کی تعریف جب کرتا ہے غیر
سانپ کے مانند بل کھاتے ہین ہم

یان عدم کو لگ رہا ہے چل چلاؤ
اب بھی آنا ہے تو آجاتے ہین ہم

وحشت آبادی مین جب کرتی ہے تنگ
جانب صحرا نکل جاتے ہین ہم

رند جب ملتے ہین وہ تنہا کہین
دوڑ کر اُن سے لپٹ جاتے ہین ہم

مُسکرا کر کہتے ہین تب ناز سے
بس انھین باتون سے گھبراتے ہین ہم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہین
ڈھونڈتے کو ترا مضمون دہن بیٹھے ہین

ایکدن ہچکی بھی غربت مین نہ آئی افسوس
مجکو بھولے ہوئے یاران وطن بیٹھے ہین

نہین آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے
کب سے پاس اپنے لئے اپنا کفن بیٹھے ہین

بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن
میرے پھولون مین کئی غنچہ دہن بیٹھے ہین

نہ اُٹھا کوچۂ دلدار سے دم لینے دے
پھرتے پھرتے ابھی اے چرخ کہن بیٹھے ہین

باغ جنت کی ہوا سر مین نہین ہے اُنکے
جو ترے کوچے مین لے رشک چمن بیٹھے ہین

خرچ اکدن کا ہے قارون کا اگر گنج بھی ہو
جب تلک پاس مرے سیم بدن بیٹھے ہین

باغبان پھولا سماتا نہین پیراہن مین
آج گلشن مین کئی رشک چمن بیٹھے ہین

مژدۂ فصل بہاری جو صبا سے ہے سُنا
کیسے پھولے ہوئے مرغان چمن بیٹھے ہین

شکر الحمد کہ غربت مین وہ راحت پائی
دل سے بھولے ہوئے ہم یاد وطن بیٹھے ہین

زیر گردون نہین آرام کی صورت کوئی
سب اٹھانے کو یہان رنج و محن بیٹھے ہین

دل شگفتہ ہو ذرا بات کرائے غنچہ دہن
ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہین

مٹی دروازے کی اُنکے لیے جاتے ہین مریض
وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہین

دیکھکر طرز خرام اس بت وحشی کا مرے
چوکڑی بھولے ہوئے اپنی ہرن بیٹھے ہین

چند بیتین جو لکھی ہین وہ سُنا دے اے رند
آج محفل مین کئی اہل سخن بیٹھے ہین

یون کس طرح سے وصف خط مشکبو کرین
کلی کرین گلاب سے تب گفتگو کرین

کرلین وضو شراب سے مستونکی جان کر
ہم بادہ کش جو بیعت دست سبو کرین

منصف وہ ہین ہمارا اگر اختیار ہو
بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین

برسے فلک سے آگ جو پانی کی ہو تلاش
دوزخ ملے بہشت کی گر آرزو کرین

مضمون اس کمر کے نکالے نئے نئے
عنقا کو باندھ لائین جو ہم جستجو کرین

مجنون کو کسقدر سگ لیلیٰ عزیز تھا
دیوانے ہین جو ہم ترے کتے کو تو کرین

سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب
حیران مثال آئینہ آئینہ رو کرین

اُس گل کی بوئے زلف سے تازہ دماغ ہی
عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین

منھ مین زبان یقین ہی بے نافہ مشک کا
ہم وصف زلف یار اگر مو بمو کرین

رنگ قبول سوختگان کو نہین دیا
دیکھا نہین کبھی کہ گل و شمع بو کرین

گلشن مین تو جو جائے تو جھکا دین سرو باغ
سرکش بھی دیکھین تجکو تو گردن فرو کرین

مرنے لگون تو منھ طرف کوئے یار ہو
مومن ہون وقت نزع تجھے قبلہ رو کرین

اک بحر حسن کے رخ رنگین کا عشق ہے
ہم کیا نظارۂ چمن و آب جو کرین

پچکے ہین ایک رشک مسیحا کی یاد مین
مُردے جواب دین جو ابھی گفتگو کرین

کرتے ہین مدعی دہن یار مین کلام
کچھ وہ بھی منھ سے بولے تو ہم گفتگو کرین

ہر شاخ مثل شمع لگے جلنے باغ مین
گل پر نگاہ گرم جو یہ شعلہ رو کرین

ہو جائے زرد ہی یقین رنگ برگ خشک
اے رشک گل جو گل کو ترے روبرو کرین

وہ مست ہون جو میکدہ مین رند جاؤن مین
تعظیم سرو قد مری اُٹھکر سبو کرین

معشوق اور دوسرا ایسا حسین نہین
زیبندہ اس جمال پہ چین بر جبین نہین

وہ کونسا مکان ہی تو جسمین مکین نہین
ناحق کا یہ گمان ہی کہین ہی کہین نہین

مردود بارگاہ نہ ہو کوئے یار کا
دونون جہان مین اسکا ٹھکانا کہین نہین

مشہور اک جہان مین ہین عشقباز ہون
چاہا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہین

بعد از کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی
کیا کیا ہوائین ورنہ جہان مین چلین نہین

ہو گی قیامت اُس قد قامت سے ایکدن
کافر مین روز حشر کا جنکو یقین نہین

دیر و حرم مین شیخ و برہمن تباہ ہین
خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہین نہین

لازم پڑا ہی حسن کی خاطر عذر بھی
وہ کونسا حسین ہی کہ چین بر جبین نہین

کسدن کٹے نہ قدمون پہ دو چار کے گلے
تلوارین تیری چال مین کس دن چلین نہین

دریا ہین چشم تر کی بدولت بھرے ہوئے
دامن ہوا ابر تر کا مری آستین نہین

خدمت مین جسکی ہووے نہ بندے کو بھی نیاز
اس عہد مین تو ایسا کوئی نازنین نہین

ہونٹون پہ جان آکے کئی بار پھر گئی
وہ جانجان جو پاس دم واپسین نہین

کب خوف جان معرکۂ عشق مین کیا
کس طفل ترک سے مری آنکھین لڑین نہین

وصلت شتاب سیم بدن سے نصیب ہو
دنیا تو ہاتھ آئے بلا سے جو دین نہین

کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہے
کس کس نے میری قبر سے آنکھین ملین نہین

انکار کیا کریگا تو عصیان کا اپنے رند
موجود دو گواہ یسار و یمین نہین

نہ ستادر پہ پڑا رہنے دے کیا لیتے ہین
اے شہ حسن فقیرون کی دعا لیتے ہین

تیزئ عمر نے طے منزل ہستی کر دی
ہم بھی یاران عدم رفتہ کو جا لیتے ہین

میرے ہمراہی مجھے چھوڑ گئے یان ورنہ
قافلہ والے تو سوتون کو جگا لیتے ہین

بھیجین گے پیک بنا کر ترے پاس اے شہ حسن
سر قاصد کے لئے بال ہما لیتے ہین

سامنا لاکھ مصیبت کا پڑے پر کوئی
آسرا غیر کا مردان خدا لیتے ہین

کوچۂ دوست مین رکھ پاؤن ادب سے غافل
سرکش اس راہ مین گردن کو جھکا لیتے ہین

زلف پر پیچ کا مضمون نہین بندھ سکنے کا
کیون وبال اپنے سرون پر شعرا لیتے ہین

حق تو یہ ہے کہ عجب لوگ ہین وان شان خدا
اپنے سر غیر کی ناحق یہ بلا لیتے ہین

شور و شر کرتے یہ ہین ہستی دو روزہ پر
آسمان اہل زمین سر پہ اٹھا لیتے ہین

لب بلب رہتے ہین جو شام و سحر دلبر سے
زندگانی کا وہی لوگ مزا لیتے ہین

گرچہ درویش ہین یہ لوگ مگر جائین تو
سلطنت ہو ل ترے در کی گدا لیتے ہین

میرے ویرانے مین درویش بھی سلطان ہو جو
یان بسیرا سر شام آکے ہما لیتے ہین

جام جم سے اُسے دیتے ہین سمجھتے ہین زیاد
بھیک جس کاسے مین تیرے فقرا لیتے ہین

جو گذر ہوتا ہے مدفن پہ حسینون کے کبھی
وان کی ہم خاک کو آنکھون سے لگا لیتے ہین

عیب سے پاک و مبرا ہے کلام اُن کا رند
جو غزل حضرت آتش کو دکھا لیتے ہین

باقی رہے تمیز نہ پھر خوب و زشت مین
پارس کا ہو خواص جو ہر سنگ وخشت مین

روشن دلون کی بزم مین تیرہ درون کہان
ہو وے گی صبح شام نہ ہوگی بہشت مین

یون ہو گئی زراعت دل پائمال غم
گویا ہوا گذار ملخ اپنی کشت مین

سجدے بتون کے کسلئے کرتا ہے بے شعور
اے برہمن خدا تو نہین سنگ وخشت مین

غش کا بہانہ کرکے گرا کوئے یار مین
ادریس کی طرح سے رہا مین بہشت مین

اے شانہ بل نہ نکلے گا گیسوئے یار کا
الجھی کیطرح اس کی کجی ہے سرشت مین

ہووے مجھے جو وصل بت سیم تن نصیب
سونیکے بت چڑھاؤن برہمن کنشت مین

یوسف کے بعد تجکو نکالا حجاب سے
عاقل جو ہو تو فرق کرے خوب و زشت مین

بیٹھا ہون جب تلک مرا آغوش ہی تہی
پھرین ہون اور پہلوئے حور اور بہشت مین

سودائیون کی بیڑیان سونے کی ہو گئین
پارس ہی کیا گلی کی ترے سنگ وخشت مین

انکے شریک حال ہین ہم جنکے پاس ہین
شمشیر کی طرح ہی یہ جوہر سرشت مین

ہے آستان یار مقام اپنا خوش رہین
کعبے مین شیخ اور برہمن کنشت مین

پھرتا نہ کس طرح سے محبت مین دربدر
یہ ٹھوکرین لکھی تہین مری سرنوشت مین

زوار کو جو ہند مین دیکھا ہوا یقین
دوزخ مین آیا مار کے ٹھوکر بہشت مین

اے رند فصد کھولین کہ پہنائین بیڑیان
سودائے زلف یار ہی میری سرشت مین

پھیرنا حلق پہ خنجر تجھے کیا یاد نہین
کاٹ ڈال اپنا گلا آپ جو جلاد نہین

جس جگہ سرو نہین گل نہین شمشاد نہین
ایسے گلشن مین مجھے عادت فریاد نہین

عمر گذری ہے مجھے مشق خموشی کرتے
ہون وہ بلبل مجھے انداز فغان یاد نہین

بند کر اپنی زبان پھر نہین دشمن کا خطر
مرغ تصویر کو اندیشۂ صیاد نہین

لطف گلگشت چمن کنج قفس مین بھولے
اتنا نقشہ بھی گلستان کا مجھے یاد نہین

اے جرس کسلئے یہ ہرزہ درآئی چپ رہ
قافلے مین کوئی سنتا تری فریاد نہین

دل لگی کس سے کرون کس سے مین دل بہلاؤن
سرو اس باغ مین نایاب ہے شمشاد نہین

جان کنی پیشہ ہے اور کوہ کنی ننگ مرا
کچھ مجھے دعوی ہمچشمی فرہاد نہین

ہوس ازمرگ ہراک شے درفنا مین تقسیم
دولت شیرین پر حصۂ اولاد نہین

میری مشکل بھی ہو آسان کہین قاتل للہ — تو ہی تلوار لگا بیٹھ جو جلاد نہین
تا بدامن کوئی ذرہ تو کبھی پہونچے گا — خاک کس کس کی تری راہ مین برباد نہین
روبہ دیوار چمن کرکے اُڑانا مجھکو — راستہ باغ کا صیاد مجھے یاد نہین
مل رہیگا مجھے اک روز ریاضت کا صلا — ہو نہ مایوس مشقت تری برباد نہین
دے نہ تکلیف تو ساقی مجھے میخانے کی — لائق انجمن عیش یہ ناشاد نہین
فصل گل مین کیا آزاد قفس سے مجھکو — بھولنے کا کبھی احسان ترا صیاد نہین
جوہر ذات بھی لازم ہے ہر اک شے کے لئے — موم سا نرم ہو یہ خوبی فولاد نہین
دیکھون کب تک تجھے ہی صحبت عاشق سے گریز — آخر انسان ہی تو بھی تو پریزاد نہین
مصرع قد مین ترے جلئے کم سکتا ہے — اُٹھ نہین سکنے کا ایسا مرا ایراد نہین
اب رہائی سے اسیری ہی میری بہتر ہے — بال و پر اُڑنے کے قابل مرے صیاد نہین
سامنا رہتا ہی اندوہ و الم کا ہر دم — ایکدم غمکدۂ دہر مین دلشاد نہین
ہو سکے تیری فقیرون سے اطاعت کسکی — لائق بندگی غیر یہ آزاد نہین
ایک سے ایک ہی بہتر جو تری صنعت ہی — قابل ایراد کے تیرا کوئی ایجاد نہین
جو نظر آتا ہی معشوق وہ ہی حور کی شکل — باغ فردوس کہون گلشن ایجاد نہین
نالے کرتی ہی عبث بے سروپا او بلبل — سیکھلے مجھسے جو انداز فغان یاد نہین
سیر گلشن کی مزے قید مین کسدن بھولے — کب قفس مین ہمین یاد گل و شمشاد نہین
بحر ہستی مین حباب لب جو ہی غافل — غور سے دیکھ زیادہ تری بنیاد نہین
یان فلاطون کیلئے رتبۂ شاگردی ہی — کونسا طفل دبستان ہی جو اُستاد نہین
کان صیاد کے کھلتے وہ فغان کرتا مین — ایک مجبور ہون اب رخصت فریاد نہین

وضعداری ہی اگر قد کی درازی اے رند
تاڑ کے پیڑ سے اونچا قد شمشاد نہین

اُسے غیرون سے بھڑکانے مین اپنا رام کرتے ہین — کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہین
رسائی اسکے گیسوئے رسا تک غیر ممکن ہی — وہ سودائی ہین جو ایسے خیال خام کرتے ہین
نہ گیسو چھونے دیتے ہین نہ رخ کا بوسہ دیتے ہین — یونہین اک عمر گذری ہی کہ صبح و شام کرتے ہین
کبھی نامرد قائل عشقبازی کے نہین ہوتا — بہادر ہین جو اپنا معرکو نہین نام کرتے ہین

شراب میں پیجئے دل کھول کر اب دور ساقی ہے
سبو ملتا ہے میکش گر سوال جام کرتے ہیں

ہوئے وہ چار خون گریاں کھانیسے عجب کیا ہے
وہ جب مہندی لگاتے ہیں تو قتل عام کرتے ہیں

جو لکھا ہے مقدر میں وہی فعل اس سے ہوتا ہے
عبث انسان کو مستوجب الزام کرتے ہیں

جگاتا ہے انھیں تا صبح اکدن وصل کی شب میں
ابھی سونے دو گر طالع مرے آرام کرتے ہیں

جواب نامہ بھی لکھتے نہ سکے جب خط نہ نکلا تھا
زوال حسن ہے شاید جواب پیغام کرتے ہیں

دہان یار حاضر ہے اگر پستہ کو دعوی ہو
لڑا لیں آنکھیں ہمچشمی اگر بادام کرتے ہیں

مٹا دے آپکو منظور اگر ہے نامور ہونا
نشان سے جو گذر جاتے ہیں وہ ہی نام کرتے ہیں

جگاتے ہیں سحر تک رات بھر جب دن چھپ رہتے ہیں
نہ مجکو سوتے دیتے ہیں نہ آپ آرام کرتے ہیں

نظر آتے ہیں ہمکو خواب میں بھی رات بھر کالے
اگر دن کو خیال زلف عنبر فام کرتے ہیں

لبالب مے سے کر دے تا لب خشک انکے تر ہوں
صراحی کی طرف ساقی اشارے جام کرتے ہیں

پھنسونگا میں جو قسمت میں قفس کا آب و دانہ ہے
عبث صیاد پنہاں خاک میں گلدام کرتے ہیں

نہیں دیکھا ہے تجھ سا دوسرا وحشی مزاج ابتک
جو تجھکو دام میں لاتے ہیں وہ ہی کام کرتے ہیں

پرستش کی بہت تیری نہ سمجھا اپنا بندہ تو
رجوع اللہ سے اب اے بت خود کام کرتے ہیں

بنے پھرتے ہیں عاشق مرکو میں منھ چراتے ہیں
عبث اے رند نام عشق کو بدنام کرتے ہیں

گر تجھے روح رواں راحت جاں کہتے ہیں
سب بجا کہتے ہیں جو اہل جہاں کہتے ہیں

رخ کو گل قد کو ترے سرو رواں کہتے ہیں
لوگ کیا کیا تجھے اے جان جہاں کہتے ہیں

مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
کچھ جنوں کہتے ہیں بعضے خفقاں کہتے ہیں

جو کہ خوگر ہیں تری بوئے دہن کے اے گل
غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہاں کہتے ہیں

زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہیں دید
گل کو انگارے وہ سنبل کو دھواں کہتے ہیں

یوں پتا پوچھیو اس حور کے گھر کا قاصد
کیسکے کوچے کو گلستان جناں کہتے ہیں

قامت یار کو بتلاتے ہیں بعضے شمشاد
اکثر اس قد کو قیامت کا نشاں کہتے ہیں

جس نے دیکھا تجھے ایجان وہ جانبر نہ ہوا
اہل دل تجھکو بجا آفت جاں کہتے ہیں

کیوں نہ وہ طفل حسیں ہووے عزیز ہر دل
یوسف وقت اسے پیر و جواں کہتے ہیں

سنگ سے کٹتے ہیں سخن کو مرے حاسد اے رند
اسلئے لوگ مجھے سیف زباں کہتے ہیں

یار سے کچھ بھی بدگمان نہین
مجھکو منظور امتحان نہین

جان جلنے مین دیر جان نہین
جان یہ وقت امتحان نہین

کونسے بُت مین آن بان نہین
بے نیازی کی کس مین شان نہین

سخت مشکل ہے عشق ابروے یار
کھینچ لین سب یہ وہ کمان نہین

کردیا رعب حسن نے خاموش
منھ مین گویا مرے زبان نہین

ہون کہان کیطرح سے خانہ بدوش
لامکان ہون مرا مکان نہین

اور عالم ہی اُس کے کوچے کا
یہ زمین اور یہ آسمان نہین

اتنی غفلت نہین مناسب حال
مین تڑپتا ہون تم کو دھیان نہین

مالک نوبت ونشان تھے جو کل
آج نوبت یہ ہی نشان نہین

جائین اُس کوچے سے کہان عاشق
کھیت چھوڑین یہ وہ جوان نہین

اے زمین زور سے فشار نہ دے
مرچکا ہون مین مجھ مین جان نہین

حال دل خود زبان پہ آتا ہے
اختیاری مرا بیان نہین

دہر اسمین ہین تیغ برّان کے
رُکنے والی مری زبان نہین

سونگھ کر چھوڑدے نہ کیون سگ یار
خار ماہی ہین استخوان نہین

دل لگے کس طرح مرا صیاد
یہ قفس ہی کچھ آشیان نہین

شکل ماہی کیا ہی خلق سے مجھے
ہی دہن تو مگر زبان نہین

رند بیجا کرو نہ شکوۂ یار
کچھ وہ ایسا تو بدزبان نہین

پاس کیجے تو کچھ بعید نہین
یار دیرینہ ہون جدید نہین

صفت حسن یار کیا لکھون
حق یہ ہی دید اور شنید نہین

ہر مہینے گلے وہ ملتا ہے
کونسا چاند ماہ عید نہین

دوست دشمن ہین بہر در تجھسے
کونسا شخص مستفید نہین

بولے مانگا جو نامہ بر نے جواب
نامۂ شوق کی رسید نہین

منع ہی اُسکی فاتحہ خوانی
تیغ ابرو کا جو شہید نہین

چند روز اتو ہان بھی لازم ہے
کرچکے مدت مدید نہین

تنگ آئے ہین اُنکی دوری ہین
زہر کھالین تو کچھ بعید نہین

آنکھین دی ہین پئے نظارۂ حسن
کور ہی جس کو شوق دید نہین

سب کے قاصد جواب لایا ہی
میرے مکتوب کی رسید نہین

کشتے قاتل کے جنتی ہین سب
کون ہم رتبۂ شہید نہین

قید کے دن تھے ابتدائے جنون
طوق و زنجیر اب مفید نہین

قیمت دل ہین لونگا خاطر خواہ
مال مفلس نہین مزید نہین

طالع بد سے اپنے ہون خرسند
نہ سہی بخت گر سعید نہین

آب انگور میکشون پہ ہی بند
محتسب کی طرح یزید نہین

دیکھ لینگے اگر ہزار چھپو
بے بصیرت جو اہل دید نہین

کربلا کیون نہ ہو گلی تیری
کس جگہ دفن اک شہید نہین

ہو گیا ہون مزاجدان اُس کا
ہے قدامت مجھے جدید نہین

کیا کروگے دل شکستہ مرا
شیشہ یہ قابل خرید نہین

وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے تو
دوسرا تجھ سا اے وحید نہین

یاد ابرو دلا کے قتل کیا
تیغ بران ہی ماہ عید نہین

گاہ باشد مزاج مین آجائے
تجھ سے نا قدردان بعید نہین

ترسین صورت کو ہم سے حسن پرست
دیکھین جو مستحق دید نہین

ہی طریق اپنا رند رندانہ
پیر و مرشد کا مین مرید نہین

سرو کہتے ہین اُٹھکے باغ سے شمشاد ہین
نازپروردان گلشن ہو بر دبیداد ہین

کعبہ و بتخانہ مین شیخ و برہمن شاد ہین
دونون گھر یمن قدم سے عشق کے آباد ہین

کیا تماشا ہو جو آنکلے مرا سرو روان
قد بالا پر تو نازان باغ مین شمشاد ہین

سبحہ گردن مین نہی زنار اپنے دوش پر
قید مذہب سے ترے رندان عشق آزاد ہین

دم نہ بھر گل کی ہواخواہی کا ترک عشق کر
مفت بلبل تیرے مشت بال و پر برباد ہین

یار ہم آغوش ہوگا آج روز عید ہے
دل جگر باہم دگر صرف مبارکباد ہین

آجتک بھولا نہین ہون غمزۂ بیجا ترے
یاد ہین ادہر وقت مجکو ابتک یاد ہین

نالے نے بخشا اثر نے آہ نے تاثیر کی
دل تون کے یا الٰہی سنگ ہین فولاد ہین

وصل کے دن آن پہونچے گذرے ایام فراق
آمد آمد یار کی ہی دیدہ و دل شاد ہین

خاک مین ملجاوے سرمہ ٹوٹ جاوے آئینہ
دھیان تجکو یہ نہین آیا کہ ہم برباد ہین

الفتِ گیسو کا پھندے سلسلہ باقی ہی اور
کوئی دن مین ایجنون اس قید سے آزاد ہین

مہربانی حال پرسی دلدہی سب درکنار
ظلم و جور آفت زدون پر آپکے ایجاد ہین

شانہ سان کس کسطرح سی بچا نسادل صد چاک کو
زلف پیچا نکو تری کیا کیا لپیٹین یاد ہین

سلطنت کرتے ہین ساقی لوٹکر رندونکا مال
بادہ خوارونکی بدولت میکدے آباد ہین

ہم سپاہی زادے ہین لڑ بھڑ کے کٹوائین گلا
کس لیے تیشہ سے پھوڑین سر کو کیا فرہاد ہین

مثل لالہ کسطرح رکھے نہ دل اُنکو عزیز
داغ الفت ارمغان گلشن ایجاد ہین

سلسلہ روز ازل سے ہی ہمین زنجیر سے
تیری زلفون کی قسم مجنون مادرزاد ہین

خوب چھانا ہی دل صد چاک نے بھی شانہ سان
کوچہ گیسو کے اُسکو سارے رستے یاد ہین

ظلم کرتے ہو عبث عشاق بے تقصیر مین
بیخطا بے جرم ناحق مورد بیداد ہین

کم سنو نکے بھولے پن پر تم عبث بھولے ہو رند
نام کو طفل دبستان ہین مگر اُستاد ہین

سرو کے حق مین تبر نہ آرہ شمشاد ہین
کس لیے ہمسے ہوا خواہ چمن ناشاد ہین

رونق گلشن ہین زیب خانہ صیاد ہین
اپنے دم سے اب تو گلزار و قفس آباد ہین

کلک صانعِ ازل کی دیکھ رنگ آمیزیان
واہ کیا نقش و نگار صفحۂ ایجاد ہین

کیا ہوا گلزار عالم کے مخالف ہوگئی
صورت برگ خزان اوراق گل برباد ہین

کیون نہ رکھے دل گل اُمید سے اُنکو عزیز
داغہائے یاس و حرمان آپکی امداد ہین

کاٹتے ہین آہ کے تیشہ سے فرقت کا پہاڑ
رشک شیرین یار ہی ہم غیرت فرہاد ہین

حاکم عادل ہی ہمکو دے گا املاک پدر
جاینگے جنت مین آدم کی اگر اولاد ہین

خاک بھی مردون کی جوہر رکھتی ہی اکسیر کے
کشتگان راہ الفت کشتۂ فولاد ہین

منتظر وعدے کا رہتا ہون مین ہر دم ہر گھڑی
تجھسے جو اقرار کر آیا ہون مجکو یاد ہین

کس ہوا مین ہم ابھرتے ہین عبث مثل حباب
یہ تو ثابت ہی کہ مشت خاک بے بنیاد ہین

خانہ آبادی کی صورت آنکھ سے دیکھی نہین
عمر گذری ہی یونہین ناشاد ہین برباد ہین

جو نہ دیکھے صورت آباد جہان مین تیری شکل
نام کو بینا ہین پر اعمائے مادرزاد ہین

بہ کے اُن آنکھون مین سُرمے نے بڑا دھوکا دیا
یار کے چہرہ پہ یارب بیض ہین یا صاد ہین

عہد طفلی سے ہوئے بہر اسیری پرورش
ابتدا سے ہم نمک پروردۂ صیاد ہین

اپنی ہستی سے ہی ذات صانع عالم ظہور
ہر کوئی موجد ہمارا جس کے ہم ایجاد ہین

شمع سا کٹوا کے سر روشن کیا کب اپنا نام
دودمان عشق ہین ہم ناخلف اولاد ہین

صدمۂ نشتر اُٹھاؤن کس کے کس کے ہاتھ سے
اک رگ سودا ہو نہین اور سیکڑون فصاد ہین

بے ستون پر جب نظر آئے کہین نقش و نگار
ہم نے جانا یادگار تیشۂ فرہاد ہین

تو تو کیا تیرے فرشتے سنکے تھرا جائینگے
اپنے نالے او فلک مظلوم کی فریاد ہین

عشق نے نرغے مین ڈالا ہی ستمگارونکے رند
ایک مین حیز ضعیف اور سیکڑون جلاد ہین

تمہارے ہاتھ سے تنگ آئے ہین خون اپنا کرتے ہین
مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتے ہین

رہ پرخوف اُلفت مین قدم لے رند دھرتے ہین
تمنا زندگی کی ہی نہ مرجانے سے ڈرتے ہین

فراق یار مین دن زندگی کے اپنے بھرتے ہین
سسکتے ہین پڑے عاشق نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

لگی سے یار کے آگے قدم مشکل سے بڑھتا ہے
زمین پاؤن پکڑتی ہی اودھر سے جب گذرتے ہین

نہ پہنین پیرہن خاکستری کیون صورت قمری
محبت کا کسی خوش قد کے دم ہم بھی تو بھرتے ہین

رہ ہموار الفت مین قدم رکھ بے محابا تو
وہی کھاتے ہین منہ کی جھجک کر پاؤن دھرتے ہین

نہایت نیند مین ہین قصد ہے آرام کرنیکا
بڑھاتے ہین چھپرکھٹ کو بجلیان بالے اُترتے ہین

اُٹے ہین خاک مین عشاق ہوئے سر پریشان ہین
نہاتے ہین وہ اپنے بال دھوتے ہین نکھرتے ہین

محیط عشق سے ساحل تلک اللہ پہونچاوے
بٹھلائے دیتی ہی تہ کو قضا جون جون اُبھرتے ہین

چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزارون پر
زیارت کو فرشتے آسمانون سے اُترتے ہین

بحمد اللہ محبت دونون جانب سے برابر ہی
وہ ہم پر جان دیتے ہین اگر ہم اُنپہ مرتے ہین

طبیعت ہوگی برہم مجھسے ناحق آپ اُلجھین گے
خبر لیجے ہوا سے بال زلفون کے بکھرتے ہین

ہوا تحقیق اُن لوگون سے جو ہین آپ سے باہر
بتا ملتا ہی جب جو یا ترے خود سے گذرتے ہین

گمان زلف سے نظارۂ سنبل نہین کرتے
ہمین کاٹا ہی جب سے سانپنے رسی سے ڈرتے ہین

بنایا چاہتے ہین دیر میرے خانۂ دل کو
یہ بُت اللہ اکبر گھر خدا کے گھر مین کرتے ہین

تعلق حسرت پرواز کا تا قطع ہو جائے
گرفتار قفس منقار سے خود پر کترتے ہین

خیال خام ہی ہم پختہ مغزان جنون ہملین
بھلا ناصح کسی سے ایسے بگڑے بھی سنورتے ہین

نہ وخور جائے قرص سیم وزر خیرات ہوتے ہین
نظر انکو ہوئی ہی رات دن صدقے اترتے ہین

نہین معلوم انھین کیا حال میری بیقراری کا
غلط کہتے ہین دم دیتے ہین جھوٹے ہین مکرتے ہین

لگا ہی روگ اب تو عشق کا اس جان مضطر کو
جو ہوگی زندگی بچ جاینگے بالفعل مرتے ہین

ہوا ہی راہ ورسم نامہ و پیغام غیرون سے
ہمین بھی آپکے اخبار کے پرچے گذرتے ہین

سنے اُس شوخ بے پروا سے ایکے یا بگڑ جائے
مُشیر اب کچھ نہ کہہ جو دل مین آتا ہی وہ کرتے ہین

تمھارا روٹھنا ہر بار کا اچھا نہین دیکھو
بُرے ہین ہم جو دل پر رکھتے ہین وہ کر گذرتے ہین

شریک بزم ہین گو دوستونکے پاس خاطر سے
نہ سمجھوان کو رند ہم نہین کسی پر رند مرتے ہین

نہ دنیا کی خبر ہی کچھ نہ دین کا ہوش ہی سر مین
بھلایا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر مین

مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر مین
جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بر مین

وہی پیدا کریگا دل مین بھی عشق حقیقت کو
بنایا جس نے گوہر کو صدف مین لعل پتھر مین

جوانمردی تری اور زور طاقت جب مین مانونگا
اگر سنبھلا رہے تو پیر گردون میری ٹھوکر مین

فلک اسباب دنیا مجھسے کیا ہاتھ آئے گا تیرے
نہین ہی بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر مین

جو اعلی ہین مقام انکا ہو اسفل غیر ممکن ہے
بھڑکتی طور کی آتش نہ دیکھی ہم نے مجمر مین

وہی خواہش ہی دنیا کی وہی غفلت ہی غفلت سے
نہین کرتے ہین ابتک فرق ہم ہین اور بہتر مین

پڑے ہین کنج مرقد مین کفن پہنے ہوئے غافل
جو پھولے بھی سماتے تھے نہ کمخواب مشجر مین

پھڑک کر دم نکلجائیگا یاد گل مین بلبل کا
لپٹوا دے قفس صیاد پھلکاری کی چادر مین

بڑا ہنگامہ ہی شاید ہمارے استخوانون پر
ہوا جھگڑا ہما مین اور سگان کوئے دلبر مین

قد دلدار سے دعوی جو اسکو قدکشی کا ہے
کوئی نکلی ہی شاخ تازہ کیا نخل صنوبر مین

کیا ہی خود پسند آئینہ نے سارے حسینون کو
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر مین

دعا ہر شب ہے اے زلف سیاہ یار خالق سے
رہے دم جبتلک دم مین ترا سودا رہے سر مین

سپہر حسن ہی تو اور اختر خال عارض مین
مہ کامل کا عالم ہی ترے روئے منور مین

مین وہ آتش نفس بلبل ہون سن لینا تو گلچین
لگا دی آگ نالون نے مرے صیاد کے گھر مین

لہو تو پی چکا اے عشق اب تو ہاتھ اُٹھا مجھ سے | نہین جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر مین
تڑپتے دیکھیے بسمل روز اس قاتل کے کوچے مین | ہمیشہ عید قربان رہتی ہی قصاب کے گھر مین
وہ راحت پائی ہی کنج لحد مین جس مین حیران ہون | کنار گور مین سوتا ہون یا آغوش مادر مین
موا ہون داغ کھا کر عشق مین لالہ عذارون کے | مرا مردہ لپٹا جائیگا پھولون کی چادر مین

خدا چاہے تو رند ابکی در مقصود ہاتھ آئے
توکل کرکے اک غوطہ لگا تو پھر سمندر مین

ازل سے تلخی ہجران جو لکھی تھی مقدر مین | حلاوت زہر کی ملتی تھی مجھکو شیر مادر مین
مین کیا جانون چمن کہتے ہین کسکو آشیان کیسا | کھلین آنکھین تو میری آنکر صیاد کے گھر مین
بلند و پست سے آگاہ ہون ایام طفلی سے | کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش مادر مین
اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا | دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر مین
جنون عشق کا مجنون سے پہونچا سلسلہ مجھ تک | چلی آئی امامت جس طرح آل پیمبر مین
پری دیوانی ہو جاتی ہی تلوے چٹنے لگتی ہی | وہ سحر سامری ہی یار کی چشم فسونگر مین
پہونچتے ہی پہونچتے اپنی صحبت ہو گئی آخر | نہ تھا دُرد خم بادہ پرستان بھی مقدر مین
بچانے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشون کو | یہ قدرت کیا نہین واعظ قسیم حوض کوثر مین
خیال اُس حور کے گھر کا جو اپنے گھر مین رہتا ہی | پری استادہ آتی ہی نظر مجکو ہر اک در مین
گلا مجھ سخت جانکا کس مزے سے اُسنے کاٹا ہی | زیادہ ہے برش اللہ قاتل تیرے خنجر مین
پڑھے جب شعر وصف خال و خط مین تو خوش آئی | معطر ہو گئے مضمون بھی بسکر مشک و عنبر مین
شہادت کیلئے کافی ہی خون دامن قاتل | نہین حاجت گواہونکی ہمارے خون کے محضر مین
دہانِ یار مین دیکھی زبان تو یہ خیال آیا | کسی نے چھوڑ دی ہی لال مچھلی حوض کوثر مین
پری ہو یا کہ دیوانہ ہی دونون الغرض خوش ہین | کوئی سونے کے زیور مین کوئی لوہے کے زیور مین
ہوا چشم سیاہ یار پر قابو مرے دل کا | پھنسا ہی آنکر شاہین چنگال کبوتر مین
ترا کلمہ پڑھا کرتا ہون گو اے بت مسلمان ہون | غلط کہتا ہون تو موت آئے مجھکو کیش کافر مین
نہین ہی گردش چرخ آسیا سان فیض سے خالی | جہان کو رزق پہونچاتا ہی گو رہتا ہی چکر مین
مین وہ شوریدہ طالع ہون جب آیا دورے مجھتک | شراب تند سرکہ ہو گئی گرتے ہی ساغر مین
کفن دینے مین کیا تکرار ہی بیکس کے مردے کو | ہوا جاتا ہی کیون چرخ دنی دو گز کی چادر مین

نہ چمکا یا ستارہ چرخ نے مجھ تیرہ قسمت کا
نہین تابندگی شاید مرے طالع کے اختر مین

مجھے کیا خوف ہی تردامنی کا میری او واعظ
بٹھایا جاؤنگا مین یا کہ تو خورشید محشر مین

بھٹکنے بھی نہ پائین غیر صحبت مین کبھی آ رند
اگر ہو جائے دخل اپنا ذرا بھی طبع دلبر مین

بہار آئی کہان اب رند دیوانہ گلستان مین
لپیٹے منھ پڑا ہوگا کسی جانب بیابان مین

حسینو نکی محبت چاہیئے قلب مسلمان مین
خدا تعریف فرماتا ہی جو شر دیو نکی قرآن مین

دم تحریر جو افشان اُس نے چھڑکی اپنی زلفون مین
نظر آنے لگے جگنو ہی جگنو سنبلستان مین

مین دیوانہ ہون گو محبوس لیکن عیش کرتا ہون
پری سوتی ہی میرے ساتھ اگر شبکو زندان مین

نہین بکھتا شیر اپنا تو کوئی سب پہ ظاہر ہی
مجھے کیا دخل ہی ایدوست تیرے راز پنہان مین

شرر افشانی آہ گدا نے بوریا پھونکا
لگا دی شیخ کے نالون نے آگ آخر شبستان مین

وہی بیڑا مرا کر دیگا پار اک آن مین جس نے
تباہی سے بچایا نوح کی کشتی کو طوفان مین

بجا کہتے ہین شاہی سلیمان اے پری تجھکو
وہ سب تیرے توابع ہین جو تھے حکم سلیمان مین

سُنا کرتا ہی ٹھوکر مار کر زنجیر کے نالے
تبنگ آتا ہی تنہائی سے جب دیوانہ زندان مین

یقین ہی وصل کی شب جسدن ہوگا بیگمان اپنا
برہنہ تیغ کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

سر ہر خار مین ہی جسکے عالم نوک نشتر کا
قضا لائی ہی مجھکو پا برہنہ اس بیابان مین

ہوا کیطرح اُڑ کر جاؤنگا مین ہون وہ دیوانہ
پری پیکر مرا ہوگا اگر قصر سلیمان مین

خداوندا بحق نوحؑ اب تو ناخدائی کر
محیط بیکران ہی اور مری کشتی ہی طوفان مین

برابر قدر ہی اس عہد مین ادنیٰ و اعلیٰ کی
خزف کے مول یاقوت اب بکتے ہین بدخشان مین

فلک کردے کوئی معشوق گر با گرم ہم بستر
گر دسمین بھی کسی شب گرم پہلو کو زمستان مین

سبب او وحشت دل تو نے کس وادی مین پھینکا ہی
رگڑ کر ایڑیان مرجائے خضر ایسے بیابان مین

نہین بازار الفت مین کہین جنس وفاداری
متاع حسن ارزان ہی یہان ہر ایک دکان مین

نہ بندے کو غرض صاحب سے صاحب کو نہ بندے سے
مزا پھر کیا رہا جب فرق آیا عہد و پیمان مین

جو خواہان آبرو کا ہی تو کر افتادگی شیوہ
نہین ممکن گہر بنجائے قطرہ ابر نیسان مین

وہ میکش ہون اگر بارش مین میخانے نہین جاتا
بطے میں تیر کر آتی ہی مجھ تک آب باران مین

وفور نشۂ عرفان سے ہر اک مست بیخود تھا
یہ کیفیت اُٹھائی رند مین نے بزم مستان مین

قفس سے کم نہین ہی روح کو تن ہجر جانا نین
یہ یوسف دیکھیے کبتک رہے محبوس زندانین

برہمن برہمن سمجھے مسلمان اہل ایمان مین
بسر کر اس طرح سے زندگی گبر و مسلمان مین

گدائے حسن کو للہ اک بوسہ چھپا کر دو
سخی گو اجر ہوتا ہی زیادہ خیر نہپان مین

ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
جلے قمری کا خون روغن کی جا سرو چراغان مین

دہی دکھلائیگا مجھکو بھی صورت میرے یوسف کی
دو بارہ جس نے بخشا نور چشم پیر کنعان مین

بظاہر گو ہون دیوانہ پر اتنا ہوش ہے مجھکو
رفو کرتا ہون لیکر تار دامن کا گریبانین

گنا جاتا ہون مین بھی آسمان کے میہمانو مین
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہی اسکے خوان الوانین

سناتی ہی صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس مین قید ہی بلبل مین دیوانہ ہون زندانین

تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
نہین کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفانین

برہنہ دیکھکر عاشق مین جان تازہ آتی ہے
سراپا روح کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

کبھی خوف خزان ہی اور کبھی صیاد کا کھٹکا
بناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان مین

مین سمجھا شہسوار آتا ہی میرا ترک تازی کو
بگولا جب کوئی مجھکو نظر آیا بیابان مین

مہیا کو بکو سامان ہے اب میری وحشت کا
نظر آتا ہی جو لڑکا بھرے ہی سنگ دامنین

گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتونکے مدفن پر
صدائے جند اقاتل سنی گنج شہیدان مین

تو قادر ہی تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہی
زمرد کے اگر پتے ہون پیدا شاخ مرجان مین

نہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہی تو ناجی ہی
سفینہ آل احمد کا نہین آنے کا طوفانین

مجھے گو بے سرانجامی نے بھیجا پہلی منزل پر
رہا ہر ایک ہمراہی مرا مرنیکے سامان مین

ستم کرتے ہین اہل ظلم غیرون کی حمایت پر
پرون سے تیر کی ہی طاقت پرواز پیکانین

کنارہ کش ہین جو بحر جہان سے بے خطر ہین وہ
نہین درویش کی کشتی کو خوف غرق طوفانین

مطیع اپنا ہوا فضل خدا سے نفس امارہ
پھنسا یہ دیو آخر آکے قابوئے سلیمان مین

مین وہ دیوانہ ہون بھاگے پڑھا جن دیکھکر مجھکو
مرے آگے فتیلہ کب جلا دست پریخوانین

سجاوٹ اور بناوٹ جو بتان ہند مین دیکھی
یہ جامہ زیبیان کاہے کو ہونگی حور و غلمانین

کرم سے تیرے سیر عالم آب ابر مین دیکھون
روان کر جلد ساقی کشتی مے آب باران مین

یتیمان جہان کیواسطے قبرین دہن وا ہین
صدف منہ کھولتی ہین جسطرح سے ابر نیسانین

طبیعت سے نہ جا رند جوہر جوہر ذاتی
ستال شیر خلقی ہے حرارت مردمیدانین

صفحۂ ہستی پہ مجھ دلگیر کی حاجت نہین
اس مرقع مین مرے تصویر کی حاجت نہین

خاکساری کا بھی جوہر کیمیا سے کم نہین
نفس گشتہ ہو تو کچھ اکسیر کی حاجت نہین

قتل کو کافی ہی میرے جنبش ابرو تری
یہ کمان وہ ہی جسے کچھ تیر کی حاجت نہین

او مصور کھینچتا کیا ہی تو اُس بت کی شبیہ
آپ وہ تصویر ہی تصویر کی حاجت نہین

کہیو اے قاصد زبانی کیا کہون مین حال زار
سب تجھے معلوم ہی تحریر کی حاجت نہین

کشتۂ مژگان پہ ابرو کے اشارے ہین عبث
کام اگر ہو تیر سے شمشیر کی حاجت نہین

فقر کی دولت غنی کر دیتی ہی انسان کو
جسکو یہ منصب ملا جاگیر کی حاجت نہین

بزم ہستی سے جو باہر ہین رہی ہین بے گزند
شمع کو تصویر کی گلگیر کی حاجت نہین

بے سرانجامی فقیرون کے لیے ہے قفل در
اپنے دروازے کو کچھ زنجیر کی حاجت نہین

کام آخر ہی مریض درد ہجران کا مسیح
چھوڑ دے تقدیر پہ تدبیر کی حاجت نہین

جو کہ لکھا خوب لکھا کاتب تقدیر نے
اس نوشتے مین کہین تحریر کی حاجت نہین

قتل اگر مجھکو کیا ہی دفن کا تو حکم دے
بیگنہ کی لاش کو تشہیر کی حاجت نہین

میری وحشت کا وہی عالم ہی اب تک دیری
کون کہتا ہی کہ اب زنجیر کی حاجت نہین

کاٹتے ہین آپ آہو آن کر اپنے گلے
او شکار افگن تجھے نخچیر کی حاجت نہین

کون ایسا ہی نہین جو عشق کا تقصیر وار
جرم اگر یہ ہی تو کچھ تعزیر کی حاجت نہین

کیمیا سے جانتا ہون خوب خاک کوئے دوست
مین ہون مستغنی مجھے اکسیر کی حاجت نہین

کیا کہون اے رند صدمہ ہی جو ہجر یار مین
حال دل ظاہر ہی کچھ تقریر کی حاجت نہین

سرکشی عشق کی درگاہ مین منظور نہین
یان سلیمان کے لیے مرتبۂ مور نہین

عہد مین اپنے خوشی رکھتی ہی عنقا کا خواص
دل غمگین مین بہت خاطر مسرور نہین

چاہے جس ذرے کو خورشید درخشان کر دے
میرے نزدیک ترے فیض سے کچھ دور نہین

آدمی جو تجھے بتلاتے ہین دیوانے ہین
مین پری تجھکو سمجھتا ہون اگر حور نہین

جو کسی روز کہا ہو جیے شب باش کبھی
ہنس کے فرمانے لگے اپنا یہ دستور نہین

غیر کا پاس کیا دور سرک کر بیٹھے
بندہ اپنا سرک جائے تو کچھ دور نہین

ہین عنایت سے تری شاہ و گدا مالا مال
پرورش کون ہی جس کی تجھے منظور نہین

طالب مرگ ہو خواہان ہو اگر راحت کا
گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہین

زخم دل کا مین بہر کیف اُٹھاؤن گا مزہ
ہی نمک پاس اگر مرہم کافور نہین

چھپکے گو خلق سے ہو مرتکب فسق و فجور
عالم الغیب سے حالت تری مستور نہین

عشق کے آتے ہی دُنیا سے سدھارے دونون
صبر مرحوم نہین طاقت مغفور نہین

چشم بد دور سراپا ہی وہ اک عالم نور
جلوۂ حق ہی جمال بُت مغرور نہین

چشم عاشق کیطرح بہتا ہی ہر زخم جگر
کونسا داغ ہی سینے کا جو ناسور نہین

صفت ذات اُسیکی ہی فقط کبر و غرور
کون کہتا ہی مرے یار کو مغرور نہین

جلوۂ دوست تو موجود ہی ہر شے مین رند
آپ اندھا ہی تو آنکھون مین تری نور نہین

دلکو کس کس طرح بہلاتا نہین
پر تصور یار کا جاتا نہین

کیا کرون جی کو جو یار آتا نہین
دم اُلجھی کیون نکلجاتا نہین

مجھپہ مرتا ہون ترے سر کی قسم
یہ قسم جھوٹی کبھی کھاتا نہین

کچھ زبانی کہیو فرط شوق سے
خط تو اے قاصد لکھا جاتا نہین

مستعد مرنے پہ ہون پہر کیا کرون
بے اجل آئے موا جاتا نہین

سوز غم سے استخوان اخگر ہوئے
کبک کھاتا ہی ہما کھاتا نہین

وصل کی شب کیون نہ پھر عریان ہوا
تو تو کہتا ہے مین شرماتا نہین

جان کا دشمن ہوا ہے اسقدر
مجھکو پا کر وہ چھُری پاتا نہین

کیون تصور آپ کا آیا ہے یان
مین تو وان آتا نہین جاتا نہین

حوصلہ کہنے لگا ہے تنگیان
ضبط اب مجھ سے کیا جاتا نہین

ایک عالم حسن کا دیوانہ ہے
تنکے کس کس سے یہ چھوا تا نہین

تجکو آنا ہی تو آجلد اے اجل
جو چلا تیرا سے مجھے بھاتا نہین

مین نے مے پینے کی توبہ کی تو کی
کوئی ساقی بھی تو بلواتا نہین

حسرتین دل کی نکالون کسطرح
یار کو تنہا کبھی پاتا نہین

کوچہ ہی اُس حوروش کا یا بہشت
جو گیا وان پھر کے یان آتا نہین

کیا مزہ پایا ہی تو نے کیون دلا
عشقبازی سے تو باز آتا نہین

بھولتا ہی کب تصور یار کا — سانپ کب چھاتی پہ لہراتا نہین
مدعا کچھ جو سمجھا ہی وہ شوخ — شعر بھی اب مجھسے پڑھواتا نہین
ہجر کی شب کروٹین کیونکر نہ لون — کوئی پہلو دل کو چین آتا نہین
یہ پسند آئی ہی اُس کو سادگی — ماتھے پر افشان بھی چھوتا نہین
جانتا ہون دل سمجھنے کا نہین — اِسلیے نادان کو سمجھاتا نہین
کیا سمجھکر مجھسے فرماتے ہین آپ — میرے گھر مین کیون تو اب آتا نہین
واسطہ کیا ہی کیا جب ترک عشق — تجھسے کچھ رشتہ نہین ناتا نہین

جان جائے عشق مین یا نام و ننگ
رنؔد ان باتون سے گھبراتا نہین

یہ بھی الف سے قد کے تمھارے اسیر ہین — آزاد کھینچتے جو جبین پر لکیر ہین
نے بادشاہ وقت ہین نے ہم وزیر ہین — درویش ہین غلام جناب امیر ہین
شاکی زبان درازی سے برنا و پیر ہین — اتنے سے سن مین آپ بھی کتنے شریر ہین
چھوٹے بڑے خدنگ مژہ بے نظیر ہین — ابروے ترک سب یہ ایک ہی ترکش کے تیر ہین
درویشی مین بھی زینت دنیا ہی اپنے ہاتھ — اُتو کی جا بدن پہ نقوش حصیر ہین
آغاز ہی سے جانتے ہین اپنی انتہا — اوّل سے ہی یقین کہ اکدن اخیر ہین
بار وقار اُٹھنے نہین دیتا خاک سے — خود ہین سبک گدا کو جو سمجھے حقیر ہین
تنہا ہین کس کے ساتھ کرون نغمہ سنجیان — مین باغ مین قفس مین مرے ہمصفیر ہین
عاشق کی اور فقیر کی صورت سوال ہے — مطلب سمجھ لین آپ تو روشن ضمیر ہین
دو چار دن سے خوان فلک پر ہون میہمان — دعوت مری دو گردۂ نان شیر ہین
دونون جہان کی جو لے سلطنت نہ لین — مستغنی ہین جو یار کے در کے فقیر ہین
جیسے ہوئے ہین ایک جوانمرد کے مرید — او چرخ پیر تیرے فلک کے بھی پیر ہین
تھوڑا کرم بھی ہو تو سمجھتے ہین ہم زیاد — لطف قلیل بھی ترے ہم کو کثیر ہین
آتی ہی بوئے عطر حسینونکے جسم سے — صندل کے اور گلاب کے انکے خمیر ہین
ملتا ہی بے طلب وہ جو سائل کی ہو ہوس — حقا کہ آپ عالم ما فی الضمیر ہین
گلشن بغیر یار ہی کنج قفس سے تنگ — ہم تو بڑے عذاب مین اے ہمصفیر ہین

سودائیون سے عشق مین کرتے ہین شورے — جیسے ہین آپ ویسے ہمارے مشیر ہین
کتنا ہی سرو غیرت شمشاد سے مرے — آزاد ہین وہی جو تمہارے اسیر ہین
سیلی تمہارے پیٹ کی دیکھی ہی جیسی جان — اُسدن سے اُس لکیر کے اوپر فقیر ہین
رکھتے نہین شریک وہ ذات وصفات کا — واللہ بے مثال ہین وہ بے نظیر ہین
ہر طرح خاکسار ہین رحمت کے مستحق — ہم کشت خشک ہین جو وہ ابر مطیر ہین
نام خدا جمال ہی اُن کا کمال پر — چودہ برس کا سن ہی وہ بدر منیر ہین
یکسان ہی مرتبہ بیان اکسیر و خاک کا — ہمت تو بادشاہ کی ہی گو فقیر ہین

صحبت برا ئی ہو کہ نہ ہو رند دیکھیے
ہم پیر ہو چکے ہین وہ طفل شریر ہین

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین — پر ہم اُنکے ہین وہ ہمارے ہین
اُڑتے ہر آہ مین شرارے ہین — چھوٹتے گنج کے ستارے ہین
جیتے جی چھوڑتے ہین کب یہ قدم — اب تو ہم تم سے قول ہارے ہین
تو ہی مہر سپہر حسن و جمال — اور سب ماہ و ستارے ہین
اختیار آپکو ہی حضرت عشق — سب کرشمے غرض تمہارے ہین
ہجر کی شب گزند دیتے ہین — نیش عقرب ہین جتنے تارے ہین
جگر و دل جلا کے خاک کیے — تپ ہجران کے کیا حرارے ہین
بحر غم مین اک آشنا کے لیے — مین نے کیا ہاتھ پاؤن مارے ہین
چھوڑ اُو حسرت ہم آغوشی — لگ گئے گور کے کنارے ہین
باتین کرتے ہین جیسے بیگانہ — نام کو آشنا ہمارے ہین
چھپ کے گھر کس کے جاؤ گے مشفق — کیون چھڑے پاؤنکے اُتارے ہین
ہم بھی کل دیکھ لینگے خانۂ گور — آج وہ اپنے گھر سدھارے ہین
اب الٰہی ہی سنگ دل کچھ کچھ — جب دیے خوب سے بچارے ہین
ہنستے کیا ہو غضب سے اُسکے ڈرو — اے بتو ہم خدا کے مارے ہین
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا — جھوٹے اقرار سب تمہارے ہین
قیس و فرہاد جب سے چھوڑ گئے — کوہ و صحرا مجھے اجارے ہین

مشورہ حق سے عشق بت مین بھی ہی　　استخارون پہ استخارے ہین
ہجر بت مین بھی جب ہوئے ہین تنگ　　اپنے اللہ کو پکارے ہین
ہر طرح حال دل جتاؤن گا　　سو کنائے ہین سو اشارے ہین
ہم ہین اور غم ہی داغ ہی دل ہی　　وہ ہی گلگشت ہی نظارے ہین

بسکہ بیساختہ ہین گیسوے یار
نہ بنائے ہین نہ سنوارے ہین

شمع تربت مری بجھاتے ہین　　روح کو بھی غرض جلاتے ہین
لالہ رویون پہ دل جلاتے ہین　　داغ بالائے داغ کھاتے ہین
پان اس شوخ کو کھلاتے ہین　　اپنا رنگ اسطرح جماتے ہین
نہین ہوتا وہ ہم بغل جس رات　　تکیے پہلو کے کاٹے کھاتے ہین
آمد آمد ہی کس کی گلشن مین　　گل جو پھولے نہین سماتے ہین
نہ رہے حوصلہ رقیبون کو　　آزمالین جو آزماتے ہین
خشک کیونکر نہ ہون کہ گھن کیطرح　　درد و غم مجکو کھائے جاتے ہین
زندگی مین بھی ہی فشار قبر　　میرے پہلو مجھے دباتے ہین
گرے شیشہ نہ دست ساقی سے　　مست ہی پاؤن لڑکھڑاتے ہین
چھلے دیتے ہین کہتے ہین گل کھا　　گرمیان کرتے ہین جلاتے ہین
یاد آتا ہی گشت کوچۂ یار　　جب طواف حرم کو جاتے ہین
پھوٹین یہ آنکھین خون ہو یہ دل　　مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہین
غل ہی زنجیر کا کہین شاید　　لڑکے دیوانون کو ستاتے ہین
جیب و دامن ملا جو وحشت مین　　چیتھڑے دھجیان اڑاتے ہین
شوق دیدار و حسرت گفتار　　کو بکو در بدر پھراتے ہین
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ　　تنکے چنتے ہین خاک اڑاتے ہین
آپ کو کھوتا ہون اُسے پاکر　　ہاتھ اور پاؤن بھول جاتے ہین
کرتے ہین زلف یار مین شانہ　　سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہین
دھو چکا ہون مین اپنی جان سے ہاتھ　　آستین وہ عبث چڑھاتے ہین

درد دل جب بیان کرتا ہون
دانت میری زبان دباتے ہین

جا نہ صحرائے عشق کے اے رند
سانپ بنکر مجھے ڈراتے ہین

ہی ہجوم درد و غم تشویش پر دل مین نہین
منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین

آتش افروز یکی او گردون ہوا دلین نہین
کچھ سوائے خاکساری آب اور گل مین نہین

چشم و ابرو گوش و بینی ہین نہ غنچہ سا دہن
مطلقاً تیری شباہت ماہ کامل مین نہین

مین بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال
جبتلک قاصر زبان شرح فضائل مین نہین

کیون نہ بھٹکین وادی الفت مین ہم غربت زدے
میل اور سنگ نشان کا نام منزل مین نہین

مارتا ہی جس کو کردیتا ہی کام اُس کا تمام
نیمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہین

ہجر کی شب مین نہ مونس ہی نہ ہمدم نہ رفیق
جز خدا کوئی شریک حال مشکل مین نہین

بے حجاب آتی ہی مجنون لیلی ناقہ نشین
دیکھ لے جی بھر کے یہ وہ آج محمل مین نہین

موج سے دست و گریبان ہوتے دریا مین ڈھونڈھ
گوہر مقصود تو دامان ساحل مین نہین

بعد مردن لاش اُس کوچے مین گر جا مری
آسمان اتنی زمین کیا کوئے قاتل مین نہین

اُسکو گردن مین پہنکر کب سگے میرے ملا
سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین

شکوۂ بعد مسافت اتنا سالک کیا ضرور
نابلد ہی راہ سے تو پھیر منزل مین نہین

مرد مومن ہون مرا ظاہر سے باطن صاف ہی
کینہ او بُت تیرے دلین ہی مرے دلمین نہین

ساربان ملتا نہین ہو آج مجنون کو جواب
لیلی گونگی ہوگئی یا کوئی محمل مین نہین

گل کے آگے کیون نہ فریادی ہون تیرے ظلم سے
کیا زبان صیاد منقار عنادل مین نہین

رو چکی پروانے کو رونا تھا جتنا کل کی رات
ایک آنسو آج چشم شمع محفل مین نہین

شکر اللہ جذب الفت نے کیا اُن کو مقر
وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل مین نہین

چین پیشانی تو البتہ ہی نقص اسکے سوا
کونسی خوبی ترے شکل و شمائل مین نہین

کس کے دروازے پہ جائے وہ کرے کس سے سوال
دربدر کی بھیک کی خو تیرے سائل مین نہین

طے نہین ہوتی کسی سے گفتگوئے حسن و عشق
ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل مین نہین

جو تصور مین نہ تھے وہ کر دیے سامان وصل
معجزہ کیونکر کہون عشق کامل مین نہین

رہ رہی ہر چند پر جب زور سے جھٹکا دیا
اب پری رو پھر یہ دیوانہ سلاسل مین نہین

کس کے آگے رند تنہا نغمہ پیرائی کرون
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان سارے ہین
کس نے جا جا کے وہان جوڑ نہین مارے ہین

مبتلا شی ترے افلاک کے سب تارے ہین
جو ثوابت تھے وہ اب چرخ یہ سیارے ہین

مضمحل ہجر مین اعضائے بدن سارے ہین
اے اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہین

ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچین گے
تھک گئے تھک گئے ہمت تو نہین ہارے ہین

اسکی بخشش نہین پابند عمل او واعظ
وہ کرے رحم تو اک بات پہ چھٹکارے ہین

جھونکے دیتی ہی پس از مرگ بھی بیتابی دل
تیرے کشتونکے جنازے نہین گہوارے ہین

آجتک میری مدارات مین کچھ فرق نہین
اب تلک حسن سلوک اسکے وہی سارے ہین

دم بدم قطع ہوا جاتا ہی کیون نخل حیات
آمد و شد یہ نفس کی ہی کہ دو آرے ہین

یہ جلن ہی یہ جلن ہی کہ پھکا جاتا ہون
جگر و دل ہین کہ پہلو مین دو انگارے ہین

ہین یہ از قند و نبات آپکی میٹھی باتین
لب شیرین نہین گویا کہ شکر پارے ہین

یاد ایام کہ رہتا تھا شب و روز وہ پاس
اب وہ اخلاص کہان دور کے نظارے ہین

کوئی بلبل بھی وفادار ہے ہمسا صیاد
چھری کھا کھا کے ترے باغ مین چہکارے ہین

سنکے بیٹھے ہوئے ہین فضل خدا سے اپنے
سر نہ اُٹھنے دیا دشمن کا وہ گھن مارے ہین

گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائین گے
آج اگرچہ تری دانست مین ناکارے ہین

دھار کی شکل ہی ہر ایک مژہ اشک فشان
جوشش گریہ سے آنکھین نہین فوارے ہین

وہ سنایا جو فرشتون نے سنا تھا نہ کبھی
عالم جذب مین مجذوب جو نکالے ہین

میرے جنگل مین اگر اُڑ کے ہما آیا ہے
جنھ نے آنکھین بدلکر اُسے پر مارے ہین

بات سے اپنی پھرین قول یہ مردونکا نہین
ہوسو ہو ہم تو اب اس بت سے سخن ہارے ہین

ہم کہان تم کہان پھر گل کہان گلزار کہان
مغتنم گلشن ایجاد کے نظارے ہین

دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سیل آخر
لہو تھوکے ہین جو ہم کھانس کے کھنکھارے ہین

اپنے ہچشمونسے ہم رہگئے کس وادی مین
قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہین

تابمنزل نہ پہونچنے کی ہی کیا وجہ اے خضر
پاؤن شل ہوگئے اپنے نہ سکت ہارے ہین

بھاگ نکلے ہین فرشتے بھی دبے پاؤن اے رند
یاعلی کہکے جو ہم گور سے للکارے ہین

خوبرو جتنے زمانے مین ہین سب عیار ہین — آشنا اپنی غرض کے ہین یہ کس کے یار ہین
اب تو در پردہ یہی اس شوخ کے اظہار ہین — آ نہین سکتے ہین ہم مجبور ہین لاچار ہین
آہی چکتے ہین نہ کرتے وصل کا انکار ہین — مدتین گذرین یہی وعدے یہی اقرار ہین
سبزۂ بیگانہ سان سبکی نظر مین خار ہین — خار سے بدتر ہین ہم گو رونق گلزار ہین
عالم نیرنگ مین خاطر پہ کس کے بار ہین — مست ہین مستو نہین ہشیار ونہین ہم ہشیار ہین
مردمان چشم دلبر کو شفا اللہ دے — کس طرح صحت ہو بدپرہیز یہ بیمار ہین
یا صنم دلمین ہے لب پر یا صمد بھر رہا — کفر اس ایمان سے بہتر جیسے اب دیندار ہین
سبزۂ خط نے نہین ابتک کیا نشو و نما — عارض رنگین ترے اے گل گل بے خار ہین
ہاتھ اُلجھتے ہین گریبان سے نہ پا زنجیر سے — اے جنون مدت سے میرے دست و پا بیکار ہین
پاس رُسوائی ہی تمکو ضبط یان ممکن نہین — تم اگر مجبور ہو مشفق تو ہم ناچار ہین
جسطرف کو دیکھیے موجود ہین یوسف لقا — ہند کے کوچے نہین ہین مصر کے بازار ہین
کردیا رشک گلستان جسم کو کھا کھا کے گل — اپنے داغونکی بدولت آپ ہم گلزار ہین
آتے ہی کرتے ہو جانیکا ارادہ وجہ کیا — سوچیے تو کیا ہمارے آپکے اقرار ہین
رنگ شاخ بارور جھکتا ہی ہر دم جھوکسے — کان کے پتے نہال قد پہ اُسکے بار ہین
کشتی صہبائے گلگونکا ہی ساقی ناخدا — فصل گل مین میکشونکے آج بیڑے پار ہین
ہنستے ہنستے مر گیا جس نے نظر کی سوئے بام — یار کے کھوٹے نہین ہین قہقہہ دیوار ہین
پاؤن نہین ہی طاقت رفتار تا اثنائے راہ — ہو بچے جب جا کر گلی مین اُسکے پھر دیوار ہین
دوسرا ہمسا کوئی مردود کفر و دین ہے — قابل تسبیح ہین نے لائق زنار ہین
اک زمانے سے نرالی ہی تمہاری بول چال — والۂ گفتار ہین دارفتۂ رفتار ہین
شوق جب ہے یار کو پھولونکے گہنے کا ہوا — موتیونکے ہار کے مولون گلون کے ہار ہین
قبر مین بھی جاؤنگا تو ساتھ جائینگے مرے — حسرت و اندوہ حرمان میرے یار غار ہین
خود بخود ہین جدا اسمین دخل مشاط نہین — موئے گیسوئے بتان بیساختہ خمدار ہین
یون نہین سہنے کا بدلیگا جہان کا انتظام — کل وہی مجبور ہونگے آج جو مختار ہین
نذر تیرے کر چکا ہون مین گریبان اب کہان — یادگار موسم گل اے جنون کچھ تار ہین
دوستانہ گفتگو بھی اسکی بے پہلو نہین — ضمن مین اقرار کے سو طرح کے انکار ہین

مختلط ہوا اُن سے جنکے نام سے تھا ننگ و عار
آگے نامحرم تھے جو اب محرم اسرار ہین

ہر رگ و پے سُست ہی رُعب جمال یار سے
صورت مفلوج میرے دست و پا بیکار ہین

کیا ہماری اصل اور بنیاد استحکام کیا
ایکدن ڈھے جائینگے آخر گلی دیوار ہین

اب نہ آنیکی تمھالے وجہ سمجھے مہربان
اسلیے پرہیز کرتے ہو کہ ہم بیمار ہین

کونسی صورت ہماری زیست کی بتلاؤ رند
ایک جان ناتوان، ہی سیکڑون آزار ہین

ہون سرفروش جان کا خوف و خطر نہین
اُن قدمونکی قسم مجھے پرواے سر نہین

اب آپکی وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین
ثابت ہوا کہ چشم عنایت ادھر نہین

کوئی دوا فراق مین کرتی اثر نہین
گر دردسر یہی ہی تو اک روز سر نہین

خودرفتہ ہو نہین آپ مین پیغام بر نہین
کس کی خبر سنون مجھے اپنی خبر نہین

بے اعتنائیان ہین عبث کہدو صاف صاف
مشفق نگاہ لطف جو مدنظر نہین

پہونچائے کون اُسکو خبر میرے حال کی
ہمدم نہین شفیق نہین نامہ بر نہین

شاید گیا کسی رُخ انور سے سامنا
ٹیکا کلنک کا ہی یہ داغ قمر نہین

آنسو لہو کے روتے ہین ہم اپکی پھاگ ہین
بچکاریان ہین رنگ کی مژگان تر نہین

عاشق انھین یہ کہتے ہین کیا جانین جوہری
دندان دلب ہین یار کے لعل و گہر نہین

وہ بُت فروغ حسُن سے پتلا ہی نور کا
دیکھنے نگاہ بھر کے یہ تاب بشر نہین

سودائے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہی
بے سر کے کاٹے جائے یہ وہ دردسر نہین

پہچانتا ہون خوب نہ کر جعلسازیان
یہ خط تو میرے یار کا اے نامہ بر نہین

صبح شب وصال ہی یا روز حشر ہے
پھکتا ہی صور نالۂ مرغ سحر نہین

کیا جلوہ ماہتاب کا مہتابیون پہ ہی
یادش بخیر آج وہ رشک قمر نہین

جب سے کیا ہی عالم تجرید اختیار
حور و پری کا بھی مرے گھر مین گذر نہین

دن رات ایک حال ہی تغیر حسُن کا
رخسار یار کے ہین یہ شمس و قمر نہین

حیرت کا ہی مقام مرقع جہان کا
اس بزم مین کسی کو کسی کی خبر نہین

صدمہ اُٹھائے عشق کا کیا حوصلہ کرے
وہ دل نہین رہا مرا اب وہ جگر نہین

وابستہ زندگی ہی مرے اُسکے عشق سے
ہی رشتۂ حیات تمھاری کمر نہین

آنکھون کی روشنی بھی گئی ساتھ یار کے
کچھ سوجھتا نہین جو وہ پیش نظر نہین

موجود دونون ہین پہ نزاکت سے ہی نہان
کہتا ہی کون اسکے دہان و کمر نہین

تاریک و تار میری نظر مین جہان ہے
اندھیر ہی جو پاس وہ رشک قمر نہین

ایام التیام پذیری کے جا چکے
ناسور اب تو ہوگیا داغ جگر نہین

دانستہ عارفانہ تجاہل ہے یار کو
کیونکر کہون کہ حال کی میرے خبر نہین

تشبیہ کیا ہین دون قد بالائے یار سے
کوئے نہین ہین سرو کے ویسی کمر نہین

صورت سے یار کی ہی مجھے عشق بے غرض
واللہ پاکباز ہون مین بد نظر نہین

کھویا گیا ہون وادی اُلفت مین کب سے رند
برسون گذر گئے مجھے اپنی خبر نہین

گلے لگائین بلائین لین تم کو پیار کرین
جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

یہ ہاتھ کیسے ہین بیکار کچھ تو کار کرین
بہار آئی گریبان تار تار کرین

کہان سے لائین اب اسکو جو ہمکنار کرین
تسلی کیا تری او جان بیقرار کرین

وہ ربط تم سے بڑھائین وہ تمکو پیار کرین
ہزار طرح کے جو جبر اختیار کرین

گرائے سیل عناصر کی چار دیواری
خراب خانہ تن چشم اشکبار کرین

تمہارے در سے نہ مایوس جائین حاجتمند
قبول ہووے جو توبہ گناہگار کرین

کفن بھی ہوگیا میلا دھرے دھرے ایموت
تمام عمر ہوئی کب تک انتظار کرین

برنگ غنچہ زبان ہی دہانین زیر زبان
تمھارے قول کا کیا خاک اعتبار کرین

گدا ترے در دولت کے ہین یہ مستغنی
جو سلطنت بھی ملے تو نہ اختیار کرین

غرور حسن سے ہرگز سنے گا ایک نہ گل
چمن مین نالے اگر بلبلین ہزار کرین

ق سنائے رکھتا ہون سب کو مری وصیت ہی
کہ تا اسی پہ عمل میرے غمگسار کرین

چراغ زیست جب اس ننگ دودمان کا ہو گل
عزیز نہ شمع نہ روشن سر مزار کرین

ترے سوا ہی کریم اور رحیم کسکی ذات
نجات کس سے طلب ہم گناہگار کرین

بجائے سرمہ لگائین غبار کوچۂ یار
یہی علاج ترا چشم اشکبار کرین

ستم شعار جفا پیشہ بے مروت ہے
سراہیے جگر اُنکے جو تجکو پیار کرین

بڑھا کے لکھین نہ شاعر حدیث زلف رسا
ہوا ہے طول مناسب ہی اختصار کرین

در کریم سے آتی ہے متصل یہ صدا
وہ کیون نہ پائے جسے ہم امیدوار کرین

یہ بت اٹھائین جو قرآن بھی کہے مین آ رند
خدا سے ہم تو ہون منکر جو اعتبار کرین

ہو گیا ہی حسن کا پھر تیز بازاران دلون
ٹوٹے ہی پڑتے ہین یوسف پر خریداران دنون

سرمہ ہوتا ہی نگاہ یار پر باران دنون
ناتوان سی ناتوان ہی چشم بیماران دنون

سبزۂ نوخیز لب ہی روئے رنگین سے بھی خوب
دلربا تر ہو گئے ہین گل سے بھی خاران دنون

پھر تپ فرقت نے کر دی ہی مری حالت ردی
پیٹنے رونے لگے پھر میرے غمخواران دنون

ادبری ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہین سر
زلزلے مین رہتی ہی زندانکی دیواران دنون

ڈھونڈھتی ہین آنکھین پھر نظارۂ روئے نگار
لیچلا ہی کھینچکر پھر شوق دیداران دنون

دیکھیے کسکو پھنسائین پیچ مین لائین کسے
اینٹھے ہین پھر بہت گیسوے خمداران دنون

صورت ناقوس دم بھرتا ہون اک کافر کا مین
ہی رگ جان سے زیادہ مجکو زناران دنون

خیر تو ہی کیون نظر آتے ہو مرجھائے ہوئے
صورت برگ خزان ہین گل سے رخساران دنون

پھر گیا ہی راہ سے آکر عیادت کو مسیح
اُلٹے دم سب لے رہے ہین اسکے بیماران دنون

روئے رنگین قد موزون کا ترے شہرہ ہوا
گل سے بلبل سرو سے قمری ہی بیزاران دنون

دیکھ آئے کس کے انداز خرام ناز کو
کبک طاؤس اپنی کیون بھولے ہین رفتاران دنون

عالم رویا مین شب کو یار دکھلاتا ہے شکل
خواب مین لاتے ہین اسکو بخت بیداران دنون

پڑ گیا ہی پیچ ہم پر حال دل کس سے کہین
ہین کسی کاکل کے پھندے مین گرفتاران دنون

یار اندھیری مین نکل آتا ہی چھپکر میرے پاس
چاندنی راتون سے بہتر ہی شب تاران دنون

کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیارون کو رند
بید کی لکڑی سے ہی بیقدر تلواران دنون

کیسی ہی حسرت دید رخ جانان مجکو
دیکھ لینے دے ذرا دیدۂ حیران مجکو

تنگ زندان سے ہی یہ صحن گلستان مجکو
لے نکل وحشت دل سوئے بیابان مجکو

دھجیان کرکے اُڑا دے اسے او دست جنون
تنگ پھانسی سے بھی کرتا ہی گریبان مجکو

دیکھے جب لعل و گہر مار کے ڈاڑھین رویا
آگئے یاد تمھارے لب و دندان مجکو

یاد فرمایا ہی اس حور نے دعوت کی ہے
صاحب خانہ نے بلوایا ہی مہمان مجکو

میری حیرت پہ حسینون کو ہوا ہے سکتہ
دنگ ہین آئینہ رو دیکھکے حیران مجکو

فرقت یار گلا گھونٹ رہی ہے میرا
تنگ ہون وق نہ کر اب شب ہجران مجکو

دیا قسام ازل نے جسے جو زیبا تھا
لب خندان اُسے اور دیدۂ گریان مجکو

نالشی ہونگا مین دیوانہ جو موقع پایا
اک پریزاد جلاتی ہے سلیمان مجکو

باب پنجم پہ عمل ہی مرا عاشق تن ہون
یاد ہین سارے حکایات گلستان مجکو

حسرت بوسہ مین بیمار ہوا ہون جب سے
دے تو عناب لب و سیب زنخدان مجکو

آب و دانہ نے کیا بند قفس مین لاکر
چھوڑا حسرت پرواز گلستان مجکو

واہ ری شان کریمی مجھے بخشا رب نے
اپنے اعمال سے دیکھا جو پشیمان مجکو

شربت وصل تو اغیار کا حصہ ٹھہرا
زہر دو گھونٹ کے تھوڑا سا مری جان مجکو

سرفروشی مین ہون شیوہ مرا جانبازی ہے
تپ چڑھے دیکھے اگر شیر نیستان مجکو

تھا یقین شام سے تڑپائیگی بسمل کی طرح
چین سے سونے نہ دیگی شب ہجران مجکو

وصل ممکن نہین امسال اگر آتش خو کا
پھُک رہا ہون نہ جلا فصل زمستان مجکو

اے جنون آبلۂ پا مرے کھجلاتے ہین
ابکی دکھلا کوئی پر خار بیابان مجکو

دور ساغر یونہین رہنے دے ابھی تو چندے
چین کر لینے دے اے گردش دوران مجکو

غیر کو دخل نہین سوئے مخطط مین ترے
بھیجا اللہ نے مخصوص یہ قرآن مجکو

گل کھلائے ہین محبت نے ذرا سیر کو آ
کیا داغون نے سراپا چمنستان مجکو

دو دو دن تک مرا دم اُکھڑا ہوا رہتا ہے
کیا مرض ہو گیا اے عیسے دوران مجکو

تادم مرگ وہ صدمے نہ کبھی بھولونگا
یاد ہین تیرے حرارے تپ ہجران مجکو

چاندنی کار نمک کرتی ہی زخم دل پر
زندگی تلخ ہی تجھ بن مہ تابان مجکو

یاس ہو زیست سے اے موت اٹھائے آکر
اُٹھ گیا چھوڑ کے وہ عیسے دوران مجکو

پھنس چکا ہون نہ چھٹونگا مین زیادہ نہ لپیٹ
پیچ پر پیچ نہ دے گیسوئے پیچان مجکو

لکھ دیا عشق و محبت کا علاقہ ترے نام
آج پہونچا ہے شہ حسن کا فرمان مجکو

زندگی ہوگی تو بچ جاؤنگا اس آفت سے
اب تو لپٹی ہی بلائے شب ہجران مجکو

گر گیا برف مین کیونکر نفس سرد بھر دن
پھونکدے پھونکدے او نالۂ سوزان مجکو

شرمگین چشم کی اُلفت نے کیا ناطقہ بند
دین نہ تکلیف سخن رند سخندان مجکو

(ردیف و)

نمود خط ہوا حسن و جمال لینے کو
یہ چور گھات مین تھا کب سے مال لینے کو

ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست
چلین فرشتۂ صاحب جمال لینے کو

ضرور چاہیے مستون مین اک نہ اک ہشیار
وگرنہ کون ہی ساقی سنبھال لینے کو

تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن مین
خدا نے آنکھین ہین کن دین دیکھ بھال لینے کو

عبث نہ تیز کر او ترک خنجر و شمشیر
نگاہ بس ہی کلیجہ نکال لینے کو

کھلا یہ غمکدۂ دہر مین پہونچکر حال
عدم سے آئے ہین رنج و ملال لینے کو

پناہ مانگ ولا آہ دردمندان سے
نجات کی سہل کسی کے وبال لینے کو

سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے طے
مین آپ جاؤن جواب سوال لینے کو

یوہین نہ ٹالیے آیا ہی دور سے مشتاق
بلائین آپ کی یہ خستہ حال لینے کو

شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے
ہمارا خواب تمھارا خیال لینے کو

لگا یہ داغ تجھے کسب نور مہر سے ماہ
کہ ننگ جانتے ہین باکمال لینے کو

کھلے گی قیمت حسن اس گھڑی سن اے یوسف
جب آئیگی تجھے اک پیر زال لینے کو

ملا ہی آہ کا اے دل بہانۂ معقول
بخار سینۂ سوزان نکال لینے کو

شب فراق کے صدمون سے یار مر مر کے
جیا ہون لذت روز وصال لینے کو

مثال تاجر کم مایہ مین بھی اک دل پر
چلا ہون یار عدیم المثال لینے کو

قضا جب آئی تو سمجھا جبیر قدرت نے
بلایا جائزہ ہی خط و خال لینے کو

ضرور قیمت دل اب ملے گی خاطر خواہ
مجھے ملے ہوئے ہین کئی خوشجمال لینے کو

بجا ہی سرو در باغ تک چلا آئے
برنگ بو تجھے او نونہال لینے کو

پس از فنا نہ پھر دن چاک کی طرح اے چرخ
نہ آئے گور پہ مٹی کلال لینے کو

خفا نہ ہو در دولت پہ دیکھکر اے دوست
فقیر یان نہین آتا ہی مال لینے کو

گدائے حسن ہون پھیری کو آنکلتا ہون
مین ایک بوسہ بس از ماہ و سال لینے کو

متاع دل کوئی کیونکر بچائے ان سے رند
بلا ہین زلف و رخ و خط و خال لینے کو

تسلی ہو وے کوئی دم تو جان مضطر کو
خدا کیواسطے مرتا ہون آ گھڑی بھر کو

مجھا ہے سارے حسینون مین کس ستمگر کو
بھڑا ہی جاکے کہان کیا کہون مقدر کو

ٹپک رہی ہی مرے دم تلک یہ خونریزی — حلال کرکے مجھے پھیک دو گے خنجر کو
مزا پڑا ہی قناعت کا عہد طفلی سے — مین سیر ہو کے نہ پیتا تھا شیر مادر کو
ہوا سما گئی خود کو ہما سمجھتا ہے — گلی مین جاکے تری اڑ دن لگے کبوتر کو
رچا رہا ہی جو یون بیخودانہ مستی مین — بنایا ساقی نے کیا جلترنگ ساغر کو
کچھ آجکل سے تساہل نہین طبیعت مین — قدیم خو ہی تغافل کی میرے دلبر کو
حسین بنا تمھارا جو یاد آیا ہے — تمام رات مین پیٹا ہون سینہ و سر کو
پڑے رہین گے گلی مین لپیٹے منہ پہ خاک — تمھارے واسطے برباد کر چکے گھر کو
خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیگا وہ بُت بھی — دکھاؤنگا مین مسلمان کرکے کافر کو
دہن کیواسطے ظلمات خط مین دل ہی تباہ — تلاش چشمۂ حیوان کی ہے سکندر کو
پس از فنا جو یہی شورشین جنون کی رہین — تو اُٹھ کے پھوڑون مین سنگ مزار سے سر کو
بھری محبت گیسوئے یار صانع نے — بجائے مغز یہ سودا دیا میرے سر کو
قضا لے آئی ہی اہل قبور مجھکو بھی — جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا ذرا سرکو
ہوئے سب آج گنہگار عشق زندان مین — سُنا ہی مین نے ستمگر نے چن دیا در کو
غرور حسن ہوا ہر حسین خود بین کو — بنایا آئینہ کیون کیا کہون سکندر کو
کسی کے ساتھ کی میخواریان جو یاد آئین — رہا نہ آپ مین منہ سے لگا کے ساغر کو
ڈراتے ہو کسے مرنے سے کون ڈرتا ہی — مین آپ پھیک دون کہیے تو کاٹ کر سر کو
جواب دونگا صنم سے سوال کا اپنے — خدا کے حکم سے گویا کر دون گا پتھر کو

سنبھالو آپ کو اے رند ترک عشق کرو
کہان کا روگ لگایا ہے جان مضطر کو

ضبط نالے کو کرون ہر دم کہ رد کون آہ کو — مجھسے اب بنتی نہین کبتک چھپاؤن چاہ کو
دشمن جانی بنایا اس بت دلخواہ کو — شکر ہی بہتر ہی یون منظور تھا اللہ کو
کوچۂ الفت بھی ایدل ہی کوئی طرفہ مقام — یان تکلف کچھ نہین رہتا گدا سے شاہ کو
ماجرائے عشق بت ناگفتنی ہے کفر ہے — حق کہونگا تو بری لگجائے گی اللہ کو
آبپاشی کرتی ہین پریان گذرتے ہو جدھر — جھاڑتی ہین حور بالون سے تمھاری راہ کو
چودھوین شب ہی اسے بھی داغ دو بالائے داغ — چاند سا مکھڑا دکھا دو آج اپنا ماہ کو

ضبط ہی بہتر ہی جبتک یار سے ہووے وصال
جمعہ کے دن بیشتر اطفال سے جاتے ہین وہ
لوٹتی ہی چاندنی اُجلا بچھونا دیکھکر
ناتوانی کے سبب لب تک پہونچنا ہی محال
تھا مقدم عشق بت اسلام پر طفلی مین بھی
کیجیے اب درگذر جو کچھ ہوا ملجا ئیے
کفر و ایمان کی حقیقت سالکون پر کھلگئی
جان لو چنری کو کیون آتے نہین اس راہ سے
خوبیون سے حسن کی آگاہ کرتا ہی اُسے
کھو دیا نور بصارت انتظار یار نے
خود سراپا نور ہو زیبا ہی بالون مین اگر
پھر بلا ہوتی ہی نازل پھر وہی اندھیر ہے
رہبری شوق شہادت اپنی کرتا ہے اگر

جان دیدون کھینچکر کیا نالۂ جانکاہ کو
وعدہ گہ سمجھا ہی مشتاقون نے بازیگاہ کو
رشک ہوتا ہی ترے کوٹھے پر آکر ماہ کو
کھینچکر سینے سے کیا تکلیف دون مین آہ کو
یا صنم کہکر پڑھا مکتب مین بسم اللہ کو
لطف کیا ہی طول دنیا قصۂ کوتاہ کو
منزلین مین ایک دونون دیکھ آئے راہ کو
کربلا سے پھر کے آخر جاتے ہو درگاہ کو
آئینہ کرتا ہی گمراہ اُس بت گمراہ کو
ہی غبار آنکھونپہ چھایا یہ تکا ہی راہ کو
چاند سورج کے بدل لٹکا و مہر و ماہ کو
پھر بڑھایا چاہتے ہین گیسو کوتاہ کو
سر بکف باندھے کفن چلتے ہین قربانگاہ کو

جو تجھے چاہے سزا دے رند وہ مختار ہی
عذر مولا سے نہین کچھ بندۂ درگاہ کو

یار آیا ہی احوال دل زار دکھاؤ
آجاؤ بس اب راہ نہ اے یار دکھاؤ
عالم ہی سو ہی ہجر مین یان جوش جنون کا
فرواے قیامت کا نہ اقرار کرو جان
عاشق ہین بہت ایک تمہی چنگر کوئی مجبا
عالم نظر آجائے بہار اور خزان کا
تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو
ہر دم متقاضی ہی یہی حسرت دیدار
فرماتے ہو عاشق ہین مرے تجھسے ہزارون
عشق ابرو و مژگان کا تو ساتھ ہی دم کے

عیسے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ
صحرا مجھے دکھلاؤ کہ گلزار دکھاؤ
تو حشر سہی آج ہی دیدار دکھاؤ
پتے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ
ہم زرد ہون تم پھول سے رخسار دکھاؤ
تل ڈھانک لو اور ابروے خمدار دکھاؤ
پھر ایک نظر جلوۂ دلدار دکھاؤ
ایجان زیادہ نہین دوچار دکھاؤ
عجز مجھے دکھلاؤ کہ تلوار دکھاؤ

مین قبر سے بھی رند یہی کہتا اُٹھون گا
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ

اس ترک ماہرو کو جو ذوق شراب ہو
ساقی بنے مسیح قدح آفتاب ہو

آمادہ میرے قتل پہ قاتل شتاب ہو
چھوٹون عذاب سے مین تجھے بھی ثواب ہو

اک ترک بادہ نوش کی فرقت مین دی ہے جان
پھولو نہین میرے چاہیئے جام شراب ہو

نوبت نہ آئے اورون کی ہون وہ گناہگار
پہلے جو سب سے حشر کو میرا حساب ہو

ساقی پلا شراب جو کیفیتین اُٹھین
مجکو بھی ہو سرور وہ بت بے حجاب ہو

رُسوا کیا اُسے بھی مجھے متہم کیا
او عشق پردہ در ترا خانہ خراب ہو

چلکر چڑھاؤ قبر پہ عاشق کے اپنے پھول
روح اُسکی شاد ہووے تمھین بھی ثواب ہو

مر جاؤنگا تو کاکل یوسف سے جدا اے مجھے
بیچین ہون نہ مرنے جو مجھپر عذاب ہو

قاتل بہانہ قتل کو میرے ضرور ہے
تا روز باز پرس نہ تو لاجواب ہو

رویا مین اسکو دیکھا ہی ظاہر مین بھی ملون
یارب مرا بھی خواب زلیخا کا خواب ہو

ڈوبے نہ بحر غم مین وہ جسکو بچائے تو
کشتی نوح اسکے لیے ہر حباب ہو

رہنے کا مجکو حکم دیا آستان پر
او بت بلند عرش سے تیری جناب ہو

ہے پردہ یہ لحاظ اگر کوئی عریان نہ دیکھ لے
مین پردے چھوڑ دیتا ہون تم بیحجاب ہو

میکش وہ ہین کہ خاک بھی کردے گر آسمان
کاسہ ہماری خاک کا جام شراب ہو

حاصل نہ نقل کو ہو زمانے مین وصف اصل
روشن کبھی نہ شمع کا ماہتاب ہو

کاٹے تھے اسکو دیکھ زنان عرب نے ہاتھ
یوسف گلے کو کاٹے جو تو بے نقاب ہو

توڑون مین رند کاسۂ سر اپنا سنگ سے
اس مست بن جو رغبت جام شراب ہو

چھپکے گھر غیر کے جایا نہ کرو
ربط ہر اک سے بڑھایا نہ کرو

اے بتو بال بنایا نہ کرو
سانپ ہاتھون پہ کھلایا نہ کرو

سبزۂ خط کو دکھایا نہ کرو
طوطے ہاتھون کے اڑایا نہ کرو

رند غم ہجر کا کھایا نہ کرو
جان کو اپنی کھپایا نہ کرو

تذکرہ غیر کا لایا نہ کرو
جلے کو اور جلایا نہ کرو

منھ کو غنچے کے چڑایا نہ کرو ـ گل کو کھلی مین اُڑایا نہ کرو
مدعا جو ہو زبان سے کہو صاحب ـ حرف مطلب کو چبایا نہ کرو
اپنا سمجھو مرا دل شوق سے لو ـ میری جان اپنا پرایا نہ کرو
مجکو بھی یاد ہین فقرے صاحب ـ جوڑ بندے پہ بنایا نہ کرو
خود ہین دم باز ہون ہی دھیان کرو ـ مجکو فقرون مین اُڑایا نہ کرو
ہوش مین آؤ پریزاد و تم ـ مجکو دیوانہ بنایا نہ کرو
ہم لہو تھوک کے مرجائین گے ـ لال ہونٹون پہ جمایا نہ کرو
لوگ سودائی ہوئے جاتے ہین ـ دھڑی مسی کی لگایا نہ کرو
ہو نہ انگشت نما مثل ہلال ـ جان نوچندی مین جایا نہ کرو
اے بتو اپنے خدا کو مانو ـ کعبۂ دل کو تو ڈھایا نہ کرو
مین تو حاضر ہون وفاداری مین ـ تم کرو مجھ سے وفا یا نہ کرو
دھو کے دریا مین بھبوکا سے ہاتھ ـ آگ پانی مین لگایا نہ کرو
مجھسے خلوت کی ملاقات بسہے ـ روز جلوت مین بلایا نہ کرو
واسطے بندے کے بدنامی ہے ـ جان صحبت مین بٹھایا نہ کرو
دیکھنے والون کی جانب دیکھو ـ اس طرح آنکھ چرایا نہ کرو
شرم بیجا ہی بُرا کرتے ہو ـ اچھی صورت کو چھپایا نہ کرو
جاؤ دریا پہ نہ تم غیر کے ساتھ ـ ایسے پینڈھے تو لڑایا نہ کرو
دانت پیسا نہ کرو عاشق پر ـ جان یون ہونٹھ چبایا نہ کرو
چار دن وصل مین ہنس لینے دو ـ آٹھ آٹھ آنسو رلایا نہ کرو
لوگ بد وضع کہین گے تم کو ـ میلے ٹھیلے کبھی جایا نہ کرو
جان کس کام کا یہ بھولاپن ـ دم مین ہر ایک کے آیا نہ کرو
عاشقون کی بُری گت ہوتی ہے ـ تم ستاری تو بجایا نہ کرو
حضرت دل یہی فرماتے ہین ـ عشق معشوق چھپایا نہ کرو
خوش نہین آتا اگر میرا کلام ـ تو غزل بھی مری گایا نہ کرو
تھامو اب قبضۂ شمشیر اے رند ـ کوفت پر کوفت اٹھایا نہ کرو

ناز بیہودہ کبھی عشوۂ بیجا دیکھو
ہر گھڑی ابتو نیا کرتے ہین غمزہ دیکھو

غیر سے یار جفا کار کا خلطا دیکھو
رند دکھلائے مقدر جو تماشا دیکھو

نہ چلو بندے پہ ہر مرتبہ فقرا دیکھو
اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دُنیا دیکھو

نظر لطف وعنایت سے تو مین درگذرا
آنکھین دکھلاتے ہین لو اور تماشا دیکھو

جز رخ یار نظر آئے زمانہ اندھیر
پھر نہ کچھ سوجھے جو وہ چاند سا مکھڑا دیکھو

قیدخانے مین مرو گھٹ کے نہ او دیوانو
تنگ بیٹھے ہو چلو وسعت صحرا دیکھو

نظر یاس سے دیکھون تو یہ فرماتے ہین
پھر بُری آنکھ سے اُس نے مجھے دیکھا دیکھو

چھوڑ کر مجکو سسکتا تم اگر گھر جاؤ
سبجے پیٹو مجھے گاڑو مرا مردا دیکھو

جا یہو کوچۂ قاتل کو یہی ہے جو قلق
اور دم بھر دل بیتاب کو سمجھا دیکھو

کوہ غم مثل پر کاہ اُٹھا لیتا ہون
حوصلہ دیکھو ذرا میرا کلیجا دیکھو

چشم پوشی نہ کرو وقت تغافل کا نہین
دم نکلتا ہے مرا رشک مسیحا دیکھو

آنکھ سے قتل کرے لب سے جلائے مُردے
شعبدہ باز کا ادنیٰ سا کرشمہ دیکھو

پر کبوتر کے بندھے مطلب خط سب یہ کھلا
اور یہ شامت تقدیر کا لکھا دیکھو

شعلۂ حسن سے جلجاؤ پر آنکھین سینکو
کوئی معشوق اگر آگ بھبوکا دیکھو

خون ہوکر تو جگر آنکھون سے بہتے دیکھا
اور دکھلاتی ہے فرقت ابھی کیا کیا دیکھو

لیگئے کوچۂ جانان کو فرشتے نقال
کھولکر گور کے تختے مرا مردا دیکھو

ہے یہ عبرت کا محل اہل بصیرت تم کو
جو کبھی آنکھ سے ابتک نہین دیکھا دیکھو

صورت کرمک شب تاب نظر آئین گی
مشتعلین ہیرے سے خانے مین جلوا دیکھو

وادی عشق مین کیا کام ہے نامردون کا
بیشۂ شیر مین روباہ دلوجبا دیکھو

بیوفا یار کے کوچے مین نہ جاؤ اب رند
اور گھر تا کو کوئی اور محلا دیکھو

چشم وحدت سے اگر یان کا تماشا دیکھو
سمجھو خورشید جہان تاب جو ذرا دیکھو

یہی کہتا ہے جلو وہ رُخ زیبا دیکھو
پھر ہوا اس دل دیوانہ کو سودا دیکھو

سر و پا کا نہ رہے ہوش یہ محویت ہو
چشم انصاف سے اسکا جو سراپا دیکھو

مین ہون مارا ہوا اک آفت بالائی کا
مجکو کیا دیکھتے ہو وہ قد بالا دیکھو

پھر اُسی دشمن جان سے یہ ملا ہر پھر کر
دل ہمارا نہ کسی اور سے بہلا دیکھو

خاکساری کی حقیقت سے اگر ہو آگاہ
تم مٹا ڈالو جو اکسیر کا نسخہ دیکھو

ہی بلا الحذر اسے چاہنے والو مانگو
اژدہا سمجھو اگر زلف چلیپا دیکھو

رُتبۂ کفر ہی کس بات مین کم ایمان سے
شوکت کعبہ تو ہی شان کلیسا دیکھو

منتظر آپ کے جانیکی ہے یہ جان حزین
ہی یقین اُبکی جو آؤ سے مجھے مردا دیکھو

بند آنکھین ہون تصور ہو اسی کا ہر وقت
کچھ نہ دیکھو جو کبھی وہ رُخ زیبا دیکھو

ہو نہ اُس ساعقۂ طور کے مشتاق جمال
پھر غش آجائیگا یا حضرت موسیٰ دیکھو

دل یہی کہتا ہی اُس مدعی جان کے سوا
مین نہ بہلونگا کسی اور سے بہلا دیکھو

واشد دل نہ ہوئی اور گرفتہ سے ہوئے
رد کر واب گل و گلزار کو صحرا دیکھو

دیکھو شربت کی طرح پیتے ہین ہم یا کہ نہین
ایک دن زہر بھی تم گھولکے پلوا دیکھو

ایسی بدلی مری صورت مرض فرقت سے
تم نہ پہچانو جو اے رشک مسیحا دیکھو

پھر وہی آمد و رفت اُنکی مرے گھر ہو گی
پھر کچہری سے نکلتا ہے مچلکا دیکھو

اس خطا پر کہ نظر بھر کے ادھر کیون دیکھا
آنکھین پھوڑوالتے ہین لو اور تماشا دیکھو

کہلکے اُس شوخ سے بلواؤ ہمین بھی یارو
گفتگو مین جو محل پاؤ اگر جا دیکھو

رند اب اُلفت بُت ترک کرو بہر خدا
اس بُرے کام کا بد ہو گا نتیجا دیکھو

روز دے گا وہ یونہین حسب تمنا مجکو
آج ہو کس لیئے اندیشۂ فردا مجکو

شنوا گوش دیے دیدۂ بینا مجکو
نعمتین دین مرے اللہ نے کیا کیا مجکو

کشتۂ افعی گیسوے سمن سا ہون مین
آپ مرجلے ڈسے جو کبھی کالا مجکو

سر اُٹھانے بھی نہ پایا تھا کہ پامال ہوا
حیف ہونے نہ دیا چرخ نے برپا مجکو

مر کے رہجاتا کہین ٹھوکرین کھاتے کھاتے
گر چکا تھا ید قدرت نے سنبھالا مجکو

صحبت حور مین مسرور رہا کرتا تھا
باغ فردوس سے آدم نے نکالا مجکو

پار ہون بحر محبت سے مین دیکھون کیونکر
غوطے کھلواتا ہی ساحل پہ یہ دریا مجکو

مجھسے کیا لیگا جو کاوش اُسے کرنی ہی کرے
چرخ نے دی نہین کچھ دولت دنیا مجکو

پھینکنا لاش کو دریا مین اگر مرجاؤن
زلزلے آئینگے جو قبر مین گاڑا مجکو

تو نے احسان کیا آنکے اے عزرائیل — مرگ اور زیست کے جھگڑے سے چھڑایا مجکو

زندگی ہو جو وہ شکل دکھائے اے رند
لے اجل حسرت دیدار نے مارا مجکو

خون گرفتہ کوئی جینے سے نہ یون بیزار ہو — شاہ رگ بھڑکے اگر عریان تری تلوار ہو
آنکھ کھولے بھی کہین وہ شوخ خواب ناز سے — فتنہ جونکے نرگس جادو کہین بیدار ہو
تو دم آخر اگر بالین پہ ہوائے رشک حور — پھر نہ سختی مرگ کی انسان پر دشوار ہو
چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ — توہی اے ساقی بتا وہ مست کیا ہشیار ہو
ترک خوش چشمان کیا دونون سے کچھ مطلب نہین — نرگس شہلا ہوا یا نرگس بیمار ہو
کفر بہتر ایسی دینداری سے اے ارباب شرع — حق کہے انسان اگر تو مستحق دار ہو
کس مین ہی تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت — کون ہی مشکل مین جو بندے کا اپنے یار ہو
قید کفر و دین سے ہین آزاد ہم رندان عشق — دونون یکسان ہین ہمین سبحہ ہو یا زنار ہو
کھوئی غفلت مین جوانی پیری مین کر یاد حق — رات بھر سویا کیا اب صبح ہی بیدار ہو
پھولتے پھلتے نہ دیکھا شاخ کو تلوار کی — وہ نہین سرسبز ہوتا جو غریب آزار ہو
پاس اظہار محبت بھی ہی انسان کو ضرور — یا صنم دل مین ہو لیکن لب پہ استغفار ہو
یار کی چتی بھوین کیونکر نہ ہون عالم پسند — خوبصورت ہوتی ہی بردار جو تلوار ہو
خاک چھنواتا ہی مجھسے کس لئے او کجروش — آسمان لے لے اگر مٹی مری درکار ہو
سنتے ہین دیوانے ان شور عنادل آنکر — گل سے رنگین باغبان تیرے چمن کا خار ہو
زورق تن کیسی ہی دریائے ہستی مین تباہ — ناخدا ہی خدا اب تو یہ کشتی پار ہو
تیرا غصہ اے صنم قہر خدا کی ہے دلیل — روٹھتا ہی اس سے تو جس سے خدا بیزار ہو
توہی کر دشمن پہ سبقت منتظر اس کا نہ رہ — فتح ہی اسکی لڑائی جس کا پہلے وار ہو
مصر مین چلیے مقابل تمکو یوسف کے کرین — گفتگو ہم سے زلیخا سے سر بازار ہو
مثل شبنم گلشن ایجاد مین کر بود و باش — بزم گلرویان مین تا وقفہ نہ تیرا بار ہو
روح داخل ہو چکے جسم مثالین مین کہین — پاک ہو حصہ طلسم آب و گل مسمار ہو

تیغ ابرو پر تری کیونکر گلا کاٹے نہ رند
کیا کرے اسکے سوا انسان جب ناچار ہو

بیلین جو ضرورت ہو مرے ہمسفرون کو
ہشیار کرا دو پیک اجل بیخبرون کو

اب گیسوئے مشکین ہوئے شانون سے بھی نیچے
سودا تری زلفون کا مبارک ہو سرون کو

آمادۂ پرواز تھے مرغان گرفتار
صیاد نہ آجائے تو کھولا تھا پرون کو

ہمراہی کمر باندھ کے راہی ہوئے یان سے
آگاہ کرو جلد مرے ہمسفرون کو

تکتے ہین بُری آنکھ سے صورت کو تمہاری
پاس اپنے بٹھایا نہ کرو بد نظرون کو

وہ ترک نگہ مار چکے ناوک مژگان
ان تیرون کے ارمان ہین سینہ سپرونکو

دم بھرتے ہین اے رند جو اُلفت کا ہو تلی
لوہے کے توے کہیے انھین ہے جگرونکو

رکھو خدمت مین مجھسے کام تو لو
بات کرتے نہین سلام تو لو

مے پیو تم سرگردہ ہو مجکو
ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو

بات تم نے نہین کی غیر سے کل
سر پہ اللہ کا کلام تو لو

بندہ ہوتا ہون آپکا بیدام
ہوئے درکار اگر غلام تو لو

ناز و انداز و حسن و خوبی مین
کون ہی تمسا اُس کا نام تو لو

آپ فرمائین جو بجا لاؤن
کبھی مجھسے بھی کوئی کام تو لو

مُنھ سے آنے لگے گی عطر کی بو
نام گیسوئے مشک فام تو لو

پہلے کر لو رسائی زلف تلک
سلسلے کو جنون کے تھام تو لو

پھر تڑپ لیجیو گرفتار رو
دم بھر آرام زیر دام تو لو

مے پیو جو نہین پلاتے ہو
مجکو دیتے نہین ہو جام تو تو

ناز بردار دوسرا مجھسا
کون عاشق ہی اسکا نام تو لو

رند حاضر ہین شیشہ و ساغر
مے نہ سمجھو اگر حرام تو لو

وہ دیوانہ تھا مین جسکا ہوا غم اہل عالم کو
پریزادون نے اپنے بال کھولے میرے ماتم کو

عداوت پاک دامن سے بھی ہی ابنائے عالم کو
کیا مطعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم کو

کہے سے خلق کے کب دامن عصمت ملوث ہو
خدا تو جانتا ہی پاکدامانی مریم کو

مثال شیر مادر خون دل پیتا ہی غیرت سے
دیا کیا حوصلہ اللہ نے فرزند آدم کو

کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیم پر جس نے
گل و گلزار کر سکتا ہے وہ نار جہنم کو

محیط حسن خوبی ہی سراپا یار زیبا ہے
کہون مین دو حباب بحر خوبی اسکے محرم کو

مین دیوانہ ہون اُس رشک پری کا دیکھکر جسکو
سلیمان زمانہ کے خاطر اوتارے اپنی خاتم کو

جھکے وہ تیغ ابرو راست بازو ن کیطرف کیونکر
بنایا ہی نہین استاد نے تعظیم کے خم کو

مثال قیس مفتون شیفتہ ہی اک جہان جس کا
خدا سے مانگتا ہون مین اُسی محبوب عالم کو

پرستان کی بھی کچھ اقلیم کی زیر نگین اُسنے
کہیگا اب سلیمان کی انگوٹھی اپنی خاتم کو

بجا ہی جو کہون محراب کعبہ اُسکے ابرو ہین
اگر تشبیہ دون چاہ ذقن سے چاہ زمزم کو

گلیم فقر کو کیون دوش پر ہم ڈالتے اے رند
اگر کمل سے بہتر جانتے کمخواب و شبنم کو

اب شیفتہ کسی کا دل زار تو نہ ہو
پہلو مین رہ کے جان کا میرے عدو نہ ہو

امسال فصل گل مین گریبان کو اے جنون
یون دھجیان اُڑا کہ کسی سے رفو نہ ہو

لازم ہے تو ذات کی خاطر صفات بھی
وہ گل نہین ہی خار ہی جو رنگ و بو نہ ہو

پیدا بجائے مہر مین مہ ہو اگر نہ بان
گیسو کا وصف تو بھی ادا مو بمو نہ ہو

دیکھا کرے وہ اور تری صورت کو تر سون مین
پتھر سے توڑ دون آئینہ جو تیرا رو نہ ہو

کہتا نہین مین ہو جیے بے پردہ مہربان
آواز تو سُناؤ اگر رو برو نہ ہو

چرچہ ہے اس اختلاط کو موقوف کیجیے
زنہار ذکر غیر مرے روبرو نہ ہو

کیونکر کہون ثبوت نہین تجھپہ میری چاہ
اے جان جان بوجھ کے تو حیلہ جو نہ ہو

وابستہ مین نے دل سے نہین کھینچی آہ سرد
مجبور تھا تو گرم عبث شعلہ خو نہ ہو

کم جانتا ہون ابرو کو گر طاق کعبہ سے
ہنگام مرگ لاش مری قبلہ رو نہ ہو

تا گوش سے تیرے لٹکے اُڑے پردہائے گوش
اب ہم نہ ہوئین باغ مین بلبل کہ تو نہ ہو

جب دیکھتا ہی مجکو تو کہتا ہی رو کے قیس
تیری طرح خراب کوئی کو بکو نہ ہو

پھرتے ہین شاد چاک گریبان کیے ہوئے
اصلا نہین ہے رنج نہین ہے رفو نہ ہو

لندہ منہ سے بولو ثبوت دہن کر دو
تا ہر کسی کو حوصلۂ گفتگو نہ ہو

کر دیجیو ڈھیر اسکی گلی مین پس از فنا
میرا غبار باد صبا کو بہ کو نہ ہو

زندہ ہین ہجر یار مین تیری امید پر
اے شوق وصل ہم بھی نہوئین جو تو نہ ہو

بیفائدہ ہی شاہد مقصود کا گلہ
راہ طلب مین رند اگر جستجو نہ ہو

کیا سجھائی ہی اُسے جلوہ گری نے دیکھو
ہیئت انسان کی بگڑی ہی پری نے دیکھو

غنچہ سان تنگ قبا سے تھا مین دیوانۂ عشق
کیا شگفتہ کیا دل جامہ دری نے دیکھو

خواب غفلت سے عبث شوخ کو بیدار کیا
فتنہ چونکا یا نسیم سحری نے دیکھو

عمر در دروزہ بسر ہوگئی بیہوشی مین
ہوش آنے نہ دیا بے خبری نے دیکھو

ہوگے مشتاق پرستان سے آتی ہی پری
دھوم ڈالی مری شوریدہ سری نے دیکھو

عمر بھر حسرت پروانہ نہ نکلی دل سے
جی کی جی مین رکھی بے بال و پری نے دیکھو

دیکھکر اپنے گلی مین کئی پتھر مارے
مجکو دیوانہ بنایا ہی پری نے دیکھو

جان مشتاق سے عاشق کے کیا برق کا کام
کیا غضب ڈھایا ہی مژگان سری نے دیکھو

آبلے پڑگیے ہین سینے سے تا نوک زبان
بھون ڈالا مجھے سوز جگری نے دیکھو

کھل کھلا نہ ہنسو مین نہ کہا کرتا تھا
قہقہہ سیکھ لیا کبک دری نے دیکھو

بہر گلگشت چمن مین اُسے لے آئی ہے
گل کھلا ہے ہی نسیم سحری نے دیکھو

پا بزنجیر ہوئے طوق پڑا گردن مین
قید کروا دیا شوریدہ سری نے دیکھو

چھوٹتا مجکو نظر آتا ہی اب ربط قدیم
نئے انداز نئے اسکے تیور نے دیکھو

تا چمن لائی صبا دوش پہ مانند نسیم
پر نکالے مری بے بال و پری نے دیکھو

بند ہون باب اجابت جو دعا مانگون رند
کیا دکھایا ہی اثر بے اثری نے دیکھو

چلتی رہی اس کوچے مین تلوار ہمیشہ
لاشے ہی نکلتے رہے دو چار ہمیشہ

گل کھلتے رہین چہچہے کرتا رہے بلبل
یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ

ہم رند ہوئے شاہد مقصود سے واصل
جھگڑے مین رہے کافر و دیندار ہمیشہ

یان تخم تمنا سے اُگا کرتا ہے لالہ
گل کھاتے ہین ہر فصل مین دو چار ہمیشہ

تڑپا کرین کوچے مین ترے سیکڑون کشتے
رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ

دیوانے ہین مائل ہون اگر خورویری کے
جو دیکھ رہے ہون ترا دیدار ہمیشہ

مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز چھکایا کو
پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ

مشتاقون نے تیرے نہ لیا کوڑیونکے مول
بکتا رہا یوسف سر بازار ہمیشہ

ہی زلف مسلسل تری یا دام بلا ہے
ہو رہتے ہین دو چار گرفتار ہمیشہ

کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہا نین
مرتے ہین ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ

ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہین برپا
فتنے ہی اٹھاتی ہی وہ رفتار ہمیشہ

اے رند جنون مین بھی نہ صحرا کو گئے ہم
کھایا کیے پتھر سر بازار ہمیشہ

اب لڑا یا کرتے ہین اکثر سر بازار آنکھ
آئینہ سے بھی نہ کرتے تھے کبھی دو چار آنکھ

خلق کی ہی دیکھنے کو حسن کی اے یار آنکھ
جو نہ دیکھے تیری صورت کو تو ہی بیکار آنکھ

غیر ممکن ہی جمال یار سے ہو مستفیض
خواب مین دیکھے مگر یہ دولت بیدار آنکھ

اُسکے کوچے سے اگر میرا جنازہ جائیگا
کھولدونگا جاکے زیر سایۂ دیوار آنکھ

چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھکر آپنے
بیجا ہوا اب جو مجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ

رنگ و بو مین فوق رکھتے ہین وہ عارض پھول پر
کیون نہ مارین حسن گل پر یار کے رخسار آنکھ

دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ
ڈال دیتی ہی غضب مین دلکو بھی ہر بار آنکھ

بانکے ٹیڑھو نکو ترا ابروے کج سیدھا کرے
مار ڈالے تنا ستون کو تری بیمار آنکھ

جلوۂ جانان کے نظارے کا طالب ہوا
کیون چرا تا ہی تو مجھسے روزن دیوار آنکھ

باغ مین رنگ صفائے روے گل کیا ٹہرے
برسون دیکھا کی ہی تیرے پھول سے رخسار آنکھ

باندھتے ہو ٹکٹکی تو چند بوسے بھی تو دو
شرط ہاریگا جھپک جائیگی جس کی یار آنکھ

دوست دشمن کا نہین پابند تیرا فیض عام
رکھتے ہین تیرے کرم پر کافر و دیندار آنکھ

ابر ہی باران ہیرے ہی باغ ہی ساقی نہین
بے تکلف باندھ دے رونیکا تو بھی تار آنکھ

تیغ مین جوہر نہ او قاتل سمجھنا اسکو تو
ڈالتی ہی باقی ماندون پر تری تلوار آنکھ

وعدۂ دیدار فردائے قیامت پر ہی رند
روز محشر تک نہ کھولین طالب دیدار آنکھ

نیچی کر لیتے ہین شرما کر دم گفتار آنکھ
بات بھی کرتے نہین مجھسے وہ کر کے چار آنکھ

رات دن واہے مثال دیدۂ بیدار آنکھ
پھوڑ ڈالیگا تو کیا اے انتظار یار آنکھ

کیا عجب ہی جو جھکی رہتی ہی تیری یار آنکھ
بیشتر کم کھولتے ہین مردم بیمار آنکھ

مے پلا ہر ایک کو اُسکے بقدر حوصلہ
ساقیا پہچان لینا مست اور ہشیار آنکھ

حسرت دیدار نے پیدا کیا حال ردی
پھیر دیگا اب کوئی دم مین ترا بیمار آنکھ

جان قربان ان اشارونکے بلا ابرو کو تو
صدقے اس چشمک زنی کے بے تکلف یار آنکھ

صورت ناسور کیون ہر دم بہا کرتی ہی تو
مجکو بتلا ٹسوے کر کیا تجکو ہوا آزار آنکھ

عشق مین رہتا ہون پڑا اکثر لیے آنکھونکو بند
کھولنے دیتی نہین ہی حسرت دیدار آنکھ

دل کو لیجاے چرا کر ایک پہ ثابت نہ ہو
کام کر جائے ہزارو نہین تری عیار آنکھ

حسن کی طالب اگر وہ ہی تو ہونے دے دلا
تجکو کیا مطلب ہی اپنے فعل کی مختار آنکھ

منھ دکھا بہر خدا بس ہو چکا شرم و حجاب
کب تلک ترسے ترے دیدار کو اے یار آنکھ

نور زائل ہو گیا تو جو نہین پیش نظر
دیدۂ تصویر کے مانند ہے بیکار آنکھ

ہی کھٹکتی بے ترے نظارۂ گلزار سے
برگ گل کو جانتی ہی شکل نوک خار آنکھ

ہو گئے دونون شکوہ حسن سے بے اختیار
کیا کرے مجبور ہی دل اور ہی ناچار آنکھ

گل تھے انگارے نظر مین بے ترے سنبل دھوان
جا پڑی تھی اتفاقاً جانب گلزار آنکھ

عکس ہی تیرا جو ہی تیرے مقابل دیر سے
ڈالتا ہی کیون کڑی آئینہ پر ہر بار آنکھ

ہی بہا خون دل عشاق پیہم بسکہ رند
دیدۂ مریخ سے ہی سرخ وہ خونخوار آنکھ

دل لگی ہجر مین ہے آٹھ پہر نالون سے
اب بسر ہوتی ہی اے رند برے حالون سے

خوف افعی سے ہی مجکو نہ خطر کالون سے
الامان آپکے بل کھائے ہوئے بالون سے

ہو کے آزردہ مرجان جو چھلجائین گے
یون نہ رگڑا کرو گال اپنے مرے گالون سے

مین یہ جانونگا قضا آئی ہوئی مری ٹلی
جان بچ جائے جوان ناز و ادا والون سے

دل کو چشمان سیہ مست سے لگ چلنے دو
رو کو دیوانے کو کیون ملتا ہی متوالون سے

یون نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت خرام
لوگ کہتے ہین برا تمکو انھین چالون سے

یاد کرکے اسے کوٹھے پہ جو روتا ہون کبھی
اشک دریا کی طرح بہتے ہین پرنالون سے

مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام
انھین ترکون نے مجھے چھید لیا بھالون سے

دام گیسو کی محبت سے رہائی پائی
مرغ دل چھوٹا ہمارا بڑے جنجالون سے

لیک دن آئی نہ طالع مین مری شکل فرح
فرقے بھگوائے بہت ہجر مین رسالون سے

ساقیا آتش حلکر وہ پلائی کہ شراب — بنگئی خوشۂ انگور زبان چھالون سے
حسرت یار مین آنکھین ہوئین اس درجہ سفید — پتلیان چھپ گیئن مکڑی کی طرح جالون سے

ہوگا مردہ نہ خراب اپنا پس از مرگ اے رند
گورکن دوست ہین یارانہ ہے غسالون سے

آنکھ تجھ بن جو کسی پر بت عیار پڑے — عوض سبحہ گلے مین مرے زنار پڑے
الفت چشم صنم کے ہون گنہگارون مین — چوب بادام سے لازم ہی مجھے مار پڑے
ہاتھ باندھے ہوے کہتا ہون کرو عفو قصور — پاؤن بھی کیجے تو مشفق یہ گنہگار پڑے
بڑھ چلے گیسو خمدار خدا خیر کرے — پیچ تجھپر نہ کوئی او کمر یار پڑے
ہون مین وہ عاشق جانباز ترا او قاتل — بھون نہ ٹیڑھی ہو جو تلوار پہ تلوار پڑے
پوچھتے کیا ہو طبیعت ہی تری کب سے علیل — تم سے جسدن سے جدائی ہوئی بیمار پڑے
بھاگون کس سمت کو ٹوٹے ہوئے ہین پاے گریز — ہاتھ دھو کر مرے پیچھے ہین طرحدار پڑے
اک طرف سے ہی کیا ناز وادا نے نرغا — اک طرف لوٹ مین اپنے ہین وہ دو چار پڑے
ہین ادھر طالب جان چشم سیاہ خونریز — دل ادھر مانگتے ہین گیسو خمدار پڑے
قید مذہب مین پھنسے چھوڑ کے رندانہ طریق — کیسے جھگڑے مین تم او کافر دیندار پڑے
ایکی تو چندی کو کوئے نہ زیارت کو اگر — علم حضرت عباس ہی کی مار پڑے
اب گلے کٹتے ہین دو چار کے اے رشک مسیح — ایڑیان رگڑین کہانتک ترے بیمار پڑے
ہم سے جب غیرون سے تلوار چلے سن لینا — لوٹتے ہونگے گلی کوچے مین دو چار پڑے
ناتوانی نے کیا اسقدر اب زار و نحیف — دب کے مرجاؤن اگر سایۂ دیوار پڑے
عشق کی کھائین قسم رسم محبت اٹھ جائے — سامنا ایسی مصیبت کا جو ہر بار پڑے
کشت دشمن کو جو سرسبز کرے ابر بہار — صاعقہ بنکے مری آہ شرربار پڑے
خار خار غم الفت جو کیا مین نے بیان — سربسر کانٹے زبان پر دم گفتار پڑے
ہم قفس مین ہین بلا سے اگر آئی ہے بہار — آگ جنگل کو لگے بھاڑ مین گلزار پڑے

منتظر چشم عنایت کے ہین لاکھون اے رند
خوش نصیب اسکے ہین جس پر نظر یار پڑے

روش باغ پہ ہین گل کی جگہ خار پڑے — صبر گلچین پہ ترا بلبل گلزار پڑے

جتنے خالی ہوئے مرہم سے مگر تو نہ پھرا
کاش ناسور ہی مجھ مین دل افگار پڑے

کشتۂ تیغ ادا بھی ترا کہلایا شہید
قبر پہ بعد فنا پھول چڑھے ہار بڑے

ہم نے جو رنگ جمایا تھا کسی سے نہ مٹا
غیر نے جوڑ جو مارے تھے وہ بیکار پڑے

رشتۂ عشق کی ہر بار کشاکش نہین خوب
کہین اس ڈور مین گتھی نہ مرے یار پڑے

یان یہ زاری ہے دل یار مین خاک اُڑتی ہے
خاک اس رونے پہ لے دیدۂ خونبار پڑے

کون بتلائے کسے یاد ہے ہجران کا دن
راتین گذرین مسیحا مجھے بیمار پڑے

جادۂ کعبۂ مقصود یہ ہم جا پہونچے
ٹھوکرین کھا کے کا فرودِ زنار پڑے

چرب و شیرین جو کلام انکے ہین ہر بار
کچھ دنون انکو کھٹائی مین نمکخوار پڑے

پے تحریر لقت دل جو کیا مین نے روان
آبلے پائے قلم مین دم رفتار پڑے

کوئی چنگا نہ ہوا جسکو لگا عشق کا روگ
ہین مری فکر مین ناحق مرے غمخوار پڑے

ماجرا شب کا تو فرمائیے کیا صحبت تھی
ہین کہین پھول کہین ٹوٹے ہوئے ہار پڑے

ہم گلا دھر چکے ہین اپنا چھری کے نیچے
اے اجل پٹ نہ کہین یار کی تلوار پڑے

ہے عجب مکدۂ دہر بھی غفلت کا مقام
جو کھی وس مانگتے ہین تو ٹھٹے ہین جا پڑ پہرے

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھو اسے پچتاؤ گے
تر سواب نیند کو او دیدۂ بیدار پڑے

وسعت دشت کو وحشت نے کیا دل پر تنگ
کیون نہ ہر بار قدم جانب کہسار پڑے

ہون وہ آزردہ کسی اور سے ہم کوسے جائین
کوئی تقصیر کرے اُنکی ہمین مار پڑے

نغمہ سنجی کی کرے مشق جو مجھسے چند سے
پھر گلا تیرا نہ او بلبل گلزار پڑے

اس زمین مین نہین کچھ اور تکلف اے رند
حسن اتنا ہی ردیف اسکی نہ بیکار پڑے

صدمے گذرے ایذا گذری
ہجر مین تیرے کیا کیا گذری

ہجر مین جان رہی یا گذری
رند کہو تم پہ کیا گذری

کیا کہون تجھسے حال فرقت
گذری جو کچھ جانا گذری

الفت بت نے کر دیا کافر
یہ کیا یار خدایا گذری

آئے نہین تم عرصہ گذرا
منع کیا کس نے کیا گذری

گذرے جس دم ہم دنیا سے
ہم نے جانا دنیا گذری

بحرجہان مین زیست ہماری — بشکل حباب دریا گذری
کس سے کہیے کون سُنے گا — کیا کیا گذرا کیا کیا گذری
کہتا تھا مین عشق سے باز آ — دیکھا جو دل شیدا گذری
مر بھی گئے ہم واہ ری غفلت — اُنکو خبر بھی نہ اصلا گذری
ابتو ہی شغل خون آشامی — نوبت جام و مینا گذری
کافر پر بھی نہ گذرے ایسی — ہم پر جو بُت ترسا گذری
وقت مرگ یہ جی مین گذرا — زندگی اپنی بیجا گذری
نالہ کیسا آہ نہین کی — کیا کیا تجھ بن ایذا گذری
ٹوٹ چکا ہی رشتۂ اُلفت — یاس ہی ابتو تمنا گذری
دوسرا تجھسا کوئی نہ دیکھا — پیش نظر اک دُنیا گذری
دیکھکے حال مریض فرقت — حالت ہم پہ مسیحا گذری
قابل دید نہ دیکھین آنکھین — مدت نرگس شہلا گذری
غش کیون آیا ہم سے تو کہیے — کیا کچھ حضرت موسیٰ گذری

کیونکر جھیلی آفت فرقت
رند کو دل پہ کیا گذری

مر گئے ہوتے رنج فرقت سے — بچ گئے ہین خدا کی قدرت سے
جان جاتی ہی ابتو فرقت سے — باز آیا مین اس محبت سے
ہول آتا ہی نام اُلفت سے — روح تھراتی ہی محبت سے
ہاتھ آئے ہو آج قسمت سے — دم نکلتا تھا تم پہ مدت سے
اک نظر اسطرف بھی دیکھو جان — دیکھتا ہون نگاہ حسرت سے
مردے زندہ کرے تمھاری چال — حشر ہو پیشتر قیامت سے
عشقبازی ہی آب و گل مین شریک — ہون مین مجبور اپنی خلقت سے
ابتدا مین یہ حال تھا چندے — اُنکو نفرت تھی میری صورت سے
پیش آتے ہین ابتو کس کس طرح — پیار سے لطف سے محبت سے
وقت اچھا نہین بچا لینا — مجھکو پروردگار تہمت سے

تم پہ جو کچھ ہوا سزا تھی رند
کیون بھڑے ایسے بیمروت سے

جب سنو مشورہ ہے خلوت ہی
یار کوئی بھی وقت فرصت ہی

تجھ سوا اور کس سے اُلفت ہی
جھوٹ بہتان مجھ پہ تہمت ہی

کھینچی تو ام مری تری تصویر
وصل کی ایک یہ بھی صورت ہی

خوش رہو تم وطن مین اہل وطن
ہم ہین اور سیر دشت غربت ہی

جان مدت سے نذر فرقت کی
اے اجل تجھ سے کیا ندامت ہی

توڑین جھڑی کی طرح ہتھکڑیان
کیا ہی زور دنپہ دست وحشت ہی

مرض عشق کی شفا ہے موت
غسل میت ہی غسل صحت ہی

ہین بُرے وقت مین یہ اپنے رفیق
دل لگی اُنسے اُنسے صحبت ہی

بیوفا یار کا تصور ہے
کنج عزلت ہی رنج فرقت ہی

جب سُنا اک ڈھکوسلا ہی نیا
ایسے عزون سے مجکو نفرت ہی

اپنے دیوانون سے یہ اُڑ چلنا
او پری کوئی آدمیت ہی

روڑھی روڑھی نہ سیکھیے باتین
ابھی تو بھولی بھولی صورت ہی

تم بھی یا خضر بوکھلا سے گئے
کیا جنون خیز دشت وحشت ہی

یون خوشامد سے کچھ کہے کوئی
سچ تو ہی کتنا بے مروت ہی

ق

لاکھ بار اسطرف سے گذرا تو
دفن جس جا شہید الفت ہی

فاتحہ در کنار یہ نہ کہا
مر گیا کون کس کی تربت ہی

یار صورت نہین دکھاتا رند
کونسی زندگی کی صورت ہے

ان دنون کیا جنون کی شدت ہی
اپنے سایے سے مجکو وحشت ہی

وہ صنم قابل زیارت ہے
بت نہین ہی خدا کی قدرت ہی

داغ فرقت سے جسکے جلتا ہون
ماہ پیکر ہی مہر طلعت ہے

پڑ گئی جان کس عذاب مین ہائے
چاہنا بھی بڑی مصیبت ہی

کھنچ کے لندن گئی تری تصویر
انگریزون مین تیری شہرت ہی

جب سے آیا پسند حسن ملیح — گوری رنگت سے چڑھ ہی نفرت ہی
جانتا ہون جو دیکھا کوئی صبیح — سنگ مرمر کی ایک مورت ہی
کون ہی احتیاج سے خالی — ہر بشر کے لیے ضرورت ہی
آپ کے نام سے ہون مین مشہور — یہ نمود آپ کی بدولت ہی
کیون نہ دوڑون جلو مین تھامے رکاب — ابھی تو دست و پا مین طاقت ہی
پھر یہ منھ لیکے آئے ہو مجھ پاس — دور ہو سامنے سے نفرت ہی
یون مسلمان تم کو سجدے کرین — کیون بتو کیا خدا کی قدرت ہی
گور پر چھا رہی ہی حسرت و یاس — کسی غربت زدے کی تربت ہی
عشق مین آج تک تو فرق نہین — ایک حالت ہی ایک حالت ہی
اک نہ اک روز جان جائے گی — ہم نہ ہون گے جو دل سلامت ہی
جان جلتی ہی دل بہلتا ہے — انکی عادت نہین عداوت ہی
لاکھ عذرے ہین ایک بوسے پر — گھڑیون تکرار پہرون حجت ہی

رند موقع ہی عرض حال کرو
یار تنہا ہے وقت فرصت ہی

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے — سب اپنے دم کے ساتھ یہ سب شور و شر گئے
مانند برق چشم زدن مین گذر گئے — یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے
ثابت ہوا جو کشتۂ چشم سیاہ یار — آہو مرے مزار کے سبزے کو چر گئے
رو کر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان — ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے
دیکھے جو ہوشیاری مین سو سو طرح کے رنج — غفلت کدے سے دہر کے ہم بیخبر گئے
احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا — وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے
سنیے یہ سانحہ بھی ہی بایہ شنیدنی — لے لیکے خط جو میرے کئی نامہ بر گئے

اتنا ہی کیا وہ شوخ کہ جیتے ہین رند کیا
مدت ہوئی کہ مین نے سنا تھا وہ مر گئے

گلزار روزگار مین وہ خوش نصیب تھے — دامن مین اپنے جو گل امید بھر گئے
سمجھین گے اُنکو ابر کرم سب گناہگار — ہم حشر مین جو لیکے یہ دامان تر گئے

آیا نہ آجتلک کوئی لے کر جواب یار
قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے

فرقت مین سیل اشک کا عالم جو ہی سو ہے
دریا ہزار بار چڑھے اور اُتر گئے

کوٹھے پہ جب چمک کے وہ زہرہ جبین چڑھا
شمس و قمر نظر سے ہماری اُتر گئے

وقفہ کیا نہ گل کی روش باغ دہر مین
رنگ نسیم ہم اِدھر آئے اُدھر گئے

ہم آفتاب بام مین یا ہین چراغ صبح
کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے

پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر مین
ہم وہ شجر ہین باغ سے جو بے ثمر گئے

ابتک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ
ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے

ق

واللہ رند سے یہ توقع نہ تھی مجھے
کیا کیا کہا نہ کرتے تھے پر کچھ نہ کر گئے

یہ قول تھا کہ مجھسے جدائی ہوئی اگر
ایجان مرہی جائینگے لو اب نہ مر گئے

کہتے ہین رند رات کو کچھ کھا کے مر گئے
عاشق تھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

وعدہ پہ تم نہ آئے تو کچھ ہم نہ مر گئے
کہنے کو بات رہ گئی اور دن گذر گئے

بیمار پاس اپنے جو آتا ہے آچکین ہو
کس درد کی دوا ہین وہ جب ہم ہی مر گئے

لکھ پڑھ کے تو تو جان بھی دیتا ہون میرجان
یہ وہ نہ ہو کہ دل کو لیا اور مکر گئے

حیران شکل آئینہ بیٹھے ہین گھر مین ہم
نظارہ جمال کو اہل نظر گئے

تاثیر اُسکے دل مین کرین خاک نارسایان
نالون سے درد آہون سے اپنی اثر گئے

انسان اب جہان مین ہین غیر جنس سب
جنکو کہ آنکھین ڈھونڈھتی ہین وہ کدھر گئے

جسوقت تیغ ناز کھنچی بوالہوس کہان
وہ ہم ہین معرکو نہین جو سینہ سپر گئے

جانبازی اپنا کھیل ہی ہم سرفروش ہین
عاشق نہین وہ لوگ جو مرنے سے ڈر گئے

میلہ تھا چاند گہن مین سورج گہن کا آج
تم کس لئے نہ غیرت شمس و قمر گئے

جو سدرہ ہوا اسے ہموار کر دیا
سیل بلا کی طرح گئے ہم جدھر گئے

یون نکلی دل سے حسرت پرواز بعد مرگ
اڑتے ہوا کے ساتھ مرے بال و پر گئے

ہم بھی بہک چلے تھے مگر ہوش آگیا
نشے شراب عشق کے چڑھکر اُتر گئے

رکھتے ہین راست باز ترے تیر کا خواص
پھر مڑ کے بھی نہ دیکھا گئے ہم جدھر گئے

کس روز آئے فاتحہ پڑھنے وہ قبر پر
کس دن مرے مزار پہ دو پھول دھر گئے

کیا کیا اذیتیں نہ سہیں ہجر یار میں
موت آئے ایسے جینے کو ہم کیوں نہ مر گئے

سولج تمھی کے پھول کا عالم ہے آنکھ کا
یہ بھی تمھارے ساتھ پھری تم جدھر گئے

ناگفتنی ہے پوچھو نہ حال دل و جگر
کس سے کہوں کہ کیا ہوئے دونوں کدھر گئے

ہمراہ اشک دل تو لہو ہو کے بہ گیا
اور آہ میں کھنچے ہوئے لخت جگر گئے

ہمراہ میرے رند بھی تھے کوئے یار تک
پھر ہم ادھر کو آئے میاں وہ ادھر گئے

کمر پہ جیب سے تری کاکل رسا آئی
وبال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی

چلوں خبر کو یہ جی میں نہ دلربا آئی
ہزار حیف نہ آئے تم اور قضا آئی

نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا
زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی

گئے جو عالم وحشت میں سوئے صحرا ہم
تو رح قیس کی لینے کو پیشوا آئی

یہ بے حجاب ہوئے بزم غیر میں صاحب
تمھیں تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی

میں حرم و دیر میں بیگانہ وار کیوں نہ رہوں
نہ ایک شکل نظر صورت آشنا آئی

ہوا ہے مائل آرائش اب تو وہ خود بیں
گئی جو سامنے سے آرسی حنا آئی

کریگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری
پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی

شہادتیں پڑھو اب دم نہ بھر تو نکا دلا
لبوں پہ جان تو او بندہ خدا آئی

وہ کون لوگ ہیں بیگانے ہیں جو اپنوں سے
ہمیں تو غیر سے بھی بوئے آشنا آئی

خیال زلف میں دم گھٹ گیا تو صدقے ہوا
ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی

شب فراق کی کالک سے دم نکلتا ہے
الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی

دھرا ہی رہتا ہے آئینہ رو برو ہر وقت
پسند آپ کو بھی اپنی کیا ادا آئی

ہزاروں مر گئے اس پہ سسکتے ہیں لاکھوں
عجیب روگ ہے یارب یہ کیا بلا آئی

مثال حرف غلط یوں مٹا دیا دل سے
مری وفا بھی نہ کچھ یاد بے وفا آئی

پہونچ رہی ہے تو اتر مجھے خبر گل کی
ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی

شگاف کر دیا سینے کو نوک خنجر سے
کواڑ چھاتی کے کھولنے ذرا ہوا آئی

کہا تھا کس نے تجھے شغل عشقبازی کر
بتا تو او دل ناداں یہ جی میں کیا آئی

غضب میں ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی
خدا کا قہر پڑا تجھ پہ کیا بلا آئی

سنا ہی رند نے دی جان جسکی فرقت مین
مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

طوبیٰ ہی پست اس قد بالا کے سامنے
سنبل ہی گھانس زلف سمن سا کے سامنے

رہتے تھے یا تو اُس گل رعنا کے سامنے
یا اب ہین خار زار تمنا کے سامنے

موت آئے یارب اُس گل رعنا کے سامنے
حسرت ہی جان نکلے مسیحا کے سامنے

سکان چرخ کانپ اُٹھے تھر تھرا گئے
پہونچی جو آہ عرش معلےٰ کے سامنے

بدتر چڑیل سے نظر آتی ہی اسے پری
حور آتی ہی اگر ترے شیدا کے سامنے

بدنام جتنا ہونا تھا مین ہو چکا پری
اب ننگ عار ہی ترے رُسوا کے سامنے

نسبت نہین عبث شعرا دیتے ہین مثال
جھنڈا ہی سرو اس قد بالا کے سامنے

مین عندلیب مست گلستان حسن ہون
چہکارتا ہون ہر گل رعنا کے سامنے

ابر بہار روکش مژگان تر نہ ہو
کیا اقتدار قطرے کا دریا کے سامنے

حسرت نہین کچھ اور مگر ہے یہ آرزو
دیکھا کرون پری تجھے بٹھلا کے سامنے

وہ گل نہین چمن مین تو اسنجیان کرون
کس عندلیب زمزمہ پیرا کے سامنے

ترسا بچون کے ہاتھ سے روتا ہی دین کو
مسجد بنا کے شیخ کلیسا کے سامنے

منکر ہو وہ اگر لب جان بخش کا ترے
انجیل لا کے رکھدون مسیحا کے سامنے

مرجاؤن حسرت لب جان بخش مین گر
لیجاؤن التجا نہ مسیحا کے سامنے

وصل صنم جو بار خدایا نصیب ہو
مسجد بنا کردون مین کلیسا کے سامنے

ہین حق پرستیون مین بھی یان بت پرستیان
بُت بھی دھرے ہوے ہین مصلا کے سامنے

فرقت مین جب لیا ہی تصور سے مین نے کام
موجود کردیا ہی اسے لا کے سامنے

آیا نہ باز ظلم سے وہ بعد قتل بھی
پھکوادی لاش سر مرا کٹوا کے سامنے

فرط جنون سے عالم آہن ربا ہے یان
نشتر نہ لائیو رگ سودا کے سامنے

پھر ہوگا یار جلوہ نما آ کے بام پر
پھر ہونگے آج طور و تجلا کے سامنے

ہووے شب وصال سیہ یا سفید ہو
یکسان ہی چشم محو تماشا کے سامنے

دکے مقابلے صف مژگان سے دیکھو لو
دیکھے نہ ہون جو فوج سے تنہا کے سامنے

آنکھون مین اسکی خاک مبادا نظر لگے
آنکھین کرو نہ نرگس شہلا کے سامنے

سنبل نکل ہی جائینگے سارے یہ پیچ و خم
لینا نہ بل کی زلف سمن سا کے سامنے

صاحب کو مین نے لکھدیا کب خط بندگی
رکھدو جو ہو نوشتہ کوئی لا کے سامنے

دیتا نہین ہون ڈاکیے کو خط رشک سے
خط رکھ لیا ہی دیر سے لکھوا کے سامنے

مرتا ہون مین نہ جانے مین تعجیل کیجئے
اب جائیگا لاش کو گڑوا کے سامنے

دعوی رہائے کون سے در پر ترا فقیر
کعبے کے سامنے کہ کلیسا کے سامنے

ہر دم تصور قد بالائے یار ہے
رہتے ہین ہمتو عالم بالا کے سامنے

کافر ہون مین اگر نہ خدا سے کہون یہی
کرتا ہون سجدے اک بت ترسا کے سامنے

کیا جلنے رند یار کے کیا جی مین آگئی
سب درد دل سنا مجھے بٹھلا کے سامنے

دل لگی غیرون سے بیجا ہی مری جان چھوڑ دے
ہان کہنا تیرے صدقے تیرے قربان چھوڑ دے

عاشق جانباز کیونکر کوے جانان چھوڑ دے
اپنا آگھر کسطرح شیر نیستان چھوڑ دے

یہ نہین کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کر
دو گھڑی کو بہر گلگشت گلستان چھوڑ دے

کون کافر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے
کہ تو بیٹھے مجھسے وہ بت اپنا ایمان چھوڑ دے

تنگ ہون دق ہون کوئی دم مین نکل جائیگا دم
چھوڑ دے دست جنون سیر گریبان چھوڑ دے

غیر ممکن ہی جو بیٹھون گھر ترا اے رشک حور
مجھکو جنت مین اگر لیجا کے رضوان چھوڑ دے

غمزہ بیجا نہین اُٹھتے پھنکا جاتا ہی دل
گرمیان اپنی تو اے مہر درخشان چھوڑ دے

پھر کسو نہین دام گیسو مین تو کافر جانیو
چھوڑ دے شراب ورنا مسلمان چھوڑ دے

ہو نہ راز عشق افشا آبرو ریزی نہ ہو
پھوٹ بہنا تو اگر اے چشم گریان چھوڑ دے

طوق پہنینگے گلے مین مثل قمری سیکڑون
ناز کی رفتار او سرو خرامان چھوڑ دے

حسن کا جویان ہون مدت سے مین دیوانہ مزاج
مجھکو پریون کے اکھاڑے مین سلیمان چھوڑ دے

یون بھلائی دل سے یاد مصحف رخسار رند
حفظ کرکے جسطرح سے کوئی قرآن چھوڑ دے

روبرو دل تیرے تصویر دہری رہنے دے
آپ مین اسکو اگر بے خبری رہنے دے

عشق محبوب سے زنہار نہ کر دل خالی
یہ صراحی ہے الفت سے بھری رہنے دے

نہ رہی حسرت پرواز گلستان باقی
اب قفس مین مجھے بے بال و پری رہنے دے

خود پسندی یہ سجھاتی ہے انھین ان لنڈون
آرسی سامنے ہر وقت دھری رہنے دے

وعدہ پھر آئینکا لیلو نہین دم رخصت یار
ہوش اتنا تو مجھے بے خبری رہنے دے

وہ حسین ہے تو جو تصویر ترے ہاتھ لگے
کر کے تعویذ ہر اک حور و پری رہنے دے

کنج زندان مین بسر کیجئے کس راحت سے
پا بزنجیر جو شوریدہ سری رہنے دے

سب گرفتارون کو آزاد نہ کر زندان سے
ایک دیوانہ تو اے رشک پری رہنے دے

اسکے نظارۂ دیدار سے در گذرا مین
کور کورانہ مجھے بے بصری رہنے دے

کھل ہی جائیگا مرا شوق شہادت قاتل
تو چھری تو رگ گردن پہ دھری رہنے دے

محتسب کچھ تو لے چشم مروت مجھ سے
ایک بوتل تو مرے آگے دھری رہنے دے

خاک اتنی بھی نہ گلشن مین اڑا باد خزان
کچھ تو ان پھولونکے تھالونمین تری رہنے دے

زعفرانی کوئی جوڑا پہن آیا ہے بسنت
دست بغچہ مین لباس اگری رہنے دے

او کماندار مرے سینے سے سب تیر نکال
دل مین جو ڈوب گئی ہو وہ سری رہنے دے

گھر کے گھر صاف ہوئے جاتے ہین پہلوگونکے
دل مین کچھ اور دنون کینہ وری رہنے دے

دلکو پامال نہ کر اسمین پھپھولے ہین کئی
ایک خوشہ تو بھلا بے ثمری رہنے دے

مین تو ہر چند میرا ہون الفت سے رند
دل بھی تو مجکو محبت سے بری رہنے دے

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے دامان نکل گئے
ہم چاک کر کے اپنا گریبان نکل گئے

تم آئے رنج دل سے مریجان نکل گئے
اندوہ یاس و حسرت و حرمان نکل گئے

سیلاب اشک کو سون تلک موجزن رہا
روتے ہوئے جدھر ترے گریان نکل گئے

ثابت رہا مین آجتلک اپنے قول پر
اقرار کر کے آپ مری جان نکل گئے

دست جنون نے حد سے جو بڑھکر قدم رکھا
دامن سے ہو کے چاک گریبان نکل گئے

اب بارشین کہان ہین وہ ابر بہار کی
دن میکشی کے بادہ پرستان نکل گئے

ٹھہرے سنے جو آمد فصل بہار کے
دیوانے توڑ کر در زندان نکل گئے

پہنچو گے کشتگان محبت کے واسطے
جسدن سو مزار شہیدان نکل گئے

دمباز حیلہ ساز دغا باز خود غرض
کیا کیا تمہارے نام مہربان نکل گئے

جو پیش ازین کھٹک تھی وہ مطلق نہین رہی
اب خار خار کاوش مژگان نکل گئے

کھینچا ہی جذب عشق نے تمکو مری طرف
سارے گھمنڈ آپ کے اے جان نکلگئے

خس پوش کر کے کھاتے ڈبوے ہزار ہا
ہم تجھ سے نہ نکلے چاہ زنخدان نکلگئے

جانیںنکلے مغتنم جو ترے ہاتھ سے جنون
ثابت ہم اپنا لے کے گریبان نکلگئے

کہنا تمہارا کافر و دیندار نے کیا
ہندو نکل گئے نہ مسلمان نکلگئے

وہ لب جو یاد آئے تصور مین زلف کے
ہم چین ہو کے ہوئے بدخشان نکلگئے

دکھلائی تو نے اذیت وحشی جو اپنی آنکھ
جنگل سے آہوان بیابان نکلگئے

اس غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا
دیوانے ہو کے سوئے پرستان نکلگئے

صیاد تا کجا یہ تغافل شعاریان
تیرے قفس سے مرغ خوش الحان نکلگئے

کس کس حسین کو صورت آئینہ دیکھتے
اچھا ہوا جو دیدۂ حیران نکلگئے

تحریک عشق زلف جو کرتے تھے آنکھ
یارب کدھر وہ سلسلہ جنبان نکلگئے

دیوانے ایک غیرت لیلے کے ہو کے رند
مجنون سے بھی پرے کئی میدان نکلگئے

وہ سیر کو جو سوئے گلستان نکل گئے
شمشاد و سرو چھوڑ کے بستان نکل گئے

جسطور چھوڑ جاتا ہی سانپ اپنی کچلی
جامے سے اپنے یون ترے عریان نکل گئے

پروین میں ذکر ہوتے ہین عدو مین تذکرے
ٹھہرے تمہارے دوتک اے جان نکل گئے

فریاد بیکسان محبت سنی نہ ہائے
ہو کر تمہارے ہاتھ سے نالان نکل گئے

دیکھا جو تو نے آئینہ مین اپنی زلف کو
حیران ہو کے تیرے پریشان نکل گئے

ایجان تو نے آکے جو انکی خبر نہ لی
دم تیرے عاشقون کے مریجان نکل گئے

عشاق تیرے کوچے سے روتے ہوئے گئے
بلبل چمن سے اور گل خندان نکل گئے

تاریک ہی جہان ہماری نگاہ مین تو
تم آج کس طرف مہ تابان نکل گئے

معلوم تھا کہ آج تو آئے گی اس لیے
ہم شام ہی سے اوشب ہجران نکل گئے

عشق بتان مین وحشت لودی جو ہم نے کی
تلوؤن کے پار خار مغیلان نکل گئے

پھر گھات پر چڑھین تری امر محال ہے
قابو سے اب وہ اے دل نالان نکل گئے

ٹھہرا نہ کوئی معرکون مین میرے سامنے
آگے سے زال و سام و نریمان نکل گئے

عاشق تمہاری زلف کے جاتے نہ بزم سے
سن سن کے گفتگوئے پریشان نکل گئے

دیکھی جو دست برد تری چشم ترک کی — قزاق راہ کاٹ کے جانان نکل گئے
مدت ہوئی کہ تجھسے ہین سلسلہ نہین — پھندے سے ترے گیسو پیچان نکل گئے
کیسے رفیق آمد پیری مین چلدیئے — منھ مین زبان رہ گئی دندان نکل گئے
گر انقلاب دہر یہی ہے تو دیکھنا — روباہ بن کے شیر نیستان نکل گئے

فرقت مین خوش نہ آئی ہمین سیر باغ رند
گھبرا کے سوئے کوچۂ جانان نکل گئے

کیونکر نبھے گی ہم سے ملاقات آپ کی — واللہ کیا ذلیل ہے اوقات آپ کی
خالی نہین ہے شر سے کوئی بات آپ کی — اے جان منتقم ہے غرض ذات آپ کی
یان ہم ہین اور داغ غم و حسرت وصال — کٹتی ہے عیش باغ مین اوقات آپ کی
گھونٹا کرین ہم ابکی برس یون لہو کے گھونٹ — اور بادہ خواری مین کٹے برسات آپ کی
ہرجائی پن کے آپ کی کچھ انتہا نہین — کٹتا ہے دن کہین تو کہین رات آپ کی
اچھا کیا جو ربط بڑھا یا رقیب سے — اب ہم بھی کم کرین گے ملاقات آپ کی
جس سے ہے ہم سے ربط مبارک اسے ہمین — غیرون کو ہو نصیب ملاقات آپ کی
توبہ کبھی نہ بھول کے بھی سجدہ کیجئے — دہلیز ہو جو قبلۂ حاجات آپ کی
مجکو نہین یقین ہے شاید نبھے نبھے — بگڑی ہوئی ہے طرز ملاقات آپ کی
شکر خدا کہ آپ کو دل نذر کر چکے — لائے تھے ہم یہ دور سے سوغات آپ کی
کیا پوچھتے ہو حال بہر حال شکر ہے — کافی ہے میرے حق مین عنایات آپ کی
کیا آسمان پہاڑ کے تھگلی لگائے گی — صاحب ابھر چلی ہے بہت گات آپ کی

چھلا اُتارنے دیا کیون تم نے رند کو
انگلی بھی سرخ ہو گئی ہیہات آپ کی

کب بھولتے ہین لطف شب وصل یار کے — کیا کیا مزے اُڑائے ہین بوس و کنار کے
میخوارون کو اشارے ہین ابر بہار کے — نشے چڑھاؤ طاق سے شیشے اُتار کے
لکھے ہین ماجرے جو شب وصل یار کے — فقرے ہین سب یہ کلک وقائع نگار کے
اللہ رے شوق جلوۂ دیدار یار کے — پتلے ہم آپ بن گئے ہین انتظار کے
آیا جو یاد خندۂ دندان نمائے یار — رو دیا مین خوب ہجر کی شب ڈھاڑین مار کے

رہنے نہ دیگا گور مین بھی اضطراب دل
آیا ہی تنگ دام مین زلفون کے مرغ دل
میخواریان کین ساتھ نہ اس بادہ نوش کے
وہ رشک گل تو آج گیا سیر باغ کو
یہ بھی ہی سرومہری جانان کا شعبدہ
سینے مین نقد دل کا مین پاتا نہین پتا
یہ ناوک افگنی ہی فقط میرے دم تلک
ترکش کمر سے کھول کے پھینکوگے میرے بعد
نامہ تڑپ کے گر نہ پڑے نامہ بر کہین
کس روز بیحجاب ہوا یار میرے ساتھ
پائین جو مین نے دامن دولت کی رحمتین
کیون دوڑتا ہی ہاتھ گریبان کی طرف
دشمن ہوا ہی دوستی مین تیری اک جہان
ہر دم زبان پہ رہتی ہی لذت شراب کی

ہونگے نہ استوار جو تختے مزار کے
للہ چھوڑدے اسے صدقے اتار کے
دیکھے نہ لطف بارش ابر بہار کے
دونے منگاؤن کس کیلیے پھول ہار کے
لرزہ شریک ہی جو ہمارے بخار کے
دزد حنا تلوہ گیا مال مار کے
پچھتایئے گا آپ بہت مجکو مار کے
رکھدوگے تم کمان کو چلہ اُتار کے
مضمون لکھے ہین مین سنے دل بیقرار کے
ارمان نکلے کب دل اُمید وار کے
سویا لحد مین چین سے ٹانگین پسار کے
شاید جنون قریب ہین اب دن بہار کے
در پے ہین سیکڑون مری اک جان زار کے
چرسے ہین جیسے ہونٹھ کسی بادہ خوار کے

اے رند جلتے جلتے کلیجا جھلس گیا
دل مین پھپھولے پڑ گئے غم دل سے یار کے

عنایت کی نظر ہم پر نہین ہی
نہین ہو جبہ اپنی آہ و زاری
رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر
فریب یار ثابت ہی سب مجھے بھی
مین فرقت مین گلا کاٹون گا اپنا
اُٹھاؤن ناز کس کس بت کے یارب
جو کہتے ہو نہین اب تجکو اُلفت
حسینون کی محبت چھوڑ اے دل
ہماری جانکنی پر ہنستے ہین

وہ آنکھ اب تیری او دلبر نہین ہی
محبت یار سے کیونکر نہین ہی
سرک جائے یہ ایسا سر نہین ہی
مگر قابو مرا دل پر نہین ہی
چھری لادو اگر خنجر نہین ہی
کلیجا ہی مرا پتھر نہین ہی
بہت اچھا بہت بہتر نہین ہی
بُرا یہ شغل ہے بہتر نہین ہی
تجھے خوف خدا کا فر نہین ہی

نہ بھڑکا آتش شوق اور محبت
مرا سینہ ہے کچھ مجمر نہین ہی

سمجھایا ہی جو کچھ غیرون نے صاحب
تمھارے واسطے بہتر نہین ہی

نہ دے تکلیف مے فرقت مین ساقی
یہ جام زہر ہے ساغر نہین ہی

سبب کیا کیون نہ پھر تشریف لائے
اگر باعث کوئی دلبر نہین ہی

کرے فرقت مین کب تک صبر ایوب
یہ عاشق تیرا پیغمبر نہین ہی

بحمد اللہ ہوئی فی الجملہ تخفیف
وہ زور عشق غارت گر نہین ہی

مین رویا دیکھ گور رند مغفور ہو
لحد پہ گل کی بھی چادر نہین ہے

جو غیرون سے ہین یہ اشارے تمھارے
نبھے گی نہ مشفق ہمارے تمھارے

نہین طور اگلے سے پیارے تمھارے
نئے اب ہین انداز سارے تمھارے

وہ دیکھے کن آنکھون سے جو غیر کو
جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے

دکھاتے نہین شکل ہی دو دو دن تک
ارادے ہین کیا دلمین پیارے تمھارے

یہی قول و اقرار باہم ہوئے تھے
تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے

نکل جائیگا دم جو پہلو سے سرکے
مری زندگی ہی سہارے تمھارے

بتو قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق
خدا درمیان ہی ہمارے تمھارے

لے تیغ ابرو کا ٹون سے گلے کو
سمجھنے لگا ہون اشارے تمھارے

نہ مانونگا ہرگز نہ مانون گا ہرگز
بس اب عذر بیجا ہین سارے تمھارے

مین سب سن چکا ہون وہ مجکو چھینٹے
جو ہین شغل دریا کنارے تمھارے

مرا جذب الفت تمھین کھینچ لایا
اثر کچھ ہوا دلمین بارے تمھارے

قسم سرمگین چشم کی کھا چکا ہون
نہ بولونگا مین بے پکارے تمھارے

ہوا اب تو بے پردہ راز محبت
چھپا کب چھپانے سے پیارے تمھارے

ہوئے عشق مشہور شہر و نہین جانی
تمھارے ہمارے نے ہمارے تمھارے

ادا ناز عشوہ تبسم تکلم
سب انداز ہین پیارے پیارے تمھارے

وہ افعی ہو تم کاکل و گیسوے یار
نہین مانگتے پانی مارے تمھارے

نئے حسن کی کیا ہوئین وہ ترنگین
نشے رند نے سب اتارے تمھارے

جب صبا زلف کو اس شوخ کے چھو آتی ہی / کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہی
ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھو آتی ہی / حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہی
کونسا غنچہ دہن کر گیا کلی آ کر / بوئے گل تجھسے حباب لب جو آتی ہی
سال آیندہ تلک زیست اگر باقی ہی / مے کشو فصل مے و جام و سبو آتی ہی
یاد کرنا بھی ترا موت ہی عاشق کیلیے / دم اکھڑ جاتا ہی ہچکی جو کبھو آتی ہی
رند مشرب ہون فقط نام خدا جپتا ہون / نہ نماز آئے نہ ترتیب وضو آتی ہی
عنقریب آئے ہین ایام وصال اپنے بھی / تاک مین اب بغل گور کی بو آتی ہی
موسم گل ہین قبا ہونگے کیسے جامے / نوبت چاک گریبان و رفو آتی ہی
منتظر دو نو نکا رہتا ہون برابر دیکھون / پہلے یار آتا ہی اے موت کہ تو آتی ہی
فیض ساقی سے ہی میخانے مین طوفان شراب / موج مے بادہ کشو تا بہ گلو آتی ہی
بے سر انجامی کا غم کھاتے ہو کیون بادہ کشو / فصل گل ساتھ لیے جام و سبو آتی ہی
اک نہ اک دن مرا وعدہ بھی برابر ہوگا / اے اجل دیکھون تو کبتک نہین تو آتی ہی
حور کیواسطے کرتا ہون تمنائے بہشت / آدمی ہون ہوس روئے نکو آتی ہی
شاہد القول ہمارا ہی دماغ یعقوب / سیکڑون کوس سے معشوق کی بو آتی ہی
بسکہ شادی مین بھی ہی مرگ کے سامانکا خیال / عطر ملتا ہون تو کافور کی بو آتی ہی
نہ کر اس منہ پہ تو اس گل کے دہن سے دعوے / چپ رہ اے غنچہ دہن سے ترے بو آتی ہی
تیغ ابرو کا مین کس مست کے مجروح ہوا / زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہی
شانہ کسواسطے ہوتا ہی طلب خیر تو ہی / آرسی سامنے کیون آئینہ رو آتی ہی

دیکھکر سنگدلی بت کی برہمن سے لیکر
یاد اس کافر بدکیش کی خو آتی ہے

تیرہ و تار دھوان دار گھٹا آتی ہی / میکشو فصل مے ہوش ربا آتی ہی
جانب خانۂ خمار سے کیا آتی ہی / لڑکھڑاتی ہوئی جو باد صبا آتی ہی
مرتے ہین سیکڑون میخوار خرابین پیکر / فصل گل کاہی کو آتی ہی وبا آتی ہی
صبح ہوتی ہی نہ کٹتی ہی شب تار فراق / نیند آتی ہی نہ عاشق کی قضا آتی ہی
یہ بتا کوچے کا اس حور کے سن لکھ قاصد / لو نہین چلتی ہی جنت کی ہوا آتی ہی

قیس ناقے سے بیابان میں کہیں دور چھٹا
لیلیٰ آتی ہی مگر رد بہ قفا آتی ہی

خواب شیرین سے میں آگاہ نہیں سوتے سے
آنکھین کڑواتی ہین جب نیند ذرا آتی ہی

پوچھتا اُن سے مین جاکر جو مسیحا ہوتے
آپ کو درد محبت کی دوا آتی ہی

کیون نہ پژمردہ ہون گل رنگ حنا انکے مانند
میرے گلزار مین لون بنکے صبا آتی ہی

حسرت لطف اسیری سے ہی بلبل بیتاب
نالے کرتی نہین صیاد کو چلاتی ہی

ربط ملمس کا کیا گلبدنون سے پیدا
کیا لگاوٹ تجھے اے عطر حنا آتی ہی

یاد آتی ہین تری گرمیان او شعلۂ طور
دل پھُنکا جاتا ہی جب سرد ہوا آتی ہی

لال ہوجائے نہ کیون صورت اخگر ہر گل
باغ مین جاکے صبا آگ لگا آتی ہی

کوچۂ زلف مین جاتی ہی مضامین کیلیے
راہ پر اپنی اگر فکر رسا آتی ہی

دل دکھایا کسی گلچین نے کوئی گل توڑا
باغ سے نالۂ بلبل کی صدا آتی ہی

کس گنہگار کے مرقد پہ یہ ہوتا ہی عذاب
توبہ توبہ کی جو مرقد سے صدا آتی ہی

لے مین خود کوچۂ جلاد کیلیے موت چلا
مین ہی آتا ہون ترے پاس تو کیا آتی ہی

اک نظر بام پہ او بت نظر آجایا کر
دیکھنے کو ترے اک خلق خدا آتی ہی

سر ہلا دیتے ہو مُنھ سے نہین کچھ فرماتے
جان لکنت ہی زبان مین کہ حیا آتی ہی

ہی یقین باغ مراد منۂ رضوان بنجائے
سیر کیواسطے اک حور لقا آتی ہی

یون پھرا کرتے ہین کاندھونپہ دوپٹہ ڈالے
روبرو میرے جب آتے ہین حیا آتی ہی

نظر لطف بھی تم جانتے ہو خوش چشمو
یا فقط آنکھ ہی غصے کی دکھا آتی ہی

دیکھیے ہوتا ہی تاچند بہم رفع حجاب
مجکو شرم آتی ہی صاحب کو حیا آتی ہی

ٹانکے دیتا ہی عبث چھوڑدے بدنام نہ ہو
زخم سینے سے تو جراح ہوا آتی ہی

ادل عشق مین جان کلہیان کیا کیا کچھ کین
بیوفا یاد تجھے میری وفا آتی ہی

کون ہی قبر پہ جو چادر گل بھجوائے
ہان صبا تو کبھی دو پھول چڑھا آتی ہی

مژدۂ آمد دلدار سے کیا پھولا ہون
پیرہن ٹھیک ہی تن پر نہ قبا آتی ہی

فاتحہ رند کی تربت پہ پڑھو پھول چڑھاؤ
کیا تمھین شمع ہی مرقد پہ جلا آتی ہی

شانے سے جو وہ زلف کسا تا کمر آئی
تو جان لے اے دل یہ بلا جان پر آئی

ردنیکی مجھے لہر جواے چشم تر آئی
کوسون نظر آئیگا نہ پایاب نہ ترائی

نامرد ہی چہرے پہ نہ لے تیغ کا جوہر
گھونگھٹ مین سمجھتا ہون جو منھ پر سپر آئی

حاضر ہی یہ جان شوق سے جب چاہے وہ لیلے
کچھ مال نہین اپنا امانت ہی پرائی

وا رکھتا ہون آغوش تمنا کی طرح در
شاید سوئے کاشانہ من بے خبر آئی

کچھ ہنسکے کٹی وصل مین کچھ ہجر مین رو کر
ہر طرح غرض عمر دو روزہ بسر آئی

آوارہ کیا کیون عدم آباد سے لاکر
او ہستی فانی مجھے لیکر کدھر آئی

اگلی سی تلاشین نہین اب ماہ وشون کی
دیکھا جو کوئی چاند سی صورت نظر آئی

مجھ سوختہ قسمت نے طلب کی جو ہوا سرد
لو دیدہ سے لون بنکے نسیم سحر آئی

کچھ لے نہ چلے ساتھ خیال آیا دم مرگ
ہنگام سفر حسرت زاد سفر آئی

ہاتھ آئی تھی پر سونکی تمنا مین شب وصل
پھر تو دقیقہ پردازی کے خاطر سحر آئی

یارا آتا ہی یار آتا ہی دل کہہ چکا مجھسے
یان مجھسے خبر پیشتر از نامہ بر آئی

اعجاز جنون ہی جو چلا مین سوے صحرا
زنجیر مرے پاؤن سے از خود اتر آئی

دولاب کا عالم رہا فرقت مین ہمیشہ
خالی ہوئی اک چشم تو اک چشم بھر آئی

ہمراہ جو تھی بخت کے برگشتگی بخت
تا باب اجابت گئی اور بے اثر آئی

الفت تری اے روح روان ساتھ ہی دم کے
آمیز ہوئی خون مین رگ پے مین در آئی

دن وصل کا موقوف تھا تاریک شبون پر
اندھیاری بھی اور غیرت شمس و قمر آئی

پوچھو نہ کوئی مجھسے کہ قاصد نے کہا کیا
کچھ اپنی خبر بھی نہ رہی وہ خبر آئی

دل کہتا ہی کیون پیتے ہو تم گھونٹ لہو کے
خالی کرو رو رو کے اگر چشم بھر آئی

دل پہلو مین جلتا ہی منافق کی طرح رند
سینے مین بھی کیا گرمی نار سقر آئی

برسون مین مرے یار کی لیکر خبر آئی
مدت مین تو او باد صبا راہ پر آئی

رکتی نہین روکے کسی پہ اگر آئی
آندھی کی طرح آئی طبیعت جدھر آئی

دو دن اس دل مہجور کو کیا خاک تسلی
خط یار کا آیا نہ زبانی خبر آئی

بیوجہ ہر اک بات مین شر کرتے ہو صاحب
کچھ خیر تو ہی آج طبیعت کدھر آئی

الحمد للہ ہوئے وصل کے سامان
لے شاد ہو دل مدت ہجران بسر آئی

رکھوںگا عزیز اسکو رگ جان سے زیادہ　جو ہاتھ مرے وصل کی شب وہ کمر آئی

رنج و غم و اندوہ کے نرغے مین ہون یارب　کس کس سے اکیلا مین کرون عہدہ برآئی

بچتے ہین گنہگار اگر رحم کرے تو　پھر قہر ہوا طبع اگر عدل پہ آئی

ہشیار ہوے ہین کہ ہی بیخبری ہے　کچھ بیخبر دن کی نہ تمھارے خبر آئی

پتھرا گئین آنکھین بھی تکون راہ کہانتک　کیا موت تجھے رستے مین اے نامہ بر آئی

ہوگا سم افعی کا اثر جلبنے والو　وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر پہ آئی

قائل ہو نہین اس روز سے تسخیر جنون کا　جب سے وہ پری شیشۂ دل مین اُتر آئی

او دل نہ تڑپ اتنا گیا ہی مرا قاصد　شام آئی خبر یار کی اب یا سحر آئی

روتا ہون شب ہجر مین چلاتا ہون تا صبح　جس روز سے وہ چاند سی صورت نظر آئی

کیا جھوم کے ابر آیا تھا کیا ٹوٹکے برسا　غیرت نہ تجھے حیف ہی او چشم تر آئی

دکھلائے خدا پھر نہ ترے روئے سیہ کو　کافور ہو بس او شب ہجران سحر آئی

اُس بُت کے دل سخت مین تاثیر کی جاکر　حق یہ ہی مری آہ رسا کام کر آئی

تنہا مرے گھر اس شب تاریک مین آیا　کیا دل مین ترے آج یہ شکر قمر آئی

دیکھا تو سراپا فقط اک نور کی شے تھی　بازو مجھے سوجھا نہ کلائی نظر آئی

باقی نہ رہا دل مین تو اک قطرۂ خون بھی　ہشیار ہو نوبت ترے اب اے جگر آئی

باعث نہ کھلا رشد پریشانی کا مجھ پر
کیون مضطرب الحال نسیم سحر آئی

دیکھی نہ سیر آکے عدم سے وجود کی　دن موت کے بھلا کئے یون ہست و بود کی

بحر جہان مین تیرے کرم سے حباب دار　دم بھر نمود ہوگئی اس بے نمود کی

صلوٰۃ اسکے حسن پہ پڑھئے نہ کسطرح　انصاف کیجئے تو جگہ ہی درود کی

آتا ہی نام آوری کو تمکین پہ رشک　اس منہ چڑھے نے پھوڑکے سر کیا نمود کی

بے سوز عشق جوہر دل کسطرح کھلین　بو آگ پر دھرے سے نکلتی ہی عود کی

جب کر خدا کا نام سحر کی شب فراق　تسبیح ساری رات پڑھی یا ودود کی

چنگاریان ہین آگ کی گلہائے باغ دہر　پھبتی کہی ہی سنبل پیچان پہ دود کی

آتے ہین دور دور سے مشتاق ہوکے لوگ　کیا رفتہ رفتہ حسن سے تیرے نمود کی

مانند نقطہ کی حرکت بھی نہ اک قدم
پرکار وار سیر کی چارون حدود کی

ہم سوختہ دلون کے معطر ہوئے دماغ
خوشبو جو پھیلی آپ کے حقے کے دود کی

جا کر شریک برق ہوئی آہ سینہ سوز
بدلی بنی فلک پہ مرے دل کی دود کی

سینہ مرا جنازہ ہی دل اوس مین مردہ ہی
واجب ہوا نماز پڑھون بے سجود کی

گردش ہی آسمان کو میری دعا کے ساتھ
ہاتھ آگئی ہی میرے لجام اس کبود کی

قدرت خدا کی بات نہ کرتی تھی جن سے مین
سیلتے ہین اب وہی مرے آگے نمود کی

سر اپنا کھائیگا جو بگڑتا ہی تجھسے رند
اپنا ضرر کریگی عداوت حسود کی ÷

ملے نہ درد بھی ساقی سے یا شراب ملے
مرے سوال کا کیا دیکھیے جواب ملے

شگفتہ روح ہو اُسکی مجھے ثواب ملے
دلاؤن فاتحہ بلبل کا جو گلاب ملے

نہ کھاؤن داغ اگر لذت کباب ملے
پیون نہ زہر جو کیفیت شراب ملے

ازل سے اُس نے دیا ہی جسے جو زیبا تھا
گلو نکو رنگ تو سنبل کو پیچ و تاب ملے

کبود چرخ کرے لاکھ تیز رفتاری
رکاب سے تری ممکن نہین رکاب ملے

دم تلخ کام ہون تبدیل ذائقہ کے لیے
ملاؤن زہر بھی تھوڑا جو شہد ناب ملے

فلک کی چال نہ چل اے سپہر چال
بہت سے خاک مین گھر خانمان خراب ملے

گلوے خشک لیے جاؤن مین جو مقتل مین
تو کربلا کی طرح تیغ مین نہ آب ملے

ہوا نہ مے کی جہت سے حیا کا پردہ فاش
حجاب نشہ مین ہو کے دو حجاب ملے

دہن کی فکر مین یاد آگئے در دندان
مجھے یہ غیب سے ہین گوہر خوش آب ملے

یقین ہی چیر کے پہلو نکالون اس دلکو
اگر چھری مجھے ہنگام اضطراب ملے

یہ دمبدم متقاضی ہی تشنہ کامی دل
نچوڑ حلق مین جو دامن سحاب ملے

صدا بلند ہی طوفان بحر ہستی سے
ہی عمر نوح اگر فرصت حباب ملے

نہ ہے سبک روی رہروان بحر فنا
کبھی نہ نقش کف پاے موج آب ملے

فلک لگائے ابھی چار چاند سورج کو
شبیہ یار سے جو شکل آفتاب ملے

دکھاؤ رُخ کو تو حسن خال و خط معلوم
مطالعہ کرون تب مطلب کتاب ملے

حساب کرکے شب وصل وضع کرلینا
اب آج تو کوئی بوسہ علی الحساب ملے

وہ رونیوالا جہان سے اٹھا ہو نہین اے رند
جواب جسکا نہ تا حشر جز سحاب ملے

موے سفید ہمکو اجل کا پیام ہے
ثابت ہی صبح زیست کوئی دم مین شام ہی

بوسے کا اشتیاق ہی ذوق کلام ہی
مطلب نہ ہان یار سے ہی لب سے کام ہی

مومن کہے کوئی کوئی بتلائے بت پرست
الفت تو اک صنم سے مجھے لا کلام ہی

مضمون جہان یار کے بندھتے ہین بیشتر
فکر رسا نہین مری عنقا کا دام ہی

کرتا ہی بہر قتل عبث جنگ زرگری
او ترک ایک بات مین ترکی تمام ہی

دکھلا رہا ہی میکدہ نیرنگیون کی سیر
جام زمردین مین مے لعل فام ہی

اس خط و رخ مین منشی قدرت نے صنع کی
دو صفحو نمین کتاب کا مطلب تمام ہی

پھر کھینچتی ہی الفت بت دیر کیطرف
او ساکنان کعبہ ہمارا سلام ہی

اجماع میکدے مین ہی مثل سقیفہ آج
اصحاب بادہ خوار ہین ساقی امام ہی

ثابت ہوا کہ خلوت خاص اسکی گور ہی
میدان حشر یار کا دربار عام ہی

روحین مقیم ہین جو شہیدان عشق کی
دار السلام یار کے کوچے کا نام ہی

قاصد مجھے یقین نہین تیری بات کا
جعلی ہی خط دروغ زبانی پیام ہی

دل ہی روانہ گیسو جانان کے شوق مین
مرد غریب راہ رو ملک شام ہی

باہم برار صحبت ہمجنس کیون نہ ہو
وحشی غزال دشت مین مجنون سے رام ہی

سرو چمن بھی بندۂ آزاد اسی کا ہے
جس رنگ گل کا لالۂ داغی غلام ہی

لینا نہ ساغر کوثر بھی حور سے
زاہد اگر شراب کا پینا حرام ہی

بھٹکا کوئی غریب نہ صحرائے عشق مین
ہر غول مثل خضر علیہ السلام ہی

یان ہر گدا کو آکے ہوئی سلطنت نصیب
جغد اپنے دشت کا ہی ہما جسکا نام ہی

دونگا ترا جواب لے دوست جز بلے
آگے جو قول تھا وہی اب بھی کلام ہی

مشتاق اضطراب اسیری ہی تو اگر
صیاد دیکھ لینا نہ مین ہون نہ دام ہی

مرجانا زہر کھا کے ولاقعہ مختصر
انجام کار عشق بت سبز فام ہی

سجدہ ہی عاشقو نکا وہان چار سو درست
کعبہ جہان سے یار کے کوچے کا نام ہی

دشنام ہر سخن مین ہی ٹھوکر ہی ہر قدم
وہ گفتگو کا طور یہ طرز خرام ہی

دل ضبط غم کریگا مگر قدر حوصلہ
اتنی ہی مے سمائیگی جتنا کہ جام ہے

جائز نہ رکھ مذمت رندان بھی واعظا
مثل شراب غیبت مومن حرام ہے

الہام غیب ہے مرا ہر شعر طبع زاد
قول بشر ہے یہ نہ ملک کا کلام ہے

قائل ہین رند حلت شراب مدام کے
یان کسکو پاس حرمت ماہ صیام ہے

ہمارے حال پہ عشق اسکو مہربان کردے
کبھی تو خاطر محزون کو شادمان کردے

گلی ہے قصر بدن قصد لامکان کردے
ضرور نقل مکان جان ناتوان کردے

نظر سے اہل جہان کی مجھے نہان کردے
بس اب زمین کا پیوند آسمان کردے

وہی کو یاد تری زار و ناتوان کردے
فراق تیر سا قد صورت کمان کردے

نہو مجھے سبکی سنگ کودکان کھا کر
جنون گران مرے پانون کی بیڑیان کردے

بناؤن گر کسی ٹہنی پہ آشیان اپنا
قلم وہ شاخ مری ضد سے باغبان کردے

نکالون حسرت دل نوجوان حسینون سے
سپہر پیر جو اک بار پھر جوان کردے

بجا بجاتی ہے او شہسوار شوخی حسن
سمند ناز کو تو مطلق العنان کردے

مین آشیانۂ بلبل چھپاؤن پھولون سے
مرے اجاڑے اگر باغ باغبان کردے

لگا طمانچے مرے روئے زعفرانی پر
یہ رنگ زرد جنون رشک ارغوان کردے

جھکیگی تو بھی نہ گردن مری وہ سرکش ہون
اگر زمین سے ہموار آسمان کردے

کریگا بعد ہما کی یہ ناتوان دعوت
سگ حبیب ادلش پہلے استخوان کردے

تمیز ذائقۂ حنظل و عسل مین نہ ہو
جو ترک نفس ترا لذت زبان کردے

کسی سے بوسۂ چاہ ذقن دریغ نہ کر
سبیل حسن کی رکھ وقف یہ کنوان کردے

گلونکو جھانک نہ چاک قفس سے او بلبل
نہ بستنی کہین صیاد بدگمان کردے

بہت ہی خاک اڑائیگو وسعت اسکی بھی
جنون نہ تنگ اگر صحن بوستان کردے

یہ کہکے شوق شہادت گھسیٹتا ہے مجھے
نثار یار پہ یہ جان ناتوان کردے

لحد پہ چاہیے تعویذ مجھکو کیا او چرخ
نشان قبر بھی بیکس کا بےنشان کردے

عجب ہے رہزنی چشم مست یار سے کیا
یہ ترک بند اگر راہ کاروان کردے

لگیگی دیر لفافے کے چاک کرنے مین
زبانی مطلب خط نامہ بر بیان کردے

یہ تشنہ کام شہادت بھی ہو چکے سیراب — گلے پہ آب دم تیغ کو روان کردے

جنون مین ہاتھو گریبان سے تنگ ہوتا ہون — مین تار اُسکے اُڑا دون تو دھجیان کردے

پڑا ہی سابقہ اس سے جو رند دم بھر مین — حقوق خدمت صد سالہ رائگان کردے

خیال اور کچھ اے رشک حور ہوتا ہے — خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہے

حواس خمسہ مین اسکے فتور ہوتا ہے — جنون سمجھتا ہون جس کو غرور ہوتا ہے

شباب باعث فسق و فجور ہوتا ہے — گناہ مجھسے ترا یا غفور ہوتا ہے

نہ دیکھ جرم مرا اپنی مغفرت کو دیکھ — معاف کردے بشر سے قصور ہوتا ہے

عطا کر اپنی تجلی سے روشنی اس کو — چراغ گل مرا اے شمع طور ہوتا ہے

یقین ہوتا ہی ٹوٹے کو اڑ سینے سے کے — جو بیقرار دل ناصبور ہوتا ہے

کوئی دن اور لحد مین رہو نہ گھبراؤ — ظہور حشر بھی اہل قبور ہوتا ہے

خدا نصیب کرے موت ایسے جینے سے — سنا ہی بعد فنا وصل حور ہوتا ہے

کیے ہین دل نے بھی پیدا خواص شیشے کے — ذراسی ٹھیس مین بس چور چور ہوتا ہے

گلی مین یار کے نالان رہین نہ کیون عاشق — چمن مین شور عنادل ضرور ہوتا ہے

تمام زندے لرزتے ہین جسکی دہشت سے — وہ کیا معاملہ اہل قبور ہوتا ہے

اس اضطراب و قلق سے تپش سے ہر دم کی — حصول خاک دل ناصبور ہوتا ہے

ہمیشہ ورد ہی ہمکو تمھارا وصف جمال — یہ ذکر خیر زبان پر ضرور ہوتا ہے

قسم خدا کی بڑا پاجی ہی فساد ہی عشق — اسی کی ذات سے اکثر فتور ہوتا ہے

چھری چلی مری گردن پہ بیحظا ورنہ — کہین حلال کوئی بے قصور ہوتا ہے

عجب نہین جو دعا مستجاب ہو جائے — حضور قلب مجھے بھی حضور ہوتا ہے

وہ بادہ خوار ہون کہتے ہین جسکو دریا نوش — جو خم چڑھاؤن تو کچھ کچھ سرور ہوتا ہے

مے دو آتشہ کرتی ہی قلب ماہیت — عقیق سرخ کا جام بلور ہوتا ہے

کہون نہ کیون ادب آموز انجمن کو تری — پتنگ شمع سے یان دور دور ہوتا ہے

کسی پری کا ہو دیوانہ خلد مین کیا ہے — کسی سنی پہ تو شیدائے حور ہوتا ہے

عنان صبر نہ دے ہاتھ سے ٹھہر کوئی دم — وصال یار دل ناصبور ہوتا ہے

رہا یہ لالہ رخو حشر تک نہ جانے گا
تمھارا داغ کہین دل سے دور ہوتا ہی

بجز ایک برس بھی نہین گذرتا ہے
بہار آتی ہے سودا ضرور ہوتا ہی

سُنا جو غل کبھی عشاق کا تو فرمایا
قیامت آگئی شور نشور ہوتا ہی

خطا نہین کی تو کی دیجیے سزا مجکو
یہ بیگناہ سراپا قصور ہوتا ہی

مذاق سب کا جدا ہی سخن تو ایک ہی رند
وہی سمجھتے ہین جن کو شعور ہوتا ہی

گل کو بھڑکاتی ہی بلبل سے خفا کرتی ہی
تو در اندازیان او باد صبا کرتی ہے

روح لیلیٰ کی سمجھکر مجھے قیس مفتون
پیچھے پیچھے مرے جنگل مین پھرا کرتی ہی

مفسدے روز بپا ہوتے ہین اُس کوچے مین
فتنہ پردازیان کافر کی ادا کرتی ہی

رنگ گل سے نہ لگا آگ چمن مین ہر سو
آتش افروزیان کیون باد صبا کرتی ہی

نیچی نظرون سے ہی کرتا ہی وہ عالم کو تباہ
شعبدے بازیان آنکھون مین حیا کرتی ہی

ایک مضمون نہین زلف کا بندھتا مجھ سے
کیون تو کوتاہیان اوفکر رسا کرتی ہی

تیغ بران کے برابر ہے اخر سیفی کا
کار شمشیر زبان فقرا کرتی ہی

کیون لبھاتی ہی مرے دلکو تو اد فندق یار
کیون جہان مین مجھے انگشت نما کرتی ہی

شمع سان ہڈیان جلتی ہین لبس مردن بھی
کام گلگیر کا منقار ہما کرتی ہی

دل بیمار شفا ہوگی ہراسان نہ ہو
بال کھولے ہوئے وہ حور دعا کرتی ہی

گرد باد اپنی گلی مین نہ سمجھنا قاتل
روح ہی طوف مزار شہدا کرتی ہی

بیڑیان ہوگئین منت کی مرے حق مین جنون
ہر برس پاؤن مین زنجیر پڑا کرتی ہی

پیرہن پھاڑ کے ہے رشک سے عریان ہوتا
گل کو بھی تنگ تری چست قبا کرتی ہی

باغبان دشمن جان گھات مین ہر دم صیاد
بلبل اس باغ مین کیون رہتی ہی کیا کرتی ہی

وہ ہمہ آئینہ ہی جب دیکھو در آرائش ہی
زلف بگڑی ہوئی ہر وقت بنا کرتی ہی

شوق نظارۂ دیدار مین تیرے ہر دم
جان آنکھون مین مری جان رہا کرتی ہی

نہ رہیگی یہ ہوا باغ کی دیکھ او نرگس
چارون کے لیے کیون نشو ونما کرتی ہی

تنگ کرتی ہی مجھے گو شب ہجران ہر روز
سامنا آکے مجھی سے یہ بلا کرتی ہی

بدتر از مردہ تو فرقت نے بنایا اسکی
کیون لب پیش اب آنے مین قضا کرتی ہی

ہی مرے سر مین جو سودائے بیابان گردی
خودبخود پائون کی زنجیر ہلا کرتی ہے

چھوڑ کر سب خس و خاشاک چمن وائے نصیب
آشیانے پہ مرے برق گرا کرتی ہے

پہونچے اس کوچے مین مٹی یہ ٹھکانے لگجائے
مفت برباد مری خاک اڑا کرتی ہے

کونسے رشک مسیحا کی ہون فرقت کا مریض
مجھ تک آتے ہوئے پرہیز شفا کرتی ہے

دم بدم اتبو نظر آتے ہین حالات ردی
کچھ نہ تاثیر دعا اور نہ دوا کرتی ہے

شب کو سوتا ہون کفن رکھکے سرہانے لے رند
گور میرے لیے ہر روز کھدا کرتی ہے

مصیبت محبت مین اے دل پڑیگی
ابھی سہل ہی آگے مشکل پڑیگی

نہ پھیرونگا منھ ہون وہ جانباز عاشق
اگر تیغ بر تیغ قاتل پڑیگی

رہ عشق مین اسکے گھبرا نہ او دل
کڑی سے کڑی آگے منزل پڑیگی

مدد عشق کی ہی تو جھیلون گا تنہا
اگر بھیڑ سے بھیڑ اے دل پڑیگی

تڑپتا ہی اک زخم کھا کر ابھی تو
چھری پہ چھری تجھپہ بسمل پڑیگی

چمک جو ہی حسن کی ہی تو سنتا
تری دھوم اے ماہ کامل پڑیگی

نہ کر یاد رخ ہی جو زخمی نگہ کا
ابھی چاندنی تجھپہ گھائل پڑیگی

خلش اس مژہ کا ہی موجود لیسے
مجھے سانس لینی بھی مشکل پڑیگی

شب ہجر ہی برق بن بن کے تجھپر
مری آہ اے ماہ کامل پڑیگی

نہ کر عادت وصل گھبرائے گا پھر
جدائی کی جوکھون جم ایدل پڑیگی

خدا حافظ و ناصران کی کمر کا
سنا ہی گلے مین حمائل پڑیگی

چڑھاؤنگا گل گور مجنون پہ اے رند
نظر جب وہ لیلے شمائل پہ پڑے گی

مرگ عاشق آپ کو منظور اے جانی ہوئی
دوستی کا ہے کو ٹھہری خصمی جانی ہوئی

الفت زلف بری وجہ پریشانی ہوئی
خانہ ویرانی کی وہ چشم سیہ بانی ہوئی

آبیاری ابر رحمت نے نہ کی اب کی برس
مزرع امید اپنی خشک بے پانی ہوئی

کاٹ دی برسات ساری اسکے سایے کے تلے
پوستین کہنۂ درویش بارانی ہوئی

جا پہونچتا کب کا یاران عدم رفتہ کے پاس
سد رہ ناحق مری یہ ہستی فانی ہوئی

کی جو ہر واشد طبع گرفتہ سیر باغ / اور سنکر نالۂ بلبل پریشانی ہوئی

خلعت عریان تنی ہتون نے پہنا پر جنون / ٹھیک میرے جسم پر تشریف عریانی ہوئی

ناخدائی بحر الفت کی ہی زیبا عشق کو / لیگیا ساحل تلک کشتی جو طوفانی ہوئی

ہوچکا تھا مین سبک روحان عالم مین شمار / سل مری چھاتی کی توکیون اے گرانجانی ہوئی

ہجر کی شب یاد جو آیا وہ ماہ چاردہ / روز روشن سے شب تاریک نورانی ہوئی

روح کو جسم مثالی بعد مردن بھی ملا / ہم ہے باقی جو شئے فانی تھی وہ فانی ہوئی

مثل حیرت سے مین خود حیرت کا پتلا بن گیا / عمر ساری آئینہ سان صرف حیرانی ہوئی

کشور دل کردیا تاراج کر کے بے چراغ / عشق غارت گر کے ہاتھون خانہ ویرانی ہوئی

صدمے پر صدمے اٹھائے دردسر کے عمر بھر / پر کبھی آلودۂ صندل نہ پیشانی ہوئی

بہر تزئین جبکہ افشان اسنے ماتھے پر چنی / چاند سے افزون ضیائے رخ نورانی ہوئی

سیکڑون مثل زلیخا ہون گے مشتاق جمال / دھوم تیری مصر تک اے یوسف ثانی ہوئی

خط نے مصحف کردیا روے کتابی کو ترے / بے تکلف لوح قرآن لوح پیشانی ہوئی

عالم برزخ مین بعد مرگ بھی زندہ ہون مین / روح باقی ہی جو شئے فانی تھی وہ فانی ہوئی

حسن گندم گون کی الفت کے اثر سے بعد مرگ / لوح تربت تھی جو سنگ رخ کی دھانی ہوئی

ہوسکا تجھ سے نہ جرات تک شبیہ یار کا / آج کیا وہ دست کاری تیری اے مانی ہوئی

تذکرہ زلف رسا کا اسکے گر یون نہین رہا / آج کی شب روز محشر سے بھی طولانی ہوئی

اجتماع شاعران تھا رند کے مرقد پہ آج / فاتحہ خوانی کے بدلے کیا غزل خوانی ہوئی

سر کے بل جاتے ہین گھر سے سوے صحرا کیسے / کیون جنون ہم بھی ہین آمادۂ سودا کیسے

گھل گئے اسکی جدائی مین سراپا کیسے / مضمحل ہوگئے دو روز مین اعضا کیسے

کسطرح سے نہ کہین حسن مجسم عاشق / دیکھین آئینہ مین ہین آپ سراپا کیسے

یاد ہوگا تجھے جب فصل بہار آتی تھی / نالے ہم کرتے تھے او بلبل شیدا کیسے

چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل / ملگئے خاک مین لاکھون گل رعنا کیسے

مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا / تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہو مسیحا کیسے

تو دکھا لا ہمین مدت سے سنا کرتے ہین / اے جنون کوہ کسے کہتے ہین صحرا کیسے

کونسا ننگ گوارا نہ کیا اُلفت مین — اور بتلائے کوئی ہوتے ہین رسوا کیسے
آگئی لہر جو دلبر ترے او قلزم حسن — پھوٹکر روئے ہین کل ہم لب دریا کیسے
اُترے آسیب محبت جو ہمارے سر سے — پھر تو ہشیار ہین دیوانہ و شیدا کیسے
کبھی عارض سے لپٹتی ہی کبھی گردن سے — ناز کرتی ہی تری زلف چلیپا کیسے
حسرت آتی ہی مجھے چاک گریبانون پر — دوڑے جاتے ہین سودا مین صحرا کیسے
دعوی عشق مرا کذب سمجھتا ہے اگر — ہوتے ہین عاشق صادق تو ہی بتلا کیسے
رد نگلے اس مین نظر آتے ہین مثل جوہر — اُسکے زانو کے ہین آئینے مصفا کیسے
بُت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت سے ہمین — دفعتاً پڑ گئے آفت مین خدایا کیسے
آج اُس گل سے کیا دعوی نہ ہمچشمی کا — شہرے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے
یاد ساقی مین کسی ہوش ہی میخواری کا — خون دل پیتا ہون مین ساغر و مینا کیسے
کیون نہ اغماض کرو حسن پہ چشم بد دور — ناز و انداز و ادا مین تمھین زیبا کیسے
بار عصیان سے ہوا ہی مرا مردہ بھاری — دیکھیے اُٹھتا ہی یارب یہ جنازا کیسے

پیش ازین رند خرابات نشین تھے چندے
بنکے اب بیٹھے ہین رہبان کلیسا کیسے

سُنی سرگوشیان غیر دنسے اشارے دیکھے — آج آنکھو نسے کرشمے ترے سارے دیکھے
رنگ وہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے — ہم نے ان آنکھون سے جو رد پہ تمھارے دیکھے
قول کے پھلون کی اللہ رے کافر کو خوشی — پہنے سو مرتبہ سو بار اُتارے دیکھے
رو بہ صحت نہوا ایک مریض فرقت — ایسے بیمار سدا گور کنارے دیکھے
پاؤن ہر مرتبہ کسطرح نہ پھیلاؤن ابھی — ہتھ کھنڈے تمنے نہین جان ہمارے دیکھے
بوالہوس ہین نہ کوئی عاشق صادق پایا — چاہنے والے جو دو چار تمھارے دیکھے
دل تو کیا جان بھی کی نذر ترے اے شہ حُسن — جو صلے تو نے فقیری مین ہمارے دیکھے

رند سے جتنے تھے اقرار ہوئے سب برعکس
قول سے فعل خلاف آپکے سارے دیکھے

کٹ گئی عمر غم و رنج مین بیچارون کی — پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتارون کی
غول کے غول ہین دو کا تولت پہ خمارون کی — مستیان کرتے ہین بن آئی ہی میخوارون کی

مرتے ہین بیکسی سے جان پہ بیمارون کی — خوب لی تم نے خبر اپنے گرفتارون کی
تیغ ابرو کے مضامین ابھی کرتے ہین تلاش — راہ چلنی ہی تجھے دھار پہ تلوارون کی
شعلۂ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر — آنکھین سینکا کئے ہم آنچ پہ انگارون کی
ہیچ ہین پیش نظر نقش و نگار مانی کو — جب سے دیکھی ہی بہشت تری دیوارون کی
نقد جان تک تو خریدون گا تجھے او یوسف — چھیڑ ہونے دے ذرا بھیڑ خریدارون کی
ماہ تھا داغ سفید اپنی نظر مین شب ہجر — آ گئی یاد جو ان چاند سے رخسارون کی
اے جنون آبلۂ پا مرے کس کام آئے — تر ہوئی کون سے دن خشک زبان خارون کی
عشق مین ہوش و خرد باختہ ہون خود گم ہون — کھو دیا مجھکو محبت نے طرحدارون کی
بدمزاجی مرض عشق کے باعث سے نہین — تندرستی مین بھی خو تھی مری بیمارون کی
گل ہین پژمردہ جو غنچہ ہی گرفتہ دل ہے — جاتے ہی یار کے رونق گئی گلزارون کی
ملک الموت مری جان کو ہین سارے حسین — روح تھراتی ہی صورت سے جفاکارون کی
عشق ابرو نے مجھے ڈال دیا نرغے مین — جسطرف دیکھتا ہون مار ہی تلوارون کی
جسقدر اب ہی نہین رہنے کی ارزانی حسن — مول بڑھ جائے گا کثرت سے خریدارون کی
رسن زلف رسا مین انھین کس کر باندھو — یہی تعزیر ہی الفت کے گنہگارون کی
زلفین سرکا کے دکھادو جو ذرا عارض صاف — قلعی کھلجائے ابھی آئینہ رخسارون کی
مجھ سے بھی بڑھکے یہ دیتے ہین کیا قیمت حسن — شکل دیکھے کوئی یوسف کے خریدارون کی
راستا چھوڑ کے اس کوچے سے بھاگین گے غیر — جب نشست آٹھ پہر رہنے لگی یارون کی
ڈالدی ہیپ کلیجون مین غم فرقت نے — غور کرتے ہو تو کرلو جگر افگارون کی
ہی لپیٹے ہوئے مہ نور کی چادر تو بھی — اوڑھتی اوڑھ لے اور رشک قمر تارون کی
کیون ہی پژمردہ تو اے غیرت گل خیر تو ہی — کیون مبدل ہوئی رنگت ترے رخسارون کی
یارب اعمال کی اپنے نہین ہوجائے جزا — حشر پر رکھیو نہ تعزیر گنہگارون کی
لب شیرین سے ترش ہو کے کیے تلخ کلام — قدر سرکار نے کی خوب نمکخوارون کی
گل فردوس سے بھی ناک چڑھا لیتا ہے — جس نے بو سونگھی ترے اترے ہوئے ہارون کی
تو خراما ہو تو اے رشک چمن ساتھ چلین — چال پیدا ہو ثوابت مین بھی سیارون کی
رند کھلتا نہین کچھ حال تمھارا کیا ہے — زرد سے ہو گئے ہو شکل ہی بیمارون کی

ہجر کی رات کسی طور نہین ٹلنے کی ٭
توتپ تا صبح قیامت بھی نہین چلنے کی

کیا عجب ہی جو گرا دون مین شگوفہ لاکر
وہ شجر ہون جسے اُمید نہین پھلنے کی

ہجر مین بسکہ ملے دست تاسف ہردم
خو ہوئی ہی کف افسوس مجھے ملنے کی

اے جنون خانۂ زنجیر سے رخصت ہی مری
فصل آ پہونچی ہی صحرا کو نکل چلنے کی

یار سے وعدہ ملاقات کا ہی بعد زوال
دوپہر آج کسی طرح نہین ڈھلنے کی

عہد طفلی سے لگا ہے مجھے اُلفت کا روگ
بل گیا کس کو توقع تھی مرے پلنے کی

مات ہو بازی شطرنج محبت نہ ولا
ہین سکے رکھتا ہون یہ چال نہین چلنے کی

نور کو میرے سیہ خانے سے رہتی ہی گریز
شمع روشن کرون ہر چند نہین جلنے کی

سوگ اتنا تو رکھا یار نے مجھ عاشق کا
پان کھانیکی قسم کھائی مسی ملنے کی

قرص کافور سے کب ٹلتی ہی سینے کی جلن
مہر کے طور سے عادت ہی مجھے جلنے کی

بیخبر بیٹھے ہو کیا منزل ہستی مین رشد
کوچ درپیش ہی تیاری کرو چلنے کی

دیر آنے مین یار کرتا ہے
قتل یان انتظار کرتا ہے

تازہ وہ بار بار کرتا ہے
جانتا ہی کہ پیار کرتا ہے

بام پر آ کوئی پس دیوار
گریۂ زار زار کرتا ہے

جلد آؤ کہ دیر سے بے چین
شوق بوس و کنار کرتا ہے

آرزو ہی جو دل مین مدت سے
آج یہ جان نثار کرتا ہے

قتل کر چک جو قتل کرنا ہے
قصد کیا بار بار کرتا ہے

کوے جانان کے گشت کی ترغیب
شوق دیدار یار کرتا ہے

چھلے دیتا ہی کہتا ہی گل کھا
گر میان مجھسے پیار کرتا ہے

کیون گھٹائے عبث بڑھا کر ربط
کوئی ایسا بھی پیار کرتا ہے

شب تو مر مر کے صبح کی دیکھون
آج کیا ہجر یار کرتا ہے

وصل اس حور کا نہین ممکن
دل عبث بیقرار کرتا ہے

عشق کامل تری توجہ سے
یار بھی مجکو پیار کرتا ہے

ہمہ تن چشم کیون نہ ہو نرگس
دید گلزار یار کرتا ہے

پھانسی اکدن لگاؤن گا اپنے
تنگ اب مجکو یار کرتا ہے

اُٹھ صبوحی پلا مجھے ساقی
درد سر اب خمار کرتا ہے

کیون مگرتا ہی تو کسی کو دلا
پیار کرتا ہے پیار کرتا ہے

اختیاری نہین ہی نالہ و آہ
جان و دل تجکو پیار کرتا ہے

کر چکے جلد میرا کام تمام
دیر کیون ہجر یار کرتا ہے

یار کو برخلاف مجھسے فلک
ہائے پروردگار کرتا ہے

ناز تیرے مین سب اُٹھاؤن گا
غمزے کیون مجھ سے یار کرتا ہے

چھیڑ در پردہ جان عاشق سے
اس پری کا ستار کرتا ہے

دام گیسو مین مرغ دل ہین اسیر
گھر مین بیٹھا شکار کرتا ہے

کیا کہون دل پہ کیا گزرتی ہی
جب یہ تحریر یار کرتا ہے

آج فرصت نہین کل آئینگے
تو عبث انتظار کرتا ہے

دل تو آگے ہی دے چکا ہے رند
جان بھی اب نثار کرتا ہے

دی جان محبت مین کسی رشک چمن کی
سونگھینگے ملک آنکے بو میرے کفن کی

سن آئے خوش الحانیان کس غنچہ دہن کی
مٹی ہی جو بھولی ہوئی مرغان چمن کی

خطا نکلے پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا
خیرات برہمن کو ملی چاند گہن کی

کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا
پوشاک جو کی قطع تو یاد آئی کفن کی

کیا جانیے کیا کیا دل عاشق سے کریگی
ہر بار کی شوخی ترے بیساختہ پن کی

انکار ہی تکرار ہی اک بوسہ لب پر
کنجوس بنایا تمھین تنگی نے دہن کی

اُس کاکل مشکین کا جو ملجائے کوئی تار
تحصیل سمجھنا تو خطا اور ختن کی

ہمچشمی کا دعوی کہین کل اس سے کیا تھا
سنتا ہون کہ آج آنکھین نکلوائین ہرن کی

کم باد بہاری سے نہین ناز کی رفتار
یمن قدم یار سے رونق ہے چمن کی

حسرت لیے جاتے ہین ہم اے مرگ غریبی
مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی

وان غیر کے گھر جاتے کو بدلی گئی پوشاک
تدبیر ہی یان اپنے لیے غسل و کفن کی

آخر شب فرقت مین گئی اول شب سے
برداشت نہ کی روح نے اس رنج و محن کی

چلیے شب جمعہ تو مزار شہدا پر / گلگشت کرین آپ شہادت کے چمن کی
اعجاز نما ہی لب عیسےٰ کی طرح سے / کیا بات ہے کیا بات ہی اُس گل کے دہن کی
کھولا ہی یہ کس حور نے جوڑا کہ صبا نے / پھیلائی ہی بو چار طرف مشک ختن کی
کیون جان نہ دے تیرے لیے ہر کوئی او جوان / صورت ہی پری کی تو سجاوٹ ہی دلھن کی
تشبیہ اگر زلف کو دون مار سیہ سے / پھبتی گہر گوش پہ ہو سانپ کے من کی
خود اُلفت گیسو کا مین دیوانہ تھا پابند / زنجیر عبث پاؤن مین ڈالی گئی من کی

یاد آگئی اگلی وہ غزلخوانیان لے رند
صحبت کہین دیکھی جو کبھی شعر و سخن کی

ستم کیا کیا شب فرقت مین تونے مجھ پہ توڑا ہی / سزا ہی تیری او دل تجھ پہ جو کچھ ہو سو تھوڑا ہی
شکست جام کا بہتان ہم رندون پہ جوڑا ہی / بھلا ساقی کسی نے بھی قدح کو اپنے توڑا ہی
اُڑایون دھجیان کرکے نہ تو میرے گریبان کو / جنون کن دقتون سے مینے اک اک تار جوڑا ہی
یہ ساری رات ٹیسا ہی نہین سونے دیا دم بھر / الٰہی دل ہی پہلو مین مرے یا کوئی پھوڑا ہی
الٰہی الامان رہیو نگہبان اپنے بندون کا / بلا نازل ہوئی شانے پہ کاکل اُسنے چھوڑا ہی
پھنسائین بلبلین گن گن کے توڑے پھول چن چن کے / چمن مین تم نے او صیاد گلچین کچھ بھی چھوڑا ہی
جو وہ روٹھے ہین تو کس کس خوشامد سے منایا ہی / کبھی پاؤن پڑے ہین ہم کبھی ہاتھون کو جوڑا ہی

ترا اور رند کا انصاف ہوگا اب قیامت کو
سمجھ لیگا وہی تجھ سے خدا پر اُس نے چھوڑا ہی

گڑ جاؤن مرکے مین اسی کوچے مین کاشکے / جاگین نصیب بخت کھلین میری لاش کے
لیچل یہان سے وحشت دل اب کسیطرف / اہل وطن مخل ہین مری بود و باش کے
کب جامہ زیب ہوتا یہ آگے خیال تھا / انسان کر دیا تجھے او بت تراش کے
ہوگا نہ بعد قتل بھی غسل و کفن نصیب / ٹکڑے اُڑینگے کوچۂ قاتل مین لاش کے
ناخن بدل تھی ہجر کی شب اس پلک کی یاد / کیا کیا اُٹھائے لطف جگر کی خراش کے
لوٹے گا مفت دولت دیدار مہربان / ہتے چڑھے جو آپ کسی بدمعاش کے
عاشق بنے تصدق خوبان کے واسطے / ہم لوگ آدمی نہین پتلے ہین ماش کے
خضر و مسیح گور تلک ساتھ ساتھ تھے / اللہ رے مرتبے ترے کشتے کی لاش کے

ہی گننے مین دہر کے ہر فرد ہمیشہ ال
انسان دکھائی دیتے ہین کس کس قماشکے

بدتر ہی زیست مرگ سے فرقت مین یار کی
اس زندگی سے موت ہی آجائے کاشکے

سیلاب اشک خون سے کٹتا ہی ہجر یار
ٹکڑے بھی لا بہا کے دل پاش پاشکے

موت ایسی سب کو چاہنے والو نصیب ہو
قاتل بھی ساتھ ہی عاشق کی لاشکے

خالی نہین تکلف دنیا سے فقر بھی
گدڑی مین اپنی ٹکڑے ہین دو چار تاشکے

ڈھونڈھا ہی کس ریاض سے کیا یار واہ رند
قائل ہین جستجو کے مقر ہین تلاشکے

نہ یاد وہان دکمر جائے گی
یونہین عمر اک دن گذر جائیگی

سہے کب تلک چشم تر جائیگی
یہ ندی چڑھی ہی اُتر جائیگی

زیادہ ہوا وصل سے اشتیاق
طبیعت مین سمجھا تھا بھر جائیگی

نہ دُکھے ترا دل یہ ممکن نہین
محبت ہی کام اپنا کر جائیگی

موئے پر بھی آنسو بہینگے یونہین
مرے ساتھ یہ چشم تر جائیگی

بنائی جدائی نے تیری وہ شکل
اجل دیکھکر مجکو ڈر جائیگی

رسائی سے اسکی یقین ہوگیا
وہ زلف ایکدن تا کمر جائیگی

چڑھانا نہ تم قبر عاشق یہ گل
صبا لاکے دو پھول دھر جائیگی

چلے جائینگے دم بخود ناگزیر
لیے وحشت دل جدھر جائیگی

سن او گل بہت منہ نہ چڑھ یار کے
یہ تھوڑی سی عزت اُتر جائیگی

نہ کرنا تو اس سے سوال و جواب
تری بات بھی نامہ بر جائیگی

چھپانا دوپٹے مین مُنھ چاند سا
یہ عادت بھی رشک قمر جائیگی

بس اب آپ تشریف لیجائیے
جو گذریگی مجھ پر گذر جائیگی

طبیعت کو ہوگا قلق چندروز
ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی

پری رند نے کوئی تقصیر کی
پرستان تک یہ خبر جائیگی

گئی آج اُلفت نہ کل جائیگی
یونہین جان اکدن نکل جائیگی

طبیعت کو تسکین دم بھر نہین
الٰہی یہ کیونکر سنبھل جائیگی

نظر اس پلک پر پڑے گی اگر
کلیجے یہ برچھی سی چل جائیگی

نہ کھلواؤ میری زبان چپ رہو
کوئی بات منھ سے نکل جائیگی

چھٹے گی اگر اُلفت زلف یار
تو آئی ہوئی سر سے ٹل جائیگی

جہان پر رہون گا مین ثابت قدم
یقین ہی زمین وان سے ٹل جائیگی

نہ جایا کرو بزم رندان مین شیخ
یہ مندیل اک دن اوچھل جائیگی

کرونگا جو شکوۂ رحمت عیان
زبان موم ہو کر پگھل جائیگی

رہیگا نہ یون حسن ناپائیدار
کوئی دن مین صورت بدل جائیگی

نہ دکھلائیگا منھ وہ خورشید رو
یوہین دوپہر آج ڈھل جائیگی

صفا ہی جو یہ سینۂ صاف کی
نگاہ تصور پھسل جائیگی

وہ کافر ادا اک نہ اکدن مجھے
چھلا دیگی صورت سے چھل جائیگی

نہ کر یار سے حسن مین گرمیان
اسے اوپری دیکھ جل جائیگی

شب وصل تکرار لازم نہین
کہین صبح کی توپ چل جائیگی

نہ چوٹی سنوارو برائے خدا
مجھے بنکے اژدر نگل جائیگی

طبیعت کا میرے کرو تم نہ دھیان
کسی اور سے اب بہل جائیگی

نہین رہنے کا بعد چندے یہ حال
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی

ہمین یہ نہ تھی تم سے چشم امید
کہ دو دن مین چتون بدل جائیگی

سر اسکے قدم پر سے سرکا نہ رند
کہین تیغ قاتل او گل جائیگی

رُک گیا اس پری سے جی ہی تو ہی
نہ بھی ہم سے دوستی ہی تو ہی

نہ رہا ہوش بیخودی ہی تو ہی
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہی

للہ الحمد کیا نمود ہوئی
بن پڑی ہم سے عاشقی ہی تو ہی

باہ بہ آپ کا اجارہ کیا
ہم بھی آ ئینگے گلی ہی تو ہی

وجہ آزردگی بتاؤن کیا
آ گیا رنج دوستی ہی تو ہی

ناشگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
نہ کھلی اے صبا کلی ہی تو ہی

وقت بد مین کہان جلیس وانیس
کون دے ساتھ بیکسی ہی تو ہی

دل ہمارا اُداس ہے بلبل — نہین لگتا چمن مین جی ہی تو ہی

ضبط آخر نہ ہو سکا اے رند
ہنس پڑا یار گدگدی ہی تو ہی

آہ ہی لب پہ اور نہ نالہ ہے — کیون پری دلکو کیا سنبھالا ہی
داغ دل مین جگر مین چھالا ہی — سوز الفت نے بھون ڈالا ہی
دیکھیین کب تک ہو التیام پذیر — زخم دل آج تک تو آلا ہی
اسکا دم بھر رہا ہون او قمری — سرو سا جس کا قد بالا ہی
نہین پیش نظر جو وہ خورشید — شب یلدا سے روز کالا ہی
تیرے بیمار کا ہے کام تمام — تندرستی نہین سنبھالا ہی
لیتے ہو دل تو چین سے رکھنا — مین نے نازون سے اسکو پالا ہی
مارڈ الینگے زلف کے جھٹکے — یار نے کس غضب مین ڈالا ہی
کس سے فریاد ان تو نکی کردن — جز خدا کون سُننے والا ہی
حسن بھی عشق کا ہی حلقہ بگوش — یار کے کان مین بھی بالا ہی
پہلے کا ہے کو روپ تھا ایسا — رنگ اس گل نے اب نکالا ہی
روز رہتی ہے یو ہین بیہوشی — ہوش جس روز سے سنبھالا ہی
دہن کیونکر نہ عرش پر چڑھ جاے — فکر مضمون قد بالا ہی
کیا کہون کس طرح گذرتی ہی — دن کو فریاد شب کو نالا ہی
بے مروت زمانہ کہتا ہے — نام کیا آپ نے نکالا ہی
اڑکے آئی ہین قاف سے پریان — کیا موثر ہمارا نالا ہی
افعی زلف یار سے بچنا — ڈس گیا مجھکو یہ وہ کالا ہی
نکلے پڑتے ہین آنکھ سے آنسو — کسکی زنجیر کا یہ مالا ہی
مار زلفون کی پرورش کی ہے — مین نے ان موذیون کو پالا ہی

رند کس شہ حسن پر فقیر ہوے
رنگیا یہ مرگ چھالا ہے

اپنا محبوب اپنا دلبر ہے — خواہ جلاد یا ستمگر ہے

جب سے رنجیدہ مجھ سے دلبر ہی
خاطر آزردہ دل مکدر ہے

حال درد جگر سے ابتر ہے
کچھ نہ کچھ کوفت میرے دلپر ہی

اسکے درویش باکمال ہین سب
ایک اک بوعلی قلندر ہی

قد دلدار کو کہون طوبےٰ
سرو شمشاد یا صنوبر ہی

ہوش دو دو پہر نہین آتا
بیخودی بیشتر ہے اکثر ہی

ہی قلق سا قلق مرے دلکو
دم کی مہمان جان مضطر ہی

ماتم دل مین یون گذرتی ہی
دست اور سینہ سنگ اور سر ہی

زخم ہین دل مین یا جگر مین داغ
شکر ہی شکر جو ہی بہتر ہی

کیا کہون تم سے حال زخم جگر
چار دن خشک چار دن تر ہی

صاف رکھ دل کو ہم فقیرون سے
خاکسارون سے کیون مکدر ہی

چاہیے فکر زاد راہ ضرور
رند اک دن سفر مقرر ہے

محبت عناصر مین شامل ہوئی
لہو بنکے رگ رگ مین داخل ہوئی

طبیعت پھر اک بت پہ مائل ہوئی
وہی دق ہوئی پھر وہی سل ہوئی

جلین دیر مین کیون نہ گھی کے چراغ
مراد دل اس بت سے حاصل ہوئی

بلا سے تری مین اگر مر گیا
نمود اس مین تیری تو قاتل ہوئی

ترے عشق نے بھیس بدلا نیا
محبت بلا بن کے نازل ہوئی

وہ چتون مرے حق مین سم ہو گئی
وہ میٹھی نگہ زہر قاتل ہوئی

کیا بسکہ دریوزہ دیدار کا
مری آنکھ کشکول سائل ہوئی

گلے مین رہا کچھ نہ کچھ یار کے
نہ ہیکل ہوئی تو حمائل ہوئی

کیا تو نے بھی مجھسے پہلو تہی
رفاقت وہ کیا تیری ادبل ہوئی

بوقت گلے پر چلی تیغ یار
بدشوار آسان مشکل ہوئی

مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا
جو سوچے ہوئے تھے وہ ادبل ہوئی

نہ جاتی ہی الفت نہ ملتا ہی یار
غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی

زمانہ ہو غمگین بلا سے تری
ترے گھر مین تو عید قاتل ہوئی

اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے
بصارت جب آنکھونکی زائل ہوئی

اسے میری اُلفت مین سودا ہوا
پری اپنے وحشی پہ مائل ہوئی

مثال اس سے دینی نہ تھی ماہ کو
کہ تشبیہ ناقص بھی کامل ہوئی

چمن مین بھی ہو آئے صحرا مین بھی
کہین بھی نہ تفریح حاصل ہوئی

گلا کٹ چکا میرا جھگڑا مٹا
تسلی تری ابتو قاتل ہوئی

قدم رنجہ اُس سیم تن نے کیا
یہ دولت نصیبون سے حاصل ہوئی

طبیعت رہی اپنی وقت پسند
وہی بات کی جو کہ مشکل ہوئی

دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ
ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی

کہو کچھ وہ لیجائین اپنی طرف
ہمین بات کرنی بھی مشکل ہوئی

تری تیغ کے منھ کا بوسہ لیا
خطا اتنی مجھسے تو قاتل ہوئی

یہ ہین تینون بیماریان جان گسل
محبت ہوئی دق ہوئی سل ہوئی

مین دیوانہ مجنون رہا اس کا رند
پری جبکہ لیلے شمائل ہوئی

رکھ نظر اسکی عطا پر تو خطا سے پہلے
خوف کو دخل نہ دے دل مین رجا سے پہلے

نیست نابود ہوا ہون مین فنا سے پہلے
مرچکا اے ملک الموت قضا سے پہلے

سلسلہ تھا نہ کسی زلف رسا سے پہلے
مین نہ آگاہ تھا اس دام بلا سے پہلے

یون نہ ٹھکراتے تھے تم گور غریبان کو کبھی
نہ جھکے چلتے تھے مزار شہدا سے پہلے

کون کہتا تھا ترے قد کو بھلا سرو روان
کس نے تشبیہ یہ دی تھی شعرا سے پہلے

اسطرح پھیل کے سوتے تھے شب وصل مین کب
تھوڑے تھوڑے ہوے جاتے تھے حیا سے پہلے

کوئی جھونکا جو کبھی باغ سے آجاتا ہے
پوچھ لیتا ہون خبر گل کی صبا سے پہلے

استخوان بعد فنا بھی نہ مرے ہونگے تلف
اُڑ کے آجائیگا سگ یار ہما سے پہلے

تھی نہ پامالی عشاق تمھین مد نظر
راہ کب چلتے تھے اس ناز و ادا سے پہلے

مرض عشق مین کی بعد مسیحا سے رجوع
رکھ لیا لکھکے کفن خاک شفا سے پہلے

تھام لیتے ہو جگر اب جو ہوئے ہو ہمدرد
دل نہ دکھاؤ کبھی عاشق کی صدا سے پہلے

قصد کرتا ہے عبث اب مری پامالی کا کو
بس چکا ہون ترے ہاتھونپہ حنا سے پہلے

یاد فرمائے اگر بزم مین اپنے وہ گل — اُڑ کے پہونچے یہ ہوا خواہ صبا سے پہلے
وہ مزے اب نہین ملتے مجھے بیباکی مین — لطف اُٹھے جو تری شرم حیا سے پہلے
کعبۂ کوچۂ دلدار کی جانب اے شوق — مردم چشم پھرین قبلہ نما سے پہلے
میرزا یا نہ قدم رکھتے تھے ہنگام خرام — یون اُلجھتے تھے نہ دامان قبا سے پہلے
سرفروشی کا جو ہی معرکۂ عشق مین مقصد — استعانت بھی طلب کر شہدا سے پہلے
پیش ازین داغ جگر اپنا بھی کیا کیا چمکا — عشق کامل تھا کسی ماہ لقا سے پہلے
دیکھ گزار و زبون چھوڑ نہ مجکو سگ یار — لطف ان ہڈیون کا چکھ ہما سے پہلے

تنقیہ خون کا مقدم ہی جنون مین اے رند
فصد اگر ہو تو مناسب ہی دوا سے پہلے

ہزار دن خون ہوئے سیکڑون جلال ہوئے — تمھارے ہاتھ جو مہندی سے لال لال ہوئے
ترقیان ہوئین انکی ہمین زوال ہوئے — وہ بڑھ کے بدر ہوئے گھٹ کے ہم ہلال ہوئے
کسی کی ابروِ خمدار نے ہلاک کیا — نہ پوچھو کونسی تلوار سے نڈھال ہوئے
نہ پایا آپ کو دولتسرا مین جب مشفق — ہزار طور کے دل کو مرے خیال ہوئے
بھڑا کے تجھ سے الگ ہو گئے سب دو قاتل — کسی کا کیا گیا ہم مفت مین حلال ہوئے
جنون اگرچہ ہمین ہر برس ہوا لیکن — یہ دلولے نہ ہوئے تھے جو ابکی سال ہوئے
ہوا نہ سامنا دنیا مین کس کس آفت کا — دو روزہ زندگی مین سیکڑون ملال ہوئے
خیال آتا ہی جب دم اُلجھنے لگتا ہے — وبال جان کے لیے لمبے لمبے بال ہوئے
بڑے ہی لستے ہین بل تیور یونہین جب دیکھو — بڑا غضب ہوا صاحب جو خوشجمال ہوئے
قفس مین طاقت پرواز اُڑ گئی صیاد — یہ ضعف ہی کہ مجھے بال و پر وبال ہوئے
شب وصال کا کیا ماجرا بیان کرون — نہ پوچھیے یہ حقیقت عجیب حال ہوئے
سوال کرتے تو کر بیٹھا اُن سے بوسہ کا — مین زرد ہو گیا غصے سے وہ جو لال ہوئے
کبھی جو بیٹھتے اُٹھتے ہم اُس گلی مین سے — وفور ضعف سے غش آ گیا نڈھال ہوئے
نہین جو آپکی سرگوشیان رقیبون سے — ہزار شک ہوئے کیا کیا نہ احتمال ہوئے
نہ ہوگا ہمساز مانے مین دوسرا غمدوست — کسی کو رنج ہوا ہم شریک حال ہوئے
بتاؤ کس سے حق آشنائی صرف کیا — تمھارے واسطے کس کس کے غیر حال ہوئے

عجیب حال رہا عارضے مین فرقت کے
کبھی نڈھال رہے اور کبھی بحال ہوئے

دیا ہی عارض جانان پہ خال نے جو حسن
تل اس طرح کے بھی چہرونپہ خال خال ہوئے

وہ شوخ کرتا ہی مہندی لگاکے مشق خرام
کوئی پسے نہ پسے ہم تو پائمال ہوئے

مریض آپکے فی الجملہ رو بصحت ہین
سنا ہی اگلے بہ نسبت تو کچھ بحال ہوئے

دعائے مغفرت انکی کرو اٹھاکر ہاتھ
تمھارے ہجر مین جن لوگون کے وصال ہوئے

سوائے رنج و غم و درد کچھ نہ پھل پایا
لگا کے آپ سے دل کو بہت نہال ہوئے

لگایا کرتے ہین مجذوب کی طرح سے بڑ
سنا ہی نند بھی درویش باکمال ہوئے

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے
تکتے تکتے راہ تیری مر چلے

ابرو و مژگان کی الفت چھٹ چکی
اب چلے تلوار یا خنجر چلے

سحر ہووے جسکے آگے سامری
ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

نقش پائے رفتگان ہون کیا نمود
سر کے بل اس کوچے مین اکثر چلے

آگے آگے ہم تھے راہ عشق مین
پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے

دیکھیے منزل پہ پہونچین کب تلک
شام سر پر آگئی دن بھر چلے

اتنے دیوانے ہوئے تیرے پری
شوق سے مقتل پہ لے بستر چلے

خاک اڑاتے سر پہ مثل گرد باد
یون چلے ہم جسطرح صرصر چلے

حیف ہی کی زندگانی نے دغا
آتے آتے موت کے ہم مر چلے

میرے اشکونکا غضب طوفان ہی
ناؤ لیکر نوح پیغمبر چلے

ہین رواں تار نظر پہ یون سرشک
ریسمان پہ جیسے بازیگر چلے

کر عمل اے نند قول درد پر
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

صدمۂ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہو جائے
دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہو جائے

جو میسر رہ الفت مین شہادت ہو جائے
فخر کونین ہو عاشق کی سعادت ہو جائے

نہین اقرار نہ باقی تو اشارت ہو جائے
اسطرف بھی نظر لطف و عنایت ہو جائے

چھوٹیے روز کے دھڑکون سے فراغت ہو جائے
ہول مٹ جائے کہین روز قیامت ہو جائے

آج کل طالع برگشتہ کا اُلٹا ہے اثر
نقش جب لکھوں تو تعویذ عداوت ہوجائے

تیری تصویر جو لیجا کے لگا دوں اد بُت
دیر درگاہ بنے جائے زیارت ہوجائے

پڑھکے قرآن جو مری روح کو بخشے تو ثواب
چین آجائے مجھے گور مین راحت ہوجائے

یک قلم درج ہین حسن نمکین کے اوصاف
میرا دیوان نہ کیون کان ملاحت ہوجائے

اپنے بیمار کے گھر چلیے کسی حیلے سے
تمپہ چھڈانہ رہے اسکی عیادت ہوجائے

دم نکلجائے جو فرقت مین تو بہتر ہی ولا
بات رہجائے تری رفع ندامت ہوجائے

نام لے بیٹھون محبت کا جو اُسکے آگے
ظلم ہوجائے مری جان پہ آفت ہوجائے

سر و قد گر نہین اُٹھتے تو بد سے لیے زانو
میری تعظیم علی قدر مراتب ہوجائے

تھا زلیخا کو دیا مژدۂ وصل یوسف
مجکو بھی عالم رویا مین بشارت ہوجائے

اپنے یوسف کی جدائی مین تعجب کیا ہی
مثل یعقوب اگر ضعف بصارت ہوجائے

کیا عجب شعبدۂ چشم فسونگر سے اگر
سحر کو رتبہ اعجاز و کرامت ہوجائے

سن کے آواز مرے رونیکی جھنجلا کے کہا
یاالٰہی اسے موت آئے یہ غارت ہوجائے

اب کبھی ہوگا نہ حاضر در دولت پہ فقیر
گالی یا بوسہ جو دینا ہو عنایت ہوجائے

ہاتھ اس فتنۂ دوران سے اُٹھاؤنگا نہین
حشر برپا ہوا اب آمین کہ قیامت ہوجائے

آدمی کیا تپ فرقت وہ بلا ہی اے رند
دیو بھی ہو تو اُسے ضعف و نقاہت ہوجائے

حیران سے ہین آئینے مین رخسار کو تکتے
عاشق کیطرح آپ ہین دیوار کو تکتے

دل جوئی ملازم کی ہی سرکار کو منظور
کس میٹھی نظر سے ہین نمکخوار کو تکتے

کیا جھوم کے ابر آیا ہی قبلہ کی طرف سے
میخوار ہین سب خانۂ خمار کو تکتے

گلگشت چمن تجکو مبارک رہے بلبل
ہم چاک قفس ہی سے ہین گلزار کو تکتے

اب زیست سے عاشق کی جو مایوس ہوئے ہین
کس یاس سے ہین صورت بیمار کو تکتے

تا شب سحر ہجر جھپکتین نہین آنکھین
کٹ جاتی ہین راتین در و دیوار کو تکتے

مانند حباب لب جو پھوٹتین آنکھین
گل ایک طرف ہم جو کبھی خار کو تکتے

جس روز سے مسدود کیے آپنے روزن
رہگیر کنکھیون سے ہین دیوار کو تکتے

جو جنس کہ مطلوب تھی رندون نے خریدی
زہاد کھڑے رہگئے بازار کو تکتے

ن
دیدار

دل ہی نہین رکھتے کسی دلبر سے غرض کیا
کچھ بیچتے ہم بھی تو خریدار کو تکتے

واقف کبھی ہوتے جو توکل کے مزے سے
مفلس کبھی دنیا مین نہ زردار کو تکتے

قد دید کے قابل ہی وہ پستانکے سبب سے
دنیا مین ہین سب نخل ثمر دار کو تکتے

وہ زمزمہ پیرا ہون جو ہو جاتا ہون خاموش
مرغان چمن ہین مری منقار کو تکتے

تقدیر اسے کہتے ہین کہ پٹ پڑ گئی تلوار
مشتاق شہادت کے رہے دھار کو تکتے

ہر نخل ہی قدرت کی دو رنگی کا نمونہ
گل کو کبھی تکتے ہین کبھی خار کو تکتے

جب جوش مین آتا ہی ترا قلزم رحمت
حسرت سے فرشتے ہین گنہگار کو تکتے

دنیا کا عجب حال ہی اے رند نہ پوچھو
احباب ہین احباب کی دستار کو تکتے

میکشی پہ مجھے لہراتی ہی کیا کیا بدلی
یاد دلوارہی ہی ساغر و مینا بدلی

گل تھے جسجا پہ وہان خار ہین سبحان اللہ
کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی

طرز بارش مرے رونے سے اسے یاد آئی
ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقا بدلی

قلزم اشک جو فرقت مین ہو طوفان زا
دیکھنا بہہ گئی بشکل کف دریا بدلی

دفعۃً ہو گئی صحت مجھے بیماری سے
کیا دوا نسخے مین اے میرے مسیحا بدلی

نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو
آنکھ بیمار سے کیون اپنے مسیحا بدلی

سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا رند
چتون اس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

رشک سا لعنت کم نہین کچھ کاٹ سے شمشیر کے
کٹ گیا پروانہ شب کو نام سے گلگیر کے

رشک آتا ہی مجھے طالع پہ اس نخچیر کے
بنکے لو وہ رہ گیا آگے جو تیرے تیر کے

عفو کر دیگا وہ گو لائق ہون مین تعزیر کے
آگے آمرزش کے کیا رتبے مری تقصیر کے

تلخکامی کے مزے سے ہون ازل سے آشنا
عہد طفلی مین پیا ہی زہر بدلے شیر کے

کونسے مجنون کو گاڑا ہے مسلسل الجنون
سنتے ہین زیر زمین نالے صدا زنجیر کے

کان تک جھنکار پہونچی جسکے دیوانہ ہوا
کیا جنون انگیز نالے ہین مری زنجیر کے

دل جگر دونون ہدف کرتے ہین بہر امتحان
دیکھنے ہین ایکدن بلے تمھارے تیر کے

ناوک مژگان پہ تیرے جان قربان کیجیے
لاگ ہی مت سے دلکو توڑ سے اس تیر کے

عشق ابرو و مژہ میں جان بلب ہیں سیکڑوں　　تیر کے زخمی ہیں کچھ گھائل ہیں کچھ شمشیر کے

شمع روشن ہو گئی گذرا ہجر کا روز سیاہ　　وصل کی شب آئی جاگے بخت اب گلگیر کے

ہو گئے ایسے جوانمردوں کے دست نور شل　　خرس روبہ بازیاں کرتے ہیں آگے شیر کے

خود بخود نامہ لپٹ جائیگا کھلکر قاصدا　　بے پڑھے سمجھے گا وہ مطلب مری تحریر کے

آب باقی ہو اگر قاتل تو کر دے حلق تر　　لے رہے ہیں ہچکیاں بسمل تری شمشیر کے

جل مثال تیغ وصف ابروِ خمدار میں　　آج دکھلاوے زبان جوہر مری تقریر کے

قید میں بھی ہیں جنوں وہی نظارہ بازیاں　　عالم چشم پری حلقوں پہ ہے زنجیر کے

ہے بعینہ ابروِ قاتل علی کی ذو الفقار　　پوچھئے روح الامین سے کاٹ اس شمشیر کے

پھرتے ہیں کوہ و بیاباں میں لپیٹے منہ پہ خاک　　شکل دکھلائیں کسے جویا تری تصویر کے

ایک درم حاصل ہوا کا ہے نہ جز داغ جگر　　مال دنیا میں یہ سکے تھے مری تقدیر کے

جو کڑی اپنی ہرن بھولیں تو وہ صیاد ہے　　پھول جائیں تیرے آگے دست و پا نخچیر کے

عرش و کرسی تھرتھرا اٹھیں جلا دوں نالہ کر　　فائدہ کیا کھینچنے سے آہ بے تاثیر کے

شرم آتی ہے کروں اے رشک یوسف کیا بیان　　خواب وہ دیکھا ہے جو قابل نہیں تعبیر کے

عشق نے طفل ہوس کے کیا کشتہ مجھے　　ہے یقیں ہوں خاک میں میری جو امس اکسیر کے

گر پڑیں آنسو کلیجہ منہ کو آ جائے ترا　　کان تک پہونچیں اگر نالے کسی دلگیر کے

قتل کرتا ہے ہزاروں کو خم ابروے یار　　کام لیتا ہے وہ بے چلے کمانچے تیر کے

جب سے پہنی ہے گلیمیں اس سپہر حسن نے　　ماہ کامل سب ستارے بن گئے زنجیر کے

چھد گئے دل اور جگر دونوں خدنگ ناز سے　　ایک تیر اس ترک کا ہے پار دو نخچیر کے

سر نہ سرکاؤں تہ خنجر شہادت گاہ میں　　آبرو رکھنا الٰہی واسطے شبیر کے

رند لیں اصلاح کس سے خواجہ آتش کے سوا
ہو چکے ہیں دس برس آگے مرید اس پیر کے

ترک کرنی تجھے اے شوخ ملاقات نہ تھی　　کہ عشق کی میرے یہ مکافات نہ تھی

آپ آ سکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی　　بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی

کیا تکلف تھا بھلا قیس میں جو مجھ میں نہیں　　عاشقی حصے میں اسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی

تب سے وارفتہ ہوں اے یار ترے جلوہ کا　　جسد و روح میں بھی جبکہ ملاقات نہ تھی

زندگی ہوگئی آنے سے تمھارے ورنہ
جاتی بے جان لیے آجکی وہ رات نہ تھی

بوئے یوسف کے سوا مصر سے کیا لاتی نسیم
اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی

فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر فرہاد
معجزہ عشق کا تھا اسکی کرامات نہ تھی

یہ بھی احسان ہی تیرا جو دیا دوزخ بھی
میرے اعمال کی تو یہ بھی مکافات نہ تھی

عمر بھر بے مے و معشوق کے روتے گذرے
ہنسکے کٹجاتی سو ایسی کوئی برسات نہ تھی

نشے سے صورت تصویر تھا بیخود ہر مست
تھا مرقع کا ورق بزم خرابات نہ تھی

وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت دلکو
تب وہ بیدار ہوئے نیند سے جب رات نہ تھی

ایک کلمے میں کیا تونے دو عالم کو مطیع
اسم اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی

چشم بد دور نظر بھر کے نہیں دیکھ سکا ہو
نور کی چیز تھی اے شوخ تری گات نہ تھی

ہاتھ پہونچا ہی وساطت سے حنا کے ورنہ
پاؤں کو ہاتھ لگانیکی کوئی گھات نہ تھی

کیا سبب آپکے تشریف نہ لانیکا ہوا
راستے بند نہ تھے شہر کے برسات نہ تھی

کیا تعجب ہی جو وہ جام دیے سب سے سوا
کب مرے حال پہ ساقی کی عنایات نہ تھی

چار دن زیست کے جو چاہے سو کہلے اے رند
پیش از زمین خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

پری کا منھ ہی تیرا حور کا سا جسم پایا ہے
خدا نے ہاتھ سے اپنے تجھے او بت بنایا ہے

شب مہتاب میں وہ مہروش جب یاد آیا ہے
تو مجکو صبح تک اختر شماری نے جگایا ہے

مجال غیر کیا ہی وہ بگاڑیگا تو بگڑون گا
مجھے جس نے کہ مشت خاک سے انسان بنایا ہے

کبھی جو حور وش دلدار کے کوچے سے گذرا ہون
بہار باغ جنت کا مزا دل نے اٹھایا ہے

کیا ہی خواب سے بیدار اکثر اس پری رو کو
مگر فتنہ خوابیدہ کو مین نے جگایا ہے

جلائے ہین نحوست نے ہماری سیکڑون گلشن
وہان بجلی گری ہی آشیان جس جا بنایا ہے

عوض اللہ لیگا ہم سے مظلومونکا ظالم سے
خدا اسکو ستائیگا ہمین جس نے بنایا ہے

دم سیر اس نے روندا ہی گلون کو زیر پا اکثر
چمن مین بارہا بلبل کو کانٹون پر لٹایا ہے

پہونچتی ہی رہی ایذا یہ ایذا دست گلچین سے
عجب ساعت سے اگر آشیان مین نے بنایا ہے

نہین رکھا کبھی اپنے لیے اسباب دنیا کو
لٹایا ہی خدا کی راہ مین جو ہاتھ آیا ہے

دوا بھی ہجر مین اب ناموافق ہی طبیعت سے
ہوا ہی درد سر دونا اگر صندل لگایا ہے

کبھی وہ دن بھی ہو جو ساتھ سوئے چین سے سوئیں
بہت اب طالع خفتہ نے راتوں کو جگایا ہے

جگر کیونکر نہ ہو خون عشق میں لالہ عذاروں کے
مہینوں میں نے دل میں داغ الفت کو چھپایا ہے

جنون کا جوش ہے دیوانے زنجیریں تڑاتے ہیں
کسی رشک پری نے طوق منت کا بڑھایا ہے

برابر آکے عارض کے گہر نے گوش جاناں کے
قران مشتری ماہ کا عالم دکھایا ہے

جسے چاہا ہے میں نے وہ ہوا ہے جان کا دشمن
کیا ہے تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہے

دیے ہیں آسمان تو نے زیادہ رنج راحت سے
ہنسایا ہے اگر دم بھر تو پہروں پھر رلایا ہے

سدا تصویر کی صورت جو حیران رہتے ہو لے رند
کسی آئینہ رو سے پھر کہیں کیا دل لگایا ہے

سب دھری رہ جائیگی تیغ آزمائی آپ کی
چار تلواروں میں شل ہوگی کلائی آپکی

خلق ہوگی اسکی دشمن جو تمہارا دوست ہو
کرتی ہے بیگانہ سب سے آشنائی آپکی

باز آیا بندگی سے میں تمہاری لے بتو
کیا ملائے گی خدا سے آشنائی آپکی

ہم تو ملنے سے تمہارے ہو چکے تھے ناامید
شکر ہے اللہ نے صورت دکھائی آپکی

جب تلک بشاش دیکھا آن بیٹھے کوئی دم
اٹھ گئے صحبت سے جو مرضی نہ پائی آپکی

یاد رکھیے اسکو مشفق دیکھیے گا صبح و شام
کیا کریگی جامہ زیبی میرزائی آپکی

کفر اور اسلام میں باقی نہیں اب امتیاز
کلمہ گو ہے لے بتو ساری خدائی آپکی

پاس خاطر ہے خدا کو بھی تمہارا اے بتو
کیجیے خون مسلمان اب بن آئی آپ کی

بے تکلف ہو جیے للہ منہ دکھلائیے
نقد جان حاضر ہے یاں بھی رونمائی آپکی

شکر ہے تم کو شہ خوبان کیا اللہ نے
جس سے سنتا ہوں وہ دیتا ہے دہائی آپکی

کون پھانسی دے گلے کو کون کاٹے دیکھیے
آجکل کرتی ہے کیا بے اعتنائی آپکی

دیکھکر روئے منور رشک آئے حور کو
ہاتھ ملوائے فرشتوں کو کلائی آپ کی

ترک الفت رند سے اچھی جہت بہتر نہیں
شہرۂ آفاق ہوگی بے وفائی آپ کی

چمن میں آمد آمد ہے خزان کی
عبث بلبل نے طرح آشیان کی

خوشی آئی ہے انہیں اب وضع بانکی
کمر پر رہتی ہے کاکل میان کی

کرے گی دیکھیے کس کس کو سیدھا
یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی

بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی

تن خاکی سے نکلے بھی کہین روح
پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی

عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا ئو
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی

اکیلے جاتے ہین رہ رو عدم کے
نہین اس رہ مین حاجت کاروان کی

پھنسا کس پیچ مین او عشق پیچے
عبث تقلید کی زلف بتان کی

وہی آزار ہے پھر جس مرض سے
کئی بار او مسیحا گور جھانکی

اجل جلد لے چل اس مکان سے
چھٹی ہے سیر مجھسے لامکان کی

اسے دھوکا تھا جانبازی مین میری
لگا کر تیر کو خاطر نشان کی

شب فرقت مین نیند آتی ہے کسکو
شکایت تا سحر ہے آسمان کی

نہ آئین گے چمن مین سیر کو بھی
اگر مرضی نہین ہے باغبان کی

اگر وہ ماہ پیکر اس مین جھولے
ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی

دماغ جان کیا تازہ صبا نے
جو چھوا وہ کاکل عنبر فشان کی

برا مانا کبھی جو بات اچھی
یہ دیکھو بد گمانی بد گمان کی

ہر اک بوسے نے جان تازہ بخشی
کرون کس منہ سے تعریف اُس دہان کی

جو کیفیت اٹھایا چاہو اے رند
تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

اب تو یہ زور ناتوانی ہے
مجھسے سر سے بھی سرگرانی ہے

شور کیون کر رہے ہین مرغ چمن
کس کی تربت پہ نوحہ خوانی ہے

دیکھیے کتنے خون ہوتے ہین
آج پوشاک ارغوانی ہے

شوق دیدار مین ہے یان اپنی
یار کا قول لن ترانی ہے

ہے وہ تصویر دست قدرت کی
کار بہزاد ہے نہ مانی ہے

لیچل اب سوئے دشت او وحشت
ابھی صحرا کی خاک اڑانی ہے

موسے باریک کیجیے گردن
انکو تلوار آزمانی ہے

ہاتھ جاتا نہین گریبان تک
تنگ کرتی یہ ناتوانی ہے

دور ساغر نہ ہم تک پہونچا
واہ کیا دور آسمانی ہے

مثل گندم ہوئے ہین سینے چاک
جیسے محرم کسی کی نہانی ہی

نخل ماتم پہ آشیان ہی مرا
زمزمہ میرا نوحہ خوانی ہی

نہ کہوگے جو حال دل اے رند
گھٹ کے مرجاؤگے جوانی ہے

فصل گل آئی جنون سلسلہ جنبان ہوئے
یارب آباد کہین خانۂ زندان ہوئے

گاہ بیگاہ ادھر بھی رُخ مژگان ہوئے
اس طرف بھی کرم خنجر برّان ہوئے

رشک فردوس مکان ہی ترا اے غیرت حور
پان کی دربانی کو زیبا ہی جو رضوان ہوئے

طبع قاتل کی طرح موت بھی ہی مجھسے خلاف
کیون نہ برگشتہ دم خنجر برّان ہوئے

بہر تزئین اگر اس مہ کو ہو افشان کی تلاش
کٹکے سورج کی کرن صورت افشان ہوئے

قد کشی جب تجھے زیبندہ ہی اے سرو چمن
یار کی طرح اگر تو بھی خرامان ہوئے

خط آزادی اسیران محبت کو ملے
خط کہین یار کے عارض پہ نمایان ہوئے

کھولے اوراق کو غنچو نکے صبا آئے بہار
باغ مین بلبلون کو درس گلستان ہوئے

کوتہی کا نہین ہنگام یہ اے دست جنون
چاک جو جیب کا ہو تا سر دامان ہوئے

دیدۂ و دل نے کیا عشق پریرویان فاش
راز کس طرح تنگ ظرفون سے پنہان ہوئے

زلف سرکے وہ رُخ اپنے فقرا کو دکھلائے
یا الٰہی سحر شام غریبان ہوئے

ہنس کے تلوار لگائی ہی مجھے قاتل نے
دہن زخم مرا چاہیے خندان ہوئے

شوق نظارہ رہے چاہیے مرتے دم تک
جان لب پہ ہو مگر رخ سوئے جانان ہوئے

جانتے ہین یہ صنم ہم سے ہوا کار ثواب
ہاتھ سے ان کے اگر خون مسلمان ہوئے

سرمگین چشم کا شہرہ جو رہا یون چندے
چاہیے سارا جہان شہر خموشان ہوئے

ایکدم دست حنائی مین اگر تو رکھے
وہین تسبیح گہر سبحۂ مرجان ہوئے

جان نثاری کو بہر طور رضامند ہو نہین
جو خوشی آپ کی جو آپکا فرمان ہوئے

پھول توڑون تو چبھین ہاتھ مین میرے کانٹے
عیش چاہون تو وہین رنج کا سامان ہوئے

جان و دل پیشکش یار کرین گے اے رند
اور کیا بے سروسامانون سے سامان ہوئے

مے پلا ایسی کہ ساقی نہ رہے ہوش مجھے
ایک ساغر مین دو عالم ہون فراموش مجھے

سوزش دل کے بیان کرنے مین رسوائی ہے
شمع سان میری زبان رہنے دے خاموش مجھے

باغ عالم مین ہون کس نغمہ سرا کا مشتاق
رنگ گل خلق کیا، ہے ہمہ تن گوش مجھے

تیرے کوچے سے بڑھیگا نہ جنازہ میرا
بعد مردن نہ دیا تونے اگر دوش مجھے

رہنے دیتے نہ مرقع مین جہان کے افلاک
مثل تصویر اگر پاتے نہ خاموش مجھے

یاد مین جسکے مین بھولا دو جہان کو افسوس
اپنی خاطر سے کیا اس نے فراموش مجھے

جیتے جی رنج مین تھا مین سے سو یا پس مرگ
دامن دایہ ہوا گور کا آغوش مجھے

دیکھون کیا اسکے عوض کھینچنے ہون خمیازے
چشم مست اپنی دکھاتا ہے وہ مینوش مجھے

پہلے ہی فقر و فنا سے مین ہوا ہون آگاہ
روز مولود کیا ہے کفنی پوش مجھے

اے جنون قید تعلق سے چھوڑا بہر خدا
تنگ رکھتے ہین نہایت خرد و ہوش مجھے

غنچہ سان حال دل زار رہا دل مین گرہ
نہ ملا باغ جہان مین شنوا گوش مجھے

گنگ کی طرح اشارہ بھی نہین کر سکتا
سرمگین چشم نے ایسا کیا بیہوش مجھے

حسب خواہش سے مری ہے مری تقدیر خلاف
نیش ہاتھ آیا جو درکار ہوا نوش مجھے

مجھکو درکار نہین چادر گل گور پہ رند
داغ حسرت ہی مرے رکھینگے گل پوش مجھے

آج گلشن مین کون آتا ہے
گل جو پھولا نہین سماتا ہے

دیکھون طالع کی اب رسائی کو
میری بگڑی کو کیا بناتا ہے

دل دیا اب تو ایک کافر کو
دیکھیے کیا خدا دکھاتا ہے

عمل خیر کر لے کچھ غافل
وقت فرصت وگرنہ جاتا ہے

رو کے کرتا ہون عرض حال اگر
تو ہنسی مین مجھے اڑاتا ہے

بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے
خضر رستا کسے بتاتا ہے

شوق نظارۂ جمال سے مجھے
کو بکو در بدر پھراتا ہے

شاہ راہ عدم کا حال نہ پوچھ
ایک آتا ہے ایک جاتا ہے

نہ ملے گا زیادہ قسمت سے
رنج بیہودہ کیون اٹھاتا ہے

عشق مین رکھ نہ زندگی کی امید
یہ مرض گور ہی جھنکاتا ہے

ہم کبھی سوئے عدم چلواے رند
قافلہ روز یان سے جاتا ہے

اُس نے صید حرم کو مارا ہی
آہو وحشت وان چکارا ہے

ماہ رو بام پر سدھارا ہے
اوج پر اب مرا ستارا ہے

رہتی ہی شکل یار کی دل مین
پری کو شیشے مین اُتارا ہے

آدمی میرے منھ چڑھیگا کیا
بارہا دیو کو اُتارا ہے

رات کو دن کیجیو لا شا
زلف شبگون نے مجکو مارا ہے

فضل اللہ بس ہی مشکل مین
عدو غیر ناگوارا ہے

ہی ہو یہ مرتبہ ہما کے لیے
تجھ پہ صدقے نگر تارا ہے

حسن ہی شرط شاہ ہو کہ فقیر
عشق ہونے مین کیا اجارا ہے

ہم نہ دیکھین تو دید کا ہی قصور
وہ تو ہر جا پہ آشکارا ہے

منھ چھپایا ہی اُس نے زلفون مین
سنبلہ مین مرا ستارا ہے

سرخرو کیون نہ ہون شہید دنین
سبزہ رنگون نے مجکو مارا ہے

باغ چھوڑا آرہین گے صحرا مین
وان بھی گلچین کا کیا اجارا ہے

نالے کرتے نہین اثر او بت
دل ہی تیرا کہ سنگ خارا ہے

جان دیتے ہین تیغ ابرو پر
واہ کیا حوصلہ ہمارا ہے

رند سے بیوفائی خوب نہین
عاشق باوفا تمھارا ہے

تجھے دیکھے دل جان کھونا پڑا ہی
غرض ہاتھ دونون سے دھونا پڑا ہی

یہ رونا یہی ہی تو بہوینگی آنکھین
مجھے اب تو آنکھون کا رونا پڑا ہی

محبت مین رسوا سا رسوا ہوا ہون
زمانے سے محجوب ہونا پڑا ہی

رہا زندہ فرقت مین شرمندگی ہی
منھ اشک ندامت سے دھونا پڑا ہی

کئے سیکرون گھر محبت نے غارت
سنو جس محلے مین رونا پڑا ہی

مین پاتا نہین دلکو سینے مین اپنے
کئی دن سے خالی یہ کونا پڑا ہی

سمجھتا تھا مین دلگی دل لگانا
سو اب جان کا ہائے رونا پڑا ہی

ہنسے تھے کبھی رکھکے منھ اسکے منھ پر
سو منھ ڈھانک کر آج رونا پڑا ہی

مرے گھر مین آنیکی اُسکے خوشی ہی
گھر و نہین رقیبون کے رونا پڑا ہی

مرے ساتھ سوتا نہین یار آکر
اسی بات کا ہاے رونا پڑا ہی

پلنگ ایک جانب کو اوندھا ہوا ہی
کسی سمت اُلٹا بچھونا پڑا ہی

سہری پہ ہوتا ہی تابوت کا شک
نہ مرنا پڑا ہی نہ سونا پڑا ہی

کرو چل کے آباد اب گور اے رند
بہت دن سے سونا وہ کونا پڑا ہے

آزاد ہون آگاہ ہین سب میرے لقب سے
کچھ کام نہین مجکو حسب سے نہ نسب سے

ہی کون بچائے جو ترے قہر سے یارب
تجھسے ہی امان مانگتا ہون تیرے غضب سے

شانون سے ہون نیچے کہین وہ کاکل مشکین
دل منتظر آفات سماوی کا ہے کب سے

جانبازی نہ کی معرکۂ عشق مین کس روز
میدان مین رہا چار قدم آگے ہی سب سے

اُمید ہی بخشش کی تو ہی ذات سے تیری
اور خوف بھی ہی دل مین تو ہی تیرے غضب سے

جز شکر کے شکوا نہ کبھی آئے زبان پر
انسان ہی باہر نہ ہو تو مرضی رب سے

غنچہ دہنو ہم تمھین کیا یاد کرین گے
دو بوسون کے شرمندہ نہین ایک کے لب سے

دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہی اے چرخ
ایذا ہی اُٹھاتے رہے پیدا ہوئے جب سے

دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت
اللہ بچالے جو مجھے ہجر کی شب سے

آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا
دیوانہ ہون اس شک پریزاد کا تب سے

بڑھ چلنا قد یار سے زیبا نہین تجکو
باہر نہ ہو اے سرو چمن حد ادب سے

مطلب نہین کچھ اہل دول سے مجھے اے رند
سائل ہی یہ درویش شہنشاہ عرب سے

اسکو بھی وہ چاند سا مکھڑا دکھایا چاہیے
رنگ روے شمع محفل کو اڑایا چاہیے

فصل گل ہی جیب کے ٹکڑے اُڑایا چاہیے
طاقت دست جنون کو آزمایا چاہیے

عذر تقصیرات مین دن رات رویا کیجیے
نامۂ عصیان کے لکھے کو مٹایا چاہیے

جی مین ہی اکبار اس سے مانگیے طبل و علم
ہمت بچرخ دنی کو آزمایا چاہیے

قید حسرت سے رہائی ہے دیوانگی ہو
اے پری للہ پھر صورت دکھایا چاہیے

کب سے ہین مشتاق آنکھین جلوۂ دیدار کی
مثل موسیٰ طور پر ایک روز جایا چاہیے

اہل کعبہ کو تنفر مجھسے بیزار اہل دیر
اب جدا ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنایا چاہیے

ہم نے مانا یہ کہ تم یوسف ہوا اپنے وقت کے
پر کسی صورت نقاب اب تو اُٹھایا چاہیے

دور ہو تا رج ظاہر سے کثافت جسم کی
گھاٹ پر اسکی سرو ہی کے نہایا چاہیے

آپ کی تلوار سنتے ہین بہت ہی آبدار
پیاس اک دن تو ہماری بھی بجھایا چاہیے

بے تکلف ہم بھی ہون وہ شیخ بھی ہو بیحجاب
آپ بھی ے پیجیے اسکو بھی پلایا چاہیے

حشر کے دن بھی نہ کشتے کر سکین تا عرض حال
سنگ سرمہ تیغ قاتل کو چٹایا چاہیے

ضعف نے تو کر دیا بیدست و پا کہتا ہی شوق
سر کے بل کوچے مین اس قاتل کے جایا چاہیے

عاشق رند سے سینان ہو نہین بیمار اداجل
ہنکے صورت حور کی مجھ پاس آیا چاہیے

شیخ غش کرتا ہی نام عنبر فردوس پر
کاکل مشکین کی بو اس کو سنگھایا چاہیے

حسن کا افسانہ کیسے بھی تو اہل درد سے
قصہ یوسف زلیخا کو سنایا چاہیے

نسخہ آتش مناسب ہی اگر غش آئے رند
آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیے

راہ طلب مین اسکی نہ ہم خستہ جان تھکے
سر سے چلے ہین پاے تجسس جہان تھکے

پھوٹے وہ آنکھ جو کرے تجھ پر نگاہ بد
اوبت بُرا کہے جو تجھے وہ زبان تھکے

مجنون سے اب چلا نہین جاتا خدا کرے
ناقے کا پاؤن ہاتھ ترا ساربان تھکے

تو ایک کے بھی اسے سرے یوسف نہ آیا ہاتھ
کیا کیا تلاش مین نہ ترے کاروان تھکے

درویش ہین مقام ہمارا ہی ہر جگہ
سمجھے اسی مکان کو تکیہ جہان تھکے

گر نا نہ تھا بہار مین او برق بے وفا
ہم جمع کر کے خار و خس آشیان تھکے

دو چار گام یان سے ہی دولت اے دوست
تو ہین یہ پاؤن دیکھو تو آ کر کہان تھکے

وہ دشت گرد ہون مین کہ ہمراہ میرے رند
اہل زمین چل نہ سکے آسمان تھکے

کیا ہوا یار جو آنکھون سے نہان رہتا ہی
ذکر خیر آٹھ پہر ورد زبان رہتا ہے

حسن اور عشق مین آخر یہ ہوئی یک رنگی
مجکو غش رہتا ہی انکو خفقان رہتا ہے

اثر عشق رہے ترک محبت پر بھی لو
زخم بھر آتا ہی پر اسکا نشان رہتا ہے

قول ہی پیر مغان کا اسے سب یاد رکھین
تا ابد نام جوان مرد جوان رہتا ہے

زیست کرتے ہین بسر خوف و رجا مین اپنی
ہر گھڑی وسوسہ سود و زیان رہتا ہے

روئے انور پہ عبث ڈالتے ہین آپ نقاب — کبھی خورشید چھپانے سے نہان رہتا ہے
سب کو وہ طفل حسین صورت یوسف ہی عزیز — اس کا مشتاق ہر اک پیر و جوان رہتا ہے
رستم زال کے احوال سے ہوتا ہی ثبوت — نام سے مرد کا دُنیا مین نشان رہتا ہے
اک پریزاد کے دیوانے نہین ہم مدت سے — عقل کہتے ہین کسے ہوش کہان رہتا ہے

رند وارستہ کو کیا قید تعلق سے خطر
سرو آزاد کو کب خوف خزان رہتا ہی

رند مشرب ہون نہین ہی پاس رسوائی مجھے — خواہ دیوانہ کہے یا کوئی سودائی مجھے
عقل دی آنکھین عطا کین بخشی بینائی مجھے — تو نے سیر عالم نیرنگ دکھلائی مجھے
کون آتا ہی ادھر ملک عدم کو چھوڑ کر — عالم ایجاد مین تقدیر لے آئی مجھے
ساتھ گر پڑتا کوئیں مین بھی تنہا چھوڑ تا — حق تعالےٰ دیتا یوسف سا اگر بھائی مجھے
ایجنون تو ہی چھوڑائے تو چھٹون اس قید سے — طوق گردن بن گئی ہی میری دانائی مجھے
اضطراب دل کیا تو نے نہان نہ خلق مین — باتین سُنواتی ہی کیا کیا ناشکیبائی مجھے
دیکھیے میری طرف اب آئنہ کو چھوڑ ئے — اسقدر بھی خوش نہین آتی خود آرائی مجھے
شکر ہی آزاد دنیا کے علائق سے ہوا — آپ دیوانے ہین جو کہتے ہین سودائی مجھے
ہی اگر رونا یہی یوسف وشون کے ہجر مین — شکل یعقوب اب دغا دیگی یہ بینائی مجھے
ہجر کی شب اضطراب دل نے آفت توڑ دی — صبح تک تڑپا کیا دم بھر نہ نیند آئی مجھے
صورت آباد جہا نہین تو نے لا کر اے فلک — ایک بھی تصویر سی صورت نہ دکھلائی مجھے
مرد مومن ہون مجھے صدمہ نہ ہوگا مرگ کا — سمجھونگا جنت مین جا کر حور اُٹھا لائی مجھے

وقت بد مین کون دیتا ہی کسی کا ساتھ رند
یار ثابت اک ملی دنیا مین تنہائی مجھے

میت بے یار مجکو ہستی ہے — شہر ویران اُجاڑ بستی ہے
ہی جہان پر مرا قدم بھاری — ہر قدم پر زمین دھستی ہے
وہ پری ساتھ لیکے سوتا ہون — حور جس کا پلنگ کستی ہے
ہی حقیقت مجاز سے مطلوب — بت پرستی خدا پرستی ہے
اسکے کشتے ہین زندۂ جاوید — نیستی اُن کی عین ہستی ہے

ایک بُت نے دیا نہ ہمکو جواب
بے زبانون کی ہند بستی ہے

خاکسارونکی ہی یہی معراج
سربلندی ہماری پستی ہے

ہی کئی دن سے گھات مین صیاد
عندلیب آجکل مین پھنستی ہے

اس مرقع کی دیکھ تصویر مین
کوئی روتی ہی کوئی ہنستی ہے

منزل عشق کی ہی رہ ہموار
نہ بلندی ہی یان نہ پستی ہے

حسن دکھلا رہا ہی قدرت حق
بُت کو بھی ذوق خود پرستی ہے

جان بھی دیکر ملے تو مفت سمجھ
ہر طرح جنس حسن سستی ہے

زلف اسکی سیاہ ناگن ہے
مار رکھتی ہی جس کو ڈستی ہے

کھلین گی آنکھین نشہ اُتریگا
حسن تک ادیری یہ مستی ہے

ایسے جینے پہ رند خاک پڑے
موت اس زندگی پہ ہنستی ہے

آستان یار تک اپنی رسائی کیجیے
جی مین ہی دربانسے اسکے آشنائی کیجیے

مثل آئینہ مصاحب ہو جیے اس حور کے
شانہ سان گیسوئے پیچان تک رسائی کیجیے

میری نظرون مین ہین ابتک آپ وہ ہی نازنین
پھیرئے رستم کا پنجہ یا کلائی کیجیے

پاؤن پھیلا کر شب وصل صنم مین سوئیے
بالش سردست جانا نکی کلائی کیجیے

نالہ و فریاد سے انکے تنگ آئے ہین لوگ
ذبح ہون یا اب اسیرونکی رہائی کیجیے

سنگ دل گھٹتا نہین ہر دم کدورت ہی زیاد
تا کجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے

خون ہو جائین لہو تھوکے گوئی صاحب کو کیا
آپ مہندی ملکے دست و پا حنائی کیجیے

اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعۂ گلزار تھے
لاکھ خط منڈوا کے عارض کی صفائی کیجیے

چار دن کی دوستی کا ہی زمانے مین رواج
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے

بیٹھ رہیے بن کے دان دریوزہ گر دیدار کے
اس شہ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے

زیر گردون رند قسمت آزمائی کی بہت
اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کرنا سپر کی آڑ شجاعت سے دور ہی
روکے جو دار تیغ کا منھ پردہ سور ہی

رکھنا امید فہم کا اپنی قصور ہے
امداد وقت بد مین قریب و نیے دور ہی

ہر بار میری پرسش احوال ہی عبث
مجھسے غرض نہین ہی تو پھر کیا ضرور ہے

کیونکر کسی پری کو مین اس مین اُتارتا
شیشہ ہی ایک دل کا سو وہ چور چور ہے

ہو فیض تیرہ دلکو بھی روشن ضمیر سے
پرتو ہی آفتاب کا مہ مین جو نور ہے

اک اک صنم کا عرش کے اوپر دماغ ہے
اللہ ان بتون کو بھی کتنا غرور ہے

جو شے ہی عارضی نہین کچھ اسکا اعتبار
دو دن کے حسن پر عبث اتنا غرور ہے

فرقت کی رات بھی مجھے روز وصال ہی
نزدیک دل ہی یار جو آنکھون سے دور ہے

مدت کے بعد اُٹھتے ہین پردے حجاب کے
مے پی ہی آج یار نے مجکو سرور ہے

دو گز زمین لحد کے بھی خاطر نہ اُنسے مانگ
احسان چرخ سفلہ نہ لے جو غرور ہے

از بسکہ آنکھین محو تجلائے یار ہین
نظرون مین ہر پہاڑ مری کوہ طور ہے

زیر قدم ہی منزل مقصود اپنے رند
ہمت سے تو قریب ہی گو راہ دور ہے

ہر عضو سے جدا مرا نالہ بلند ہے
سوراخ بانسری کی طرح بند بند ہے

مور و مگس تلک کی غذا شہد و قند ہے
خوان کرم سے تیرے ہر اک بہرمند ہے

نکلے بھی جان ٹوٹ چکے قصر تن کہین
کب سے پری طلسم عناصر مین بند ہے

اسکی رسائی عرش تلک اسکی مصر تک
یوسف سے میرے یار کا رتبہ بلند ہے

ہر عیب سے اگرچہ مبرا ہی اسکی ذات
اتنا کہونگا یار مرا خود پسند ہے

اندیشہ کر نہ دلمین نشیب و فراز کا
ہموارہ راہ عشق مین پست و بلند ہے

شاعر کے بعد کرتے ہین اسکے سخن کی قدر
خلق جہان کو دیکھا تو مردہ پسند ہے

پیر و جوان فریفتہ اس طفل کے ہوئے
حسن و جمال یار بھی عالم پسند ہے

ہی سیر باغ خلد تصور جمال کا
آنکھین جہان کھلین در فردوس بند ہے

رخسار آتشین پہ ہی خال سیہ ہنوز
جلتا نہین جو آگ مین یہ وہ سپند ہے

شیرین لبون کے ہاتھ سے کھائین ہین بسکہ زخم
مجروح نیشکر کی طرح بند بند ہے

شاعر یہی کہینگے تری زلف و چشم کو
یہ آہوے سیہ ہی وہ مشکین کمند ہے

کیا کام نیک و بد سے مجھے مرد رند ہون
کچھ کارگر بیان نہ نصیحت نہ پند ہے

کسدن زبان رات کو صرف دعا نہ تھی
یارب تری جناب مین کب التجا نہ تھی

مرتے تھے یون نہ نشۂ دیدار آنکر
قاتل لگی تھی آگے تری کربلا نہ تھی

نالون سے عندلیب کے کیا آگ لگ گئی
یون سے زیادہ گرم چمن کی ہوا نہ تھی

کس شب ہمین تصور زلف سیہ نہ تھا
کسدن ہماری جان پہ نازل بلا نہ تھی

کعبے کو جاتا کس لیے ہندوستان مین
کس بت مین شہر ہند کے شان خدا نہ تھی

کشتی عبث ڈبوئی جو ساحل نہ تھا نہ تھا
دریا مین تھاہ بھی کہین اونا خدا نہ تھی

ایسی گئی کہ پھر کے بھی دیکھا نہ اسطرف
گویا بدن سے روح کبھی آشنا نہ تھی

آوارہ راہ عشق مین ہی جب سے مری جان
کوچے سے تیری زلف کے واقف صبا نہ تھی

قیس ستم رسیدہ نے لیلےٰ کے عشق مین
منت کی بیڑی پہنی تھی زنجیر پا نہ تھی

ثابت ہوا نہ ہونے سے چہرہ پہ خال کے
تل دھرنیکی ہجوم لطافت سے جا نہ تھی

اے رند مضمحل ہین ہم ایسے بقول میر
تن مین ہمارے جان کبھی تھی بھی یار تھی

ایک عالم کو ترے چشم کی بیماری ہی
اک جہان نرگس بیمار کا آزاری ہی

وصل دلدار کہان مین کہان برگشتہ نصیب
اوخلک خواب ہی یا عالم بیداری ہی

یون نہین مہر و محبت کی عیاذاً باللہ
آب و گل مین ترے اوترک جفاکاری ہی

ہولی کے کھیلنے کا کسکے بندھا دلکو خیال
چشم خونبار ہر اک رنگ کی پچکاری ہی

نسخہ کیا لکھتا ہی بیمار محبت کا طبیب
پہلے تشخیص تو کر کون سی بیماری ہی

میرے دلدار کو یوسف سے بھلا کیا نسبت
خانگی ہی مرا محبوب وہ بازاری ہی

ہمصفیرون کا خدا حافظ و ناصر ہووے
قفس تنگ ہی اور تازہ گرفتاری ہی

پھرتی ہی پھول لچھاتی روشون پر جو نسیم
کسکے آنیکی گلستان مین یہ تیاری ہی

دیکھیے منزل مقصود پہ کیونکر پہونچین
دور جانا ہی ہمین بوجھ بہت بھاری ہی

عشق سے شوق نہ الفت سے محبت ہی مجھے
یہ بھی اک مشغلۂ عالم بیکاری ہی

آتش ہجر سے دن رات پھنکا کرتا ہے
دل نہین پہلو مین اک آگ کی چنگاری ہی

رخصت حسن پہ بھی یار کا بدلا نہ مزاج
ناز و انداز وہی ہی وہی دلداری ہی

نشہ مین قتل جو کرتا ہی گنہگار ون کو
یہ بھی اس قاتل بدمست کی ہشیاری ہی

بوالہوس سامنا کس منھ سے کریگا میرا　ایسے ویسے پہ تو مردہ بھی مرا بھاری ہی
واہ رے بادوسفاک زہے برش تیغ　ایک چرکا نہین جو زخم لگا کاری ہی

اس قدر زار کیا ہی تپ غم نے اے رند
جان بھی جو تن لاغر پہ مری بھاری ہے

نسبت ید بیضا کو نہین وزد حنا سے　بہتر ہی چھڑی یار کی موسی کے عصا سے
ٹپکیگا لہو ابکی برس رنگ حنا سے　سینچی گئی ہین کیاریان خون شہدا سے
اعجاز مسیحا کا ہی وابستۂ رفتار　جی اُٹھتے ہین مرمرکے ترے گھنگرو کی صدا سے
قمری بھی فراموش کرے نعرۂ یاہو　گلشن مین ہم آزاد اگر کھینچین ادا سے
دریوزۂ دیدار حسینون سے گیا کر　بیکار بنائے ہین آنکھونکے یہ کاسے
ہین بیخبر ارباب جہان موت سے گویا　بیٹھے ہین الگ رہگذر سیل فنا سے
تکلیف کفن دونگا نہ مین اہل وطن کو　ہوئیگا مرا سامنا جنگل مین قضا سے
بیماری فرقت سے گذر جاتے ہین یہ لوگ　عاشق کوئی مرتا ہی کبھی اپنی قضا سے
ڈرتے نہین موذی سے جو ہین آپ سے باہر　کھٹکا نہین دیوانون کو خار کف پا سے
عاشق ترا دنیا سے گیا تشنۂ دیدار　لب تر نہ سکندر کے ہوئے آب بقا سے
جاتے ہین ترا باغ مبارک تجھے بلبل　سر پھرنے لگا اپنا تو گلشن کی ہوا سے
دوڑا تو غزالون نے مری گرد نہ پائی　وحشت مین رہا چار قدم آگے صبا سے
شل ہوگئے ہاتھ اپنے زبان گھس گئی لیکن　ہرگز نہ ہوا ربط اجابت کو دعا سے
مرکر بھی نہ پہونچونگا مین تا اوج سعادت　ہڈی مری گر جائیگی منقار ہما سے
گر ڈھونڈھتے ہو آپ ہین تم شان الٰہی　تو بندہ نوازی بھی تو سیکھو خدا سے

غافل نہ سمجھ رند کو اے پیر طریقت
آگاہ ہی سب رسم و رہ فقر و فنا سے

نہ چھلا جانیوا اسکو ملا جو دست دلبر سے　سلیمان کی انگوٹھی ہاتھ آئی ہی مقدر سے
مشابہ ہی یہ قصہ مختصر گیسوئے دلبر سے　شب فرقت مطول کیون نہ ہو ذکر مختصر سے
اُڑالا اے صبا بوئے خوش اس زلف معنبر سے　دماغ جان معطر کر شمیم روح پرور سے
خدا جانے لہو کس بیگنہ کا آمین شامل ہی　تری ہاتھونکی مہندی سرخ ہی خون کبوتر سے

پہونچتی ہی شکست اکدن تو بیشک شیشۂ دل پر
لڑایا جاتا ہی یہ آبگینہ روز پتھر سے

اگر کرتا وہ پھر دعویٰ خدائی کا تو زیبا تھا
تری صورت کا بت بنتا کوئی گر دست آذر سے

لہو دھونے سے چھٹنے کا نہیں ہی خون ناحق ہی
ہمارے خون کی بو آئیگی قاتل تیرے خنجر سے

رہے کیونکر نہ دل مشتاق ہر دم اسکی آمد کا
ہوائے کوئے دلبر آتی ہی بال کبوتر سے

بڑا شہرہ سنا ہی خوش قد یکا اسکے گلشن مین
ترا بوٹا سا قد ناپینگے ہم اکدن صنوبر سے

مقدر مین جو لکھا تھا مرے خون جگر پینا
لڑکپن مین لہو کی آتی تھی بو شیر مادر سے

ملائی خاک مین کاریگری کس کسکی گردون نے
اک آئینہ ہی باقی صنعت دست سکندر سے

رہین دریائے اشک آنکھونسے جاری عشق مین یکسے
ملینگے دونون چشمے جا کے یہ تسنیم و کوثر سے

کبھی جو ہجر کی شب صبح ہوتے آنکھ لگتی ہے
جگاتا ہی موذن نعرۂ اللہ اکبر سے

نظر مین عشق کی ادنیٰ و اعلیٰ دونون یکسان ہین
برابر کام لیتا ہی یہ محتاج و تونگر سے

لباس شال و زربفت اہل دولت کو مبارک ہو
غریبونکی بھی کٹجائیگی سردی ایک چادر سے

تو اکدن آکے لیٹا تھا کہین اے گلبدن دم بھر
چلی آتی ہی بو پھولون کی اب تک میرے بستر سے

صفت سلک در دندان جانا نکی مین لکھونگا
کہو خامے سے کلی جلد کرلے آب کوثر سے

سحر تک بیکسی مین ہچکیان لیلیکے رو دیا ہون
صراحی سا گلا یاد آگیا تیرا جو ساغر سے

خیال گوہر مقصود مین جب روتے تکتا ہون
گذر جاتی ہی اکثر موج اشک اکثر مرے سر سے

پیام وصل شیرین لیکے آیا ہی تو اوقاصد
یقین ہی آج خسرو منھ ترا بھر دیگا شکر سے

جو ہوائے رند وہ رشک چمن عریان سر آگئے
تو ڈھانکو نمرقد بلبل کو مین پھولونکی چادر سے

جلوہ تیرا اے صنم ہر سو نظر آیا مجھے
جس طرف کو مین نے دیکھا تو نظر آیا مجھے

غور سے جس شے کو دیکھا تو نظر آیا مجھے
تو ہر اک گل مین بر نگ بو نظر آیا مجھے

یاد مین سلک در دندان کے جب رونے لگا
گوہر غلطان ہر اک آنسو نظر آیا مجھے

فکر مضمون کمر مین کر کے مین پیستا رہا
اسپہ بھی تازہ نہ اک پہلو نظر آیا مجھے

بیشتر مضمون میان یار کے بندھتے رہے
سو طرح باندھا جو اک پہلو نظر آیا مجھے

شانے سے ناخن تلک سارک رگ شے تھی فقط
نہ کلائی سوجھی نہ بازو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کر دیا حیران فروغ حسن نے
صاف آئینہ سے وہ پہلو نظر آیا مجھے

کونسا آئینہ رو منھ دھو گیا ہے آنکر
چشم حیران ہر حباب جو نظر آیا مجھے

اُسکو کھسیانا کرونگا اسکی گالی کھاؤنگا
خوب چھیڑونگا جو وہ بدخو نظر آیا مجھے

یہ وہ آنکھین ہین جو ہین ناآشنائے روئے غیر
آنکھ کھولی جیسے مین نے تو نظر آیا مجھے

کی بسر کس لطف سے فصل زمستان ابکی سال
گرمیان کین جب وہ آتش خو نظر آیا مجھے

سو گیا سر رکھکے بازو پر ترے تو خواب مین
بالش سر حور کا زانو نظر آیا مجھے

پھر گیا آنکھون تلے اے رند وہ وحشی کی کج
کوئی رم خوردہ اگر آہو نظر آیا مجھے

بے تکلف مے کا یون مینا دغا دیگا مجھے
زہر اکدن گھولکر ساقی پلا دے گا مجھے

آسمان تجھسے مین کیا مانگون تو کیا دیگا مجھے
جو تمنا ہے مرے دلکی خدا دیگا مجھے

ہون وہ سرکش تجھسے گردن میری جھکنے کی نہین
اے فلک گر خاک مین بھی تو ملا دیگا مجھے

ایک بت نے بیوفائی کی تو کی کچھ غم نہین
دوسرا النعم البدل اسکا خدا دیگا مجھے

فی سبیل اللہ ہی جو دولت قارون بھی ہو
آپ مین دے ڈالتا ہون کوئی کیا دیگا مجھے

دلین سمجھونگا کہ خاک آستان یار ہی
نزع مین کوئی اگر خاک شفا دیگا مجھے

بیٹھ جاؤنگا جھکا کر سر کو مین جلاد پاس
تو اگر تلوار کے نیچے بٹھا دے گا مجھے

کسکو اندیشہ تباہی کا ہی بحر عشق مین
جس نے کشتی دی ہی وہ ہی ناخدا دیگا مجھے

گرمیان یہ ہین جو اُس پرکالۂ آتش کی رند
ایکدن وہ طور کا شعلہ جلا دے گا مجھے

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے
لو آئے تھے چمن مین یہ فتنہ اٹھا چلے

طوفان آئین یا کہ مخالف ہوا چلے
کشتی خدا جو چاہے تو بے ناخدا چلے

سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے
اب باغ سے کدھر مرے گلگون قبا چلے

دشت مین بیٹھے بیٹھے اگر کھینچین آہ سرد
بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے

واقف ہوئے نہ اہل جہانکے طریق سے
بیگانہ وار آئے تھے ناآشنا چلے

اے جان لب پہ آکے ٹھہرنے سے فائدہ
رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے

جاتے ہین اب وہان کہ جہانسے نہ آئینگے
چلنا ہو جس کو ساتھ ہمارے چلا چلے

تڑپونگا خون مین کاٹونگا اپنے گلے کو یار
دکھلاؤنگا تماشا اگر دست و پا چلے

اک ٹھنڈی گرمیون سے مین جلتا ہون آگ کی
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

آباد رکھے حق تجھے اے بادشاہ حسن
عاشق ترے فقیر ترے بے نوا چلے

ہر وقت جاؤ جاؤ کہا تک سنے کوئی
در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے

مو ہو گئے سفید سیہ کاریون مین رند
کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے

کشتۂ تیغ تغافل ہی جو دل خستہ ہے
کون زندہ ہی تو اب کس پہ کمر کستا ہے

اسکو گلدستہ کہون یا قد موزون تیرا
یار مصرع کسی استاد کا برجستا ہے

ہی جو منظور ادھر ہو اب ادھر کی دنیا
اجڑی جاتی ہی یہ بستی وہ نگر بستا ہے

امتحان عاشق جانباز کا کچھ خوب نہین
زر خالص کو کسوٹی پہ کوئی کستا ہے

نشہ افیون کا سا ہو جاتا ہی ہون وہ بجود
یاد گیسو مین جو کالا بھی کبھی ڈستا ہے

جادۂ راہ عدم ہی تری تلوار کی دھار
مجکو جانا ہی اسی راہ پہ وہ رستا ہے

خواب غفلت مین گذرتا ہی مرا عہد شباب
نوجوانی پہ مری پیر فلک ہنستا ہے

پیچ بر پیچ لگاتا ہی ڈوپٹے کے عوض
ہی کمر بھی کہین قاتل جسے تو کستا ہے

دل کو مین اک نظر لطف پہ دے ڈالونگا
مال مفلس کا ہی لیلو تو بہت سستا ہے

مردے جی اٹھتے ہین پازیب کی جھنکار کے ساتھ
شور محشر تری رفتار سے وابستا ہے

سنکے اشعار مرے بولا وہ ہو کر انجان
کیا کوئی رند بھی یان شاعر دل خستا ہے

بلبل کو روئے رنگین اپنا دکھا کے آئے
تو باغ مین گئے تھے یہ گل کھلا کے آئے

مرتا ہی خوف سے کیون جان سے چراتا
پیوند خاک ہوئیگا کیا بے قضا کے آئے

مردون کو زال دنیا کیونکر فریب دیگی
نامرد کوئی دم مین اس بیسوا کے آئے

ہی حکم سرکشون کو اس میر نازنش کا
اس راہ سے جو آئے گردن جھکا کے آئے

چوری دلونکی کیونکر موقوف ہو جہان سے
کس روز ہاتھ بندھکر دزد حنا کے آئے

کرتا ہی کون کسکی امداد وقت بد مین
ہی آشنا وہی جو کام آشنا کے آئے

ہجر صنم مین کسکو تھی زیست کی توقع
ہم مرچکے تھے ابکی گھر سے خدا کے آئے

دیوانون کو دلائین پھر اگلی وحشتین یاد
دو چار جھونکے ایسے باد صبا کے آئے

وحشت مین بیٹھے بیٹھے صحرا کو جب گئے رند
دامان دشت کے بھی پرزے اڑا کے آئے

لہو بہتا ہی چشمون سے نہ اشک آنکھون مین آتا ہی
ہوا اتا بت مرا زخم جگر پانی بھرا آتا ہے

عبث ایوان مین منعم شمع کافوری جلاتا ہی
تجھے کچھ گور تیرہ کا گڑھا بھی یاد آتا ہے

کہے اس سے کوئی خواب عدم سے کیون جگاتا ہی
دم تلقین جو غافل شانہ موتی کا ہلاتا ہے

سخی ہی تو طلب کرتا ہی جو تجھسے وہ پاتا ہی
در دولت سے سائل کولنا محروم جاتا ہے

سبک کرتی ہی مردے کو گرانباری گناہونکی
دبا جاتا ہی جو میرے جنازے کو اٹھاتا ہے

تصور مین جو سو جاؤن تو اگر خواب غفلت مین
خیال زلف شبگون اژدہا بنکر ڈراتا ہے

نہ کیسے آستانہ سجدہ گاہ سرکشان کہیے
ترے در پر ہر اک مغرور گردن کو جھکاتا ہے

خدا جانے جوانی مین کریگا گرمیان کیسی
ابھی وہ رشک مہ خورشید کا پہلو دباتا ہے

ہم اور وہ آپ کر لیتے ہین باہم کام ساقی کا
ہم اسکو مے پلاتے ہین وہ ہمکو مے پلاتا ہے

کدھر لیجائیگا کس دشت کے کانٹونکو روندیگا
الٰہی خیر کرنا پھر مرا تلوا کھجاتا ہے

گئی تاب و توان اب زور شور ناتوانی ہی
زبان تک آہ آتی ہی نہ نالہ لب تک آتا ہے

ستم کرتا ہی چرخ سفلہ پرور اہل غیرت پر
جو کانون سے نہ سنتے تھے وہ آنکھون نے دکھاتا ہے

اکیلا کیا بنا ہون مین محبت اپنی جانب سے
مثل ہی کوئی بھی اک ہاتھ سے تالی بجاتا ہے

عداوت سے نہین کم دوستی ابنائے عالم کی
جو میرے سر کو سہلاتا ہی بھیجا کھائے جاتا ہے

ہوے جاتے ہین لب ہا جراحت بند سلنے کے
تو قاتل زخم کو کس آب شیر تیغ بجھاتا ہے

عدم آباد سے تانتا لگا ہی ملک ہستی تک
ادھر سے کوئی آتا ہی ادھر سے کوئی جاتا ہے

نہ ہو آغاز پر نازان مآل کار کو دیکھے
یہ پتلا خاک کا کیون آسمان سر پر اٹھاتا ہے

فلک رفعت تھی جنکی آستان پھرتے ہین گلیون مین
یہ چرخ بے مروت دربدر انکو پھراتا ہے

نظر کرتا ہون گلبہ بام پر گھر در کو تکتا ہون
وہ رشک مہ زمین و آسمان مجکو جھکاتا ہے

اٹھا لونگا اسے اک روز سر پر طیش مین آکر
سمجھ کر ناتوان مجکو فلک ہر دم دباتا ہے

ترا عاشق ہون چشم قابل نظارہ رکھتا ہون
مین دیکھونگا تجھے تو لن ترانی کیا سناتا ہے

حباب بحر بنجاتا ہی ہر اک عطر کی شیشی
وہ میرا گلبدن دریا مین جا کر جب نہاتا ہے

یگانے زندگی تک ہین عزیز و اقربا اے رند
لحد مین سونے جب جا کر نہ رشتا ہی نہ ناتا ہے

دگرگون رنگ گلہائے چمن ہی روئے گلگون سے
کٹے جاتے ہین سرو بوستانی قد موزون سے

عجب کیا آئے جو شیرین کی بو فرہاد کے خون سے
انا لیلی کی آواز آرہی ہی گور مجنون سے

زیادہ ہون مین دیوانہ جنون مین قیس مفتون سے
مری زنجیر بھی بھاری بنے زنجیر مجنون سے

غنیمت جان اے دل وصل کو کر مدعا حاصل
ملا ہی یار خوش اقبالی بخت ہمایون سے

وہ ترک آیا چمن مین میکشی کو جلد او ساقی
لبالب کر دے جام سبز کو صہبائے گلگون سے

وہ دیوانہ ہون سنکر ولولون کو جسکی وحشت کے
عدم کو چلدیے فرہاد و مجنون کوہ و ہامون سے

بڑا دعوی ہی سکو خوش قدی کا اپنے گلشن مین
کسی دن سرو کو ناپینگے تیرے قد موزون سے

رخ پرنور سے دعوی ہی کاذب صبح صادق کا
شب دیجور شرمندہ ہی تیری زلف شبگون سے

وہ شاعر ہون اگر آجائے میری طبع وقت پر
ہزارون پہلو تازہ نکالون کہنہ مضمون سے

مین دیوانہ ہوا جب سے سنا اس چشم کا شہرہ
نہین کم نرگس جادو کا افسانہ بھی افسون سے

دعا لیلی کی تھی ہر دم مرو نین قیس سے پہلے
مجھے اے موت شرمندہ نہ کرنا سوچ مجنون سے

خدا کے قہر سے ڈر بھول دولت پر نہ او منعم
خزانہ تیرا کچھ افزون نہین ہے گنج قارون سے

پڑے ہین منہ لپیٹے خاک پر کنج خرابی مین
غرض ہی طاق کسری سے نہ کچھ قصر فریدون سے

جمال یار طفلی سے جوانی مین بہت چمکا
ہوا ہی اور عالم اتبو حسن روز افزون سے

میسر ہو گی وحشت مین زیارت اپنے مرشد کی
ملونگا نجد کے جنگل مین جاکر سوچ مجنون سے

بھلا شاگرد سے کیا سامنا استاد کا ہوگا
سنا ہوگا ہوا حال ارسطو جو فلاطون سے

خطا ہرگز نہین کچھ رند کی اللہ شاہد ہے
عبث وہ بت خفا ہی اپنے شیدا اپنے مفتون سے

ایک صحبت نہ میسر ہوئی تنہائی کی
جی کی جی ہی مین رہی تیرے تمنائی کی

دیکھیے چلکے ذرا عالم وحشت کی بھی سیر
بیڑی کٹ جائے اگر پاؤن سے دانائی کی

دیکھکر طرز روش میرے بت وحشی کی
جو کڑی بھولتی ہی آہوے صحرائی کی

اودری ہی ترے دیوانہ سے عالم کو گریز
بھاگتے پھرتے ہین پرچھائین سے سودائی کی

جلتے جاگتے اور کروٹین لیتے لیتے
کٹ گئی ہائے مصیبت شب تنہائی کی

آج دیکھا تجھے مشتاق تھا مدت سے
دھوم سنتا تھا تری خوبی و رعنائی کی

عاشق زار زمانے مین نہ نکلے گا کوئی
دوسرا مجھ سا قسم ہی تری یکتائی کی

پھر ملاقات کا بھی کوئی تو ٹھہر یگا طریق
راہ تو نکلے کہین اس سے شناسائی کی

جلوۂ یار ہر اک شے مین نظر آتا ہے
تو نہ دیکھے تو یہ تقصیر ہی بینائی کی

عشق پوشیدہ جو تھا فاش کیا ہر اک پر
دل بیتاب تڑپنے تری رسوائی کی

تو نہ موسیٰ کی طرح ہوجیو مشتاق جمال
بند ہوجاتی ہی آنکھ اسکے تماشائی کی

گو رہ بر کون تھا پانی کا چھڑکنے والا
ابر رحمت نے مری خاک پہ سقائی کی

مرچکا تھا تپ فرقت سے جلایا ہے اگر
سچ تو یہ ہی مرے یوسف نے مسیحائی کی

جب مین سوتا ہون تو سہلاتی ہین تلوے آکر
خدمتین کرتی ہین پریان ترے سودائی کی

دن تو مر مر کے کٹا ہجر مین اسکے اے رند
جھیلنی ہی ابھی آفت شب تنہائی کی

تاب ہر اک آنکھ کب لاتی ہی تیرے نور کی
دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلی طور کی

ادپری تجکو خدا نے دی ہی صورت نور کی
تیری ایڑی پر کرون صدقے مین چوٹی حور کی

بار عصیان سے خمیدہ ہو گیا ہی قد راست
بوجھ اٹھانے سے کمر جھک جاتی ہی مزدور کی

کسقدر تجکو حسین پیدا کیا اللہ نے
ادپری تجھ پر نہ کیونکر رال ٹپکے حور کی

مے چھٹے گی مجھسے کیونکر ے کا ہی میرا خمیر
مجکو گھٹی مین پلائی ہی شراب انگور کی

خط کے آتے ہی دیا عاشق کو بوسہ یار نے
شام کا وقت آیا اُجرت ملگئی مزدور کی

دعویٰ باطل الوہیت کا تھا فرعون کو
پھر خداوندی کہان جب بندگی منظور کی

دل نہ دے اپنا پریزادون پہ دیوانہ نہ ہو
دیو کی خصلت ہی انکین گو ہی صورت حور کی

جلوۂ دیدار کا اک شوخ کے کشتہ ہون رند
میری تربت پر لگانا لوح سنگ طور کی

تیغ یا برق بلا ہی ہاتھ مین خونخوار کے
خون برساتے ہین اکثر ابر اس تلوار کے

دیکھکر بے نور آگے شعلۂ رخسار کے
شمع کو گل کردیا پروانے نے پر مار کے

فرقت شیرین مین آخر جان شیرین نذر کی
مرگیا فرہاد سر سے اپنے تیشہ مار کے

دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلائے جمال
دیدۂ بدبین کہان لائق ترے دیدار کے

کاوشین مژگان قاتل کی اگر یونہین ہین
مررہونگا پیٹ مین اک روز خنجر مار کے

کس سے آنکھین لڑتی ہین جو ہی یہ نظارہ کا شوق
کیون کھلے رہنے لگے غرفے سر بازار کے

حسن کے جاتے ہی لی ہر بوالہوس نے اپنی راہ
اب کہاں ہین وہ جو دولت خواہ تھے سرکار کے

لالہ گون خون شہیدان سے پھلڑا تیغ کا
یا شفق پھولی ہے قاتل ابر سے تلوار کے

تم ہی منصف ہو تمھین کیونکر نہ چاہین عشق باز
جسم قابل دیکھنے کے شکل لائق پیار کے

بت پرستی ہین جو آیا حق پرستی کا خیال
لیکے بسم اللہ توڑا رشتہ کو زنار کے

تاق مین منگوا کے پریان روز کھنچواتی ہین عطر
پھول جو باسی اترتے ہین تمھارے ہار کے

حوصلہ ہر بوالہوس کو تا نہ ہو پھر عشق کا
لاش کو تشہیر کا دے حکم گردن مار کے

گرمیان ایسی ہین تو آنکھین لڑائین چاہیے
آفتاب حشر سے روزن تری دیوار کے

چاہو تم سمجھو نہ سمجھو اس سے کچھ مطلب نہین
نیک ہین یا بد ترقی خواہ ہین سرکار کے

عارض سادہ ہوئے خط آتے ہی باغ و بہار
دو عذار اسکے ہین دو قطعے خط گلزار کے

دیر سے جاتے ہین کعبے کعبے سے آتے ہین دیر
خاک اڑاتے پھرتے ہین جویا مکان یار کے

کوچہ دلبر مین ہے اسکو بھی ڈر آسیب کا
بچکے چلتی ہے پری بھی سایہ دیوار کے

کسلیے کرتا ہے تدبیر مداوا اے مسیح
موت کے لچھن نظر آتے ہین اس بیمار کے

بدمزاجی بے سبب کی کیون اٹھائین وجہ کیا
چل بنے والے ہین کچھ نوکر نہین سرکار کے

ڈر غضب سے بھی جو آمرزش کا ہے امیدوار
نام ہین قہار اور جبار بھی غفار کے

جوش وحشت مین کبھی کرتا ہون صحرا کا جو قصد
آنکھین دکھلاتے ہین روزن ہائے دیوار کے

کیا بھلا سیر چمن کو جائے وہ نازک مزاج
درد سر ہوتا ہے جسکو عطر سے گلزار کے

گردن شارع پہ خون ناحق منصور ہے
حق کہونگا گو مجھے ٹھہرائین قابل دار کے

بوئے عطر آئی دماغ جان معطر ہو گیا
زلفین تیری کیا کھلین حقے کھلے عطار کے

ناتوانی نے لگائے ہین تن لاغر کو پر
سانس کے ہمراہ چلے پار ہین دیوار کے

بیستون پر چلکے اب فرہاد سے کہتے ہین رند
مرحڑاین کرکے کیا مالک ہوئے کہسار کے

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلہ ملتا ہے
بندگی کرنے سے کہتے ہین خدا ملتا ہے

راہبر کرتا ہے رہزن کا مسافر سے سلوک
خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہے

کسطرح ڈھونڈھ نکالین تجھے جویا تیرے
نہ نشان ملتا ہے تیرا نہ پتا ملتا ہے

گل کو فی الجملہ تشابہ کف پا سے ہے ترے
وہ صفائی تو کہان رنگ ذرا ملتا ہے

جس کو دیکھا تری زلفون کا وہ سودائی ہی
جو مجھے ملتا ہی جو یا ئے بلا ملتا ہے

خاک چھنواتا ہی ہر بار مجھی سے ظالم
آسمان مجھکو ستا کر تجھے کیا ملتا ہے

شال دو زلفیت مبارک تمھین دولت منددو
مجھکو کمل ہین دو شالے کا مزا ملتا ہے

داغ عشق اورون کو دیتا ہی فلک ہی ظالم
مجھے گل کھانیکو لو ہے کا توا ملتا ہے

جب سے کی ہی تری خدمت ہین سعادت حاصل
چندویرانے مین ڈھونڈون تو ہما ملتا ہے

شگفتہ جب سے ہوئے اس لب شیرین کے رند
پانی پیتے ہین تو شربت کا مزا ملتا ہے

نہ آنا تھا ہستی مین ملک عدم سے
ترا شوق لایا ہی یان مجکو دم سے

محبت ہو زنجیر سے کیون نہ ہم کو
ازل سے ہو وابستہ اپنے قدم سے

گلے مین تمھارے بہت زیب دینگے
ستارون کے بنواؤ کنٹھے کے شمسے

جو دریائے رحمت ترا موج زن ہو
محق عفو کے ہین گنہگار ہم سے

رہے یادگار جہان تا قیامت
سکندر سے آئینہ اور جام جم سے

تر و تازہ کی گشت اُمید اپنی
ہوئی بہرہ ور فیض ابر کرم سے

دہی ایک ہے نور شاید جلایا
چراغ صنم خانہ شمع حرم سے

سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد
یہ بُت سب تراشے ہین سنگ حرم سے

خدا تا ابد رکھے آتش کو لے رند
کہ ہی رونق شاعری اسکے دم سے

تیرا تو رنگ سُرخ ہی گو میرا زرد ہے
بے درد تجکو کیا جو مرے دل مین درد ہے

دم بھر نہین قرار سدا رہ نورد ہے
جب سے شریک ریگ رواں اپنی گرد ہے

منہدی لگا کے تم تو کرو ہاتھ پاؤن سُرخ
صاحب کو کیا غلام کا گو رنگ زرد ہے

کیا اختلاف آب و ہوا ہی زمانے مین
ہین اشک گرم گاہ و گہے آہ سرد ہے

تجھ بن مری نظر مین مبدل ہی رنگ باغ
ہر گل برنگ برگ خزان دیدہ زرد ہے

اگلی سی گرمیان نہین حسن و جمال کی
تھوڑے دنون سے عشق کا ہنگامہ سرد ہے

ہر ذرہ شکل مہر درخشان ہے خاک کا
یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہے

غصہ عبث ہی جنگ کو موقوف کیجیے
ہی یہ شب وصال کہ روز نبرد ہے

پڑتی ہی برف بند ہوئی ہی گلی کی راہ
کوچے مین تیرے کھینچتا کون آہ سرد ہے

مرکر بھی ہین رکاب سعادت کے ساتھ ہون
توسن سے آگے چار قدم میری گرد ہے

ملتا نہین پتا تری منزل کا خضر کو
برسون گذر گئے یونہین صحرا نورد ہے

کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہین
نادان شعار نفس کشی کر جو مرد ہے

آزار کیا ہوا تمھین اے زند عشق مین
آنکھون مین اشک سرخ ہین اور رنگ زرد ہے

ہم حال اپنا انکو دکھائے چلے گئے
لیکن وہ ہم سے آنکھ چرائے چلے گئے

دم بھر مرے تڑپنے کی دیکھی نہ تم نے سیر
دو ہاتھ نیچے کے لگائے چلے گئے

کوٹھے پہ وہ جو چھپ گئے تابوت دیکھکر
ہم بھی کفن مین مُنھ کو چھپائے چلے گئے

اب تو اٹھایا ہاتھ سرے فاتحہ سے بھی
تربت پہ صرف پھول چڑھائے چلے گئے

آئے تھے اُس سے کہکے نہ آئینگے اب کبھی
لو آج پھر بغیر بلائے چلے گئے

مشتاق انکی بات کا تھا وقت نزع بھی
بولے نہ کچھ کھڑے کھڑے آئے چلے گئے

ہنستا رہا وہ برق کے مانند اور ہم
آنسو مثال ابر بہائے چلے گئے

برخاستہ دو گھڑی کہین دل لگی نہین
بیگانہ وار بزم مین آئے چلے گئے

تھی مدتون سے ہم سے او اُن سے بگڑ گئی
اپنی طرف سے بات بنائے چلے گئے

اے زند وقت ہا مین کسی نے دیا نہ ساتھ
آنکھین چرا کے اپنے پرائے چلے گئے

جب تلک یاد رُخ و گیسو دل آزار نہ تھی
رات دن جان مصیبت مین گرفتار نہ تھی

دل لگی باغ مین تجھ بن کبھی اے یار نہ تھی
سرد کا قد تھا جو تیرا سا تو رفتار نہ تھی

کٹ گئی ہائے تصور مین رُخ انور کے
اک بلا آئی تھی فرقت کی شب تار نہ تھی

کونسا دل تھا نہ تھی جسمین تمنا تیری
کونسی جان تھی جو حسرت کش دیدار نہ تھی

شمع رُخسار کا پروانہ ہون تیری جب سے
عشق گلزار مین بلبل بھی گرفتار نہ تھی

نہ لگی صبح تلک میری زبان تالو سے
رات بھر ذکر سے فرصت ترے اے یار نہ تھی

تپش دل سے عوض کاش اجل ہی آتی
زندگی موت سے بدتر مجھے درکار نہ تھی

جنس اچھی تھی خریدار مگر کوئی نہ تھا
میرے یوسف تری یہ گرمی بازار نہ تھی

قدکشی سرو سے کرنی تھی نہ گلشن مین تجھے
حرکت وضع کے تیرے یہ سزاوار نہ تھی

کیون برا حال ہوا کس سے لڑائین آنکھین
اسقدر نرگس بیمار تو بیمار نہ تھی

مین بھی دل رکھتا ہون اے حور بشر ہون آخر
کہون کیونکر کہ مجھے حسرت دیدار نہ تھی

رند مشرب تھا جدا تھا مرا ہر اک سے طریق
تم سے کاوش سبب اے کافر دیندار نہ تھی

دو کیا اسکو جسے تو نے لگایا اک وار
سچ یہ ہے برق اجل تھی تری تلوار نہ تھی

پہرون ہی رو دیا ہون دم بھر جو ہنسا ہون گاہے
بزم عالم مین ہنسی مجکو سزاوار نہ تھی

اوپری سر یونہین ٹکرا ئینگے دیوانے اگر
دیکھ لینا کو کوئی دم مین یہ دیوار نہ تھی

کیون جگہ بلبل کو گل مین اسے دی گلشن مین
جو اسے مد نظر پرورش خار نہ تھی

قید صیاد سے تب پائی رہائی ہم نے
طاقت اڑنیکی بھی جب تا سر دیوار نہ تھی

تجھ سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم مین
تیرے آگے کوئی ترکیب طرحدار نہ تھی

پھر گئی جانکے مردہ مجھے سو بار اگر
موت بھی اس تن لاغر کی خریدار نہ تھی

چاہتے تم تو ملاقات بہت آسان تھی
مجکو مشکل تھی مری جان تمھین دشوار نہ تھی

آہ کے ساتھ فنا جان کو بھی کر دینا تھا
طاقت ضبط اگر تجھ مین دل نزار نہ تھی

قتل منظور ہوا تجکو نہ میرا ورنہ
جان دینی تو بہت سہل تھی دشوار نہ تھی

کونسے دلکو نہ تھی لاگ ترے مژگان سے
کس کے سینے سے مژگان پہ سنان نہ تھی

آفت ہجر دکھاتا ہی رہا وصل کے بعد
کب یہ عادت تری او چرخ ستمگار نہ تھی

عمر دروزہ کٹی بے سر و پائی مین رند
جو میسر ہوئی پاپوش تو دستار نہ تھی

منقار سے ہزار مشقت سے پر کھلے
یارب نہ یہ خبر مری صیاد پر کھلے

ہے کوچ اس مقام سے کیونکر کمر کھلے
منزل پہ جاکے پہونچن تو ساز سفر کھلے

ممکن نہین ہر ایک پہ راز کمر کھلے
وہ مبتدا نہین کہ یہ جس کی خبر کھلے

خالی نہ جائے وار سروہی کا بانکی
سینہ پہ روک بیٹھے جبتک سپر کھلے

افشائے راز عشق مین ہین کو قباحتین
کاٹون زبان اپنی اگر یہ خبر کھلے

صیاد نے یہ کہکے مرے باندھے بال و پر
مقراض سے کٹینگے اگر ابکی پر کھلے

حسن و جمال یار کا عالم ہوا دو چند
کیا کیا نہ خال و خط رخ محبوب پر کھلے

قائل ہوئیں مزا جو سبے بالکل حلاوتین
ہتھیار بند پھرتے ہین اتو کمر کھُلے

ہر بار نام یار کو رٹتا ہون اسطرح
جیسے زبان طفل کسی بات پر کھُلے

مقبول و مستجاب ہوئے حضور قلب
نیت درست ہو تو دعا کا اثر کھُلے

ہر مرغ اسکے دام محبت کا ہی اسیر
رکھتا ہی میدکو مرا صیاد پر کھُلے

سلجھایا اُلجھے بالون کو شانے نے دیر تک
عقدے جو تیری زلف کے تھے سر بسر کھُلے

مثل پری اسیر ہی مدت سے اسمین روح
یارب کہین طلسم عناصر کا در کھُلے

باقی ہین چند قطرے لہو کے سو چاٹ لے
منھ تیغ یار کا مرے خون سے اگر کھُلے

پٹی نہ باندھی تو نے جو موباف یار کی
زخم جگر کے ٹانکے پھر او بخیہ گر کھُلے

دیکھا جو روئے یار تو شورش بھی حشر کی
بند نقاب کیا کھُلے جنت کے در کھُلے

دیوانون سے اُلجھتے ہین لڑکے گلی گلی
تختے نہ رکھ دکان کے او شیشہ گر کھُلے

کس کام کا وہ حسن نہ ہون جسمین شوخیان
بیکار لفظ جان نہ معنی اگر کھُلے

وہ گوش زد ہو تیرے کبھی جو سنا ہو
تو گوش ہوش دے کہ تو سبھی بیخبر کھُلے

واقف نہین ہے یہ ہمہ دان سرّ غیب سے
کسطرح مجھ پہ حال دہان و کمر کھُلے

رُخ کی صفا سے خوب نہین ہی مقابلہ
قلعی نہ آئینہ کی کہین شیشہ گر کھُلے

بھر آئے خون دیدۂ سوزن مین دیکھکر
لب خشک بخیہ گر کے ہون گر زخم تر کھُلے

ماتم سرا ہی یا کہ یہ گلشن ہی عندلیب
گل چاک پیرہن ہی تو غنچے ہی سر کھُلے

اپنا ہی عیب ہو تو رہیگا ہمیشہ رند
تیرے بھی عیب تجھپہ اگر بے ہنر کھُلے

دلکو کب تک ہجر مین بہلائیے
جی مین ہی کچھ کھا کے اب جائیے

دھوپ دن کی اوس شب کی کھائیے
آستان یار پر مرجائیے

مجھسے بیہودہ نہ گرمی کیجیے
ٹھنڈے ٹھنڈے آپ گھر کو جائیے

ہم جو کہتے ہین سراسر ہی غلط
سب بجا ہی آپ جو فرمائیے

اُٹھ نہین سکتے شدائد ہجر کے
آئیے اب یا مجھے بلوائیے

دن کو تو تشریف تم لاتے ہو روز
شب کو بھی اکدن کرم فرمائیے

ترک عشق لاابالیان کر دلا
کسکے کسکے واسطے گل کھائیے

کوئی کیون بکتے ہو توبہ کیجیئے　　جھوٹی جھوٹی بس قسمین کھائیے
کچھ کرونگا مین بھی اب خدمت مین عرض　　چپکے رہیے منھ نہ اب کھلوائیے
دیدۂ سوزن مین بھی بھر آئین اشک　　زخم سینے کے اگر دکھلائیے
کی ہی جیسے بیوفائی آپ نے　　بالعوض اسکا خدا سے پائیے
ہاتھ پاؤن توڑتا ہون نزع مین　　مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
ہی فقط آنکھونمین دم باقی رہا　　اب تو صورت آنکر دکھلائیے
باغ مین اوگل تو نظر آیا گیا　　خون بلبل سے تجھے نہلائیے
باغبان دشمن ہی گلچین بر خلاف　　آشیانہ باغ سے لیجائیے
وصل کی شب ہونے دے او شمع تو　　اس سے ہنسیے اور تجھے رُلوائیے
بن چکین زلفین بھی سر بھی گندھ چکا　　آئینہ آگے سے اب سرکائیے
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہی　　وحشت دل اب کدھر کو جائیے
دل لیا ہی جان بھی درکار ہے　　کیا کروگے یار لیتے جائیے
خوف رسوائی جو بیداری مین ہو　　خواب مین صورت تجھے دکھلائیے
تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین　　اب تو پردہ غرفہ کا اٹھوائیے

زور و زر سے جسطرح ممکن ہو رند
آج چلکر اسکو گھر لے آئیے

کیونکر نہ لائے رنگ گلستان نئے نئے　　گاتے ہین راگ مرغ خوش الحان نئے نئے
شاعر نئے نئے ہین سخندان نئے نئے　　پیدا ہوئے ہین اب تو غزلخوان نئے نئے
دلبر تمام ملکے ہین خواہان نئے نئے　　کرتا ہی حسن عشق کے سامان نئے نئے
آسیب عشق سر سے اترتا نہین مرے　　لکھتا ہی نقش روز پریخوان نئے نئے
بہکا کے تمکو کوئی لگا لے نہ راہ پر　　نکلے ہو آج گھر سے مری جان نئے نئے
زردوزیہ ہین جنون کے بدولت ہمارے ہاتھ　　ہوتے ہین تار تار گریبان نئے نئے
ہر روز ایک وادی نو سیرگاہ ہے　　وحشت دکھا رہی ہی بیابان نئے نئے
کس درجہ تنگ ہون ترے ہاتھون سے اے جنون　　لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے
غم کا گذر ہی گاہ گہے خرمی کا دخل　　آتے ہین روز گھر مین مہمان نئے نئے

صورت سے اک پری کی ہمین عشق تازہ ہی
دیوانے ہم ہوئے ہین سلیمان نئے نئے

ہر مرتبہ زمانے کو ہوتا ہے انقلاب
لاتی ہی سوانگ گردش دوران نئے نئے

ملک عدم ہی یا کوئی نانگون کا شہر ہے
ہر روز وان سے آتے ہین عریان نئے نئے

اک تازہ گل کا سامنا ہوتا ہے ہر برس
دیتا ہی داغ دل پہ گلستان نئے نئے

پابند اک مقام کے ہوتے نہین ہین مرد
شیرون کے واسطے ہین نیستان نئے نئے

اس زلف کے خیال مین آنکھین تو بند کر
دکھلائی دینگے خواب پریشان نئے نئے

کس کسطرح سے چہرے پہ لہرا کے آتی ہے
کرتی ہی ناز زلف پریشان نئے نئے

آٹھون پہر ہی اب تو بتا ہی کا سامنا
اُٹھتے ہین روز رشک کے طوفان نئے نئے

روئیگا کہنہ سالی مین عہد شباب کو
جب ٹوٹکر نکلینگے دندان نئے نئے

پھوٹا نہین وہ دست نگارین کسیطرح
کرتا ہی زور پنجۂ مرجان نئے نئے

کر سیر کشتیِ غور سے جو ذوق شعر ہے
مضمون دکھائیگا مرا دیوان نئے نئے

ہنس ہنسکے بار بار نہ کیونکر دکھائین آپ
نام خدا نکالے ہین دندان نئے نئے

دیوانہ قدیم ہون کیا میری قدر رند
پریان نئی آئی ہین سلیمان نئے نئے

زیبا ہین جعد گیسوے خمدار کے لیے
ہین پیچ و خم ازل سے بنے مار کیلیے

تسبیح کے لئے ہی نہ زنار کے لیے
گردن ہی میری خنجر خونخوار کیلیے

منڈلا نہ او ہما تو تن زار کے لیے
یہ مشت استخوان ہین سگ یار کیلیے

تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون
طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے

جب معرکے مین عشق کے سینہ سپر کیا
چہرے پہ وار یار کی تلوار کے لیے

پھانسی لگائی گردن عاشق مین زلف کی
یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے

سوسن کا پھول فرط نزاکت سے بنگیا
بوسے کئی جو اس گل رخسار کے لیے

جب آفتاب حشر مین مجکو بٹھائین گے
بھلسونگا تیرے سایۂ دیوار کے لیے

وہ رشک گل جو آج گیا سیر باغ کو
آنکھونپہ بلبلون نے قدم یار کے لیے

او موت تو نہ آئی گلہ تجھ سے رہگیا
سب آچکے عیادت بیمار کے لیے

تو جائے باغ مین تو غبار قدم ترا
سرمہ ہو چشم نرگس بیمار کے لیے

نفرت ہی ایسے غمزدون سے اقرارِ اب کرو
کب کے کھڑے ہین دھوپ مین تکتے ہین دور سے

اب کیا رہا ہی باغ مین رہنے دے باغبان
صیاد گھات مین ہی الٰہی بچائیو

اچھے ہو بدزبان ہو یا بدمزاج ہو
پھر دم لگا نکلنے پھر آئی شبِ فراق

بیت الحزن فقیر کا شادی کا گھر ہوا
روئے صبیح و زلفِ سیہ یاد آتی ہے

او ترکِ مست شوق سے مستانہ چال چل
دو کانین بند ہونگی جدا راستے جدا

تقصیر دار ہوگا کہے کا جو حرفِ حق
مر جائین تو بھی زاغ و زغن جو شنوا نہون

آخر کچھ انتہا بھی ہی تکرار کے لیے
جلتے ہین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

دو چار پھول رونقِ گلزار کے لیے
پھندے لگے ہین بلبلِ گلزار کے لیے

جو عیب ہی ہنر ہی طرحدار کے لیے
بحران کا روز پھر ہوا بیمار کے لیے

ہی یمن و میمنت قدمِ یار کے لیے
کاسہ بھرا ہی خیر سے جبار کے لیے

لغزش قدم کی حسن ہی میخوار کے لیے
نکلو نہ سیر کوچہ و بازار کے لیے

سولی کھڑی ہوئی ہی گنہگار کے لیے
نغمے ہین عندلیب کی منقار کے لیے

الجھے تھے رند مجھ سے بڑا معرکہ ہوا
ہتھیار چھین رات کو اغیار کے لیے

صحت ہی موت عشق کے آزار کیلیے
گل شکل گوش ہی تری گفتار کے لیے

بند آنکھین تھین تصورِ دیدار کے لیے
ٹھلائیگا وہ گبر و مسلمان کو دھوپ مین

جھپکے پلک پلک سے نہ اے دل تمام رات
ہی جانگسل تصورِ رخ سے بھی یادِ زلف

اللہ ری کسادی بازارِ مصرِ حسن
تیری طرف ہی گبر و مسلمان کی بازگشت

قطرے عرق کے ابرو پہ ہین پونچھ ڈالیے
مرتے ہین لوگ دولتِ دنیا کیواسطے

روزِ قیامت آج ہی مجبود کھاؤ شکل
بدتر ہی زیست مرگ سے بیمار کے لیے

نرگس کو آنکھ دی تری دیدار کے لیے
جاگا کیا مین دولتِ بیدار کے لیے

ہی ایک حکم کافر و دیندار کے لیے
رتبہ بڑا ہی مردمِ بیدار کے لیے

بھاری ہی رات دن سے بھی بیمار کے لیے
یوسف کو ہی تلاش خریدار کے لیے

مرجع تو ہی ہی کافر و دیندار کے لیے
چھالونکا ہونا عیب ہی تلوار کے لیے

کتون کیطرح لڑتے ہین مردار کے لیے
وعدہ کرو نہ حشر کا دیدار کے لیے

جو چاہے آج کیلے عمل پر یہ یاد رکھ
اکدن جزا کا بھی ہے گنہگار کے لیے

سیخ کباب پر بطرے کو چڑھا شتاب
ساقی گزک ضرور ہی میخوار کے لیے

کرتا ہی نیک و بد کی برابر وہ پرورش
وان ایک مرتبہ ہی گل و خار کے لیے

مجنون عشق کو ہی عبث پند واعظو
ہی حکم شرع مردم ہشیار کے لیے

دوزخ مین بھیجدے مجھے چاہے بہشت مین
یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے

اک ماہ چاردہ کے تصور مین صبح ہو
کیا خوب مشغلہ ہی شب تار کے لیے

اترا کسی طرح سے نہ آسیب کوئے یار
پھونکے فتیلے سایۂ دیوار کے لیے

دولت سرائے یار کو روتا ہون کر کے یاد
در کے لیے کبھی دیوار کے لیے

کرتے ہین پانچ وقت ملک آکے وان سجود
کیا مرتبہ ہی سنگ در یار کے لیے

اے حاجیان کعبہ تمھین حج نصیب ہو
ہم جائین طوف کوچۂ دلدار کے لیے

رہتے ہین اب تو شاہ نشینون مین وہ فقیر
محتاج تھے جو سایۂ دیوار کے لیے

پشتارۂ گناہ نہ باندھ اپنی پیٹھ سے
کھٹکا ہی راستے مین گرانبار کے لیے

اصلا نہین دہن مین ترے جائے گفتگو
یون حجتین بہت سی ہین تکرار کے لیے

عاشق ہون رند یار کا تقصیر وار ہون
جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

تصور سے اک شوخ کے گفتگو ہے
خیالی ہی تصویر یان روبرو ہے

یہ کس گل کی باد صبا جستجو ہے
جو آوارہ تو دربدر کو بکو ہے

جو بلبل ہی وہ ذکر کرتا ہی تیرا
ہر اک گل مین او رشک گل تیری بو ہے

نہ پایا کوئی تیری الفت سے خالی
جسے دیکھتا ہون تری جستجو ہے

سدا چاک رکھتے ہین جیب اسکے شیدا
گریبان گل مین کہین بھی رفو ہے

رخ یار کی سمت کو منھ پھرا ہے
مری لاش مقتل مین بھی قبلہ رو ہے

ہوا بھر گئی چار دن مین چمن کی
نہ اب گل مین رنگت نہ غنچے مین بو ہے

چمن مین بھی کل جاکے دیکھا گلون کو
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

دلا منتظر کس کے جلوے کا ہے تو
جو بیٹھا ہی یان اور نظر چارسو ہے

وہ ترک آئیگا ہی جو گل جام بر کف
لیے دوش پر غنچہ کیسے سبو ہے

جوانی مین کچھ علم پیدا کرے گا / ابھی طفل ہی شوخ ہی تند خو ہی
نہایا تو جس آب سے عطر ہی وہ / ترے میلے کپڑون مین یوسف کی بو ہی
جو شیرین ہی تو مین ہون فرہاد تیرا / مین دیوانہ ہون گر پریزاد تو ہی
خفا ہو کے آئینہ کیون توڑتا ہی / ترا عکس ہی جو ترے روبرو ہی
مرے ساتھ کر زمزمے آکے بلبل / یہ حیلہ بھلا کیا کہ درد گلو ہی
مین سُنتا ہون خاموش کافر کی باتین / کہ کیا طرز تقریر کیا گفتگو ہی
کمر کو تری پیچ کیونکر کہون مین / رگ گل نہین ہی تو باریک مو ہی
اثر کچھ کیا آہ نے میری شاید / مکدر جو کل سے وہ آئینہ رو ہی

رولاتا ہی یہ مصرع درد اسے رند
جدھر دیکھتا ہون ادُھر تو ہی تو ہے

گل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے / دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے
مہ کے مُنھ پر ہوائیان چھوٹین / چاندنی مین اگر وہ آ بیٹھے
تولنا تیغ کا عبث ہر بار / جو لگانا ہوا لگا بیٹھے
ہی وہ قسمت فقیر ہو جاؤن / میرے سر پر اگر ہما بیٹھے
رکھدیا سر کو پائے قاتل پر / مرتے مرتے بھی جی جلا بیٹھے
جذبۂ دل نے کیا تمھین کھینچا / بے بلائے جو پاس آ بیٹھے
راہ اُلفت مین رکھا بعد قدم / سر سے ہم پہلے ہاتھ اُٹھا بیٹھے
لگ چلا ہی تو پھر نہ رُکیو دلا / ٹیڑھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے
کشتگان وفا شہید ہوئے / اب پڑھین آپ مرثیا بیٹھے
خاک ہو کر اگر اُٹھین تو اُٹھین / اب تو در پر تمھارے آ بیٹھے
نکلیے گھر سے طالب دیدار / راستون مین ہین جا بجا بیٹھے
ق
بوسۂ خط طلب جو مین نے کیا / خال رُخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے
مُہر اب کوٹلون پہ ہونے لگی / دولت حسن جب لٹا بیٹھے

سبز رنگت پہ اس پری کے رند
کیا عجب ہی جو زہر کھا بیٹھے

رُخ سے پردہ اُٹھادیا کس نے
جلوۂ حق دکھادیا کس نے

شعلۂ رُخ دکھا دیا کس نے
سر سے پا تک جلادیا کس نے

خواب مین سوتا تھا مین یار کیساتھ
آنکھین پھوٹین جگادیا کس نے

اشک کی طرح اُٹھ نہین سکتا
یون نظر سے گرادیا کس نے

تہمت بوسہ رکھ کے رو ٹھے کیون
کس نے صاحب لیادیا کس نے

نازو غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ
چاردن مین پڑھادیا کس نے

کس کے صدقہ مین مرتبہ پایا
یہ شرف او ہما دیا کس نے

اُٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
خاک مین یون ملادیا کس نے

لوگ کہتے ہین دل دیا ناحق
چھین کر لے لیا دیا کس نے

گال دکھلاکے آئینہ سے صاف
مجکو حیران بنادیا کس نے

ایک ہچکی کبھی نہین آتی
اپنے دل سے بھلا دیا کس نے

شب کو پیکر شراب مستی مین
پردۂ شرم اُٹھادیا کس نے

رُخ سے رُخسار سینہ سے سینا
لب سے لب کو ملادیا کس نے

داغ دل میرا مثل شعلۂ طور
جل رہا تھا بجھادیا کس نے

یہی کہہ کہکے رندؔ روتا ہون +
آنکھین پھوٹین جگا دیا کس نے

ہین انتو چلن یار کے دُنیا سے نرالے
تو دیکھتے ہی دیکھتے کیا پاؤن نکالے

جان بر نہین ہوتا ہی جسے ڈستے ہین کالے
اللہ کبھی پیچ مین زلفون کے نہ ڈالے

ہر آبلہ ہے سوز جدائی سے سراپا
دیکھے تو کلیجے کے دکھاؤن تجھے چھالے

دل سینہ مین بیتاب ہی جان آئی ہی لب پر
اب جان کو روکے کوئی یا دلکو سنبھالے

کیا کہتا ہی ہر بار تجھے قتل کرون گا
اک جان ہی میری اُسے تو لے کہ خدا لے

کیا خستگی حال پر عاشق کے ہو خندان
توبہ کرو اللہ مصیبت مین نہ ڈالے

آنکھین تری مدہوش ہین تنہا ہی مرا دل
دو مست نہ سنبھلین گے اکیلے کے سنبھالے

آغاز محبت مین ہوا ہجر کا بیمار
دل دیتے ہی مجکو تو پڑے جان کے لالے

جانبر ہو یہ ممکن نہین آزاری فرقت
بیمار اسی طرح سے لیتے ہین سنبھالے

تاثیر کرینگے ترا دل دکھنے لگے گا
پہونچے جو کبھی کان مین عشاق کے نالے

ڈرتا ہون لہو دیکھ کے غش آئے نہ تجکو
تلوار لگا شوق سے پر مُنھ کو پھرا لے

لہراتے ہین وان رُخ پہ تو یان ڈستے ہین دلکو
زلفین نہین دو سانپ ہین یہ یار نے پالے

رو رو کے جنازے پہ مرے عشق پکارا
تم آپ چلے مجکو کیا کس کے حوالے

تیزاب کا شیشہ ہی ہر اک آبلۂ پا
جنگل مین لگی آگ جو پھوٹے کبھی چھالے

سوتا ہی اسے اوڑھ کے وہ گلبدن اکثر
قربان کیے تھے مرے کملی پہ دوشالے

جب یاد کیا ہی تجھے اے غیرت شمشاد
بھر بھر دیے ہین آنسوؤن سے باغین تھالے

اُس بُت کو اثر ہو کہ نہ ہو اس سے غرض کیا
اے نالۂ دل عرش معلیٰ تو ہلا لے

اے دل ہدف تیر نگہ پھر کیا تو نے
اگلے ہی مرے زخم جگر تھے ابھی آلے

خدمت تھی مجھے دشت نوردی کے پس قیس
عہدہ یہ کسے ہوگا مرے بعد حوالے

ایک ایک سے دلچسپ ہی ہر عضو بدن ہی
یارب یہ طرحدار ہین کن سانچون کے ڈھالے

دیندار ہون عزت مری رکھنا تو الٰہی
دل پڑ گیا ہی اک بُت بے پیر کے پالے

کیون رند کے دیوان کی کرین قدر نہ عاشق
اجزا ہین یہ سب علم محبت کے رسالے

مین دلکو رو چکون کہ یہ دل مجکو رو چکے
یارب جو کچھ نصیب مین ہونا ہی ہو چکے

جان پیشکش کی عشق کے دل نذر غم کیا
رکھتے تھے ہم بساط مین جو کچھ سو کھو چکے

سنتے ہین حشر ہوئیگا پھر بعد خواب مرگ
کھٹکا ہمین کٹے یہ قیامت بھی ہو چکے

جز اشک انہین خواب کا آنا خیال ہے
آنکھین اگر بھی ہین تو پھر نیند سو چکے

کھویا ہمارے ہاتھ سے دکھلا کے شکل یار
چشم پر آب دلکو بھی آخر ڈبو چکے

صدمے شب فراق کے کب تک اٹھائیے
اب ہم ہی مر چکین کہین یا صبح ہو چکے

رونے سے بھی مٹا نہ لکھا سرنوشت کا
ہم اشک سے بھی اپنے نوشتے کو دھو چکے

گل بھی دیا تو وہ جسے کہتے ہین داغ دل
جب خار خار غم کو جگر مین چبھو چکے

جام فنا پلا بھی چکے ساقی اجل
پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو چکے

اے عشق اتنا یار سے ہنسنا نصیب ہو
لا تون کو ڈھانک ڈھانک کے منھ خوب رو چکے

بیماری فراق مین کیا زیست کی امید
اپنون سے لے پرائے تلک مجکو رو چکے

شاید بہت سا رو دُن تو کم ہو غبار دل
دو چار اشک گرد کدورت کو دھو چکے

خواب و خیال نیند کا آنا ہے ہجر مین
سونا تھا جو وہ وصل مین اے یار سو چکے

اک سنگ دل صنم کے اُٹھایا کیے ہین ناز
اس عشق مین پہاڑ کے پتھر کو ڈھو چکے

یہ کہکے اپنے طالع خفتہ جگا دُون گا
چونکو خدا کیواسطے بس خوب سو چکے

طوفان بحر عشق مین کب سے تباہ ہے
اب ناخدا کہین مری کشتی ڈبو چکے

اس کشت مین وہ دانۂ آفت رسیدہ ہون
بجلی گرے وہین جو زمیندار بو چکے

اک قطرہ عشق کا بھی ملایا تبرکاً
باران غم سے جب گِل آدم بھگو چکے

کودک مزاجیون پہ جوانون کے دل نہ دو
اے رند اب لحاظ کرو پیر ہو چکے

نہ انگیا نہ کرتی ہے جانی تمھاری
نہین پاس کوئی نشانی تمھاری

ہوئی رند تو زندگانی تمھاری
یہی ہے اگر ناتوانی تمھاری

زیادہ ہوئی یاد جانی تمھاری
غرض قہر ہے مہربانی تمھاری

نہ بھولو نگاہ ہرگز نہ بھولا ہون ابتک
عنایت کرم مہربانی تمھاری

شبیہ آپکی کھینچ دے گا یہ مانا
ادا کس طرح کھینچے مانی تمھاری

تباہ و خراب اک جہان کو کیا ہے
خدا کا غضب ہے جوانی تمھاری

وہی کہہ رہا ہون جو فرماتے ہو تم
مری گفتگو ہے زبانی تمھاری

برابر سمجھتے ہو غیرون کے مجکو
زہے مہربان قدردانی تمھاری

دل و دیدہ لپکا ہے پھنسنے کا تمکو
کہانتک کرون پاسبانی تمھاری

بس اب شکل دکھلاؤ بیجا ہے غمزہ
بہت سُن چکے لن ترانی تمھاری

عدم کو چلا لیکے داغ محبت
دکھاؤن گا سب کو نشانی تمھاری

کیا امتحان میرا سو مرکون مین
وہی ہے مگر بدگمانی تمھاری

جگاکر دل زار نے ہجر کی شب
سحر تک کہی ہے کہانی تمھاری

بُرا گر نہ مانو تو سچ سچ مین کہدون
تم اچھے بُری بدزبانی تمھاری

کرم کیجیے آسیئے حضرت عشق
ہے خون جگر مہمانی تمھاری

عبث بے سببلے جہت روٹھتے ہو
یہی تو بری خو ہے جانی تمھاری

بھلا تم ہی منصف ہو للہ بولو　　وہ کیا بات تھی جو نہ مانی تمھاری

وہ پیری مین بھی رند دیکھے اب آکر
جسے یاد ہووے جوانی تمھاری

غل نہ کر مرغ قفس سویا ہی صیاد ابھی　　کوئی سُننے کا نہین نالہ و فریاد ابھی
لطف پرواز گلستان ہی مجھے یاد ابھی　　دل قفس مین نہین لگتا مرا صیاد ابھی
بے ستون پر ہی وہی نشو نمائے لالہ　　رنگ دکھلاتا ہی خون سر فرہاد ابھی
دل مین رہجائے تڑپنے کی نہ حسرت باقی　　نہ دام اور پھڑک لینے دے صیاد ابھی
جو یہی غمزۂ خونریز کی سفاکی ہے　　تم تلک آئیگی کس کس کی نہ فریاد ابھی
آدمی ہون تو اُتارونگا اُسے شیشہ مین　　نہین تسخیر مین گرچہ وہ پریزاد ابھی
آپکے حکم کو ٹالون مین عیاذاً باللہ　　کاٹ دون سر کو اگر کیجیے ارشاد ابھی
روکتا کیون ہی جو منظور ہی تخفیف جنون　　خون فاسد تو نکل لینے دے فصاد ابھی
جو یہی کجروشی ہی یہی انداز خرام　　کتنے گھر ہوینگے ان چالونسے برباد ابھی
عشق ڈالے گا ترے سر پہ نہ کیا کیا آفت　　اسقدر ہو نہ ہراسان دل ناشاد ابھی
سخت جان ہون نہین خط بھی مری گردن پہ پڑا　　مجھ سے مُنھ موڑ نہ او خنجر جلاد ابھی
آجتک دوسرا نقشہ نہین تجھسا کھینچا　　محو صورت ہی ترا صانع ایجاد ابھی
کھینچی ہی ابھی تصویر مین اس بُت کی کمر　　کار نازک ہے تجھے در پیش ہی بہزاد ابھی
ڈالی کیون سر پہ ترے کوہ کنی کی آفت　　پیار کرتی نہین شیرین تجھے فرہاد ابھی
حق بجانب ہی اگر قدر نہ کی پر کاٹے　　عادتون سے مری واقف نہین صیاد ابھی
دام مین پھنسکے پھڑکتی ہی عبث او بلبل　　بال و پر نوچ کے رکھدیگا صیاد ابھی
رشک نہ کر نامری جانبازی مین رشک شیرین　　سر سے مارونگا اُٹھا تیشۂ فرہاد ابھی

خوش قد ونکی ہی پس از مرگ بھی اُلفت اے رند
خاک سے میرے اُگا کرتے ہین شمشاد ابھی

مُنھ نہ ڈھانکو عبث حیا کرکے　　نہ چھپو صورت آشنا کرکے
صاف کر قلب التقا کرکے　　دیکھ اس آئینے کو صفا کرکے
کیا ملا عرض مدعا کرکے　　بات بھی کھوئی التجا کرکے

خاک اس در کی او مریض عشق
چاٹ جا نیت شفا کرکے

حق اسیری کا تیری او صیاد
جاؤنگا دام دام ادا کرکے

پاس دین کفر مین بھی تھا ملحوظ
بُت کو پوجا خدا خدا کرکے

ترک مطلب حصول مطلب ہی
بیٹھ رہ ترک مدعا کرکے

گور مین بھی جگایا زندون نے
حشر سر پر مرے بپا کرکے

صبحدم انفعال عصیان سے
خود پشیمان ہوا دعا کرکے

تیرا او بُت ادائے شکر کیا
طاعت فرض کو قضا کرکے

پایا ستانے نے نام عقدہ کشا
گرہ زلف یار وا کرکے

ہون وہ طائر اُڑاتا ہے صیاد
صدقے سر پر مرے ہما کرکے

شان رحم اللہی دکھاؤ کبھی
لب معجز نما کو وا کرکے

ہجر مین تھی کسے اُمید سحر
رات کاٹی خدا خدا کرکے

نہ ہوا غیر رنج خاک حصول
تجھسے او بیوفا وفا کرکے

پھینکتا ہی وہ لاش کشتہ کی
سر و تن دست و پا جدا کرکے

اور درد جگر نے شدت کی
فائدہ کیا ہوا دوا کرکے

بے وفا تونے مجکو قتل کیا
پیار ہی پیار مین دغا کرکے

رکھ لیا مین نے کوہ غم سر پر
چلد یے غیر حوصلا کرکے

اُلفت زلف بن گئی پھانسی
جان لی میری دم خفا کرکے

گل کو جامے سے کر دیا باہر
تونے بند قبا کو وا کرکے

اس سے کرتا ہون مین وفا داری
ہے جو مشہور بیوفا کرکے

عذر ہی بد تراز گناہ یہی
معذرت خواہ ہون خطا کرکے

کیا لگا ہاتھ جز سیہ روئی
خون عشاق اے حنا کرکے

چلے جاتے ہین دم بخود خاموش
اک صدا تیرے بینوا کرکے

قدر میری تجھے نہ تھی صیاد
ہاتھ ملتا ہی کیون رہا کرکے

کس کا پیرو ہو شاعری مین رند
خواجہ آتش کو پیشوا کرکے

اے پری ہین ترے دیدار کے خواہان کتنے — رہتے ہین آٹھ پہر کوچے مین نالان کتنے
گھر کے گھر کر دیے اس عشق نے ویران کتنے — کچھ سسکتے ہین ہوئے جان بجان کتنے
جور صیاد سے گلشن ہوئے ویران کتنے — آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے
ہو گئی باتون ہی باتون مین شب وصل سحر — رہ گئے دل ہین مرے حسرت و ارمان کتنے
کسطرح آؤن مجھے کاہے کو آنے دینگے — نئے نوکر ہوئے ہین آپکے دربان کتنے
تہمت وصل اگر عشق مین لگتی ہے لگے — ایسے ایسے نہ بندھینگے ابھی بہتان کتنے
مین ہی تنہا نہین کچھ ہونٹھ چباتا اپنے — حسرت بوسہ مین لب ہین تہ دندان کتنے
پاؤن پڑتی ہی عبث آبلہ پائی میری — ابھی طے کرنے ہین پرخار بیابان کتنے
چند خونخوار ہین مدت سے ہمارے درپے — دشمن دل ہین کئی جان کے خواہان کتنے
مر گیا ہون مین کسی روئے مخطط کے لیے — ختم کروا مرے نام پہ قرآن کتنے
کب سے غل کرتے ہین کوچے مین ذرا بام پہ آ — پابزنجیر کیے چاک گریبان کتنے
خط نوخیز کے دوچار تو سودائی ہین — ہین رخ و زلف کے حیران و پریشان کتنے
توڑ کر بیڑیان دیوانون نے لی دشت کی راہ — فصل گل آتے ہی خالی ہوئے زندان کتنے
اشک جو چشم سے نکلا وہ ہوا رشک محیط — ایک ایک قطرے سے برپا ہوئے طوفان کتنے
یاد آئینۂ رخ نے تو بنایا حیران — دیکھو ان جھنکوائے کنوین چاہ زنخدان کتنے
ماہ کنعان کی زلیخا ہی فقط گاہک تھی — میرے یوسف ترے موجود ہین خواہان کتنے
ربط ہی کافر و دیندار سے یکسان مجکو — کتنے ہندو مجھے کہتے ہین مسلمان کتنے
پھر جنون پکڑے لگا پھاڑنے پھر آئی بہار — اڑ گئے چیتھڑے ہو ہو کے گریبان کتنے

کوچۂ یار مین اے رند بقول غافل
تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

الفت نہ کرونگا اب کسی کی — دشمن ہوا جس سے دوستی کی
حالت کہون اپنی بیخودی کی — دل دیکے سنو جو میرے جی کی
اول ادل بھلائیان کین — آخر آخر بہت بڑی کی
معروف ہی سینہ کوبی مین دل — آتی ہی صدا دھڑا دھڑی کی
الفت پہ تیری خاتمہ ہے — اب لے لے قسم تو عاشقی کی

کرتے رہے اختراع آپ بھی — تقلید نہ کی کبھی کسی کی
رونے پر میرے ہنستے ہین آپ — ہنس لیجیے بات ہو ہنسی کی
کیونکر نہ فریفتہ ہوا انسان — تن حور کا شکل ہو پری کی
شیرین دہنو نہین ہے زیبا — تم باتین کرو نہ پھیکی پھیکی
دیوانہ ہوا ہون اک پری کا — تقصیر یہ ہو تو واقعی کی
بے یار ہے دل کباب ساقی — تکلیف نہ کر تو مے کشی کی
آنکھین لڑین مجھسے مین ہوا قتل — ان ترکون نے جنگ زرگری کی

کرنے دو بدی جو کرتے ہین غیر
سُنتا نہین رند وہ کسی کی

نظر چڑھا کوئی رشک قمر کئی دن سے — جو پھر چمک گئے داغ جگر کئی دن سے
نہان ہو مجھسے وہ رشک قمر کئی دن سے — جہان سیاہ ہو پیش نظر کئی دن سے
نہین ہو نام بھی آنسو کا خاک اُڑتی ہو — ہوئی ہو خشک مری چشم تر کئی دن سے
گلا مین کاٹ چکا جب تو ہاتھ ملتے ہو — خبر نہ کی تھی تمھین بیشتر کئی دن سے
بنا ہو گو سے یہ چوگان تیغ قاتل کا — اسی سبب سے تھا دوران سر کئی دن سے
یہ فکر وصف دہان و کمر مین خود گم ہون — نہین مجھے سر و پا کی خبر کئی دن سے
مزاج گل سے مگر ناموافقت آئی — رُکی رُکی ہو نسیم سحر کئی دن سے
بہا ہی کرتے ہین دریا کی طرح شام و سحر — ڈبو رہی ہو مجھے چشم تر کئی دن سے
جو حال پوچھے وہ عیسےٰ مرا تو کہدینا — زیادہ ہو اسے درد جگر کئی دن سے
نہ منع کر ترے قربان صدقے ہونے دے — پھرا نہین مین ترے گرد سر کئی دن سے
تڑپ مین ہجر کی شب چوٹ لگ گئی شاید — لہو اگلتا ہو زخم جگر کئی دن سے
جھڑی کی طرح سے باندھا ہو تار اشکون کا — ہر اک مژہ ہو رگ ابر تر کئی دن سے
سحر جو ذکر ہو رُخ کا تو شام کاکل کا — یہی وظیفہ ہو شام و سحر کئی دن سے
رہا کرا انکو قفس سے کہ ذبح کر صیاد — پھڑکتے ہین کئی بے بال و پر کئی دن سے
عیان ہو طرز نگہ سے چراتے آنکھ ہو کیون — پھری ہوئی ہو تمھاری نظر کئی دن سے
جواب صاف ملے دیکھیے کہ خط کا جواب — گیا ہوا ہو مرا نامہ بر کئی دن سے

نظر پڑا کہین بے پردہ رشک ماہ مرا
اُڑا ہوا ہی جو رنگ قمر کئی دن سے
قفس سے جاؤن چمن تک ہین کسطرح صیاد
جواب دے چکے ہین بال و پر کئی دن سے

بڑا ہی سابقہ کس کوچہ گرد سے کیون رند
مین دیکھتا ہون تمھین در بدر کئی دن سے

ناز ہی غمزہ ہی یا اعجاز ہے
سحر ہی افسون ہی یا انداز ہی
وہ ہی آئینہ ہی مشق ناز ہی
چشم بد دور اب تو اور انداز ہی
کیا کرون اظہار سر عشق کا
عاشق و معشوق کا یہ راز ہی
ہین پھڑکتے نو گرفتار قفس
توڑتی پر حسرت پرواز ہی
ہجر کی شب تا سحر اور رشک ماہ
شکل انجم چشم عاشق باز ہی
تو نہ آنا اسکی باتون مین دلا
جھوٹا ہی مکار ہی دمباز ہی
حکم ہی چھیڑین نہ ساز ندے بھی ساز
کیا مزاج دشمنان ناساز ہی
فتنہ برپا دہ کرینگے صبح و شام
گر یہی شوق خرام ناز ہی
مر بھی جاؤن تو نہ پوچھو جھوٹون ہات
واہ مشفق واہ اچھا ناز ہی
پھنسکے پھر میرا نہ مرغ دل چھٹا
پلکین کیا ہین چنگل شہباز ہی
حسن نے پیدا کیے تازہ جلیس
شانہ محرم آئینہ ہمراز ہی
مار ڈالے وہ یہ پھر زندہ کرے
چشم ہی سحر اور لب اعجاز ہی
گو گھلاوے یا جلاوے مثل شمع
سوز سے بے یار تجکو ساز ہی
بے پروبالی نے بے غم کر دیا
اب کسے اندیشۂ پرواز ہی
چھیڑے جا مطرب جو نہین تو ساز کو
اسمین ملتی یار کی آواز ہی
رشک شیرین مین ہون یا فرہاد ہو
جان پر جو کھیلے گا جانباز ہی
مین نہ کرتا عشق کا افشائے راز
اشک پردہ در بڑا غماز ہی

ہم نے دیکھا رند تیرے یار کو
سرو قد سا اک بت طناز ہے

آرزوے رخ نکو نہ گئی
عشقبازی کی دل سے خو نہ گئی
ساقیا مے کشی کی خو نہ گئی
الفت ساغر و سبو نہ گئی

تو ہی مغرور مین ہون بےپروا
تیری وہ خو یہ میری خو نہ گئی

خانۂ یار کا سراغ ملا
رائیگان میری جستجو نہ گئی

خط کے آنے پہ بھی وہی ہی ناز
رنگ گل اُڑ گیا پہ بو نہ گئی

قلعی کھلجائے گی یہ خوف رہا
آرسی اسکے رو برو نہ گئی

رشک عیسےٰ مرا گیا افسوس
جان ناکام تن سے تو نہ گئی

سر پٹکتی ہی گو قفس مین ہے
مغز بلبل سے گل کی بو نہ گئی

نہ چھٹا مجھ سے کوچۂ قاتل
مر گیا تو بھی میری خو نہ گئی

آب و گل مین جو تھی وفاداری
خاک بھی اُڑکے کو بکو نہ گئی

مرتے دم تک تری تلاش رہی
تالب گور جستجو نہ گئی

ہونٹھ چاٹا کیا مین تا دم مرگ
لب شیرین کی آرزو نہ گئی

مرگیا پر دماغ سے میرے
نکہت زلف مشکبو نہ گئی

تیز رو تو بھی ہی نسیم مگر
مجھسے آگے نکل کے تو نہ گئی

اشک بہ نکلے وقت رخصت یار
شکر کرتا ہون آبرو نہ گئی

سینے تک آکے پھر گئی اُلٹی
نارسا آہ تا گلو نہ گئی

مثل پروانہ جلکے خاک ہوئے
پر تری گرمی شعلہ رو نہ گئی

نہ چھٹی مجھسے خوئے جامہ دری
جیب سے عادت رفو نہ گئی

کب نہ ششدر ہُوا گلی مین تری
کب نظر میری چارسو نہ گئی

جب نہ تب اک نہ اک بہانہ کیا
تیری بدخو یہ حیلہ جو نہ گئی

عمر بھر شعر عاشقانہ کہے
ہاتھ سے طرز گفتگو نہ گئی

وہ پری شیشے مین اُتاری زند
جو سلیمان تلک کبھو نہ گئی

قرار دلکو ہوا اضطراب کے بدلے
وہ لطف کرنے لگے اب عتاب کے بدلے

طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے
حیا کے پردے ہین رخ پر نقاب کے بدلے

شہید کرنا ہے منظور کس کا قاتل کو
رنگے لہو مین ہین کپڑے شہاب کے بدلے

ملاتا آنکھ ہی ہر قطرہ اسکا طوفان سے
دکھائی دیتے ہین تنور سحاب کے بدلے

نہ ولولے ہین وہ اگلے نہ شورشین ویسی
لیے بڑھاپے نے آکر شباب کے بدلے

پیے گا مے جو وہ میخوار ساغر گل مین
پھٹے گا سینۂ بلبل کباب کے بدلے

نہ پاؤن توڑتا قاصد کے گر یقین ہوتا
جواب صاف ملے گا جواب کے بدلے

ہوا جو عشق مین مجکو مطالعے کا شوق
کتابی رُخ کوئی دیکھا کتاب کے بدلے

وہ بادہ نوش ہون جاتا تھا جب دبستان مین
بغل مین رہتی تھی بوتل کتاب کے بدلے

الٰہی یار نہ خط کا مرے جواب لکھے
وہ آپ ڈاک مین آئے جواب کے بدلے

شہید ناز کا دو روز کیجیے ماتم ؛
ہمارا واقعہ پڑھیے کتاب کے بدلے

خیال یار مین جھپکی نہین پلک ناصح
تمام رات مین جاگا ہون خواب کے بدلے

وہ بت ہی تو کرے رُخ کو ہر سحر اے یار
ہنود پوجتے ہین آفتاب کے بدلے

جو ایک گل کو بھی گلچین لگایا تو نے ہاتھ
قلم کرونگا ترا سر گلاب کے بدلے

عوض کباب کے سبے یار دل جلاؤنگا
پیونگا خون جگر مین شراب کے بدلے

الٰہی میکدے مین موج مے سے طوفان ہو
بہے بہے پھرین ساغر حباب کے بدلے

رہے نہ حشر پہ یارب مواخذہ میرا
یہین حساب ہو روز حساب کے بدلے

سوال وصل جو نامے مین ہین لکھا تھا
جدا کیا سر قاصد جواب کے بدلے

سمند یار جو مجھسے نکل چلا تو لئے
نشان نعل کے بوسے رکاب کے بدلے

گنہ ثواب سے تبدیل ہو گئے مومن کے
ملیگی گور مین راحت عذاب کے بدلے

صنم سمجھ کے لیے بوسے سنگ اسود کے
گناہ مجھ سے ہوئے ہین ثواب کے بدلے

اُگے جو خاک سے مجھ مست کی کُم کا درخت
شراب ریتی سے ٹپکے شہاب کے بدلے

یہی ہے حال تو صوفی کا حال ہو گا غیر
جو پردے تو نے نہ مطرب رباب کے بدلے

سپہر سفلہ نے دیکھا نہ حسن معنی کو +
کیا مجھے نظری انتخاب کے بدلے

مرید پیر مغان ہون مری وصیت ہے
مجھے شراب سے دین غسل آب کے بدلے

مین تھوکتے کا نہین مے پہ ساقیا بے یار
پیونگا زہر ہلاہل شراب کے بدلے

معاوضہ نہ کرون قطرۂ عرق سے ترے
جو ایک شیشہ ہے کوئی گلاب کے بدلے

مین پیر دیر کو ساقی جواب دے لونگا
گرو تو سو نیکے بت رکھ شراب کے بدلے

نہ دے سکے مرے اعمال کی مکافاتین
ہزار بار فرشتے عذاب کے بدلے

سوال مجھ سے نکیرین جب کرین گے اے رند
ہو الغفور کہینگے جواب کے بدلے

سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے
اور جلاد نے چرکا دیا جاتے جاتے

خط نے اُس عارض رنگین پہ کیا عرصہ تنگ
خار مین صحن گلستان کو دباتے جاتے

کیا چڑھو گے نہ کسی روز مری گھات پہ تم
آخر اس راستے سے روز ہو آتے جاتے

آتش شوق پہ کرتے ہین یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی ہین آگ لگاتے جاتے

آزماتا ہون محبت مین مین ظرف دلکو
درد و غم آہ مین کہانتک ہین سماتے جاتے

نزع مین تھا مین تمھین مُنھ سے الٹنا تھا نقاب
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

یک بیک دل سے مٹے حرف محبت کیونکر
لالہ رو داغ ترا جائے گا جاتے جاتے

دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ
راہ مین دیر لگے گی فقط آتے جاتے

کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہے کون
خود حذر کرتا ہون اس راہ سے آتے جاتے

اشک آنکھون سے نکلتے ہین بسرخی مائل
چشم بد دور نئے رنگ ہین لاتے جاتے

شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی
فاتحہ کے تو لیے ہاتھ اُٹھاتے جاتے

ہجر کی شب تری فرقت نے یہ دم بند کیا
سانس بھی سینے مین رکنے لگی آتے جاتے

ہو گئی دربان تلک اسکے رسائی حاصل
رفتہ رفتہ ہمین اس کوچے مین آتے جاتے

راستہ روک کے کہلونگا جو کہنا ہے مجھے
کیا ملے گا نہ کبھی راہ مین آتے جاتے

آپ مین ہوتے اگر دل ہی پہ قابو ہوتا
کوچۂ یار مین کیون ٹھوکرین کھاتے جاتے

قصد صحرا کا ہے دیوانو نکالڑکے ہین کدھر
راستے والون کو آگے سے ہٹاتے جاتے

مین جبھی دے چکا ہون خط غلامی صاحب
جن دنون آپ تھے لکھ لکھ کے مٹاتے جاتے

ہوتی جاتی ہے عداوت اسے ہم سے افزون
نقش حُب آگ مین جون جون ہین جلاتے جاتے

قیس و فرہاد کے قبضے مین ہین کوہ و صحرا
ہم کدھر جوش جنون خاک اُڑاتے جاتے

چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار
نیک و بد رند تمھین ہم ہین جتاتے جاتے

رنگت گلون کی باد خزان سے بدل گئی
بلبل اُداس ہو کے چمن سے نکل گئی

بغض و حسد سے مہر و محبت بدل گئی
کیسی ہوا کریم زمانے مین چل گئی

دیوانہ وار کیون نہ پھرون خاک چھانتا
قابو مین وہ پری مرے آکر نکل گئی

رنجک کی طرح ساتھ اُڑا رنگ رو مرا
صبح شب وصال کی جب توپ چل گئی

عالم پسند ہو گئی جو بات تم نے کی
جو چال تم چلے وہ زمانے مین چل گئی

وہ شوخیان کہان گئین عہد شباب کی
صورت کے ساتھ خو بھی تمھاری بدل گئی

اب اُس مژہ کی دل سے خلش دور ہو گئی
وہ پھانس جو جگر مین چبھی تھی نکل گئی

سوز غم فراق کی اُف رے حرارتین
اولے کی طرح منھ مین زبان تک پگھل گئی

وقت سحر جو اُٹھکے وہ آغوش سے گیا
ثابت ہوا کہ روح بدن سے نکل گئی

یاد آ گئی جو جنبش ابروے یار رند
بیساختہ چھری سی کلیجے پہ چل گئی

یارب مجھے بُلائے وہ یا آپ آملے
مطلب برآئین دل کے مرا مدعا ملے

جب گل کو رُتبہ آگے ترے خاک کا ملے
کیونکر دماغ پھر ترا گلگون قبا ملے

ہرگز نہ رکھ فلک سے عنایت کی چشم داشت
خلعت سمجھ کفن کا اگر چیتھڑا ملے

رکھ دیکھو اپنے سامنے یوسف کی بھی شبیہ
کاٹون مین اپنے ہاتھ جو صورت ترا ملے

جیتا ہون اور نہ مرتا ہون درد فراق سے
اب موت آئے یا مجھے عیسےٰ شفا ملے

کنعان سے تا بمصر گیا اس تلاش مین
طفل حسین کہین کوئی یوسف لقا ملے

لازم ہے ہر صنم کے لیے کبر اور غرور
پتھر ہے بُت نہین جو نہ شان خدا ملے

مدت سے آشیانہ و گل کی خبر نہین
پوچھون چمن کا حال جو باد صبا ملے

سر پر چڑھایا طرہ کیا ہر حسین نے
کیا طالع رسا تجھے زلف رسا ملے

بٹ جائے ہاتھون ہاتھ تبرک کیطرح سے
اُتری ہوئی جو پاؤن کی تیرے حنا ملے

مرتا ہون ہجر یار مین کوسا تھا کس نے ہائے
وہ درد ہو تجھے کہ نہ جس کی دوا ملے

ہو برخلاف جب ترا ہر فعل قول سے
پھر تجھ سے خاک دل مرا او بیوفا ملے

آیا ہون تنگ اس دل عاشق مزاج سے
دیدون اگر حسین کوئی دلربا ملے

تلوار کھینچو رند تم اب کوئے یار مین
انبوہ سر کے بھیڑ چھٹے راستا ملے

محبت مین رُسوا ہوا جاہتا ہے
وہ یوسف زلیخا ہوا جاہتا ہے

نزدل مسیحا ہوا چاہتا ہے
یہ بیمار اچھا ہوا چاہتا ہے

بنے گا یہ گھر رشک قصر سلیمان
گذر اک پری کا ہوا چاہتا ہی

تصور ہی دلکو اُس آئینہ رو کا
مین حیران ہون اب کیا ہوا چاہتا ہی

لگا ہی پتا نات سے اُس کمر کا
یہ عقدہ بھی اب وا ہوا چاہتا ہی

ترے حسن کا یار پھیلا ہے چرچا
کوئی دن مین شہرا ہوا چاہتا ہی

تکلم کا ہی قصد اس گلبدن کا
دہن غنچہ سان وا ہوا چاہتا ہی

بناتے ہین گھر خند بلبل کے بدلے
یہ گلزار صحرا ہوا چاہتا ہی

جلاتا ہی مُردے خط سبز اُس کا
خضر اب مسیحا ہوا چاہتا ہی

نکالا ہی قد میرے رشک چمن نے
یہ بوٹا بھی طوبیٰ ہوا چاہتا ہی

مبارک ہو یعقوبؑ کو وصل یوسفؑ
وہ گم گشتہ پیدا ہوا چاہتا ہی

کیا تھا جو اے روح اقرار تو نے
برابر وہ وعدہ ہوا چاہتا ہی

جدا بحر وحدت سے قطرہ ہوا تھا
سو واصل بدریا ہوا چاہتا ہی

بہت طوف کرتے ہین عشاق جاکر
گھر اُس بُت کا کعبہ ہوا چاہتا ہی

گذرتی ہی اکثر گلی سے تمھاری
پری کو بھی سایہ ہوا چاہتا ہی

کوئی دن مین خوناب ہو کر بہیگا
دل اب پک کے پھوڑا ہوا چاہتا ہی

ذرا ضبط کر ضبط آہ و فغان کو
تو کیون رند رُسوا ہوا چاہتا ہی

بُت کرین آرزو خدائی کی
شان ہی تیری کبریائی کی

ہاتھ پہونچے نہ پاؤن تک اُسکے
طالع بد نے نارسائی کی

یار رستے سے پھر گیا آکر
بخت برگشتہ نے بُرائی کی

بحر خون کی ہین مچھلیان پانچون
اُنگلیان پنجۂ حنائی کی

ہو یہ ہین تم سے بیوفا سب ہون
رسم اُٹھ جائے آشنائی کی

موت آجائے قید مین صیاد
آرزو ہو اگر رہائی کی

لب لعلین کی گر صفت لکھون
سرُخ رنگت ہو روشنائی کی

تیرے کوچے مین بادشاہون نے
سلطنت چھوڑ کر گدائی کی

نہ رلایا داو تسلسل اشک — سمرنین یار کی کلائی کی
رونگٹا تک کہین بدن پہ نہین — انتہا ہو گئی صفائی کی
دیکھے اس منجھے کو گر واعظ — قلعی کھلجائے پارسائی کی
خاک ہو کر نکالا اس کا غبار — اور صورت نہ تھی صفائی کی
بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے — خضر نے کس کی رہنمائی کی
دھوم ہے یاسمین عذار و نمین — گوری گوری تری کلائی کی
کاسہ زانو کا جام جم ہے مرا — سیر کرتا ہون مین خدائی کی
خط کو منڈوا کے آج اُس گل نے — گلشن حُسن کی صفائی کی
واہ رے حسن ایک رنگت ہے — تن کی اور زیور طلائی کی
آئے تھے ساتھ لیکے نقد حیات — کھو چلے اس کو یہ کمائی کی
مٹ چکین اب کدورتین صاحب — کونسی شکل ہے صفائی کی

فقر مین بھی وہی دماغ ہے رند
بو نہین جاتی میرزائی کی

نظم یکسر اضطراب دل کے مضمون کیجیے — برق کی بھی طرح مین کچھ شعر موزون کیجیے
شعر مین موزون جو وصف قد کے مضمون کیجیے — مصرع موزون کو رشک سرو موزون کیجیے
چشم فتان صنم کو اپنا مفتون کیجیے — بھولجائے سامری جادو وہ افسون کیجیے
مصرع موزون ہے مشتق قد موزون آپکا — سرو کے پہلے برابر شعر موزون کیجیے
رنگ پان سے ہو گئے ہین صورت یاقوت لال — مانجکر دانتون کو رشک در مکنون کیجیے
دلمین ہے کر دیجیے افشائے راز دوستی — خود بھی رُسوا ہو جیے اسکو بھی ملعون کیجیے
ہے بعینہ ساغر صہبائے گلگون کا اثر — نشہ ہو جائے جو یاد چشم میگون کیجیے
خون ہو جائے لہو تھوکے کوئی صاحب کیا — دست و پا کو آپ منھدی ملکے گلگون کیجیے
قد کشی کر کے چمن مین کاٹیے شمشاد کو — رنگ گل دکھلا کے عارض کو دگرگون کیجیے
چاہتے ہو تم اگر رنگت حنا کی شوخ ہو — پانی کے بدلے شریک اسمین مرا خون کیجیے
لیچلیے ہم کو جنون گر تو مزار قیس تک — گرد باد آسا طواف گور مجنون کیجیے
قتل سے عشاق کے قاتل کو مانع ہے حیا — غمزہ سفاک کہتا ہے یہی خون کیجیے

بال و پر جلجائین مرغ نامہ بر کے ہو کباب
سوز دل سے گر رقم دو چار مضمون کیجیے

لطف فرمایا عنایت کی قدم رنجہ کیا
رات کو رہجائیے تو اور ممنون کیجیے

چہرۂ رنگین دکھا کر رنگ گل کو کاٹیے
وا ذرا بند نقاب روئے گلگون کیجیے

اپنی تصویر اور مری اک صفحہ پر کھچوائیے
آپ لیلی بنیئے اور بندیکو مجنون کیجیے

لائیے طوفان جو چشمون سے محیط اشک کا
تو غرق لجۂ خون ربع مسکون کیجیے

نقش زر سے کیجیے تسخیر جس دن چاہیے
کیجیے سحر اس پر پری پر نہ افسون کیجیے

کیا تکلف ہی اگر تیشے سے کاٹا کوہ کن
کوہ سے ٹکرائیے سر کو تو ہامون کیجیے

اس لب لعلین پہ قربان کیجیے یاقوت کو
صدقے اُن دانتون پہ سلک در مکنون کیجیے

سر پہ لیجانا نہین ہمکو اُٹھا کر زیر خاک
جمع کر کے مال کو کیا مثل قارون کیجیے

گر اثر باقی رہے سرگشتگی کا بعد مرگ
گنبد مدفن کو گردان مثل گردون کیجیے

ولولے جوش جنون کے گر ابھی دکھلائیے
ہوش پران سر سے تیرے او فلاطون کیجیے

اس خرابے مین نہ صلا جھوپڑا بھی چاہیے
چشم عبرت گر سوے قصر فریدون کیجیے

وصل مین تا چند بیٹھے رہیے پابند حیا
شوق سے حد ادب کے پاؤن بیرون کیجیے

مبتدی ہم گرچہ شاگردان آتش مین ہین رند
منتہی کے ہوش اُڑین پیدا وہ مضمون کیجیے

چھپئی او مہروش تجکو نہ دھانی چاہیے
چاند مکھڑا ہی ڈوپٹہ آسمانی چاہیے

سُرخ ہوجائے یہ روئے زعفرانی چاہیے
رنگ لائے کچھ شراب ارغوانی چاہیے

موے سر گرنے لگین تن پر گرانی چاہیے
اب دکھائے زور اپنا ناتوانی چاہیے

رو کے کیون کھوتا ہی اے یعقوب نور چشم کو
پھر ملیگا آکے یوسف زندگانی چاہیے

منکشف ہمپر ہوا شب کو فروغ شمع سے
نام روشن کرنے کو آتش زبانی چاہیے

گر یہی ہر دم کا ضبط نالہ ہائے گرم ہے
پھونکدے قلب و جگر سوزنہانی چاہیے

آشیان بندی کا کچھ سامان مجھے درکار ہی
خار و خس تھوڑے سے او باد خزانی چاہیے

ہون وہ بلبل نخل ماتم پر نشیمن ہی مرا
زمزمونکے بدلے مجکو نوحہ خوانی چاہیے

گر یہی شرم و حجاب یار کا عالم رہا
حشر کے دن بھی سُنانی لن ترانی چاہیے

گردش گردون نے مجکو مار ڈالا پیس کر
شامیانہ گور پہ بھی آسمانی چاہیے

غم نہ کھا جانے دے او بلبل جو جاتی ہی بہار
فصلِ گل پھر دیکھ لین گے زندگانی چاہیے

فی الحقیقت دیکھیے تو لازم و ملزوم ہین
گل سی صورت کے لیے غنچہ دہانی چاہیے

حوصلے سے کی فزون خدمتگذاری آپکی
بندہ پرور اب تمھاری قدردانی چاہیے

زندگانی تا قیامت ہو مبارک خضر کو
یان گسے او موت عمر جاودانی چاہیے

اپنے سایہ مین بچا نا آفتابِ حشر سے
ابرِ رحمت اتنی تیری مہربانی چاہیے

نذرِ خونِ دل کرون یا پیشکش لختِ جگر
حضرتِ عشق آئے ہین کچھ میہمانی چاہیے

گر یونہین یوماً فیوماً حسن روز افزون بڑھے
دھوم پڑ جائے تری محبوب جانی چاہیے

ہی یقین اک روز اُڑ جائے پھڑک کر دام سے
داغ دیکھلائے یہ طاؤس جوانی چاہیے

طرۂ زر سر پہ باندھونگا کبوتر کے ضرور
نامہ بر ہدہد ترا بلقیس ثانی چاہیے

کھینچنے بیٹھے شبیہ یار مین جس دم کمر
ہو قلم ہوئے وبالِ دست مانی چاہیے

ہی یقین چھوڑین کسیدن پھر وہ کاکل ڈس لیا
پھر بھی نازل ہو بلائے آسمانی چاہیے

آنے جانیکی گلی تک یار کے طاقت رہے
زور اتنا پاؤن مین او ناتوانی چاہیے

ہون وہ مجنون گر نگاہ جذب سے دیکھون اُسے
خشک ہو جائے ابھی دریا کا پانی چاہیے

فرد ہی بیمثل ہی یکتا ہی تو اے رشکِ حور
جن و انسان مین نہ نکلے تیرا ثانی چاہیے

وہ بھی ہو شوق ہم آغوشی مین خم مثلِ کمان
پیر کر دے طفل کو تیری جوانی چاہیے

پاؤن پر سر آرہے جھک کر دو نور ضعف سے
بار لائے کچھ نہال ناتوانی چاہیے

جا نجان آغاز سے بہتر ترا انجام ہو
شوخ ہو طفلی سے بھی حسن و جوانی چاہیے

دانت کھٹے اہلِ عالم کے ترش روئی کرے
ہونٹھ چٹوائے تری شیرین دہانی چاہیے

بار بار اپنے پسینے مین بجھاتا ہی وہ رند
تیغِ ابرو کا کڑا ہو جائے پانی چاہیے

مد نظر جو اک بُتِ بالا بلند ہے
ہر مدآہ صورتِ طوبا بلند ہے

بوٹا سا ہی نہ پست نہ اتنا بلند ہے
کچھ شاخِ گل سے وہ قدِ رعنا بلند ہے

گو خاکسار خلق مین رتبہ بلند ہے
سید ہین خاندان ہمارا بلند ہے

کیا پست فطرتونکی رسائی ہو نجم تلک
واقف ہو کہ مین دماغ تمھارا بلند ہے

یارب تو پار کیجیو بیڑا بہ حقِ نوح
پل سے بھی آب موجۂ دریا بلند ہے

کیا آشیانہ پھونکدیا باغبان نے
جو دود آہ بلبل شیدا بلند ہے

دن رات آہین کھینچتا ہون جسکی یاد مین
قامت کشیدہ اک بت بالا بلند ہے

قمری نہ بحث مجھسے ابھی اُٹھکے ناپ لے
شمشاد سے ترے وہ سراپا بلند ہے

نرگس کے پھول آنکھین ہین ابرو ہین نشان
گل سے بھی شاخ نرگس شہلا بلند ہے

جلتا ہون سوز عشق سے خاموش مثل شمع
ہے میرے لب پہ آہ نہ نالہ بلند ہے

کرتا ہے شہسوار کوئی نیزہ بازیان
بالشتون غبار دامن صحرا بلند ہے

چھالے پڑینگے ہر سر انگشت مین مرے
اک شعلہ جائے نبض مسیحا بلند ہے

جنت مین ہوگا بالشت برابر کوئی درخت
پھر شاخ اسمین کیا ہے جو طوبا بلند ہے

اللہ رے تلاطم امواج بحر عشق
ہر موج پست تا لب دریا بلند ہے

کس پر عذاب ہوتا ہے جو شور الامان
از فرش تا بعرش معلا بلند ہے

اُمیدوار لطف ہے یہ خاکسار بھی
تیری جناب بار خدایا بلند ہے

ہے یہ عزیز کلبۂ یعقوب کا چراغ
یوسف کا دودمان زلیخا بلند ہے

ساقی کرینگے ترک نہ ہو حق شراب خوار
جبتک صدائے قلقل مینا بلند ہے

آتا ہے ہجر مین قد بالا کسی کا یاد
ہر دم زبان سے ہائے کا الف بلند ہے

خاک قدم سے مرتبۂ عرش پست ہے
کرسی کا تیری عرش سے پایا بلند ہے

کیا خال و خط کو رتبے مین تجھسے مناسبت
تیرا مقام زلف چلیپا بلند ہے

دو چار بالشت تاڑ سے بھی ہوگا قد دراز
طوبیٰ حقیقۃً اگر ایسا بلند ہے

سوز فراق دلکو جلاتا ہے شمع سان
سر سے بجائے موم مرے شعلہ بلند ہے

بیمار تھا گذر گیا شاید جہان سے رند
یہ شور ہائے وائے کا کیسا بلند ہے

فلک نے داغ دیا گلعذار کے بدلے
عطا فراق کیا وصل یار کے بدلے

یہ پہلے خاک تھا پھر جسم تھا ہوا پھر خاک
بہت سے روپ بھرے ہے غبار کے بدلے

ہوا تھا صحبت اہل جہان سے ہو کر تنگ
جگہ دی گور نے مجھکو فشار کے بدلے

دبا رہے دل بیتاب رکھیو چھاتی پر
سل ایک بھاری سی سنگ مزار کے بدلے

دکھائی ہوتی کسی چشم شوخ کی گردش
فلک نے گردش لیل و نہار کے بدلے

خیال آگیا رُخ کا تصور خط مین ؎ گل بہشت ملا مجکو خار کے بدلے
کیا ہی عیش تو مین نے اُٹھائے ایذا کون غم فراق تو لے وصل یار کے بدلے
شب وصال ہین کین بدمزاجیان اُس نے لڑائیان رہین بوس و کنار کے بدلے
فریفتہ کسی چاہ ذقن کا ہون پس مرگ کنوئین مین لاش کو رکھنا مزار کے بدلے
اس انتظار سے چھٹ جاؤن کاش آجائے پیام مرگ ہی مکتوب یار کے بدلے

بھڑایا غیرون سے اس طفل شوخ نے اے رند
لڑا پیادون سے اک نئے سوار کے بدلے

اٹھا ہی پردہ فقط اک نقاب باقی ہے ابھی مزاج مین کچھ کچھ حجاب باقی ہے
ہوا ہی پھر تجھے اُلفت کا حوصلا او دل کوئی ستم ابھی خانہ خراب باقی ہے
چھٹا نہین ابھی سررشتہ عشق کاکل کا ہنوز سلسلۂ پیچ و تاب باقی ہے
ہزار شکر چھٹے قیل و قال دُنیا سے فقط لحد کا سوال و جواب باقی ہے
ابھی خیال نہ چھوڑونگا عشق بازی کا یہی ہین ولولے جبتک شباب باقی ہے
پلادے بادہ کشون کو اُٹھا نہ رکھ ساقی صراحی مین کئی ساغر شراب باقی ہے
حلال کرکے وہ کہتا ہی اپنے بسمل سے تڑپ لے اور اگر اضطراب باقی ہے
جو مجکو آنا ہی جلد آ کہ دیکھ لون صورت فقط دم آنکھون مین مثل حباب باقی ہے
وہ بادہ نوش ہون ساقی نہ جاؤن گا جبتک کباب سیخ پہ خم مین شراب باقی ہے
ابھی تو خوب برستے ہین میکدے پہ سحاب چڑھاؤ جام ہوا سے شراب باقی ہے

وصال یار ہو گیا بے تکلفی سے رند
مجھے لحاظ ہی اس کو حجاب باقی ہے

رہنے نہ دے گا چین سے دم بھر کہین مجھے لیجائیگا گھسیٹ کے پھر دل وہین مجھے
اعمال ہین یہی تو یہی ہے یقین مجھے دوزخ مین پھینکدیگی بغل سے زمین مجھے
خط میرے حق مین وحی خدائے قدیر ہی قاصد ہوا اس حبیب کا روح الامین مجھے
پر لگ گئے ہین نشہ کے عالم مین ساقیا مے نے اُڑا دیا ہی کہین کا کہین مجھے
دونو کا ایک مین ہون زمانے مین یادگار فرہاد قیس کر گئے ہین جانشین مجھے
باتین تو درکنار ہین یہ بھی نہین امید یٰسین تم سناؤ دم واپسین مجھے

قدرت خدا کی غیر کی جانب ہو چشم لطف
جلاد کی نگاہ سے دیکھین حسین مجھے

بے اعتبار آپ کی جانب سے ہو گیا
قرآن اُٹھایئے تو نہ آئے یقین مجھے

جلوت مین اختلاط کا موقع نہ ہو اگر
بلوائے تخلیے مین وہ خلوت نشین مجھے

مضمون نو جھلکتے ہین انجم کیطرح سے
سیر فلک دکھا رہی ہی یہ زمین مجھے

سر کا نہ پاؤن معرکۂ عشق یار سے
شاباش مرحبا ہی ہزار آفرین مجھے

کیا کام سلطنت کے حوالے ہین آپکے
جب مین بلاؤن کہتے ہو فرصت نہین مجھے

ہون شیفتہ کسی کے مین روے صبیح کا
اپنی صباحتین نہ دکھا یاسمین مجھے

کچھ حال اپنے ساعد پر نور کا نہ پوچھ
افعی کی کیچلی ہی چنی آستین مجھے

وہ اعتبار اُٹھ گئے اب جانبین سے
میرا یقین تمھین نہ تمھارا یقین مجھے

مین بھی تو دیکھون چاند مین تارے جڑے ہوئے
افشان چھڑک کے یار دکھادے جبین مجھے

آزردہ ہو کہ خوش ہو مین کہتا ہون صاف صاف
ہان ہان نہین پسند تمھاری نہین مجھے

الفت ہی تیرے کوچے کی مٹی سے اسقدر
مرجاؤن مین تو گاڑیو قاتل یہین مجھے

جیتا رہا مین ہجر مین مرجانیکی سے جا
او موت تو نے اس سے کیا شرمگین مجھے

یاد آتے ہین کیسکے مجھے گورے گورے گال
کاٹو نہین کھینچتے ہین گل یاسمین مجھے

اس بوریاے فقر کی توقیر دیکھنا
جھک کر سلام کرتے ہین مسندنشین مجھے

وہ دن گئے کہ جان نکلتی تھی آپ پر
اب کیا گھمنڈ کرتے ہو پروا نہین مجھے

مین روسیاہ حشر کو ہون رندؔ روسپید
دکھلائے نور ماہ یہ داغ جبین مجھے

مطلب ہی کیا جو کرتے ہین وہ پھر طلب مجھے
کھلتا نہین بلانیکا ان کے سبب مجھے

جھنجھلا کے وہ پکارتے ہین جب تب مجھے
آزردگی کا کچھ نہین کھلتا سبب مجھے

گنتے ہو عاشقون مین عبث اپنے اب مجھے
تمکو غرض نہین ہی تو پروا ہی کب مجھے

درپے نہ ہو جیے نہین منظور اب مجھے
تب کیا ہوا تھا تمکو محبت تھی جب مجھے

کیونکر جیا نہ آجتک اُسکے فراق مین
ہی اپنی زندگی کا نہایت عجب مجھے

مجھپر نگاہ قہر ہو غیرون پہ چشم لطف
ہی مہربانیون سے تمھارے عجب مجھے

تم فرش گل پہ چین سے سوتے ہو صبح تک
اخترشماریون نہین گذرتی ہی شب مجھے

دُنیا مین بیٹھنے کا ٹھکانا نہین رہا
قہر خدا ہوا ہی تمھارا غضب مجھے

کیا تجھسے چشم لطف کی ظالم ہو چشم داشت
بھولی نہین ابھی وہ نگاہ غضب مجھے

ملوائینگے یہ پھر اسی دشمن سے جان کے
پھر دوست در غلاتے ہین سبکے سب مجھے

حد ادب سے بڑھ نہ چلا شوق وصل یار
گستاخ کر سکا نہ اسقدر او بے ادب مجھے

امکان کیا جو اُلفت گیسو و رُخ چھٹے
دیدے جو کوئی حاصل چین و حلب مجھے

دیکھا صنم کدے کو جو وحدت کی آنکھ سے
بت مین دکھائی دینے لگی شان رب مجھے

ممکن نہین کہ جان بچے ہجر یار سے
کھا جائیگا فراق کا رنج و تعب مجھے

سوز دروں سے سلگین گی تا چند ہڈیان
پھونکے جلائے کاش وہ برق غضب مجھے

چندے یہ جبر تھا متحمل فراق کا
یارائے ضبط و صبر نہین ہی پر اب مجھے

بس بس نہ ذکر غیر مرے آگے کیجیے
نام رقیب سُنکے چڑھ آتی ہی تپ مجھے

بوسونکی حسرتو نہین موے سیکڑوں بتعیب
غیرون کے حق مین زہر ہین شکر و لب مجھے

کیا زیست کی اُمید رکھون مین مریض ہجر
عیسےٰ مرا تو چھوڑ گیا جان بلب مجھے

میر الگاؤ غیر سے ثابت ہوا اُنھین
لو بد مزا جیو نکا کھلا اب سبب مجھے

جاگین نصیب عاشق خوابیدہ بخت کے
سونے دو اپنے ساتھ جو اک شبکی شب مجھے

میرے بلک کے روتے پہ کیونکر ہنسین نہ آپ
رنج و تعب تمھین ہین کہ رنج و تعب مجھے

ساقی اُمیدوار ہون تیرے کرم سے آج
جتنی کھنچے شراب ملے سبکی سب مجھے

مجنون کہا یا عشق مین وہ رند مین ہوا
وہ قیس کو خطاب ملا یہ لقب مجھے

قابوے غیر سے ممکن نہین دلبر چھوٹے
تادم زیست اب اُس سے دل مضطر چھوٹے

خانہ ویران ہو برباد ہو گھر در چھوٹے
پر کسی کا نہ کسی سے کبھی دلبر چھوٹے

اتفاقاً اگر اُٹھ جائے نفاق باہم
ایک گھر مین رہین شاہین و کبوتر چھوٹے

مطمین آج تلک وہ مری جانب سے نہین
ہین خبر دار اسی ٹوہ مین گھر گھر چھوٹے

ہی یہی ضعف کی شدت تو یقین ہے مجکو
بیٹھ سے پوست کے مانند نہ بستر چھوٹے

مشت پر تھے جو بساط اپنی سو وہ نذر کیے
ہم ترے دین سے صیاد ستمگر چھوٹے

چاندنی دیکھنے یار آئے جو مہتابی مین
منھ پہ تیرے کبھی ہوائی مہ انور چھوٹے

جوشش گریہ سے ہجر مین دیکھین تا چند / کب تلک دیکھئے یہ اشک کی چادر چھوٹے

زلف طرار سے دل چھوٹکے بھاگا اسطور / جسطرح دام سے صحرائی کبوتر چھوٹے

ہیچ ہے تار رگ جان ہی سب مجھے ایسا تی / نبضین چھٹ جائین اگر ہاتھ سے ساغر چھوٹے

غیر کے ہاتھ سے لگوائی ہی منہدی اُسنے / اتنو فوارۂ خون لبِ مژۂ تر چھوٹے

عمر بھر اپنی رہائی تری اُلفت سے نہین / دیکھنا ایک دن اس قید سے مرکر چھوٹے

پہلے دھیان آیا نہ کچھ عاقبت اندیشی کا / دل پھنسا بیٹھے ہین اب دیکھیے کیونکر چھوٹے

دل لگا بیٹھے ہین اُس قاتل خونخوار سے ہم / ہاتھ سے جسکے نہ دم بھر کبھی خنجر چھوٹے

کوئی چاند ایسا بھی آئے کہ مون پھر تجھسے / سال بھر ہو گیا اے ماہ منور چھوٹے

ربط کچھ عاشق و معشوق کے بھائے ہین اسے / رو برو رہتے ہین جوڑ و نکے کبوتر چھوٹے

جسم سے جان چھٹے ہی یہ گوارا اسے رند / پر خیال رُخ دلدار نہ دم بھر چھوٹے

دام لے لے کے ہین صیاد ستمگر چھوٹے / دخل کیا باغ مین بلبل کا جو اک پر چھوٹے

یون لگاتی ہی وہ آنکھ دل عاشق کو / جسطرح سے کوئی تکہ بن کے کبوتر چھوٹے

ہی وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار / دست اطفال سے ابتک نہین پتھر چھوٹے

طوق و زنجیر کا غل اب نہین زندانو نمین / قیدی خیرات مین امسال مقرر چھوٹے

دام اُلفت سے رہائی کا کہین کیا احوال / کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے

تیری اُلفت مین ہوئین سبکے ملاقاتین ترک / اقربا چھوٹے عزیزان برادر چھوٹے

بندہ خانہ ہی قریب اتنو قدم رنجہ کرو / پانو نکی منہدی تمہاری جو نہ دلبر چھوٹے

رونہ روشن نظر آتا ہی مجھے تیرہ و تار / بال اس حور کے چہرے پہ مقرر چھوٹے

ظلم سے ظلم کیے قاصدون پر ظالم نے / نامہ بر ہاتھ جھٹکنے پائے نہ بندھکر چھوٹے

صبر دلکو تو کیا مین نے غنیمت جانون / جان ہی تجھسے اگر ترک ستمگر چھوٹے

تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل مین بھی / پردے آنکھونپہ ترے آتے ہی دلبر چھوٹے

دے چکے سب قد موزون سے تمہارے تشبیہ / سرو چھوٹے شعرا سے نہ صنوبر چھوٹے

خوبرویونکی محبت کا بُرا ہے انجام / تجھسے لپکا یہ کہین او دل مضطر چھوٹے

پستی فکر نے او نچا نہ طبیعت کو کیا / جو تعلی کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے

الیسی اُفتاد کئی بار پڑی ہی اے رند
بیشتر اس سے سلے روٹھ کے اکثر چھوٹے

لڑ بھڑ کے تم اغیار سے مر کیون نہین جاتے / اے رند جو دلین ہی وہ کر کیون نہین جاتے
اکتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیون نہین جاتے / اے غیرت خور رشک قمر کیون نہین جاتے
جراح مرے زخم جگر سیتے ہین دن رات / ناسور نہین ہین تو یہ بھر کیون نہین جاتے
تم جانیکی کیا وجہ کوئی روتا ہے یہ بھی / دن رات بہے دیدۂ تر کیون نہین جاتے
رہزن کا تو اندلیشہ نہین راہ عدم مین / ہم ساتھ لیے زاد سفر کیون نہین جاتے
ہی جلوہ نما بام پہ وہ ساعقۂ طور / نظارے کو اے اہل نظر کیون نہین جاتے
کیون خاک اُڑاتے ہین ہر اک راہ گذر کی / اس کوچے مین ہم خاک بسر کیون نہین جاتے
ہی یہ بھی کوئی زیست کہ مرنے سے بڑے ہین / پھٹکار ہے اس جینے پہ مر کیون نہین جاتے

کیا اب کی وبا مین بھی یہ بچ جائینگے اے رند
دشمن مرے فی النار سقر کیون نہین جاتے

واہ کیا شکل ہی بت کی شباہت کیسی / آپ تو کیسا ہی صانع تری صنعت کیسی
دیکھتے بھی نہین تم چشم عنایت کیسی / پیار کیسا ہی مری جان یہ اُلفت کیسی
کون عاشق ہی ترا یار محبت کیسی / اب تو یہ یاد نہین تھی تری صورت کیسی
ہڈیان میری بھلستی ہین دھوین اُٹھتے ہین / آج بھڑکی ہی تپ ہجر نے شدت کیسی
رکھ چکا ہون مین گلا اپنا چھری کے نیچے / سانس لینے کی بھی مہلت نہین فرصت کیسی
بے سبب دشمن جانی وہ ہوا ہی میرا / بغض للہ ہی اس بت کو عداوت کیسی
ٹال جاتے تھے جو تم مین بھی طرح دیتا تھا / درگذر آپ نہین کرتے تم دیت کیسی
ہلکے پانی نہین پی سکتا ہون کھانا کیسا / سلب کی عارضۂ ہجر نے طاقت کیسی
کیون نہ ہون مستحق لطف و سزاوار کرم / کی ہی سرکار مین بندے نے رفاقت کیسی
تم جو تو کہکے پکارو سر محفل مجھکو / فخر ہوجائے مرے واسطے ذلت کیسی
مٹگئے جسکی تمنا مین ہزارون نقشے / کھینچی تصویر اے صانع قدرت کیسی
تم بھی تو چندی مین لے جا مدنے کے ٹکڑے آؤ / دیکھو درگاہ مین ہوتی ہی زیارت کیسی
ابھی مجھسے مانگے جو کبھی وہ شہ خوبی اے رند / جان تک دیدون اُسے دولت حشمت کیسی

تنگ آیا ہون اس حور کی بیدادگری سے
اُلجھاؤنگا اب دلکو کسی اور پری سے

قاصد تو جواب ایک سے خط کا نہ لایا
درگذرا مین بازآیا تری نامہ بری سے

بجھ جاؤن کوئی دم مین اگر مین تو عجب کیا
بدتر ہے مرا حال چراغ سحری سے

آنسو ہی بہا کاش کہ ٹھنڈا ہو کلیجا
او دیدۂ تر پھنک گئے سوز جگری سے

دیوانہ ہون تو خوب ہون ہشیار ہون تو خوب
کیا کام کسیکو مری شوریدہ سری سے

کب آؤگے کب آؤگے ایجان
آنکھونکا عجب حال ہے یان منتظری سے

مین مرد مسافر ہون محبت نہ بڑھاؤ
اچھا نہین ہے دلکا لگانا سفری سے

صیاد مین پانی بھی نہ پیتا ترے گھر کا
مجبور ہون کچھ بس نہین بے بال و پری سے

ایجان یہ سب کہنے کی باتین ہین چلو تو
تم چال مین رہجاؤگے کیا کبک دری سے

تم سنے تو رقیبون سے ملاقات بڑھائی
لگ چلتے ہین اب ہم بھی کسی اور پری سے

اے حور تمہارے کوچے سے نکلی جو سواری
سودائیون نے چھین لیا تخت پری سے

بجھنے پہ بھی اس آگ کی گرمی نہین جاتی
رہ رہکے دھوان اُٹھتا ہے سوز جگر سے

اُٹھ جائینگے اک روز یہین ہے جو بلکنا
تنگ اہل محلہ ہین مری نوحہ گری سے

تاثیر کی اس بت کے دل سخت مین کسدن
کھتا ہو نہین اے آہ تری بے اثری سے

اگلا ہی جلانا ابھی بھولا نہین اُس کا
ملواتے ہین پھر سب مجھے اس رشک پری سے

دیوانہ ہون ہے اُلفت گیسوئے مسلسل
حیران نہ ہو میری پریشان نظری سے

کیلا نہین اس سانپ کو مین جانیہ کھیلا
چوٹی تری ہاتھ آئی ہے کس دردسری سے

گذرے تو نہین وہ ابھی اس راہگذر سے
مین پوچھتا ہون آندھر اک رہگذری سے

نہ کر بیہوش وان تک تو مجھے ہشیار جانیدے
تجلی گاہ تک شوق جمال یار جانیدے

نہ رہ پابند کفر و دین غرض رکھ اپنی اُلفت سے
جو عاشق ہے تو قید سبحہ و زنار جانیدے

رہا ہون ہم صفیر عندلیب اس مین برسون
نہ کر تو بحث مجھسے بلبل گلزار جانیدے

دلا بوسے لب شیرین تیرے واسطے سم ہین
یہ بد پرہیزیان چندے تو اے بیمار جانیدے

برس کر تو نہ لرا چشم طوفان زا کو رونے پہ
نہ دے آنکھیں تلوں چھینٹے ابر گوہر بار جانیدے

قسم ہے تجکو اے دست جنون سودائے کاکل کی
جو اک تار گریبان تک مرا [illegible] جانیدے

بُرا ہی بکیسان عشق پر ظلم و ستم کرنا
نہ کر یہ بدعتین حسن غریب آزار جانیدے

وہ اپنے زہد پر نازان ہین اسکی کریمی پر
نہ بخشے مجھسے واعظ کہدو یہ تکرار جانیدے

ترقی خواہ حسُن ابتو ہزارون نوملازم ہین
تمخوار قدیمی کو بس اب سرکار جانیدے

بھلا کیا فائدہ کھولون جو مین شکوے کے دفتر کو
یو ہین رہنے دے اسکو گو مگوے یار جانیدے

سُلگتی ہین یہ سوز عشق ہی اخگر نہین ہین کچھ
نکھا ان ہڈیونکو مرغ آتشخوار جانیدے

پھنسیگا حشر کے دن مظلمے مین خون ناحق کے
ہمارے قتل سے باز آ تو اد خونخوار جانیدے

نگہبانی کریگی موت اگر ہی زندگی باقی
نہ کر شرمندہ عیسے دل بیمار جانیدے

مثال تیر سیدھا منزل مقصود پر پہونچون
جو راہ راست پر یہ چرخ کجرفتار جانیدے

لگاوٹ چڑہی ظاہر داریون سے مجکو نفرت ہی
نہ کر یہ چاپلوسی مجھسے او عیار جانیدے

نہ لے جنس محبت دیکے دل بازار اُلفت مین
یہ سودا ہیچ دیگا زند یہ بیوپار جانیدے

نظر آتا ہی وہ بیزار خدا خیر کرے
پھر گئی پھر نظر یار خدا خیر کرے

پھر کسی بُت کی محبت نے بنایا کافر
پھر پہننی پڑی زنار خدا خیر کرے

ٹوپی پھر گوشہ ابرو سے ہٹائی اُسنے
پھر کھنچی میان سے تلوار خدا خیر کرے

ٹیس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسے دُکھنے پھیرا
پھر کراہا دل بیمار خدا خیر کرے

پھر نہ آجائے مری جان کہین آنکھو نمین
پھر ہوئی حسرت دیدار خدا خیر کرے

وائے تقدیر کہ مرمر کے بچے تھے جس سے
پھر ہوا ہی وہی آزار خدا خیر کرے

چاہنے والون سے پھر کچھ ہی کھٹکا کدرا
پھر وہ پھرنے لگے ہشیار خدا خیر کرے

درد اُٹھتا ہی جگر مین کبھی دل دُکھتا ہی
کچھ یہ اچھے نہین آثار خدا خیر کرے

روز ہجر آیا شب وصل صنم پھر گذری
پھر ہوئے صبح کے آثار خدا خیر کرے

پھر اُسی طور سے لڑ لڑ کے مرینگے عشاق
پھر بندھی شہر مین تلوار خدا خیر کرے

دیکھون کس کس کی قضا کھیل رہی ہی سر پر
کٹتے جاتے ہین گنہگار خدا خیر کرے

آج صیاد کے تیور نظر آتے ہین بُرے
ہی کی مرغان گرفتار خدا خیر کرے

گل نسرین کے تن پہ ہی اداسی چھائی
کانٹے کھاتا ہی یہ گلزار خدا خیر کرے

جاگتا ہی جو یہی روز شب فرقت مین
دیکھیے دیدہ بیدار خدا خیر کرے

بطرح ابروقاتل کے اشارے ہین ادھر
اُنگلی پڑتی ہی یہ تلوار خدا خیر کرے

حرف آئے نہ مسیحا کی مسیحائی پر
ہی لب گور یہ بیمار خدا خیر کرے

بات وہ کیا تھی ہوا جسکا بکھیڑا اتنا
بڑھ چلی یار سے تکرار خدا خیر کرے

غیر صحبت مین جو بیٹھے سب آکے تیور دیکھے
سوچکر کہنے لگا یار خدا خیر کرے

دلکی بیتابی سے ہی زلزلہ سارے گھر کو
ہین لرزتے در و دیوار خدا خیر کرے

فتنہ پردازی پہ مائل ہی طبیعت اسکی
شر پہ آمادہ ہی دلدار خدا خیر کرے

جرم اُلفت نہ کسی پر ہوا ثابت اے نند
ایک ہم ٹھہرے گنہگار خدا خیر کرے

متفرقات

تیرے سوا ثنا ہی نہین اس صفات کا
حقا شریک کوئی نہین تیری ذات کا

مضمون آبدار کیے یک قلم رقم
بھر بھر دیا ہی موتیون سے منھ دوات کا

تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے
ثابت ہی جبتلک کہ یہ رشتہ حیات کا

عدم کی سیر کی دنیا مین آکے اک جہان دیکھا
خدا شاہد ہی او بت تجھسا یہان دیکھا نہ وان دیکھا

مٹ جائے دغدغہ کہین روز حساب کا
منھ اسطرف کو پھر بھی چلے آفتاب کا

دیکھکر افتادگی سبتے عزیز دل کیا
خاک ہو کر مرتبہ اکسیر کا حاصل کیا

اہل ایمان کی نہ ہو بعد فنا مٹی خراب
کب کسی نے مردہ مومن کو گل در گل کیا

کیا مذکور اسکے سامنے جب خط دکاکل کا
بھولا یا منطقی کو مسئلہ دور و تسلسل کا

اک پری پیکر کا پھر دیوانہ و شیدا کیا
پھر غضب مین مجکو ڈالا ہاے دلنے کیا کیا

پوچھتے کیا ہو شب فرقت مین تونے کیا کیا
رات بھر بلکا کیا مین ایڑیان رگڑا کیا

یہان سے بلبل شیدا تو آشیانہ اُٹھا
چمن سے تیرے مقدر کا آب و دانہ اُٹھا

اس کو چمین جاتا ہون تو آیا نہین جاتا
آگے کو قدم مجھسے بڑھایا نہین جاتا

ہو گیا آب دم تیغ سے بسمل ٹھنڈا
کیون ہوا اب تو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا

دل بستہ ترا کب ہو گرفتار کسی کا
مانوس جو تجھسے ہو نہ ہو یار کسی کا

ہو گیا چاہ سے حاصل جو جدا ہو گئے تو کیا ہو گا
کیا یہ کچھ محبت مین خفا ہو گئے تو کیا ہو گا

عبث رکنا ہر اک دم مین بگڑنا ہر گھڑی لڑنا
یہ پائی وصل مین لذت جدا ہو گئے تو کیا ہو گا

مجھے حاصل ہوا کیا آپکے دلبر بنانے سے
اگر ادرو نکلے اب تم دلربا ہوگئے تو کیا ہوگا

شکایت مین تری دگل زبان اپنی نہ کھولونگا
برنگ بلبل تصویر بولا ہون نہ بولونگا

جلگیا خاک ہوا گو مرا خرمن نہ رہا
خوف تیرا ابھی تو برق شرر افگن نہ رہا

ہو نہ غمگین اگر زاد سفر پاس نہین
شکر کر شکر کہ اندیشۂ رہزن نہ رہا

کون ہی بعد فنا ہوگا جسے غم اپنا
ابھی ہم زندہ ہین کر لیتے ہین ماتم اپنا

قاتل نے کیا قتل نہ جلاد نے مارا
کافر ترے اس حسن خداداد نے مارا

طول کھینچا گفتگو نے رنج بیجا بڑھ گیا
مختصر یہ ہی ہمارے اسکے قصہ اٹھ گیا

اب تہی کرتے ہین پہلو آپ ملنے سے مرے
حد سے جب شوق ہم آغوشی زیادہ بڑھ گیا

آج اُس گل کو ہمکنار کیا
خوب لپٹا بہت سا پیار کیا

دم نہ دے آپ یہ کسطرح سے عالم اپنا
آئینے مین تو ذرا دیکھیے عالم اپنا

غفراللہ پناہ رند جہان سے گذر گیا
اچھا ہوا عذاب کٹا درد سر گیا

کفر ہم جسکو سمجھتے تھے وہ ایمان نکلا
جسپہ پوتھی کا گمان تھا وہی قرآن نکلا

اب بھی آجاؤ جو صورت تمھین دکھلانی ہو
دم کوئی دم مین مرا ورنہ مریجان نکلا

دل مبتلائے گیسوئے دلدار ہوگیا
یارب مین کس بلا مین گرفتار ہوگیا

دق کا فراق یار مین آزار ہوگیا
عیسےٰ سے اپنے چھٹکے مین بیمار ہوگیا

رو دیا جو چھوٹ پھوٹکے شوق جمال مین
اندھا تمھارا طالب دیدار ہوگیا

مر مر کے پہلے تھے مرض عشق سے نبچے
کیون رند پھر تمھین وہی آزار ہوگیا

تنہا یا کون و مکان مین تو لامکان پہونچا
تری تلاش مین مین بھی کہان کہان پہونچا

کچھ زیادہ ہی قلق اور بیقراری کل سے آج
او مسیحا غیر ہی حالت ہماری کل سے آج

ہوگیا نظارۂ گل مین مرا نقصان صریح
کھینچکر پھاڑا ہی بلبل نے مرا دامان صریح

ترا اسیر قفس جان سے تنگ ہی صیاد
حلال کرنے مین اب کیا درنگ ہی صیاد

پھنسا ہون دام مین تیرے تو مرکے چھوٹونگا
اسیر ہوکے رہائی تو ننگ ہی صیاد

بوتل شتاب طاق سے بہر خدا اتار
ساغر چڑھاؤن نشّے کا ہی ساقیا اتار

دوستی بت سے مجھے نہ تم سے بیر
دھجہ کیا کاوش کی مجھسے اہل دیر

چلیے قبر دینر شہیدون کی کبھی
کیجیے شہر خموشان کی بھی سیر

وہ نہین آتا تو موت آئے کہین
زیست بدتر مرگ سے ہی اس بغیر

پڑھتے ہین تسبیح تیرے نام کی
اپنے حلقے مین سدا ہی ذکر خیر

جب پیا پانی دعا ساقی کو دی
ہچکی آئی تو کہا یادش بخیر

آئی بہار نکلے گل و برگ لال سبز
پوشاک برین پہنے ہی ہر نونہال سبز

دیتی ہین زیب آپکو سب رنگتین مگر
سرخ و سفید رنگ پہ کھلتی ہی شال سبز

دل سے جاتی ہی نہین کوچۂ جاناں کی ہوس
بلبل مست کو ہی سیر گلستان کی ہوس

صورت گل چاک کرتا ہون گریبان ہر برس
پھاڑ کر کپڑے مین ہوجاتا ہون ہان ہر برس

تو بھی چل اپنے ذرا طالب دیدار کے پاس
سب عیادت کے لیے جاتے ہین بیمار کے پاس

پھر ہوئی ہی بادہ خوارونکو ہوائے سیر باغ
تو بھی آمادہ ہو او ساقی برائے سیر باغ

قد و رخ سے سرو و گل کا کاٹنا منظور تھا
اب کھلا اے رشک گلشن مدعا سیر باغ

نہ ہو زبان آلہی سوال سے واقف
جبین نہ ہو عرق انفعال سے واقف

خدا کرے نہ بھین میرے حال سے واقف
نہو مزاج مبارک ملال سے واقف

قاصد تجھے نہ یاد رہیگا پیام شوق
خط دیکے اس سے کیو زبانی سلام بھی

دلکو لے لیتا ہی محبوب جوان ایک ایک
مل ہی رہتا ہی مجھے آفت جان ایک ایک

پیدا ہوا آئینے مین بھی ہوتی صفائے دل
سینے مین اپنے رکھتا سکندر بجائے دل

کیسے کرتے ہو جن لوگونکی خاطرداریان
خوش نہین آتی ہین بندیکو ظاہرداریان

بغیر یار کے لطف مے کباب نہین
پیالہ زہر کا ہی ساغر شراب نہین

وہ عضو کونسا ہی جو کہ انتخاب نہین
کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہین

زمانہ پھر گیا تیرے نظر کے پھرتے ہی
غضب خدا کا ہی کافر ترا عتاب نہین

کھڑا ہو بام پہ پروانہ کر تو عاشق سے
کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہین

خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہی بند و پنیر
مراد پر ہی ترا عالم شباب نہین

سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی
ابو لہب ہین زمانے مین بوتراب نہین

یہی اندیشہ ہی کچھ جان کا وسواس نہین
وعدۂ مرگ برابر ہی کفن پاس نہین

لب انکے بھی جان بخش عیسے سے ہین
وہ کس بات مین کم مسیحا سے ہین

کھچین دور کیونکر نہ ہر بات مین
رکے ہین وہ مجھسے کشیدہ سے ہین

نظر آئے کل رند مدت کے بعد
کچھ ان روزون مفتون و شیدا سے ہین

آئینہ منُھ کو تیرے تکتا ہی حیران ہین ہمن
شانہ زلفون سے الجھتا ہی پریشان ہین ہمن

بُرا نہ مانو جو ہم عرض حال کرتے ہین
فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہین

ڈھونڈھ لینگے او ستمگر تجھسے بہتر سیکڑون
دل سلامت ہی اگر اپنا تو دلبر سیکڑون

جان واحد پر مری چلتے ہین خنجر سیکڑون
اک رگ جان ہی مری اور غم کے نشتر سیکڑون

ہم تو ہین نا آشنا ساحل کے کیونکر پار ہون
بہ گئے ہین بحر اُلفت مین شناور سیکڑون

زینت فتراک شاید وہ شکار افگن کرے
اس تمنا مین پڑے ہین صید لاغر سیکڑون

خم کے خم لنڈھتے ہین ساقی ترے میخانہ مین
جائے مے خون جگر ہی مرے پیمانے مین

اور نگلو مجھے کب آپ تجھسے چھڑا سکتے ہین
قطرے شبنم کے کہین پیاس بجھا سکتے ہین

ابھی دحشت مین جو آؤن سر ربان توڑون
ٹکڑے زنجیر اُڑا دون در زندان توڑون

لب لعلین سے لڑا لعل بدخشان توڑون
دست رنگین سے ملا پنجہ مرجان توڑون

کھو دون بتخانیکو کیون کسلیے مسجد ڈھاؤن
مجکو کیا ہی جو دل گبر و مسلمان توڑون

اپنے محسن کے نہ احسان فراموش کرون
وہ نہین مین کہ نمک کھاکے نمکدان توڑون

اب عرش تلک جاتے دلکے مرے نالے ہین
بیٹھا ہون سے دلکی کیا پاؤن نکالے ہین

رُخ کو پوشیدہ عبث یاد لقا کرتے ہین
اچھی صورت کو چھپاتے ہین بُرا کرتے ہین

بہار آئی جوانان چمن کیا کیا اکڑتے ہین
چمن شفاف ہوتے ہین خس و خاشاک جھڑتے ہین

رواج بادہ خواری اسقدر ہی دور ساقی مین
سر بازار مست محتسب کا ندھے رگڑتے ہین

ہوا ہی قتل کے در پے ستمگر دیکھتے جاؤ
گلے پر بیگنہ چلتا ہی خنجر دیکھتے جاؤ

کئی دن سے صورت دکھاتے نہین ہو
سبب کیا جو تشریف لاتے نہین ہو

ہوکے بیزار عبث گھر کو نہ آؤ جاؤ
تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ

دل نہین دیتا مین اس بات پہ آزردہ ہو
روٹھے جاتے ہو اسی بات پہ آؤ آؤ

کیا ہو آرام شب ہجر کے بیدارون کو
نیند کیا موت بھی آتی نہین بیچارونکو

حشر تک نام وہ تحسین کے قابل نہ ہو
تیغ سے رتبہ شہادت کا جسے حاصل ہو

دلکے سودے مین شہ دلدار سے تکرار کرو
مفت بھی مانگے تو دو پاس خریدار کرو

جلوۂ طور تو موسیٰ کی طرح دیکھ چکے
اتنا تو اس بُت کی خدائی کا نہ انکار کرو

یون محبت کر کہ واقف اپنا بیگانہ نہ ہو
ہے تمنا دل مین پی لین دست ساقی سے شراب
اپنے وحشی سے تجھے لازم نہین اتنی گریز
اسقدر ان کو حسین پیدا کیا اللہ نے
ولا جام شہادت سے کہین تیر اگلا تر ہو
کر گئے ہو مجھسے جو اقرار جانی بیجدو
بدگمان مجھسے ہوئے ہو تو تو شتا لے لو
اک نظر دیکھے زلیخا گر مرے محبوب کو
سیر باغ خلد سمجھو دید روئے خوب کو
مشق کر مشق کہ تا لطف سخن پیدا ہو
پڑے ہین پیچ ڈھیلے سر بسر باندھ
قفس مین جی مرا لگنے دے صیاد
نمک تھوڑا چھڑک دے پھر مزا دیکھ
نکلے گی جان تن سے سفر کی خبر کے ساتھ
سویا نہ صبح تک رخ انور کی یاد مین
کیا دون خبر مین ہیچدان سر غیب کی
یہی زندگی ہے تو مرتے رہین گے
فرقت مین تری عمر تلف کی نہین جاتی
پابند یہ مرغ جان تہ دانہ قفس کا ہے
بیان کیجیے کیا واردات اتنی سے ہے
پایا جو اپنے ڈھب کا خریدار بک گئے
رندنا اُس سے کیونکر چھوٹے
ساحل دکھائی دیتا ہے مجکو نشتاہ ہے
اب مشعلین اُس کوچے مین جلوا ئینگے ہم بھی
یہ ربط محبت ہین نہ بڑھانے سے بڑھین گے

داستان عشق ہر محفل کا افسانہ نہ ہو
اور تھوڑی دیر معمور اپنا پیمانہ نہ ہو
آشنا ہے یار آخر اتنا بیگانہ نہ ہو
آدمی کیونکر پریزاد دن کا دیوانہ نہ ہو
تجھے آب دم شمشیر قاتل شیر مادر ہو
کوئی چھلا یا انگوٹھی کچھ نشانی بھیجدو
مہر قرآن پہ کرو آؤ مچلکا لے لو
بھولجائے دل سے حسن یوسف یعقوب کو
مغتنم جانا کرو نظارۂ محبوب کو
خود بخود شعر مین بیساختہ پن پیدا ہو
ذرا تو کھینچکر قاتل کمر باندھ
جو پھر پھڑکون تو میرے بال و پر باندھ
نہ ٹانکے دے نہ پٹی زخم پر باندھ
اپنا بھی کوچ ہوگا تمھارے سفر کے ساتھ
آنکھین تمام رات لڑائین قمر کے ساتھ
معدوم ہے دہن بھی تمھارا کمر کے ساتھ
سدا دن مصیبت کے بھرتے رہینگے
او جان جہان جان تو یون دی نہین جاتی
پھندا ابھی تو گردن مین اک تار نفس کا ہے
وہ بولتے نہین کچھ منھ سے بات اتنی ہے
ہم مُفت تیرے ہاتھ جفا کار بک گئے
جس سے تجھسا دلبر چھوٹے
دریائے عشق مین مری کشتی تباہ ہے
اندھیرے ہے اندھیر ہے چلائین گے ہم بھی
تم آؤ کسی روز تو پھر آئین گے ہم بھی

داغ اُلفت دل پہ جانی دے گئے
چلتے چلتے یہ نشانی دے گئے

فضل ظاہر ہوگئے بندے پہ سارے آپکے
ہنچ چکی صاحب سلامت اب ہمارے آپکے

غیر کے جانب ہوئی اب مہربانی آپ کی
اس لیے بندے نے کی واپس نشانی آپکی

چودھوین رات جو تو مہ کے مقابل ہوجائے
چاندنی میلی ہو دھلوانے کے قابل ہوجائے

کچھ فقط ہند مین شہرت نہین جانی تیری
مصر تک دھوم ہے اے یوسف ثانی تیری

کیا گلے ہون گے یار سے مل کے
آج پھوٹین گے آبلے دل کے

کس کو دکھلاؤن آبلے دل کے
زخم پڑ پڑ گئے ہین چھل چھل کے

آنکھین لڑتی ہین ہمیشہ اس بت مغرور سے
روز کرلیتا ہون مین نظارہ بازی دور سے

کسکو نسبت دیجیے اسکے رُخِ پرنور سے
خوبتر پایا پری سے اُس کو بہتر حور سے

پھر شب مہتاب مین سامان عشرت ہونصیب
بادۂ گلرنگ چھلکے ساغر بلور سے

تیشہ رانی کا نہ پایا مزد کچھ شیرین سے
کوہکن بھی کم نہین بیگار کے مزدور سے

غیر نے کیا کیا بٹھائے ضبط لیکن یار سے
ہین ملاقاتین اسی معمول سے دستور سے

بعد مردن گلشن جنت جہنم ہوگیا
پھر گئی آنکھون مین صورت تیری شکل حور سے

وجہ جنسیت سمجھ اسکو جو اکثر شیخ جی
وجد مین آتے ہین آواز خر تنبور سے

وصل کی شب یوہین اے قاضی حاجات رہے
حشر کے روز تلک صبح نہ ہو رات رہے

ترک ہوجائے اب اس سے کہ ملاقات رہے
دم نکلجائے بلا سے یہ مری بات رہے

قصد کرنا نہ بہت ربط بڑھانے کا دلا
مغتنم جان جو اتنی بھی ملاقات رہے

خدا کیواسطے ملیے کسی قرینے سے
مین خاک چھان رہا ہون کئی مہینے سے

وہ ماہرو نہین ملتا کئی مہینے سے
الٰہی موت دے گذرا مین ایسے جینے سے

آئے نہ عیادت کو بھی بیمار کے اپنے
لی خوب خبر تم نے گرفتار کی اپنے

طبیعت اسکی عبث مجھسے بے نیاز پھری
نیاز مند سے ناحق نگاہ ناز پھری

جان بلب ہے او دل بیمار کسکے واسطے
نکلی جاتی ہے یہ جان زار کسکے واسطے

نہین ہون شغل سے فرقت مین بھی اکدم خالی
بھر آیا دل تو کی رو رو کے مین نے چشم تر خالی

کیا شہر اُوقاتل نے نظر بھر کے جدھر دیکھا
محلے کے محلے کردیے ہین غم کے گھر خالی

مین مردہ سا پڑا رہتا ہون اکثر تیری فرقت مین
قلق سے روح کردیتی ہے قالب بیشتر خالی

گھر بلا کر خاطریں کیا خوب کین مہمان کی
لاکھ نکتو رو نسے دی ہی اک گلوی پان کی

میرے یوسف کونسی شے تجھسے کی کسدن عزیز
دل تو کیا مین نے تو اپنی جان تکتان کی

اس بیوفا کو مجھسے اب اُلفت نہین رہی
اُلفت تو در کنار مروت نہین رہی

آئینہ اُنکا ٹوٹ گیا میرے ہاتھ سے
اب کوئی مُنہ دکھانے کی صورت نہین رہی

باہم گلہ نکے لطف ملاقات تک رہی
اب تمکو شکوہ مجکو شکایت نہین رہی

پہونچا نہین مین آپکی خدمت مین واقعی
حاضر نہ ہوسکا مجھے فرصت نہین رہی

شرمندگی کی وجہ نہین اس طرف ثبوت
پر تمکو مُنہ دکھانیکی صورت نہین رہی

سیر کی خوب پھرے پھول چنے شاد رہے
باغبان جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے

رونقین یار کے مقدم سے ہین آبادی ہی
غیر کے گھر مین ہی اتم مرے گھر شادی ہے

دم نہ بھر میری محبت کا نہ کر مجکو تباہ
اس ہوا خواہی مین او گل مری بربادی ہے

فراق یار مین تاب و توان رہے نہ رہے
کرونگا اپنی ہی گو تن مین جان رہے نہ رہے

ہاتھ آتی ہی نہ محسوس نظر ہوتی ہی
کسی انسان کی ایسی بھی کمر ہوتی ہے

آج رخصت ہی مری کوچۂ دلبر سے زِند
در و دیوار پہ حسرت کی نظر ہوتی ہے

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے
جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے

دکھاؤنگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے
تو چوڑی کیطرح توڑونگا حلقے ونکو سلاسل کے

گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

نہ رہجائیگا قیس زار لیلیٰ تیرے ناقے سے
مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محمل کے

جنون نے بعد مجنون مجکو بھجوایا بیابان کو
روانہ ہوتا ہی عاقل ہمیشہ بعد عاقل کے

کشش گرداب کی شاید تہ دریا دکھائیگی
مری کشتی بھی اُلٹے گی پہونچکر پاس ساحل کے

لالہ سان اب چلکے سیر کوہ و صحرا کیجیے
تا کجا داغ جنون کو دل مین اخفا کیجیے

گلشن حسن و لطافت کا نظارہ کیجیے
رو برو بٹھلائیے اور اسکو دیکھا کیجیے

راز پنہان محبت کو اب افشا کیجیے
خود بھی رسوا ہوجیے تمکو بھی رسوا کیجیے

اور بگڑے سے بھلی لگتی ہی صورت آپ کی
مو پریشان رکھیے یا کپڑون کو میلا کیجیے

دامن کہسار کے وحشت مین لیتے کیجیے
چیتھڑے دامن کے نذر خار صحرا کیجیے

کیون رنگ حنا ہاتھ پہ اُسکے نہ گران ہو
گل ہاتھ مین لینے سے لچکتی ہے کلائی

موت اپنی بھی تجھے یاد جو آئی ہوتی
گورکن مٹی مین مٹی نہ ملائی ہوتی

روح نے خاک کے پتلے کو حقیقت دی ہی
یہ ہوا کاش بشر مین نہ سمائی ہوتی

دیتا اگر کاتب تقدیر ازل مین مجکو
سرنوشت اپنی وہین مین نے مٹائی ہوتی

قابل شوب اگر جسم کا جامہ ہوتا
تو کھٹے گھاٹ یہ گدڑی بھی سلائی ہوتی

ہم وہ جانباز ہین گر کھینچتا قاتل شمشیر
ٹکڑے اڑجاتے مگر بھون نہ چڑھائی ہوتی

رندجی مین اگر آتا تو بقول بسمل
اس زمین مین بھی بہت خاک اڑائی ہوتی

پھر بھی بادیہ پیمائی کی پاؤنکو حسرت باقی ہی
جنگل جنگل پھر آیا پر ابتک وحشت باقی ہی

اس شہ خوبی سے ایدل منھ نہ موڑا چاہیے
ہاتھ سے دامان دولت کو نہ چھوڑا چاہیے

سوزش دل اور تپک سے اسکے ہوتا ہی یقین
کہ پھپھولے منھ کرے اکدن یہ پھوڑا چاہیے

وہی عاشق ہو تو انکا وہ نہین پیار کرے
جسکو اللہ مصیبت مین گرفتار کرے

خواہش مرگ بھلا کیون نہ وہ بیمار کرے
جاگ کر صبح جو فرقت کی شب تار کرے

چشم بیمار سے کیا غور ہو میرے دل کی
کبھی بیمار کا تیمار نہ بیمار کرے

شہسوار ایسا زمانے مین نہین ہی کوئی
شوخیان کیون نہ پھر اس ترک کا رہوار کرے

فصل جاتی رہی بلبل کے خوش الحانیکی
دھوم ہی باغ مین اب میری غزلخوانی کی

سر تصدق ہی اگر دل نہ رہا پہلو مین
مین نے یہ قطرۂ خون عشق کی مہمانی کی

جنون کے پیچ مین پھر جان بیقرار آئی
ہوائین زور کی چلنے لگین بہار آئی

تن مین ہی توانائی نے زور حمایت سے
فریادرس عالم ہنگام کفالت سے

ایما ہی کنایہ ہی چشمک ہی اشارت سے
معلوم ہوا انکو اک چشم عنایت سے

مرنے کو نہ آسایش زندے کو نہ راحت ہے
ہر طور سے مشکل ہی ہر طرح قباحت ہے

چنگاریان اشکو نہین نالو نہین حرارت ہی
عشق بت سنگین دل سب تیری شرارت ہے

آتی ہی صدا اسکے کشتونکے یہ مدفن سے
یہ گوشہ تنہائی کیا کنج فراغت ہے

آرزوئے وصل یار دیکھیے کب تک رہے
حسرت بوس و کنار دیکھیے کبتک رہے

توقع مہربانی کی نہ رکھ صاحب جمالونسے
دغا پائیگا او دل اب بھی باز آ ان خیالونسے

پڑین موئے میان مین دقتین باریک بینونکو
کمر اس شوخ کی بندھتی نہین نازک خیالونسے

رہے جو مہد آسائش مین گردون انکے درپے ہو
طفلی مین بھی یہی تھی طبیعت جو آج ہے
جسے دیکھا سوے ملک عدم دنیا سے راہی ہو
اپنی زلفون کو جو تم ہاتھ لگانے دیتے
اسقدر سبز قدم ہو نہین کہ گلچین مجھکو
بات کرتے تو مین گالی بھی تمھاری سُنتا
ضد ہی کیا باد کے جھونکون کو گرفتار وسنے
ہوا آگاہ اپنے حسن سے تو دیکھین کیا ہوئے
دو دو پہر رگڑتا ہی جو تیغ سنگ سے
قسمت نہ لے گئی ہمین تا ساحل مراد
کس کو دیتا ہی پیالے بادہ گلفام کے
دبائے چرخ نے کیا کیا جوان زمین کے تلے
گمان بعد فنا بھی نہین ہے راحت کا
قد خمیدہ سے کرتے ہین یہ اشارے پیر
دہان بھی کلمہ پڑھونگا ترا خدا کی قسم
جلوۂ حسن خداداد ذرا دکھلاوے
راحت سواے ایذا اہل وطن نہ دینگے
بار ہے سر کہین جدُا ہو وے
دم نہ نکلا شب فراق مین بھی
اب چھوڑیے حجاب کو پردہ اُٹھائیے
کون زاہد ہی تو فاسق ہمین کیسے کہوتا ہی
حضور قلب سے کسدن دعا نہین ہوتی
نصیب شربت عناب لب نہین ہوتا
مقام ضبط کا ہی دادی شکستہ دلان
کوئی غریب گر قافلے سے چھوٹ گیا

مصیبت دیکھیے کیونکر اُٹھے نازونکے پالونسے
یہ نند بھی قدیم سے عاشق مزاج ہے
چلے جاتے ہین بند آنکھین ہین ڈھر بادشاہی کے
راہ گیسو مین اسیدن کئی شانے دیتے
بہر گلگشت چمن تک نہین آنے دیتے
پاؤن بھی پڑتا اگر ہاتھ لگانے دیتے
نکہت گل بھی قفس تک نہین آنے دیتے
دکھایا جس نے آئینہ تجھے اسکا برا ہووے
آنکھین لڑین ہین اتبواسی خانہ جنگ سے
دریا مین ڈوبے نکلے جو کام نہنگ سے
ہم تو شرمندہ نہین ساقی ترے اک جام کے
مجھے بھی گاڑ چلے آسمان زمین کے تلے
سُنا ہی جب سے کہ ہی آسمان زمین کے تلے
تجھے بھی جانا ہی او نوجوان زمین کے تلے
جو اختیار مین ہوگی زبان زمین کے تلے
منکرون کو بھی صنم شان خدا دکھلاوے
مرجاؤنگا تو مجکو دو گز کفن نہ دینگے
تیرا خنجر مرا گلا ہو وے
سخت جانی ترا برا ہو وے
مشتاق ہین جمال کے صورت دکھائیے
سب وہی کرتے ہین جو کام تو فرماتا ہے
تری جناب مین کب التجا نہین ہوتی
مین وہ مریض ہون جسکی دوا نہین ہوتی
گرے جو شیشہ بھی یان تو صدا نہین ہوتی
جو بند آج صداے درا نہین ہوتی

کدورت آئینے کی دور ہو نہ بے صیقل
صفائی قلب کی بے اتقا نہین ہوتی

گداز آتش غم نے کیا یہ جسم کا حال
جو استخوان کو بھی توڑون صدا نہین ہوتی

بخطا ہر ایک کو حکم تہ شمشیر ہی
مملکت مین ماہر وینو نکی بڑا اندھیر ہے

ایک سے ہین مرد اور نامرد اپنے عہد مین
ہر سگ دیوانہ اپنے زعم مین اب شیر ہے

کوئی کا ذ پوچھنے والا نہین اس ظلم کا
بیگنہ خون مسلمان ہو یہ کیا اندھیر ہے

میوہ ہائے خلد کا مشتاق ہو نہین اے کریم
نعمت دنیا سے اب میری طبیعت سیر ہے

شمیم گیسو مشکین یار آ ہی گئی
تن عروس کی بو ایک بار آ ہی گئی

گل کھلین بادہ چھلکنے لگے پیمانون سے
مست پھر نکلین بہکتے ہوئے میخانون سے

پیچ کیا کیا نہ کیے اپنے پریشانون سے
زلفین پیچی ہوئی جب دیکھے ترے شانون سے

قیس و فرہاد کی روحین ہین مصاحب میری
مین ہون دیوانہ مجھے شوق ہے دیوانون سے

المدد جوش جنون وقت مددگاری ہے
سلسلہ چھٹتا ہے زنجیر کا دیوانون سے

وہ شے جو دید کے قابل تھی درمیان نہ رہی
حجاب اٹھ گیا صورت تری نہان نہ رہی

بکا کیے سر بازار عشق یوسف وش
متاع حسن سے خالی کبھی دکان نہ رہی

کبھی نہ بھولی مجھے یاد ابروئے قاتل
گلے پہ تیغ سی کس دم مرے وان نہ رہی

دام بلائے زلف سے مشکل رہائی ہے
صید اجل گرفتہ قضا تیری لائی ہے

اللہ رے ذوق صحبت رندان بادہ نوش
ساقی سے پیشتر بط مے اڑکے آئی ہے

پاؤن پڑکر بھی نہ ہوئیگی رہائی تیری
میرے ہاتھ آئی کسیدن جو کلائی تیری

روبرو اس شعلہ رو کے بزم مین کیونکر آگئی
شمع کافوری کی آنکھو نمین چربی چھا گئی

چھپاؤ شکل کو سو سو ادا سے
نظر آتے ہو صورت آشنا سے

گریبان ضعف سے ہوتا نہین چاک
اب اے دست جنون وقت مدد ہے

یون مہکتا تھا نہ گلشن کبھی تیری بو سے
ہو کے آئی ہے صبا آج تو کس گیسو سے

صبح تک شام سے کرتا ہون ترا ذکر جمال
رات بھر لگتی نہین میری زبان تالو سے

فکر نے مجھکو دیا مرتبہ اسکندر کا
شکل دلبر ہے عیان آئینہ زانو سے

رند مشرب ہون مرا مہر و محبت ہے طریق
نہ مسلمان سے کاوش نہ خلش ہندو سے

کہنہ مضمون ہے تو ہو پھر بھی جو مین فکر کرون
کمر یار کو باندھون سنئے سو پہلو سے

ترک خونریز کہون مردم چشم اُس کی نہین
کام تلوار کا لیتی ہے نگہ ابرو سے

آکر ترے کوچے مین گدا شاہ ہوا ہے
سایہ تری دیوار کا یا ظل ہما ہے

سُنتا ہی نہین وہ بت گمراہ کسی کی
ایسا نہ ہو سن لے کہین اللہ کسی کی

سر دینے کو بیٹھے ہین بہت جان سے بیزار
مشکل کرو آسان کبھی للہ کسی کی

جو تجھسے غرض رکھین انھین غیر سے کیا کام
اُلفت نہ کرین تیرے ہوا خواہ کسی کی

درانہ چلا آؤنگا اکدن ترے گھر مین
سُننے کا نہین بندہ درگاہ کسی کی

سحر کو ہم ہین اور وہ جانجان سے ہے
وصال یار مین شب درمیان ہے

پسینا حُسن ہے چاہ ذقن کا
نہ ہو پانی تو پھر اندھا کنوان ہے

تھی لاگ کسی زلف گرہگیر سے آگے
اک سلسلہ تھا مجکو بھی زنجیر سے آگے

رہتا تھا سدا پیش نظر اک رخ روشن
اُلفت تھی کسی چاند سی تصویر سے آگے

جاری ہے نیا مملکت عشق مین آئین
مجرم کو سزا ملتی ہے تقصیر سے آگے

یہ شوق نہ تھا آپ کو ناوک فگنی کا
اُڑتے تھے نشانے نہ کبھی تیر سے آگے

اشعار فارسی

پے قتلم شدہ آمادہ بت گمراہیست
دل خبر دار کہ باز آمدنا در شاہیست

گہ نالم و گہ گریہ کنم حالتم اینست
عمریست کہ در ہجر کسے عادتم اینست

آدمی زادی یا بنے جانے
جان فدائے تو آفت جانے

شب فرقت بیاد زلف کسے
بسر آمد بصد پریشانے

شہرۂ طرز خرامش بجہان خواہد شد
رفتہ رفتہ بت من آفت جان خواہد شد

ہست در دل غم پنہان کہ نگر دیدہ عیان
بعد مرگ من غمدیدہ بیان خواہد شد

گرچہ آشوب جہان بود خرام تو دمے
کس نمیگفت کہ این حشر عیان خواہد شد

آنکہ در طفلی او پیر و جوان گشت ہلاک
خوش زمانے کہ چنین شوخ جوان خواہد شد

بوفائے دو سہ روزش مرداز جائے رند
کہ ہمین راحت جان آفت جان خواہد شد

دلم بوداز برم شیرین لبے شوخی پریزادے
بت کافر دشی سنگین دلی صد فتنہ ایجادے

زلف در دست رقیبان دیدہ ام
شب عجب خواب پریشان دیدہ ام

کے بود بینیم اے مہ روے تو — اے ہلال عید ما ابروے تو
از کدامی گلشنے اے گل بگو — بوے تو نازک ترست از بوے تو

قطعہ تاریخ چاہ

خضر آب بقا یوسف پیر مسلم — قاسم حوض جنان ہست واللہ علے
رند ترقیم نمود سال این چاہ جدید — جام پر آب دہد عوض چاہ علے

تاریخ سبیل قادر علی خان

بانی وہ کربلا مین ہوا ہے سبیل کا — قادر علی جو خان ذوالاحترام ہے
مقبول کیون نہ ساقی کوثر کرین اسے — دل سے پسند طبع شہ تشنہ کام ہے
شیرینی اسکے آب کی کیونکر بیان ہو — ہر آبخورہ پانی کا شربت کا جام ہے
آیا خیال کیجیے تاریخ اس کی نظم — شاعر ہوئین بھی رند یہی میرا کام ہے
ہاتف پکارا کے سرجان زار رند — پانی پیو سبیل کا نذر امام ہے

رباعیات

عاشق کو اپنے اب نہ ترساؤ تم — پھر چاند سی شکل آکے دکھلاؤ تم
حیلہ کرکے کوئی بہانہ کرکے — جسطرح سے ہوسکے یہان آؤ تم

تنہا جو کبھی یار کو مین پاتا ہون — بیتاب ہو دوڑ کر لپٹ جاتا ہون
کہتا ہے وہ شکر اسکے اے رند سنا — مین تیری انھین باتون سے گھبراتا ہون

رند آپ کو یون تباہ کیونکر نہ کرے — ایسے دلبر کی چاہ کیونکر نہ کرے
کہتے ہین لوگ ٹھنڈی سانسین نہ بھرو — جب درد ہو دل مین آہ کیونکر نہ کرے

لب پر ترا نام ہوگا مرتے مرتے — دم نکلے گا آہ سرد بھرتے بھرتے
گر ہجر یونہین رہا نصیب اعدا — مرجاؤنگا ہائے ہائے کرتے کرتے

کیونکر تری تصویر مٹاؤن دلسے — کس طور سے یہ نقش اٹھاؤن دل سے
وہ لطف و عنایت وہ تلطف وہ کرم — کن کن تری باتون کو بھلاؤن دلسے

گھر گھر رونق ہے طرفہ آبادی ہے — غم خارجیون کو شیعون کو شادی ہے
کہتے ہین شب برات جس کو مردم — روز مولود مہدی ہادی ہے

مخمس غزل حکیم
نواب میرزا شوق

جاتے ہین وہ دریا کے کنارے کئی دن سے — گلشن کے بھی کرتے ہین نظارے کئی دن سے
بگڑے ہوئے انداز ہین سارے کئی دن سے — کہنے مین نہین ہین وہ ہمارے کئی دن سے
پھرتے ہین انھین غیر ابھارے کئی دن سے

ہم کور ہوے شوق کے مارے کئی دن سے — آنکھون سے نہین سوجھتا پیارے کئی دن سے
رہتے ہین پڑے سب سے کنارے کئی دن سے — جلوے نہین دیکھے جو تمھارے کئی دن سے
اندھیر ہی نزدیک ہمارے کئی دن سے

وہ دیکھتے ہین اب لب بام آکے تماشا — مشتاق گلی مین ہین کھڑے والہ و شیدا
انبوہ سا انبوہ ہی ہنگامہ ہے برپا — عشاق سے ہی کوچہ معشوق مین میلا
رستہ نہین ہی بھیڑ کے مارے کئی دن سے

کسطرح ہمارا دل بیتاب نہ ترسے — رہتا ہی نہان چار پہر یار نظر سے
کیا شب کو ملاقات ہوا اس رشک قمر سے — بے صبح نکلتا نہین وہ رات کو گھر سے
خورشید کے انداز ہین سارے کئی دن سے

بس چپکے ہی بیٹھے رہو کچھ منھ پہ نہ لائو — فقرے یہ کسی اور کو دو قسمین نہ کھاؤ
گردن کو جھکاؤ کہ اب آنکھونکو چراؤ — ہم جان گئے آنکھ ملاؤ نہ ملاؤ
بگڑے ہوے تیور ہین تمھارے کئی دن سے

یہ عشق فسونکار نیا رنگ ہے لایا — اب آپ کو بھی ہنسنے لگا اپنا پرایا
لیلی جسے سمجھے تھے وہ مجنون نظر آیا — آخر مری آہون نے اثر اپنا دکھایا
گھبرائے ہوئے پھرتے ہو پیارے کئی دن سے

آئینے کے مانند نظر آتے ہو حیران — مسی ہی نہ کاجل ہی نہ مہندی ہی نہ ہی پان
کنگھی ہی نہ چوٹی ہی نہایت ہو پریشان — کس کشتہ کا کل کا ہے کھا سوگ مری جان
گیسو نہین کیون تم نے سنوارے کئی دن سے

لب خشک نظر آتے ہین اور چشم ہی پرنم — ہر بات مین بھرتے نفس سرد ہو پیہم

کس کے لیے صاحب نے بنایا ہے یہ عالم
کس چاک گریبان کا لیا آپ نے ماتم
کپڑے بھی نہیں تم نے اُتارے کئی دن سے

شکرانے کا ہنگام ہے شکوہ کریں کیونکر
ہوتے ہیں عنایات خطاب اتو مکرر
افضال کئی سے کرم ان کے ہیں ہم پر
دیوانہ بھی سودائی بھی فرماتے ہیں اکثر
ان ناموں سے جاتے ہیں پکارے کئی دن سے

مجبور ہوئے ہم نہیں کچھ عشق سے چارہ
کیا عرض کریں آپ سے باعث ہے یہ سارا
زیبا نہ تھے جو تنگ کیے وہ بھی گوارا
دل پھنس گیا ہے آپ کی زلفوں میں ہمارا
ہیں بندۂ بےدام تمھارے کئی دن سے

بیجا ہے مری جان اب انکار نہ تھے
انداز روش دیکھتے ہی جان گئے تھے
جو دل میں تمھارے ہے وہ سب ہم ہیں سمجھتے
پامال کرو گے کسی وارفتہ کو اپنے
اٹھکھیلیاں ہیں چال میں پیارے کئی دن سے

ہے سب کو یقین انکے نہ آنے سے یہاں کے
جو وجہ ہے یارو وہ بیان کیجیے کس سے
بس ترک ملاقات ہوئی اب نہ ملیں گے
اک شب مرے گھر آن کے مہمان رہے تھے
آتے نہیں اس شرم کے مارے کئی دن سے

میں بیٹھتا تھا ملکے تو فرماتے تھے ہٹ کر
آرام وہ اب کرتے ہیں چھاتی سے لپٹ کر
اور بیٹھتے تھے پاس تو شرما کے سمٹ کر
مُنھ گال پہ رکھ دیتے ہیں سوتے ہیں چمٹ کر
کچھ کچھ تو حیا کم ہوئی پیارے کئی دن سے

آرائش و تزئین کے جو سامان ہیں سراسر
کھلجائیگا ہمپر بھی کسی روز تو دلبر
بےوجہ نہیں کوئی سبب ہوگا مقرر
مہندی بھی ہے مسی بھی ہے لاکھا بھی ہے لب پر
کچھ رنگ ہیں بیرنگ تمھارے کئی دن سے

اس کوچہ میں کب اہل زمیں چلتے ہیں رستے
پرخوف بھی راہو نہیں کہیں چلتے ہیں رستے
کاٹے ہوئے وہ راہ نہیں چلتے ہیں رستے
ڈر سے تہرے کاکل کے نہیں چلتے ہیں رستے
دم بند ہیں اس سانپ کے مارے کئی دن سے

اب ربط ہیں اگلے نہ ملاقات ہے ویسی
اس ماجرے سے رند کچھ آگاہ ہو تم بھی
وہ چین جبیں صاف ہے رنجش کی نشانی
پھر شوق سے کیا اس بت عیار سے بگڑی

ہوتے نہیں باہم جو اشارے کئی دن سے

مسدس موسوم بافسانہ محبت

پیش ازین یار ترا عاشق شیدا تھا مین
ہمہ تن آئینہ سان محو تماشا تھا مین
بستۂ سلسلۂ زلف چلیپا تھا مین
کوبکو شہر مین تیرے لیے رسوا تھا مین
اک زمانہ ترا عاشق سے مجھے بتلاتا تھا
انگلیان اٹھتی تھین جس راہ مین جاتا تھا

مدتوں بلبل مست گل رخسار رہا
سالہا سال تپ ہجر سے بیمار رہا
چشم میگون کا تری والہ و سرشار رہا
سحر مین نرگس جادو کے گرفتار رہا
بیخودی تیرے لیے آٹھ پہر رہتی تھی
دو دو دن تک سر و پا کی نہ خبر رہتی تھی

آتش ضبط سے دن رات جگر پکتا تھا
حال دل اپنا کسی سے مین نہ کہہ سکتا تھا
یاد آئینۂ رخسار مین اک سکتا تھا
ہو کے ششدر مین کبھی چار طرف تکتا تھا
گاہ بیگاہ کوئی بات کی تو اس ڈھب کی
دن کی پوچھی جو کسی نے تو بتائی شب کی

درد سر تھا یہ کسے جو مرا سنتا سر درد
کوئی مونس نظر آتا تھا نہ کوئی ہمدرد
نالہ گرم تھا ہمدم مرا یا آہ سرد
ڈبڈبائے ہوئے اشک آنکھوں مین اور رنگت زرد
یاد مین خنجر ابرو کے کلیجا شق تھا
صدمۂ ضبط سے لب خشک تھے چہرہ فق تھا

چاہا ہرچند محبت نہ ہو فتنہ پرداز
دل کے دل ہی مین رہین عشق کے سب راز و نیاز
گوش زد ہو چکا گو خرد و کلان کے یہ راز
پر سنے میری زبان سے تو نہ کوئی غماز
کر دیا مجھکو خموشی نے جو پتلا غم کا
داغ سودائے جنون اور زیادہ چمکا

دوست سمجھاتے تھے ہر بار تو سودائی ہے
کس پہ مرتا ہے تو کیا تیری قضا آئی ہے
بیمروت ہے وہ بیدید ہے ہرجائی ہے
خاک لاکھوں ہی سے اس شوخ نے چھنوائی ہے
ہوگی پروا اسے اصلا نہ تری حالت کی

خودغرض ہی وہ اسے قدر نہین اُلفت کی

رحم کر اپنی جوانی پہ نہ کر اس کا خیال
خون عشاق سمجھتا ہی وہ بے پیر حلال

مول لیتا ہی عبث جی کے لیے جنجال
خوب اطوار سے اس بُت کے ہین ہم واقف حال

ہم نے مانا کہ وہ بے مثل ہی لاثانی ہے
دل مگر ایسے کو دے بیٹھنا نادانی ہے

پہلے اشفاق و عنایات سے پیش آتا ہی
دام تزویر وہ سو رنگ کا پھیلاتا ہے

غمزہ و ناز و کرشمہ کبھی دکھلاتا ہے
مثل دیوانون کے پھر تنکے ہی چنواتا ہے

لاکھ معشوقون میں اک عربدہ پرداز ہے وہ
بیمروت ہی ستمگار ہی دمباز ہے وہ

دیکھ پچھتائیگا تو مان کسی کا کہنا
آنکھین کھلجائینگی سب نشہ اُتر جائیگا

یاد آئینگی یہ باتین تجھے جب ہوگی دغا
ہاتھ مل مل کے کہیگا کہ کوئی کہتا تھا

جان اور بوجھ کے نادان نہ ہو ہشیار ہی تو
دوستانہ تجھے سمجھا چکے مختار ہے تو

مطلقا پند و نصیحت نہین کرتی تھی اثر
عشقبازی کا تری جن جو چڑھا تھا سر پر

سن سارہا تھا ایک کی باتین سُنکر
جسجگہ بیٹھ گیا کاٹ دیے آٹھ پہر

مین کہان خواب و خورش ادبت خودکام کہان
جسکا دل چھوڑا سا پکے اسے آرام کہان

دلمین کہتا تھا تجھے جبسے تھا ایجان دیکھا
پھر نہ اکبار بھی اسکو کسی عنوان دیکھا

حور آئی تھی نظر یا کوئی انسان دیکھا
حیف صد حیف یہ کیا خواب پریشان دیکھا

وصل کسطرح سے اس شوخ ستمگر کا ہو
نام معلوم ہو جسکا نہ پتا گھر کا ہو

ڈھونڈھنے اس گل رعنا کو کہان جاؤن مین
وہ تو گذرا نہ ادھر جی سے گذر جاؤنمین

آؤ اب اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤن مین
عشقبازی مین بھلا نام تو کرجاؤنمین

شمع و گل گور پہ شاید وہ چڑھانے آئے
پیٹتے روتے جنازے کو اُٹھانے آئے

دن تو ہر طور سے ہو جاتا تھا چل پھر کے بسر
مردنی شام سے چھا جاتی تھی میرے منہ پر
لاتی تھی آفت تازہ شب فرقت دلبر
روز کرتا تھا شب ہجر کی مر مر کے سحر

ایک جا پر نہ قرار آتا تھا سیماب کی طرح
لوٹا کرتا تھا پڑا ماہی بے آب کی طرح

جو ہوا اور قلق اس دل مضطر کو ہوا
دیکھا جب یوں بھی تسلی نہیں ہوتی ہے بھلا
ایڑیاں رگڑیں زمیں پر کبھی سر دے پٹکا
دونوں ہاتھوں سے جگر تھام لیا اٹھ بیٹھا

کیا کہوں رات غضب لاتی تھی کیا کیا جانی
کبھی لیٹا کبھی بیٹھا کبھی ٹہلا جانی

ہر سحر وصل کی کرتا تھا میں خالق سے دعا
علم حضرت عباس میں باندھا چلا
کربلا جاتا تھا نذر چندیوں میں دیتا تھا
بہر دیدار کا تیرے لیے کونڈا مانا

کیا کیا نہ کیے سحر کے اور افسوں کے
نقش و تعویذ بہت میں نے جلائے پھونکے

موت کا سامنا تھا ہو گئی تھی زیست حرام
عشق خونخوار مرا کر چکا تھا کام تمام
قصد کرتی تھی نکلجانے کا جان ناکام
بیشتر ورد زباں رہتا تھا حافظ کا کلام

اے نسیم سحر آرام گہ یار کجاست
منزل آن مہ عاشق کش عیار کجاست

الغرض وقت برابر نہ ہوا تھا دلدار
میری تقدیر میں لکھا تھا ترا بوس و کنار
دیکھنا تھا مجھے ان آنکھوں سے پھر روئے نگار
اک دن اک شخص نے آکر یہ خبر دی اک بار

میں نے پیدا کیا اس یوسف کنعانی کو
بلکہ دیکھ آیا ہوں آنکھوں سے ترے جانی کو

دفعتاً سنتے ہی یہ مژدۂ راحت افزا
جتنے باقی تھے نہ تھے اتنے بھی رہے ہوش بجا
فرط شادی سے ہوا اور ہی میرا نقشا
یہ جو کسی ہوئی طاری مجھے غش سا آیا

آ گیا سینے سے ہونٹوں پہ مرا دم گھٹ کر
بردِ اطراف کا عالم ہوا نبضیں چھٹ کر

دیر کے بعد طبیعت ہوئی فی الجملہ بحال
کچھ تسلی ہوئی کم ہونے لگے رنج و ملال

دل مشتاق تھا ازبس ترا جویاے جمال | جان مہجور کو وہ چند ہوا ذوق وصال

درمیان نامۂ وپیغام مرےجان ہوئے
قول واقرار ہوئے وصل کے سامان ہوئے

شکر صد شکر ہوئے ہجر کے ایام تمام
گرچہ آغاز برا تھا یہ ہوا نیک انجام

زندگانی کی ہوئی مجکو اُمید اے گلفام
صبح وصل آئی نظر گذری مصیبت کی شام

لائے تشریف مرے گھر مین سرافراز کیا
جو تصور مین نہ تھا مجھسے وہ انداز کیا

آتے ہی ڈالدیے ہاتھ گلے مین میرے
اپنے آنچل سے مری آنکھونکے آنسو پوچھے

خوب سا رودیے میرے ساتھ گلے مل مل کے
مُنھ پہ منھ رکھے ہوئے دیر تلک گھتے رہے

رنج ہوتا ہے نہ رو مجکو مرے سر کی قسم
جان رو رو کے نہ کھو تجکو مرے سر کی قسم

جشن شادی کا ہے ہنگام نہ کر حال تباہ
مجکو بھی رنج جدائی تھا نہایت واللہ

ہو قلق دشمنونکو روئین ہمارے بدخواہ
عالم الغیب مری حالت دلکا تھا گواہ

مجکو یاد رہین آنے کا تو کیا واقف ہے
جو مرے دل پہ گذرتی تھی خدا واقف ہے

جبسے دیکھا تھا تجھے تھی تری اُلفت مجکو
بھولتی تھی نہ کوئی دم تری صورت مجکو

ہوگئی تھی تری اُلفت سے محبت مجکو
تیری حالت پہ رہا کرتی تھی حالت مجکو

اُسن نہ کیون کہین اندیشہ تھا غمازون سے
تذکرے تیرے رہا کرتے تھے ہمرازون سے

شکر الحمد کہ پھر تجھسے ملاقات ہوئی
جو نہ تھی وہم وگمان مین کبھی وہ بات ہوئی

وہ گرفتار دن پہ خالق کی عنایات ہوئی
اسکو اعجاز کہون مین کہ کرامات ہوئی

عقل حیران ہے کس طور سے یان ہم آئے
کس طرح وصل ہوا کس نے یہ دن دکھلائے

سرگذشت اپنی تو جو کچھ تھی وہ سب ہم نے کہی
کیونکر ایام جدائی کی مصیبت جھیلی

داستان اپنی سنا ہجر مین کیا کیا گذری
بھولتی بھی تھی مری یاد تجھے کوئی گھڑی

کس طرح صدمۂ جانکاہ مین دن بھرتا تھا
کو نسے شغل مین مصروف رہا کرتا تھا

مین نے آغاز کیا حسن کے یہ افسانۂ غم
روئے اُس دکھڑے پہ پھر خوب سا ملکر باہم
سب بیان کردیے گذرے تھے جو کچھ ظلم و ستم
تھا یہی قول ہر اک بات پہ تیرا اسدم

مجکو باور ہوا کاذب نہین تو صادق ہے
مرا شیدا مرا دیوانہ مرا عاشق ہے

مجھپہ ثابت ہوئی واللہ محبت تیری
دل مین میرے بھی اثر کر گئی اُلفت تیری
ہو گئی میری جدائی مین یہ حالت تیری
ہو گی دم بھر نہ گوارا مجھے فرقت تیری

میرے عاشق تجھے چاہینگے خدا شاہد ہے
عمر بھر تجھسے نباہینگے خدا شاہد ہے

اُسکے دیوانے ہین ہم آپ پہ جو شیدا ہو
واسطے اپنے جو بدنام ہوا اور رسوا ہو
جان دین اسپہ کوئی ہم پہ اگر مرتا ہو
کس طرح اس سے محبت نہ ہمین پیدا ہو

بوالہوس ہمکو ہر اک پیر و جوان ملتا ہے
چاہنے والا زمانے مین کہان ملتا ہے

واقعی مجھسے اسی طور سے تم پیش آئے
چین آرام جو صاحب کی بدولت پائے
جو نہ دیکھے تھے تم اُلفت کے مزے دکھلائے
لا بیان ہین وہ زبان پر کوئی کیونکر لائے

راحتین وہ کسی دلبر سے نپائین مین نے
لذتین ساتھ تمھارے جو اُٹھائین مین نے

دلدہی تھی مری ہر وقت تمھین مد نظر
اُٹھنے دیتے تھے نہ تم پاس سے مجکو دم بھر
حال پرسی ہی مین ہوتے تھے بسر آٹھ پہر
بیشتر زانو کو کرتے تھے مرے بالش سر

تیری ہی فکر تمھین شام و سحر رہتی تھی
دین و دنیا کی نہ صاحب کو خبر رہتی تھی

عاشقانہ غزلین بندے سے پڑھواتے تھے
پان میرے ہی لگائے ہوئے خوش کھاتے تھے
سرمہ مین دیتا تھا مسی مین ہی ملواتا تھا
کتنا خوشگو ہے تو تعریف بھی فرماتے تھے
اور سے لیکے گلوری نہ کبھی کھاتے تھے
مہندی مین ملتا تھا کنگھا مین ہی بندھواتا تھا

یاد ہو لیٹتے سونے کو جو اسے حور لقا
اور کہتے تھے مرے ساتھ لپٹ کر سو جا
سر مرا رکھتے تھے بازو پہ ہٹا کر تکیا
صبح تک یونہیں پڑا رہیو نہ کروٹ لینا
تھا یہی ساتھ کے سونے کا قرینہ تا صبح
لب پہ لب رہتے تھے اور سینہ بسینہ تا صبح

رات دن یونہیں رہا کرتی تھی باہم صحبت
نام اغیار سے صاحب کو ہوئی تھی نفرت
عشق تھا تمسے مجھے مجھسے تمہیں تھی الفت
گھر تلک اپنے نہ جاتے تھے مرے بے رخصت
کبھی جاتے تھے تو دم بھر کے لیے جاتے تھے
جی نہ واں لگتا تھا گھبرا کے چلے آتے تھے

ابتدا میں تو یہ اخلاص جتایا تم نے
جو نہ دیکھا تھا کبھی لطف دکھایا تم نے
جعل کر کے مجھے پھندے میں پھنسایا تم نے
بعد چندے یہ مری جان ستایا تم نے
نہ وہ صحبت نہ وہ الفت نہ مدارات رہی
آٹھویں ساتویں کی مجھسے ملاقات رہی

ہو گیا طبع کا صاحب کے دگرگوں عالم
گھر سے بلواتا جو میں کہتے تھے ہو کر برہم
یک قلم ہو گئے تھے جو کبھی قول و قسم
یہ حکومت رہے اور نہ نہیں آئینگے ہم
چاہیں رکھیں کہ نہ رکھیں وہ محبت سے مجھے
ہو نہیں سکنے کی اب انکی اطاعت مجھے

ادھر آئے بھی کبھی دل میں کیا خوف خدا
دیر ملنے کا اگر میں نے گلا کچھ بھی کیا
منھ لپیٹے ہوئے لیٹے رہے خاموش جدا
روکھے پھیکے ہوئے پھر ہو کے ترش فرمایا
چاہو ناراض ہو یا خوش یونہیں ہم آئینگے
اب تو آتے ہیں بہت اور بھی کم آئینگے

چپ رہو حالت دل مجکو سناتے ہو عبث
بیقراری مجھے تم اپنی دکھاتے ہو عبث
بیٹھ کر پاس مرے باتیں بناتے ہو عبث
مجکو پروا نہیں تم جان سے جاتے ہو عبث
اب کسی اور سے تم جی کو لگا لو اپنے
دھیان میرا نہ کرو دل کو سنبھالو اپنے

سنتے سنتے تری اکھڑی ہوئی باتیں ہر بار
بخدا میرا ابھی دل پھٹ گیا تجھسے دلدار

بلکہ بے لطف ملاقات سمجھکر بیکار رہا
رفتہ رفتہ ترے ملنے سے کیا خود انکار

صدمۂ ترک ملاقات گوارا کر کے
کیا کرون بیٹھ رہا تجھسے کنارا کر کے

یہ نہ کرتا تو مری جان بھلا کب کرتا
وصل مین ہجر مین کس طرح گوارا کرتا
کیا بجز اسکے علاج دل شیدا کرتا
کب تلک ظلم و ستم روز کے دیکھا کرتا

ہر طرح اپنی طبیعت کو سنبھالا مین نے
خار الفت کو ترے دل سے نکالا مین نے

خود کو او غیرت شمشاد یہی سمجھایا
پھول سے رخ کا ترے دھیان جو دلکو آیا
کس لئے ان سرو قدون سے ہی بھلا پھل پایا
باغ سبز اور زمانے کا اُسے دکھلایا

دل لگا جسمین اسی شغل مین مصروف کیا
مختصر قصہ ترے عشق کو موقوف کیا

یک قلم دل سے مٹی یار محبت تیری
بلکہ یہ یاد نہین کیسی تھی صورت تیری
مضطرب اب نہین کرتی مجھے فرقت تیری
کون عاشق ہی کسے باقی ہی الفت تیری

ہمکو تم بھول گئے تم نہ ہمین یاد رہے
ہم نہ دیوانے رہے تم نہ پریزاد رہے

تم نے پھر ملنے کا پیغام جو بھجوایا ہے
یہ تو بتلائیے اب جال جو پھیلایا ہے
مہربانی کی کرم بندے پہ فرمایا ہے
ستم نو کوئی میرے لیے ٹھہرایا ہے

وجہ کیا اسکی جہت کونسی اے حور ہی اب
ظلم باقی کوئی رکھا تھا جو منظور ہی اب

تیری ہی سر کی قسم کھاتا ہون مین او دلبر
پھوٹین آنکھین یہ اگر دیکھون تجھے بھر کے نظر
سامنے میرے جو تو آئے پری بھی بنکر
تو جدھر آن کے بیٹھے نہ کرون منھ بھی ادھر

ربط اگلے سے کہان اب وہ ملاقات کہان
ہم تم اکجا بھی اگر ہونگے تو وہ بات کہان

دوستی بندے کو صاحب سے نہین اب منظور
گرچہ بد وضع ہی یہ رند جہان مین مشہور
رکھیے تکلیف ملاقات سے مجکو معذور
ہر زمانے پہ ہی ظاہر جو مرا ہے دستور

عمر بھر پھر نہ زبان سے کبھی اقرار کیا
جب کسی بات کا ناچیز نے انکار کیا

نامۂ شوقیہ

مرے دلربا محرم غمگسار — انیس دل و مونس جان زار
ریاض لطافت کے سرو روان — سرور دل و راحت جسم و جان
سدا تندرست اور سلامت رہے — سلامت رہے بے ملامت رہے
زبان ایک ہی ایک میرا کلام — یہ معلوم ہو تجکو بعد سلام
تری خیریت سبکو مطلوب ہی — بہرحال حالت مری خوب ہی
گذرتا ہی جیسا قلق میری جان — لکھون کیا قلم کی ہی قاصر زبان
ترے دلکو معلوم ہی سر بسر — کہ ہوتی ہی دلکی تو دل کو خبر
مجھے آہ و زاری سے یان کام ہی — مین کیونکر کہون تجکو آرام ہی
نہین بے اثر ہوتی عاشق کی آہ — کرے اور گرے دلمین دلبر کے راہ
زبان پر نہ لاتے ہو گو حال دل — نہ جانے کوئی تاکہ احوال دل
مگر جی مین واللہ ہو گا خیال — وہ محروم یان سے گیا بیوصال
اُڑاتا تھا آکر جو کوچہ مین خاک — وہ دیوانہ یان سے گیا دردناک
مجھے بھی یہی رنج ہی اور ملال — اسی بات کا ہر گھڑی ہی خیال
نہ بیٹھے گھڑی بھر بھی تنہا ہم — عبث وصل سے ہو گئے متہم
رہا ہجر ہی وصل کی رات بھی — نہ کی شرم سے اُسنے تو بات بھی
مین ناشاد اک شب جاتا اگر — نہ ہوتا جدائی کا رنج اسقدر
عبث دل لگا کر غضب مین پڑا — مصیبت مین رنج و تعب مین پڑا
رہا درمیان میرے اسکے حجاب — نہ سرکا دوشالے کا رخ سے نقاب
تصور یہی دل مین کرتا ہوا — چلا جاتا تھا آہین بھرتا ہوا
قلق جبکہ از حد زیادہ ہوا — تو رو رو کے بس اس غزل پڑھا

غزل

مجھے اسکے کوچے سے آنا تھا کیا — گر آنا تھا تو دل لگانا تھا کیا

لگاتے ہی دل کے پھنسا ہجر مین — یہ کیا ہو گیا مین نے جانا تھا کیا
اُسے دوستی جو نہ منظور تھی — تو پھر اپنے گھر مین بلانا تھا کیا
مرے حال پر گر نہ تھی چشم لطف — تو چھپ چھپ کے آنکھین لڑانا تھا کیا
دکھانا تھا پھر جو مُنھ چاند سا — تو اکبار صورت دکھانا تھا کیا
مین جان تک تو دینے کو موجود تھا — مجھے اور پری آزمانا تھا کیا
مین مرتا تھا خود جان سے میری جان — ستائے ہوئے کا ستانا تھا کیا
نشانی نہ دینی تھی اپنی اگر — تو پھر نام مجھکو بتانا تھا کیا
کوئی دلکا ارمان نکلا نہ تھا — ابھی کوچ در پیش آنا تھا کیا
دلا کر دیا تو نے معذرا اُسے — غم عشق اسکو جتانا تھا کیا

کسی پر جو عاشق نہین رند تم
تو بتلاؤ آنسو بہانا تھا کیا

غرض صبر کو چھاتی کی سل کیا — اسی غم مین طے منازل کیا
تصور تھا تیرا مرے دھیان مین — نہ تھی جان گویا مری جان مین
یہ دل راہ بھر جان مارا کیا — ترا نام لے لے پکارا کیا
مین پہونچا جب آفرخ آباد مین — رہا یان بھی ہر دم تری یاد مین
تجھے یان سے نامہ روانہ کیا — تسلی کو دل کی بہانہ کیا
جواب اس کا اب جلد بھجوائیو — تغافل کو مت کام فرمائیو
تصور مجھے خط کا دن رات ہے — کہ مکتوب نصف الملاقات ہے
کیا تھا یہ اقرار اے رشک حور — تجھے دینگے ہم کچھ نشانی ضرور
یہی دیکے دم وان تو ٹالا مجھے — بتایا نیا روز بالا مجھے
پر اب تو سفر مین ہون اے دلربا — خدا جانیے کب ملائے خدا
کوئی ہاتھ کا اپنے چھلا ضرور — مجھے بھیجیو خط مین اے رشک حور
رہیگا مرے پاس تیرا نشان — کرونگا مین تعویذ دل حرز جان
اور اکثر جو فرقت مین گھبراؤنگا — اُسے لال کر کر کے گل کھاؤنگا
یہ نامہ لکھا فرخ آباد مین — بھرن حسرتین جان ناشاد مین

یہان سے بریلی کو جاتا ہون مین | قدم اپنا آگے بڑھاتا ہون مین
جو باقی رہا میری جان دم مین دم | تو پھر آنکر دیکھتا ہون قدم
بجالاؤنگا سب حق بندگی | غلامی کرونگا مین تا زندگی
نہ چھوڑونگا تجھکو کسی حال سے | مین قربان ہون جان او مال سے
جواہر جو تو ہی تو مین جوہری | مین دیوانہ ہون تو اگر ہی پری
اگرچہ نہین تجھپہ ہرگز گمان | کہ ہو غیر کے حال پر مہربان
ولیکن مین مجبور ہون رشک حور | کہ ہی عشق مین بدگمانی ضرور
خبر میری مرنیکی جبتک نہ پائے | مجھے پیٹے جو اور سے دل لگائے
کہ شاید مین جیتا پھر آیا وہان | ہوئے غیر کے بس مین تم میری جان
یہ سنتے ہی جی سے گذر جاؤنگا | یقین جان بے موت مر جاؤنگا
ذرا دھیان میرا رہے آپکو | نہ سننا کوئی کچھ کہے آپکو

یہ خط ہی مرا میرے دلبر کے نام
ہوا ختم نامہ یہان والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لآلی حمد و جواہر ثناشائستہ زیور ردائے کبریائے خداوند واجب التعظیمی است جلشانہ کہ گروہ بنی نوع بشر را انعکاس اشعۂ انوار لامعۂ ربوبیت و محل ظہور آثار باہرۂ احدیت خود ساختہ قابلیت واستعداد تدبیر و تفکر در مضامین خیالیہ عطا فرمودہ بشاہراہ شناسائی علوم باطنیہ ہدایت نمود و درر غرر صلوۃ و درود بیرون از حیز حصر و احصا بایستہ زینت کہ پاس گردون اساس رسول لازم التکریمے است صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ بہ نظم بیان لب تشنگان بوادی جہالت را بزلال ابد الاتصال شریعت غراسیراب ساخت و تلخ کامان صحرائے ضلالت را شربت گوارائے ملت بیضا بکام جان انداخت و گلدستۂ محمدت بے منتہا تحفۂ بارگاہ فلک اشتباہ آل اطہار و اصحاب کبار رسول مختار خصوص امام منحتم التقدیست کہ بہ شمشیر زبان قطع براہین ملل دادیان باطلہ نمودہ و بزبان شمشیر بمضارۂ مذاہب

منسوخہ تکلم فرمودا مابعد بر رائے بیضا ضیائے ارباب فراست و اصحاب کیاست
مخفی و محتجب نماناد کہ این بے مایۂ ہیچ میرز را از ایام صبی سودائے شعر و سخن در سر بود
و روز و شب بمطالعہ دواوین اساتذہ متقدمین چہ فارسی و چہ ہندی صرف اوقات
مینمود و اصلا بہ تحصیل کتب درسی نمی پرداخت و ابیات عاشقانہ بیش از حد و زیادہ
از عدا ز بر نمودہ مانند عندلیب فصل بہاری زمزمۂ شعر خوانی بلند میساخت و باستماع
ابیات عاشقانہ حالت وجد طاری میشد و دل عشق منزل مثل مرغ بسمل بیتابانہ
میطپید گویا مانند قیس مجنون عشق لیلائے سخن از بطن مادر ہمزاد آوردہ بود بالآخر ہوائے
شاعری در سر افتاد و اکثر اوقات مراثی و سلام و رباعیات در عزائے مولانا و مولے
الکونین ابا عبد اللہ الحسین منظوم میکرد و تخلص وفامی نمود و بیشتر گوہر بے بہائے
غزلیات ہم بہ بنان بیان در سلک نظم انتظام میداد و دیوان ضخیم ترتیب
دادہ بود و از میر مستحسن خلیق کہ در فن مرثیہ گوئی عدیل و نظیر ندارند شغل
مشاورت می داشت بعد چندے میر موصوف روانہ فرخ آباد شدند
و راقم آثم بتاریخ ہفتم رجب سنہ ۱۲۴۰ ہجری از فیض آباد وارد دار الخلافت
لکھنؤ گردید از حسن اتفاقات با جناب مولانائے معظم و مکرم زبدۂ شعرای
عالم خلاق المعانی نہنگ بحر سخندانی غواص بحار کمال فارس مضمار سحر حلال صیرفی
دینار بلاغت محک عیار فصاحت چکیدۂ قلم اعجاز رقمش را اگر مغز قلم گویم
بجاست و زادگان طبع وقادش را اگر یوسف وقت خوانم زیباست ابلغ البلغا
افصح الفصحا جناب خواجہ حیدر علی صاحب متخلص آتش مدظلہ العالی ملاقات
اتفاق افتاد بصد شوق و کمال ذوق استدعائے تلمذ بخدمت فیض موہبت
شان نمودم از دو روز مہربانیہا و اقتضائے حسن اخلاق کہ سجیہ مرضیہ و شیوہ سینہ ذات
بابرکات ست عرض آثم مقبول گردید از ان روز داخل زمرۂ شاگردان
عقیدت گزین و حلقہ بگوشان ارادت آئین گشتہ استفادۂ غزل گوئی از
جناب معزی الیہ حاصل کردہ و میکنم و تخلص خود کہ اسم بامسمیٰ یافتم حسب
ارشاد جناب مخدومی رند قرار دادم و اجزائے سابقہ کہ مثل یوسف عزیز
میداشتم روبروے اخوان زمان بالتمام در چاہ انداختم و آنچہ از ابتدائے

شاگردی جناب مخدومے لغایت آخر ماہ رجب ۱۳۴۵ھ ہجری رطب ویابس موزون کردم
داخل کلیات ہذا نمودہ موسوم بہ گلدستۂ عشق ساختم التماس بخدمت منصفان زمانہ آنکہ
اگر بمقتضائے بشری خطائے رفتہ باشد از دخل بجا بدرستی آن پردازند مصرع کہ ہیچ نفس
بشر خالی از خطا نبود ٭ و این خوشہ چین مزرعۂ سخن را بدعائے خیر یاد فرمایند

تمام ہوا دیوان پہلا

دیوان دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اک جہان دیوانہ اس زلف دوتا کا ہوگیا
ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا

آپ کو کھویا مگر جویا خدا کا ہوگیا
راز جس پر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا

ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہے کبھی
عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہوگیا

خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون
سنکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہوگیا

کیا اثر پھیلا ہے میرے نالۂ جانسوز کا
شعلۂ آتش ہر اک جھونکا ہوا کا ہوگیا

حائل نظارۂ دیدار کیا ہوگی نقاب
دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہوگیا

اس نگاہ تیز سے دل ہوگیا جسدم دوچار
مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہوگیا

سجدۂ عاشق سے او بت تجکو کیا حاصل ہوا
مفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہوگیا

حور کے غمزے اسے جنت مین کیا خوش آئینگے
اے پری رو کشتہ جو تیری ادا کا ہوگیا

بت پرستی مین جو آئی اس بت کافر کی یاد
نالۂ ناقوس مین عالم بکا کا ہوگیا

یاد آیا مے کہ معشوق نہین بھی تھین الفتین
قحط اپنے عہد مین مہر و وفا کا ہوگیا

ٹالنا منظور تھا ہر چند پہلے سے وے
حیلۂ معقول صاحب کو حنا کا ہوگیا

با نیچے اس شوخ کے پر بنگئے اڑنے لگا
بادپا اس ترک کے نیچے ہوا کا ہوگیا

خار و خس ہوتے ہین پیدا جسجگہ تھے سرو گل
کیا چمن مین اختلاف آب و ہوا کا ہوگیا

ہے یہی عالم نموئے یار کا تو دیکھنا
کچھ دنو نمین وہ قد بالا بلا کا ہوگیا

یاد مین اس راست قامت کے یہ کی فریاد رند
وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہوگیا

تسلی روز تو کس کسکو جان جان دیگا
یہی ہے حسن تو جان اپنی اک جہان دیگا

مجھے بھی ضبط اگر رخصت فغان دیگا
سنے گا جو کوئی کانو نمین انگلیان دیگا

حیات خضر خدا تجکو باغبان دے گا
چمن مین مجکو اگر حکم آشیان دیگا

اگر آئیگا نہ کوئین مین جو حسن یوسف کو
عزیز مصر کو کیا تحفہ کاروان دیگا

طلب کرینگے بھلا روز حشر کیا مجھ سے
جو لٹ کے آئیگا وہ خاک ارمغان دیگا

بہار تک ہم اسیرون کی زندگی معلوم
جو چھٹنے دل پہ یونہین موسم خزان دیگا

لگا مین اشک بہانے تو ہنسکے بولا یار
ابھی تو روتا ہے آگے دوہائیان دیگا

دل و جگر کے تو ٹکڑے اُڑا دیے غم نے
مسیح آنکے ٹانکے کہان کہان دے گا

نہ لکھو شوق ملاقات اسکو نامے مین
وہ بدزبان ہے قاصد کو گالیان دیگا

بھرا ہے خون کے بدلے بخار سوداوی
بدن کو چیرون جہانسے وہین دھوان دیگا

تمھارا چاہ ذقن دیکھتے ہی سمجھے تھے
ریاض حسن کو پانی یہی کنوان دیگا

بیان نہ کیجیو قاصد تو میرا حال خراب
ہزار طرح کے فقرے وہ بدگمان دیگا

ملے گی روز جزا بے طلب جزائے عمل
کریم دیگا اُسے وان جو کوئی یان دیگا

وہ ہون غیور نہ لونگا مین ایسے سفلے سے
اگر زمین بھی گڑنے کو آسمان دیگا

جو چند شعر کہے ہین سُنا دو پڑھ کر رند
تمھین بھی داد سخن کوئی نکتہ دان دے گا

نگاہ ناز پہ ٹھہرا ہے تصفیا دل کا +
کرو تو آج مین کرتا ہون فیصلا دلکا

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا
سنو تو عرض کرون تم سے ماجرا دلکا

کرے اُدھر کو سرایت نہ عارضا دل کا
بہت قریب جگر سے ہے فاصلا دلکا

مسیح وقت نہ کر تو معالجا دل کا +
کہ جان گسل نظر آتا ہے عارضا دلکا

ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے یا الٰہی خیر
کہین نہ طول پکڑ جائے عارضا دلکا

طریق عشق مین پیش آئے مرحلے کیا کیا
معین و یاور و ناصر رہا خدا دلکا

تپک رہا ہے یونہین مدتون سے پہلو مین
مسیح قابل نشتر ہے آبلا دل کا

فسردگی ہے طبیعت کو عہد طفلی سے
نہ تھا شباب مین بھی مجکو ولولا دل کا

گرانہ کوہ الم اُسپہ چرخ ناانصاف +
حباب سے بھی ہے نازک یہ آبلا دلکا

وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب پہ
مگر زبان پہ آیا نہین گلا دل کا !

کہا تو کرتے ہو تم پہ مجھے یقین نہین +
کرو تو آج کرون مین معاوضا دلکا

صفا نے بخشا ہے آئینے پہ بھی فوق اُسے
کریگی صورت شاہد مقابلا دل کا

چھڑایا چاہتا ہے شغل عشق بھی واعظ
کبھی کبھی کا جو باقی ہے مشغلا دلکا

دو روزہ زندگی مین جان سے کیا ہی تنگ
مجھے ہلاک کیا اس نے ہو بُرا دل کا

نجات محکمۂ حشر سے نہ پائے گا +
پڑیگا سامنا اک روز تجھکو عادل کا

قلق کا ہی ہی عالم وصال ہو کہ فراق
مری سمجھ مین نہین آتا مدعا دل کا

نوائے چند سے ہین گوش آشنا جنکے
خوش آئیگا نہ انھین زمزمہ عنادل کا

سبیل عشق کا سالک ہو خضر راہ نہ ڈھونڈ
لگائے گا تجھے ڈھرے پہ رہنما دل کا

برنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہے غریب
عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا

بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے
کیا ہے تجربہ مشکل مین بارہا دل کا

آئی جلد یہ آنکھون سے خون ہو کے بہے
غضب مین ڈالدیا مجکو ہو بُرا دل کا

دم اخیر ہے بیچارہ جان بلب ہے آج
معاف کیجئے اب تو کہا سنا دل کا

وہی ہوا جو لکھا تھا مرے مقدر مین
مجھے نہ یار سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا

مآل کار ضرر جان کا ہے الفت مین
خدا کسی سے نہ ڈالے معاملا دل کا

برائے جھگڑے مین کیا مفت جان ارجلی
پڑا ہمارے سر آکر مواخذا دل کا

نہ گفتنی ست چگویم چہ شرح حال کنم
نہین ہے قابل اظہار ماجرا دل کا

ہجوم غم مین بھی ثابت ہی بل بے استقلال
مین وجد کرتا ہون اللہ رے حوصلا دلکا

عیان ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے
کرے بغور تو غافل مشاہدا دل کا

یقین ہی پیپ پڑے آجکل مین پھوٹیگا
تپک رہا ہے کئی دن سے آبلا دل کا

نہو گا عہدہ برا عشق مین کھرے پن سے
بڑا ہے کھوٹے سے آکر معاملا دل کا

یہی ہے مرشد کامل رہ حقیقت مین
خبر نہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا

نہ جان مردہ نہ پژمردہ ہی سمجھ اس کو
لگا کسی سے ذرا دیکھ پھر مزا دل کا

مکین سے ہے ایک ہی دونون مکان آسی کے ہین
سمجھ نہ کعبے سے کم رند مرتبا دل کا +

تو آپ کو پوشیدہ و اخفا نہ سمجھنا +
مین دیکھ رہا ہون مجھے اندھا نہ سمجھنا

کلم شیر زبان سے مرا رتبا نہ سمجھنا +
کتا ہون علیؑ کا سگ دنیا نہ سمجھنا

گو زار ہوا ہون مگر امداد جنون سے
ہے دیو کی طاقت مجھے مردانہ سمجھنا

ہمراہ مرے رہتی ہے ہر دم مدد غیب
لاکھون پہ ہون بھاری مجھے تنہا نہ سمجھنا

بزم غم شبیر مین جو چشم سے نکلے
ہر اشک کو تسبیح کا اک دانہ سمجھنا

جو دل کہ بھرا ہو محبت سے بتانکی
اس دل کو دلا یار کا کاشانہ سمجھنا

نامہ جو لکھا ہے اسے رکھ چھوڑیو صاحب
وہ خط غلامی ہے نوشتانہ سمجھنا

کافر ہون نہ بھولکون جو تسبیح کبھی مین لے شیخ
ناقوس بغل مین ہے مصلانہ سمجھنا

دیدار دکھاو تجلی عشق آئین تو آئین
عاشق ہو نہین عاشق مجھے موسیٰ نہ سمجھنا

رکھنا نہ توقع دل نادان تو کسی سے
اسوقت مین اپنون کو بھی بیگانہ سمجھنا

حاصل نہین سمجھانیسے ناصح تو سمجھ تو
کیا تجھے بھلا یہ دل دیوانہ سمجھنا

بہکا ہوا عاشق نظر آجائے جو کوئی
اُس چشم فسونساز کا دیوانہ سمجھنا

جا ہون تو نکلجاؤن ابھی پیچ سے تیرے
اُلجھا مجھے او زلف چلیپا نہ سمجھنا

سرکٹ کے جو قدمو نپر گرے راہ وفا مین
یہ بھی مدد ہمت مردانہ سمجھنا

صحت تری ممکن نہین بس لکھ دل بیمار
یہ گورکن آیا ہے مسیحا نہ سمجھنا

ہرحال مین خورسند ہون تم خوش ہو کہ ناخوش
بندہ ہون مجھے عاشق شیدانہ سمجھنا

بلوادے سے ہوشربا دیکھ مرا ظرف
ساقی جو بہک جاؤن تو دیوانہ سمجھنا

آجائے کوئی ڈھیر اگر پاؤن کے نیچے
اے شمع رخو مرقد پروانہ سمجھنا

دیکھو کسی پر یہ جو گیسو کوئی بلدار
افعی ہے اسے زلف چلیپا نہ سمجھنا

جویا ہے اگر رتبہ عالی کا جہان مین
ادنیٰ سے بھی خود کو کبھی اعلیٰ نہ سمجھنا

اے رند نہ تکنا کبھی ارباب ورع پاس
مل بیٹھنا اس سے جسے رندانہ سمجھنا

دل کس سے لگاؤن کہین دلبر نہین ملتا
کیا ظلم سہون کوئی ستمگر نہین ملتا

خط لیکے گیا جو وہ کبوتر نہین ملتا
کیا ذکر کبوتر کا ہے اک پر نہین ملتا

زلفونکی طرح عمر بسر ہو گئی اپنی
ہم خانہ بدوشونکو کہین گھر نہین ملتا

کیا خاک مداوا کرین شوریدہ سری کا
سر پھوڑنے کو ڈھونڈھین تو پتھر نہین ملتا

گنجلک نہین ملتی جو طبیعت مین پڑی ہے
دل تجھ سے کسی طور سے دلبر نہین ملتا

کیا کیجئے تعریف بناگوش کی اُسکے
آویزے کو جس کان کے گوہر نہین ملتا

گم جب سے ہوا ہون مین تری الفت طلب مین
جب ڈھونڈھتا ہون آپکو اکثر نہین ملتا

کچھ طالب زر بت ہی نہین غور سے دیکھو / حق یون ہے کہ اللہ بھی بے زر نہین ملتا
صورت نہین ملتی تری صورت سے کسی کی / گھنے سے کسی کے ترا زیور نہین ملتا
آرایشین موقوف ہوئین کسلیے ایجان / گوہر نہین ملتا ہے کہ زرگر نہین ملتا
ابرو کی محبت مین کسے زیست ہے منظور / مر جاؤن گلا کاٹ کے خنجر نہین ملتا
رندان مے آشام نہین جام کے پابند / ہم اوک سے پیتے ہین جو ساغر نہین ملتا
وحشت مین نکل جاؤن مین سرحد سے زمین کی / اس گنبد گردان کا در نہین ملتا
او برق تجلی ترے کشتے کی لحد پر / کیا لوح بنے طور کا پتھر نہین ملتا
حاضر ہون مجھے بستۂ فتراک فرس کر / گر صید کوئی ترک ستمگر نہین ملتا
عاشق سے نہ کھینچ آپکو اے بادشہ حسن / درویش سے کیا جھک کے تونگر نہین ملتا
جو زخم کو سینے کے سیے ٹانکے جگر کو / ایسا کوئی استاد رفوگر نہین ملتا

اے رند لبالب ہو جو عرفانکی مے سے
ساغر وہ بجز ساقی کوثر نہین ملتا

مزہ دل سے اٹھا جاتا ہے لطف زندگانی کا / مجھے پیری مین یاد آتا ہے جب عالم جوانی کا
برنگ فصل گل مہمان ہے موسم جوانی کا / پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا
گذشتہ سال تک حسن شباب ایسا نہ تھا اس کا / بچھا پڑتا ہے جوبن اب یہ عالم ہے جوانی کا
حقیقت مین وہی ہے قول اب تک مین بھی شاہد ہون / سنا تھا ذکر موسیٰ سے جو تیری لن ترانی کا
تری خلوت سرا جب سے بنایا خانۂ دل کو / دیا ہے دیدۂ حیران کو عہدہ پاسبانی کا
کسی سے وقت خواب افسانۂ الفت نہ سننا تم / اڑا دیتی ہے نیند اکثر اثر ہے اس کہانی کا
ہنسی سے گالیان دیتے ہو دو پر مجکو یہ ڈر ہے / غضب ہوگا اگر لپکا پڑیگا بدزبانی کا +
قد بالا دکھانے اپنا وہ گلشن مین جاتے ہین / ہوا ہے کاٹنا منظور سرو بوستانی کا
رہا افسانۂ عشق و محبت ناتمام اب تک / کیا ہے خاتمہ بالخیر کس نے اس کہانی کا
بنی ہے شاخ گل منبر چمن اک بزم ماتم ہے / ملا ہے بلبل نالان کو عہدہ روضہ خوانی کا
جدا ہوتے نہین ہین لب سے لب خاموش بیٹھے ہین / نتیجہ یہ ہوا حاصل ہمین شیرین بیانی کا +
دل مضطر کو فرقت مین بڑی تسکین ہووے گی / کمال مہربانی ہے جو چھلا دو نشانی کا +
بس از مدت جو آئی بھی طبیعت تو کہان آئی / نہ پہونچے خط جہان موقع نہ پیغام زبانی کا

عیادت کو وہ آئے تھے مگر ہم غش مین لیٹے تھے
نہ دیکھی اُنکی صورت بھی بُرا ہونا توانی کا

ہوے ہین دست و پا بیکار رعب حسن سے یکسر
نظر آتا ہے نقشا اور کچھ بہزاد و مانی کا

اُسے حور و پری بتلاتے ہین جو لوگ انسان ہین
کہین روح مجسم بھی لقب ہے میر سجانی کا

زبان قاصر ہے کیونکر اسکا شکریہ ادا ہوگا
عنایت کا توجہ کی نظر کا مہربانی کا

فراق یار مین مذکور مے کا کیا ہے او ساقی
جلن تیزاب کی ہوتی جو پیتا گھونٹ پانی کا

گھلا کر میرے جسم زار کو اُس کی جدائی مین
فراق یار نے پتلا بنایا ناتوانی کا +

جوانی تک مزہ تھا شاعری کا رند سنتے ہو
بڑھاپا آگیا گذرا زمانہ شعر خوانی کا

سُنا گیا مجھے باتین وہ بدزبان کیا کیا
کلام آ گئے بے لطف درمیان کیا کیا

بہار آتی ہے چٹکا ہے جب کوئی غنچہ
تو پھول پھول کے بیٹھا ہے باغبان کیا کیا

سوا لے تازہ مضامین لب نہین واقف
نئے سُناتی ہے فقرے مری زبان کیا کیا

وہ کون ہے جو نہین تیری گفتگو کرتا
سُنے ہین تذکرے تیرے کہان کہان کیا کیا

الٰہی دیکھئے یہ دیکھنا دکھائے کیا
بُری نظر سے وہ گھورے ہین الامان کیا کیا

شکایتین تھین بہت و رجال وقت تھی تنگ
دم اخیر سُناتا یہ نیم جان کیا کیا

یوہین جو منھ پہ کہیگی یہ نیک و بد سب کا
مجھے سُنائیگی دیکھون مری زبان کیا کیا

زمین مین گاڑ کے ہر عضو تن کریگا خاک
ابھی دکھائیگا نیرنگ آسمان کیا کیا

یہ چرخ پیر کی کیا خصلتون سے غافل ہین
گھمنڈ کرتے ہین اللہ نوجوان کیا کیا

ملال و حسرت و اندوہ و یاس و داغ جگر
جہانسے لیکے چلے رند ارمغان کیا کیا

سائلانہ اُنکے در پر جب مرا جانا ہوا
ہنسکے بولے شاہ صاحب کسطرف آنا ہوا

ٹوٹے بت مسجد بنی مسمار بت خانہ ہوا
جب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ ہوا

ہر جگہ موجود سمجھا اس کو سجدہ کر لیا
خواہ مسجد خواہ گرجا خواہ بت خانہ ہوا

باز رکھتی ہی ہمین خدمت سے از خود رفتگی
آن نکلین گے کبھی گر آپ مین آنا ہوا

بیشتر بلبل سے تھا سر مین مرے شور جنون
فصل گل آنے نہ پائی تھی کہ دیوانہ ہوا

گرمی فرقت مین جب اشکو نسے مژگان ہوگئین
مردمان چشم کے رہنے کو خسخانہ ہوا

کارخانے جتنے ہین دنیا کے سب ہین بے ثبات
آنکھ سے جو آج دیکھا کل وہ افسانہ ہوا

ہنستے ہنستے دل لگی کیو اسطے ناپا جو آج
سرو کا قد اس سہی قامت کے تا شانہ ہوا

یوسف مصر محبت کیسا ازران بک گیا
نقد دل قیمت ہوئی اک بوسہ بیعانہ ہوا

جلکے اُسنے جان دیدی نالے کر کے رہگئی
عشق بلبل پر بھی فائق عشق پروانہ ہوا

عشق دندان کی خطا پر قتل جو مجکو کیا
اسیلئے شمشیر قاتل مین بھی دندانہ ہوا

مین نے جانا کاسہ سر ہے کسی مے خوار کا
واژگونہ دست ساقی مین جو پیمانہ ہوا

مژدہ باد اے بادہ خوار و دور واعظ ہو چکا
ملا رسے کھو دے گئے تعمیر مے خانہ ہوا

رند ہون روز ازل سے ہو نہین وارفتہ مزاج
اس لئے طور سخن بھی اپنا رندانہ ہوا

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا
گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا

او جان حزین جانا ہی اکدن تجھے آخر
اب جائے تو بہتر ہے کہ کل جائے تو اچھا

جھکوا دیا سر ضعف نے قاتل کے قدم پر
تلوار اگر اس کی اُگلجائے تو اچھا

بہتر نہین ہے صورت جانان کا تصور
دل اور کسی شے سے بہلجائے تو اچھا

اک سل ہے کلیجے پہ نہین روح بدن مین
چھاتی کا پہاڑ آہ یہ ٹل جائے تو اچھا

دیوانہ عبث شہر کی گلیو نمین ہے برباد
مجنون کسی جنگل کو نکل جائے تو اچھا

او آتش دل پھونکدے تن اشک بہا دے
بہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا

ہر مرتبہ ڈسنے کے ارادہ مین ہے وہ زلف
اژدر یہ اگر مجکو نگل جائے تو اچھا

پھر رکنا ہے دشوار یہ جب آئی تو آئی
ایسے مین طبیعت جو سنبھلجائے تو اچھا

تابوت مرا تھم کے اُٹھاؤ مرے یارو
وہ بھی کف افسوس جو ملجائے تو اچھا

اے رند ملو یار سے یا ہاتھ اٹھاؤ
جھگڑا چکے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

بیستون سے یہی کہتا ہوا فرہاد آیا
رند آیا مرا مرشد مرا استاد آیا

آشیان کنج قفس مین نہ کبھی یاد آیا
بند آنکھین تھین جو لیکر مجھے صیاد آیا

اے لحد بعد فنا تونے وہ راحت دی ہے
چین آغوش کا مادر کی مجھے یاد آیا

سرو قد نے مرے کاٹا جو اُسے خوب کیا
ناز سا قد لیے کیون سامنے شمشاد آیا

شکل قاتل نے دکھائی تو ہوئی جان بحال — موت دکھلائی دی جب سامنے جلاد آیا
خاک انسان نہیں باقی رہیں بیہوش و حواس — حور کی شکل بنا کر وہ پریزاد آیا
تا سحر پھر بھی نچھوڑے گا چمن میں بلبل — صبح ہو جائیگی جب شام سے صیاد آیا
دخل کا شانۂ دل میں دیا خوشنودی کو — آج کیا جبیں پہ چرخ ستم ایجاد آیا
میں تو اک عمر سے تکتا رہا دونوں کی راہ — آجتک موت ہی آئی نہ وہ جلاد آیا
میں جو پہونچا تو کہا عالم ارواح نے یوں — خانہ برباد یہ سوے عدم آباد آیا
کیا بڑی عمر ہے انصاف تو کر او بلبل — یاد ابھی دل میں کیا تھا کہ وہ صیاد آیا
حق شاگردی ادا خوب کیا بعد وفات — لے کے شیرینی مری قبر پہ فرہاد آیا
پھر گئی صورت مریخ نظر میں میری — لال آنکھیں کئے جسوقت وہ جلاد آیا
کھینچنی اسکو جو منظور تھی نیرنگی حسن — دم طاؤس کا خامہ لیے بہزاد آیا
آمد آمد جو سنی اپنی پئے استقبال — دشت سے قیس چلا کوہ سے فرہاد آیا
پاؤں پھیلا دیے کس شوق سے مجھ مجنوں نے — بیڑیاں ہاتھ میں جسدم لیے حداد آیا
گر گئے کٹ گئے کیوں سرو چمن او قمری — آج کیا باغ میں وہ غیرت شمشاد آیا
رو کے بیساختہ سر پیٹ لیا شیریں نے — آگے پرویز کے جب تیشۂ فرہاد آیا
فرقت عالم ارواح گوارا تھی کسے — میں تو مجبور سوے عالم ایجاد آیا
میرے مردے کی قسم یہ تو بتاؤ یارو — بعد مردن بھی کسی کو میں کبھی یاد آیا

صحبت شعر و سخن ہو گئی برہم اے رند
بعد آتش نہ نظر ایک بھی استاد آیا

جز مسیحا نہ کسی سے مرا مردہ اٹھا — اُسنے کاندھا دیا آکر جو جنازہ اٹھا
زہد تقوی سے پھرا رند میں گھبرا اٹھا — پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اٹھا
شکر کر قید سے صیاد کی ہوتی ہے رہا — آب و دانہ ترا او بلبل شیدا اٹھا
بان مارے مرے نالوں نے جو پیہم شب ہجر — مست ہاتھی کی طرح چرخ بھی چلا اٹھا
بار ہا میں نے کباده کی طرح سے کھینچا — جس کمان کا کبھی رستم سے نہ چلا اٹھا
طرفہ کہتے ملک ساتھ رہے تا لب گور — دھوم سے کشتۂ قاتل کا جنازا اٹھا
قیس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی — دور سے جب کوئی صحرا میں بگولا اٹھا

جوشِ وحشت میں جو دریا کیطرف جا نکلا
قدِ آدم مری تعظیم کو مینڈھا اُٹھا

ہجر کی شب جو تری گرمیاں یاد آئیں مجھے
مغز سے نکلا دھوان دلسے وہ شعلہ اٹھا

تاب نظارۂ دیدار نہ لاؤ گے کلیم
پردے پڑ جائینگے آنکھوں پہ جو پردہ اٹھا

نہ گیا وادیِ ایمن کو کوئی بعدِ کلیم
آتشِ طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلہ اٹھا

ضعف اسے کہتے ہیں سینہ سے لبوں تک آ کے
سو جگہ راہ میں نالہ مرا بیٹھا اٹھا

کوچۂ یار سے جب گھر کو چلا میں اپنے
دل پکڑ بیٹھ گیا درد اک ایسا اٹھا

رم چلے اور کسی دیس کو ہم یا معبود
بستر آج ترے کوچے سے اپنا اٹھا

اول شب سے موذن نے اذاں دی شبِ وصل
لو سرِ شام ہی سے آج یہ مرغا اٹھا

حشر کو ہوتی ہے اک تازہ قیامت برپا
گور سے سر میں اگر لے کے یہ سودا اٹھا

بن پڑا کچھ نہ علاج تپِ فرقت اس سے
ہاتھ مل کر مری بالین سے مسیحا اٹھا

جسکو تیرے لبِ جان بخش نے مارا قاتل
حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مردا اٹھا

سنکے مرنے کی خبر رند کے بولا رو کر
آج دنیا سے مرا چاہنے والا اٹھا

اس قدر پیکے نہ میں بادۂ احمر بہکا
نشہ کنٹر سے ہے جتنا کہ تو اکثر بہکا

کرکے وعدہ کسی نادان کو دلبر بہکا
تو نے بہکایا مجھے اور میں مقرر بہکا

پھیر لاتا ہے خط شوق مرا ہوکے تباہ
ذبح کر ڈالونگا اب کی جو کبوتر بہکا

عوض ساغرِ مے دیتا ہے خالی کنٹر
میں تو بہکا مرا ساقی بھی برابر بہکا

کیسے دمباز کے فقرے پہ چڑھا مستانے
ہوش کر اپنے بجا کیوں دلِ مضطر بہکا

پھر نہ رہجائے کہیں شوقِ شہادت باقی
المدد موت کہ جلاد کا خنجر بہکا

کردے مژگاں کا اشارہ جو بچا ابرو سے
تیر اک مار کلیجے پہ جو خنجر بہکا

سالکِ راہِ محبت ہو تو سنبھلا رہیو
یہ وہ وادی ہے جہاں خضر سا رہبر بہکا

ساغرِ مے نہ پلانا متواتر ساقی
کس سے سنبھلے گا جو وہ ترکِ ستمگر بہکا

نقشِ ہستی کو ذرا سوچ کے بھرنا غافل
سب غلط ہوگا یہ تعویذ جو اک گھر بہکا

آکے اس میکدہ میں ایک سا عالم نہ رہا
بیشتر نشہ میں سنبھلا ہوں میں اکثر بہکا

خضرِ راہ جہاں شمعِ ہدایت ہیں یہ رند
چھوڑی گر پیروی آلِ پیمبر بہکا

گر کلاہ فقر سے تو آشنا ہو جائیگا
بار سر پر طرۂ بال ہما ہو جائے گا

گل سے رنگ گل بھی مثل بو ہوا ہو جائیگا
راہی اکدن قافلے کا قافلا ہو جائیگا

کب گمان تھا درد دل کا چارہ زیبا ہو جائیگا
یہ مرض بھی رفتہ رفتہ لا دوا ہو جائیگا

دل جو وحدت کے مزے سے آشنا ہو جائیگا
عین کثرت مین ترا عالم جدا ہو جائیگا

چھید کرتے ہین فلک مین اپنے تیر آہ سے
ایکدن چھلنی یہ لوہے کا توا ہو جائیگا

رشک لیلی سونگھ لیگا گر ترے کشتے کی لاش
شیر کتے کی طرح سے باؤلا ہو جائیگا

بچ کے طوفان سے پہنچ جائیگی ساحل تک بخیر
گر خدا کشتی کا اپنی ناخدا ہو جائے گا

ہاتھ لگنے کی نہین اکسیر کی بوٗ کی طرح
شوق اگر اسکو ہوا قحط حنا ہو جائیگا

یہ تکبر ایسی نخوت حسن پر اتنا غرور
کیا معاذ اللہ او بت تو خدا ہو جائیگا

آکے یان بیمار فرقت ہو گئے ہو تندرست
او مسیحا گر ترا دار الشفا ہو جائے گا

کیسۂ زر خرچ کرنے سے نہو دیگا تہی
دیگا سائل کو جو منعم کیا گدا ہو جائیگا

عالم وحشت مین بکتے ہین جو دلکا حال ہے
راز اپنا بے تکلف بر ملا ہو جائے گا

بیٹھنے دیگی نہ چھپکر حسن کی شوخی اُسے
آج اگر پردے مین ہے کل برملا ہو جائے گا

زندگی تک ہے یہ فرق اعتباری چند روز
مرکے یکسان رتبۂ شاہ و گدا ہو جائیگا

عین مستی مین سمجھے تھے کہ ہونا ہے فنا
ابتدا سے جانتے تھے خاتما ہو جائیگا

باغبان اتنا ہمار باغ ہستی پر نہ بھول
دیکھ لینا دو ہی دن مین کیا سے کیا ہو جائیگا

ہے یہی گر یار مین عاجز نوازی کی صفت
سلطنت کا ہر گدا کو حوصلا ہو جائیگا

تاب و طاقت چل بسین گے روح سے بھی پیشتر
پہلے یوسف سے روانہ قافلا ہو جائیگا

جھولیان بھر بھر اڑائیگا اگر یون باغبان
گل سے مملو دامن باد صبا ہو جائے گا

منزل مقصود پر ہر طرح سے پہونچین گے ہم
غول مثل خضر اپنا رہنما ہو جائے گا

ملک ہستی سے نکر تنہا روی کا دل مین خوف
دس چلے جب ملکے باہم قافلا ہو جائیگا

مین گدا تم بادشاہ حسن پھر کیون ہے یہ ٹال
کیا برا ہو گا کسی کا گر بھلا ہو جائیگا

کوچۂ گیسو مین جائیگا نہ گر زنہار قصد
او دل ناداں بلا مین مبتلا ہو جائیگا

آن واحد مین سلجھ جائیگی ساری گتھی
ناخن تقدیر اگر عقدہ کشا ہو جائے گا

روئیگا اے رند سن لیگا جو شعر حسب حال
واقعہ اپنا بھی اکدن مرثیا ہو جائیگا

بیمروت بیوفا تو باوفا کیونکر ہوا / خودغرض نا آشنا ہی آشنا کیونکر ہوا

خواجۂ قنبر کے در کا جو کہ کہلایا فقیر / بادشاہ ہفت کشور ہی گدا کیونکر ہوا

کس نبی کو معجز ثانی کس نے دی پیغمبری / یہ عصا موسی تمہارا اژدہا کیونکر ہوا

وادی الفت میں آپ آوارہ پھرتا ہی غریب / خضر خود گمراہ ہے وہ رہنما کیونکر ہوا

توبہ کر تو او برہمن سجدے کرتا ہی کسے / بت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا

دعوتیں رندوں کی اب کرنے لگا پیر مغان / تھا بڑا کم ظرف یہ ذی حوصلہ کیونکر ہوا

مجھ گرفتار قفس سے تجکو کیا تھا مدعا / اسطرف آنا ترا اے پیک صبا کیونکر ہوا

عشق کا قصہ کسی سے منفصل ہوتا نہیں / یہ قضیہ پیش قاضی فیصلہ کیونکر ہوا

شاید اس ناوک فگن نے تیر مارا سینہ دوز / ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

مطلقا آثار الفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے / عقل حیران ہے یہ درد لادوا کیونکر ہوا

عشق ہو جانیکا باعث پوچھتے ہیں لوگ سب / کیا سبب انکو بتاؤں کیا ہوا کیونکر ہوا

گر نہیں خون شہیدان جاے آب اسمین خمیر / چھپا اے شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا

بھول کر بھی میں نہیں لایا زبان پر حرف عشق / راز الفت یا الٰہی برملا کیونکر ہوا

سنتے ہیں چندیسے سے خادم ہی وہ بیت اللہ کا / رند تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

کون ہے نائب محمدؐ کا سوائے بوتراب / کسکو یہ رتبہ دیا حق نے ورائے بوتراب

ہی یہ اک اکسیر خالص خاکپائے بوتراب / بادشاہ ہفت کشور ہی گدائے بوتراب

ہی بلا شک مرتضیٰؑ حاجت روا مشکلکشا / کی ہی سارے مرسلون نے التجائے بوتراب

ہی علی کا حکم بھی لاریب و شک فرمان حق / جو مشیت ہی خدا کی ہی وہ رائے بوتراب

کیون نکرتے اپنا نائب کیون نکر جاتے وصی / کیا پیمبرؐ سے نہان تھا اتقائے بوتراب

سر بکف سوئے شب ہجرت نبیؐ کے فرش پر / دل یہ کسکا اور جگر کسکا سوائے بوتراب

خاطر میں یہ نہیں جو عین جنگ میں ٹوٹی حسام / ذوالفقار آئی فلک پر سے برائے بوتراب

کیا بشر سے ہو سکے مداحی شیر خدا / حق نے کی قرآن میں مدح و ثنائے بوتراب

نور سے اللہ کے پیدا ہوئے بارہ امام / ہیں علی سے مہدیؑ تک بجائے بوتراب

مثل قنبر میں بھی شیدا ہوں علی کے نام کا / جان و دل سے ہوں غلام باوفائے بوتراب

گرمی خورشید محشر جب جلائیگی مجھے
چھپ رہونگا حشر کو زیر لوائے بوتراب

مار ڈالا ہی فلک نے دسے کے صدمے پیکر
گو رہین ضغطہ نہ دے مجکو برائے بوتراب

ہمسری کا وہ کرین دعوی ہے فہم و تمیز
جنکو قنبر سے نہو رتبہ جائے بوتراب

خوف سے تیرے لرزتا ہی یہ پتلا خاک کا
یاالٰہی بخشدینا تو برائے بوتراب

طرّہ و دستار دونون کو بنائے ہی فلک
مہر و مہ شاید ہین دونون نقش پائے بوتراب

کیا کہون ناگفتنی ہی نیست جلے دم زدن
کیا نصیری مجکو کردیگی ولائے بوتراب

تھی شب معراج احمد اسطرف کو جلوہ گر
اُسطرف تھی نور کے پردے کے جائے بوتراب

مالک نار و جنان ہی ساقی کوثر بھی ہے
رند کس کا آسرا رکھے سوائے بوتراب

قبر پر ہوئین دو نہ چار درخت
ایک کافی ہے سایہ دار درخت

تھا مین دیوانہ گور پر ہے ضرور
بید مجنون کا سایہ دار درخت

ہون وہ بدبخت میرے سائے سے
خشک ہوتے ہین باردار درخت

تو جو اے سرو باغ مین جاے
ثمر و گل کرین نثار درخت

پست ہون تجھ سے عزت طوبیٰ
ایک کیا ہون اگر ہزار درخت

واہ رے میرے آہ کے جھونکے
اُڑتے پھرتے ہین کاہ وار درخت

مین جو تاثیر آہ دکھلاؤن
کوہ ہل جائین در کنار درخت

باغ ہستی مین ضعف پیری سے
رند ہون مثل بیخ خار درخت

باغبان کیون نہ جانے اسکو فضول
کرچکے بنی جب بہار درخت

عزیز رکھتے نبی اسکو بھی اخی کی طرح
اکھاڑتا در خیبر کو جو علی کی طرح

نسیم کوچۂ دلبر ہے یہ کہ باد بہار
شگفتہ غنچۂ دل ہو گیا کلی کی طرح

حسین لاکھ تتبع کرین بناوٹ مین
نہو گی تجھ سے مشابہ مگر کسی کی طرح

گئی عدم کو سبکدوش روح صورت نار
نہین رہا یہ گلی جسم کیچلی کی طرح

تمام عمر بسر کی نظارہ بازی مین
رہا مین حیرتی حسن آرسی کی طرح

تھمے نہ نالۂ دل گور مین بھی بعد فنا
ہر استخوان سے صدا نکلی بانسری کیطرح

جمال دوست کا گر ہے مشاہدہ منظور صفا رکھو آئینۂ دلکو آرسی کی طرح
نہ کام آئین دم عرض مدعا گل سے دہن مین گو کہ زبانین ہون سوسن کیطرح
ہوا پہ جائیگا مردہ بھی شکل جوہر پاک وبال دوش نہونگا مین ہر کسی کی طرح

کہو نہین حال دل اس غیرت پری سے کیا
جو دو گھڑی نہ تکے پاس آدمی کی طرح

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد
اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہی تو یہ ہے کون اٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد
بعد مجنون کے مین دیوانہ گیا صحرا کو پھر نہ آیا کوئی زنجیر بپا میرے بعد
کون یعنی شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا خوب بل کھائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد
سب نکلجائیگا دعوائے خدائی دل سے بندگی کرنے لگوگے بخدا میرے بعد
چادر گل کی ہین امید رکھون تجھ سے کیا فاتحہ تک تو نہ مرقد پہ پڑھا میرے بعد
مجکو مرجانیکا اپنے یہی غم ہے اے یار کون دیکھے گا ترے ناز و ادا میرے بعد
نغمہ سنجی کا مزہ میرے ہی دم سے ہے فقط روئیگی بلبل بے برگ و نوا میرے بعد
نہین رکھتا کوئی مرثیے پہ بھی رونے والا بیکسی اپنا دکھائیگی مزا میرے بعد
سرمہ ہو جائیگا معدوم برنگ اکسیر گھس لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد
یاد رکھیے گا مجھی تک ہین یہ سارے غمزے بھول جاؤگے یہ سب ناز و ادا میرے بعد
مسی و پان کو مرے سوگ مین کر دوگے ترک رنگ لائیگی نہ ہاتھون مین حنا میرے بعد
کون پھر میری طرح داشت کرے گا اسکی جلد لٹ جائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد
تشنہ دکھلاتا ہی مرخار زبان کے کانٹے کاش آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد
کون بندھوائیگا پٹکا لیے ہاتھون مین کمر کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد
حوصلہ عشق و محبت کا کرے گا نہ کوئی ستم و جور کا دیکھوگے مزا میرے بعد
آنکھ نرگس کی بدلجائیگی گلچین کی نظر اور ہو جائیگی گلشن کی ہوا میرے بعد
کرینگے آکے بگولے مرے مرقد کا طواف خاک اڑائیگی بہت باد صبا میرے بعد
چھوٹینگے قبرونسے فوارے لہو کے قاتل جوش مین آئیگا خون شہدا میرے بعد
جب مین مرجاؤنگا پھر غور کروگے کسکی کس کو بلواؤگے بسوا کے دوا میرے بعد

کون سمجھائیگا یون میری طرح اک اک بال — سب سے اُلجھے گی تری زلف تو تا میرے بعد
مرگئے پر بھی نچھوڑے گی گدائی مجکو — گور پر برسے گی شان فقرا میرے بعد
بھولے بیٹھے ہین عبث حسن دو روزہ پر رند — یاد آئے گی بہت میری وفا میرے بعد

رند کی ہے یہ وصیت اسے سب سُن رکھین
پاس تربت مین رہے خاک شفا میرے بعد

مین تو زندان مین ہون اور دھومین مچاتی ہی بہار — رنج دیتی ہی مرے دل کو دکھاتی ہے بہار
ہے مے و معشوق و مطرب کس کو بھاتی ہے بہار — ساغر گل رنگ لا ساقی کہ جاتی ہے بہار
کھل رہے ہین غنچہ و گل ہر طرح کے ہر طرف — گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہے بہار
وقت رخصت گرچہ تاراج خزان ہوتے ہین گل — ساتھ کیفیت کے پھر گلشن مین آتی ہے بہار
رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہے — رنگ اپنا پہلے گلشن مین جماتی ہے بہار
دفن ہے یان کونسا دیوانہ ہر دل عزیز — باغ مین ہر سال آکر خاک اڑاتی ہے بہار
ہی خزان کو مجھ سے الفت اس سے مین مانوس ہون — میرے گلشن مین عبث تشریف لاتی ہے بہار
درپے ویرانی گلشن ہوئی ہے کس لیے — جاے بلبل چند کے نغمے سناتی ہی بہار
مین تو مجنون ازل ہون میرا کیا مذکور ہے — ہوشیارونکو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار
چشم عبرت بین سے دیکھ اس باغ کی نیرنگیان — ہر برس آکر تجھے غافل سمجھاتی ہے بہار
پا بہ زنجیر ایک دیوانہ نظر آتا نہین — حیف ہے اب کی برس کیا مفت جاتی ہی بہار
ہوگا یان آخر خرامان کونسا رشک چمن — دیدۂ نرگس سے جو آنکھین بچھاتی ہے بہار
بادہ خوارو چھوڑ دو گر فصل گل ہے چار دن — جار ہو سب بھٹیون مین ورنہ جاتی ہے بہار
بھولے ہین مرغ چمن سب اپنے اپنے چہچہے — وہ پری گلشن مین بیٹھی آج گاتی ہے بہار
چشم بر رہ منتظر بیٹھے ہین مرغان قفس — برگ گل شاید چمن سے لے کے آتی ہے بہار
یاد آتا ہے قفس مین لطف گل گشت چمن — داغ دیتی ہے جگر پر دل جلاتی ہے بہار
گل کھلے ہین ہر طرف تو پیچھے کر شاد ہو — یار بن مجکو تو بلبل پھاڑے کھاتی ہے بہار
باغ سے ہوتا ہے راہی قافلہ کا قافلہ — غنچہ و گل ساتھ لے کر اپنے جاتی ہے بہار
آمد آمد اس گل رعنا کی ہے گلزار مین — صورت گل پیرہن مین کب سماتی ہے بہار
کھاتے ہین گل چھین کر چھلا کسی محبوب کا — ہر برس اک داغ تازہ دیکے جاتی ہے بہار

کرمک شب تاب سمجھے ہو جنھین جگنو نہین
اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہے سر کو پھوڑ کر
داغ سودا ان کو دے یا سر کو دے جوش جنون

اپنی منت کے چراغ آکر جلاتی ہے بہار
ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار
دیکھیے ابکی برس کیا گل کھلاتی ہے بہار

دیکھ لین گے سال آیندہ اگر جیتے رہے
گل روانہ ہو گئے اے رند جاتی ہے بہار

نہین قول سے فعل تیرے مطابق
کہون کس طرح تجکو اے یار صادق

نہ جنت کے قابل نہ دوزخ کے لائق
مجھے کیون کیا خلق لے میرے خالق

ہوے ہجر مین وہ مرض مجکو لاحق
رہے دنگ جس مین اطباے حاذق

بھروسا کرم پر ہے ہم عاصیون کو
غضب پر سبقت ہین رحم اس کا فائق

فقط کنہ ذات اسکی ابتک نہ سمجھے
ہوے منکشف اور سارے دقائق

جھگڑ لینگے آپس مین شیخ و برہمن
تجھے کیا بکھیڑون سے او مرد عاشق

جو یہ اسکی رحمت کی طغیانیان ہین
کجا زہد زاہد کہان فسق فاسق

کیا نفس کو مجھ پہ کیون تونے غالب
نہ تھا کیا تری بندگی کے مین لائق

نہ رکھنا مجھے اپنی رحمت سے محروم
تری ذات سے ہے یہ امید واثق

نہ تاب آئیگی حسن کی تیرے اے دوست
مین موسیٰ نہین ہون جو جلوے کا شائق

تجرد کا عالم سمجھے کیا برا تھا
ہوا کس لیے پاے بند علائق

شکایت کا فقرہ زبان تک نہ آیا
بہر حال کرتا رہا شکر خالق

سر و چشم سے مین بجالاؤن صاحب
جو خدمت کوئی ہووے بندے کے لائق

بھلا کس سے بہلاؤن دل اس چمن مین
نہ سنبل نہ نسرین نہ گل نہ شقائق

رولاتے ہو عاشق کو بیوجہ و باعث
ہنسے گی مری جان تم پر خلائق

کئے معجزے حسن نے دونون یکجا
شب تیرہ گیسو جبین صبح صادق

کہانین کے افسانۂ قیس و لیلیٰ
عبث کرتے ہو حال مین ذکر سابق

گیا وہ زمانہ وہ لوگ اڑ گئے سب
نہ معشوق ویسے رہے اب نہ عاشق

شنیدیم نام و نشانش ندیدیم
بجو عنقا ست معدوم یار موافق

مری جان مدت سے مرتا ہون تجھ پر
ترے چاند سے منہ کا عاشق ہون عاشق

ہوا رشک لیلیٰ کی فرقت مین مجنون
مرا حال اور قیس کا ہے مطابق

عبث فوق دیتا ہی تو خود کو نادان
کیا ایک کو ایک پر اس نے فائق

وہ منشی بنے قدرت حق تو دیکھو
جو مکتب مین پڑھتے تھے الشافائق

دعا ہے یہی اور یہی ہے تمنا
نجف مین مرے جا کے یہ رند فاسق

پڑتی ہی آ کے جان پر آخر بلاے دل
یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل

عقدہ ہے غم ہی خون جگر ہے غذاے دل
کھاے بشوق جتنی کہ ہو اشتہاے دل

یارب کسی طرح کوئی اسکا ستاے دل
ناحق عبث کسی کا جو کوئی دکھاے دل

آنے دے میری جان کسی پر جو آے دل
کچھ مشغلہ ضرور ہے آخر براے دل

تیرے بغیر کس کی تمنا کرے بشر
تو آرزوے جان ہی تو مدعاے دل

آیا کسی طرح سے نہ فرقت مین جب قرار
لیٹا رہا مین ہاتھ کے نیچے دباے دل

کرتے ہین اشک آتش ہجران یہ کار نفط
ایسی لگی ہوئی کہو کیونکر بجھاے دل

تو ایک بار ہنسکے گلے سے اگر لگاے
سینے مین خرمی سے نہ پھولا سماے دل

جو کچھ سلوک تو نے کئے اس غریب سے
کیون بیوفا بتا تو یہی تھی جزاے دل

تاب و توان و صبر و خرد کب کے چلدیے
دیکھتے ہین کائنات مین ہم کیا سواے دل

گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک مین
مرقد سے آ رہی ہی صداے ہاے ہاے دل

سوراخ بھر گئے کہ لہو ہو کے بہ گیا
جو کچھ ہوا بجا تھا یہی تھی سزاے دل

ایسا کہان انیس کہان ایسا غمگسار
بیگانہ سب سے ہے جو ہوا آشناے دل

او ترک تیری آنکھون پہ عیاری ختم ہے
دونون نے کیا تلوہ ہزارون اڑاے دل

جینے یو ہین جو عشق ریاضت یہی رہی
حیرت فزاے آئینہ ہو گی صفاے دل

گستاخیان ہین بے ادبی کے کلام مین
کیونکر کہون زبان سے جو ہے مدعاے دل

جو اس کا استشارہ ہی بے شبہہ وحی ہے
اپنی رضا وہی ہے کہ جو ہے رضاے دل

غفران پناہ جب سے لہو ہو کے بہ گیا
سینے مین آ کے درد رہا ہی بجاے دل

چھوڑا اگر اجل نے وفا زیست نے بھی کی
او بیوفا دکھاؤنگا تجکو وفاے دل

لیکا اسے پڑا ہے بری طرح جاہ کا
ایسا نہو کہ جان بھی اکدن گنواے دل

پروردگار صدمے جو مقسوم مین ہے تجھے
لوہے کا اک توا دیا ہوتا بجاے دل

پوچھون علاج کس سے محبت کے روگ کا
لیلیٰ کے پاس گئی تو نہین ہے دوا دل

افسردگی نے کر دیا اس درجہ مضمحل
آتی نہین ہے سینہ سے باہر صدائے دل

اے عندلیب مل کے کرین آہ و زاریان
تو ہائے گل پکار مین چلاؤن ہائے دل

قربان ہے وہ تجھ پہ تصدق ہون تجھ پہ مین
دل تجھپہ ہے نثار تو مین ہون فدائے دل

بالکل عنان صبر نہ دے اختیار سے
چندے تو اور طاقت صبر آزمائے دل

اک بوند ہے لہو کی فقط اس پہ بھی یہ ظلم
کیسے غضب مین پڑ گیا ہے مین فدائے دل

غم کا گذر ہے داغ مین نہ غنچہ کا دخل ہے
سنسان مدتون سے ہے ماتم سرائے دل

اشکون کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے بہ گیا
اے رند دیکھ لو یہ ہوئی انتہائے دل

وہ لطف دھر کی جس پہ نگاہ کرتے ہین
جو ذرہ ہو تو اُسے رشک ماہ کرتے ہین

عبث وہ اب مری جانب نگاہ کرتے ہین
مین لٹ چکا ہون مجھے کیون تباہ کرتے ہین

تمھارے واسطے کرتے ہین خانہ ویرانی
تمھاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین

چھری سے کم نہین ترچھی نظر حسینو نکی
حلال کرتے ہین یہ بانگاہ کرتے ہین

ہزار شکر رسائی ہوئی برہمن تک
خدا نے چاہا تو اب بت سے راہ کرتے ہین

کہان کا عشق محبت کسے ہے کیسا پیار
جو قول ہارے ہین اسکا نباہ کرتے ہین

ہلین گے لوح و قلم عرش تھرتھرائے گا
ترے جلے بھنے اب نے لے آہ کرتے ہین

خبر بھی ہے دردولت پہ مستغیث ہین سب
تمھاری ناشنین بے ادخواہ کرتے ہین

دل اُٹھے ہین جو محبت مین تری ثابت ہین
جگہ ہین انکے جو تجھ سے نباہ کرتے ہین

تو بھی ہو رہے درماندگان کہین لے شوق
یہ بھولے بھٹکے تجھے خضر راہ کرتے ہین

مزا اٹھائیگے عاشق کے خون ناحق کا
عبث وہ قتل مجھے بیگناہ کرتے ہین

مری طرف سے ابھی دل مین لوہے کچھ کچھ
ادھر سے بھی وہ گذر گاہ گاہ کرتے ہین

غفور اسکو سمجھتے ہین تجکو کیا واعظ
ثواب کہتے ہین ہم یا گناہ کرتے ہین

وہ ایک خط بھی نہ لکھیگا ہم عبث قاصد
وفور شوق سے دفتر سیاہ کرتے ہین

فراق یار نے ہشیار کر دیا ہم کو
وہ بیخبر ہین جو الفت کی چاہ کرتے ہین

غرور حسن سے اصلا خدا کا خوف نہین
جو مر بھی جاؤ تو وہ کب نگاہ کرتے ہین

شب فراق مین ہم سے تو نالہ رُک نہ سکا
وہ کون لوگ ہین جو ضبط آہ کرتے ہین

خضر بھی وادی الفت مین تھک کے بیٹھ رہا
وہ پاے مرد ہین جو طے یہ راہ کرتے ہین

کسی کو کیا جو سیہ کار ہین ہم اے زاہد
ہم اپنا نامۂ عصیان سیاہ کرتے ہین

کوئی یہ رند سے پوچھے تو دکھین درد ہے کیا
پڑے کراہتے ہین آہ آہ کرتے ہین

ہم اشک بزم مین منھ پر بہاے بیٹھے ہین
یہ سوجھتا نہین اپنے پرا اسے بیٹھے ہین

ذرا خیال رہے سوختہ دلون کا بھی
بھلستے ہین یہ تری لو لگاے بیٹھے ہین

ہماری جان نکلتی ہے جس پہ مرتے ہین
اسی حسین پہ سب زہر کھاے بیٹھے ہین

کہان ٹھکانا ہے کس سرزمین پر جائین
تری گلی مین فلک کے ستاے بیٹھے ہین

ہم اُس کے واسطے پھرتے ہین کو بکو برباد
ہمارے گھر مین وہ تشریف لاے بیٹھے ہین

ہوا یقین کہ آنے مین اُن کے عرصہ ہے
ابھی گندھی نہین چوٹی نہاے بیٹھے ہین

فقیر ترے ہین برداشتہ طبیعت سے
یہان سے جائین گے بستر اٹھاے بیٹھے ہین

کہین نہ راز محبت دہن سے باہر ہو
زبان دانتون کے نیچے دبائے بیٹھے ہین

ہمین کو کیون وہ بلا بھیجتے نہین گھر مین
جو ہاتھ پانوٗن مین مہندی لگائے بیٹھے ہین

خبر سُنی جو مرے در پہ آنے کی تو کہا
وہ کیون چلے نہین آتے جو آے بیٹھے ہین

فقیر ہو گئے عشاق تجھ پہ اے شہ حسن
ہزارون کوچے مین دھونی رماے بیٹھے ہین

یہ کل کا ذکر ہے لیٹے ہوے تھے میرے پاس
وہ آج غیر کے گھر ہاے ہاے بیٹھے ہین

فقیر ہونے کا اس پر جو قصد رند نہین
تو گیروی کفنی کیون رنگاے بیٹھے ہین

غزل مشاعرہ سراج الدولہ فرمائش آتش

حسین بگڑین تو بگڑین مجھے ملال نہین
غضب تو نکاہی کچھ قہر ذوالجلال نہین

بھوین ہین صورت محراب ایک خال نہین
تمھارا کعبۂ ابرو تو ہے ہلال نہین

تب فراق سے باقی بدن مین حال نہین
وصال ہی سہی اس سے اگر وصال نہین

ہزاروں ٹھوکریں کھائیگا موج آئے گی
اڑا لے کبک دلی ایسی تیری چال نہیں

شہادتین ہے کافی جواب کے بدلے
دقیق ایسا نکیرین کا سوال نہیں

پھڑکدے ہیں کے زخم جگر بیاو جراح
اگر ہو مشک گران لون کا تو کال نہیں

الجھ کے بالکی مچھلی بڑی پھڑکتی ہے
وہ زلف کیا ہی اگر مچھلیونکا جال نہیں

خدانے بخشا ہی اے حور تجکو جسم لطیف
ہمین تو آدمی کا تجھ پہ احتمال نہیں

وصال عاشق تازہ ہو تم کو ارزانی
حسین اور بہت ہین جہانمین کال نہیں

دیا طلاق مرے جدنے زال دنیا کو
کسی طرح سے یہ بیوہ مجھے حلال نہیں

جو دیکھ لے اُسے واجب ہے شکر کا سجدہ
ظہور جلوۂ حق ہے ترا جمال نہیں !

بنایا صانع عالم نے سیر چشم مجھے
مری نظر مین تو قارونکا گنج مال نہیں

یہ ٹھنڈی گرمیاں کیوں ہین نیاز سے آج
ہمارے آپکے مدت سے بول چال نہیں

یہ داغ مہر علی سے ہے وہ نیر اعظم
جس آفتاب کو محشر تلک زوال نہیں

یہ سب ہے عشق کی معجز نمائی اے فرہاد
پہاڑ تیشے سے کاٹا تو کچھ کمال نہیں

ہم ابتدا ہی سے سمجھے تھے ہوگا بد انجام
بجز عشق کے آغاز کا مآل نہیں

کرنے ثبوت نہ آزردگی مری جانب
تمہین کو رنج ہی مجھ سے مجھے ملال نہیں

خدا کی شان ہے حور و پری ہین ہو شاید
مگر بشر میں تو یہ حسن بے مثال نہیں

سدا ہے ایک صدا ارغنون دلکی مرے
یہ ساز وہ ہی کہ محتاج گوشمال نہیں

وہ سرفراز نہو گا کبھی زمانے مین
برنگ سایہ جو عالم کا پائمال نہیں

کلیجہ آتا ہے منھ کو اب اسکے دیکھے سے
نہ پوچھ رند کا احوال اسمین حال نہیں

بجز فتور عناصر مین اعتدال نہیں
یہ کیا ہے آب و ہوا کا جو اختلال نہیں

تمھارے گال یہ بیوجہ لال لال نہیں
جما ہے اُڑ کے شہیدونکا خون گلال نہیں

نہین دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور
یہ کیا ہوا ہے الٰہی کہ اب جلال نہیں

ہین بدنظر نہین اے یار دیکھنے دے مجھے
نہ گھور تجکو تو آنکھین عبث نکال نہیں

وہ کون لوگ ہین ہی دوستو نسے رنج جنھین
ہمین تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہیں

چھری ہے ہجر مین میرے حلال کرنے کو
سپہر پہ یہ عیان عید کا ہلال نہیں !

تری امید پہ آیا ہون در سے ساقی
پلائے درد ہی تھوڑا اگر زلال نہین

مین ہجر یار مین مرجانے پر بھی راضی ہون
فراق روح و بدن ہو اگر وصال نہین

کبھی کبھی رہے عاشق سے اپنے گفت و شنید
کہ گوش کر نہین تیرے زبان لال نہین

ہون اپنی جان سے بیزار اسکی فرقت مین
کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہین

سوال جلوہ دیدار اس سے کر بیٹھون
کسی کا حوصلہ ہوگا مری مجال نہین

جنون ہمارا ہی مسکن ہو دشت وحشت خیز
کہ جسمین منزلون گرد رم غزال نہین

وہ بے نظیر ہو اس کا کوئی نظیر نہین
وہ بیمثال ہے اُسکا کوئی مثال نہین

خرام ناز کو دیکھا سُنا کلام ترا
حقیقتہً ہے کسی کی یہ بول چال نہین

یہ وجہ کیا ہی جو ٹانگا ہے حسن نے اُلٹا
اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہین

نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال
یہ حال ہے کسی محفل مین حال و قال نہین

کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہونچے گا
مثال جادہ جو اس رہ مین پائمال نہین

زمین سے عرش تلک جائے عرش سے تا فرش
بجز بشر یہ فرشتے کی بھی مجال نہین

نگاہ بد سے ہے محفوظ خط عارض یار
یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہین

چھڑا دُ الفت گیسو سے آپ کو اے رند
بڑی بلا مین پھنسے ہو تمھین خیال نہین

قدم بڑھائے ادھر چیز کی مجال نہین
کنام شیر ہے یہ بیشۂ شغال نہین

بچائے تیر مژہ دیو کی مجال نہسین
خدنگ ترکش رستم ہے تیر زال نہین

تہی ہی جیب سے کہ دلدار سے مرا آغوش
فلاسفہ سے ہون کہتا خلا محال نہین

کریم جو مجھے دیتا ہے بانٹ کھاتا ہون
مرے طریق مین تنہا خوری حلال نہین

لہو شہید محبت کا رنگ لائے گا
اڑا دو جٹکیون مین تم یہ وہ گلال نہین

مین اک بھپڑک مین ترا رکھدونگا توڑ کر صیاد
بنا ہے ڈور کا فولاد کا تو جال نہین

توانگرون کو مبارک ہو زینت دنیا
ہماری کملی تو ہے پشم سے جو شال نہین

حباب وار ہون آمادۂ فنا ہر دم
سوائے حال مجھے فکر ماہ و سال نہین

جو روکے تو تو رہون تیری راہ مین تا مت
ولی نہین ہو نہین درویش با کمال نہین

غذا رہی سگ دنیا کی جیفۂ دنیا
مجھے تو تیسرے فاقے بھی یہ حلال نہین

عیان ہے نخل تمنا کی بے بروبرگی
پھلے کہ پھولے ہرا ہو یہ وہ نہال نہین

دیے سے بوسے کے آیا نہ حسن پر ادبار
سخی کے مال کو سچ کہتے ہین زوال نہین

عروج نشہ مین افتادگی پسند ہے یان
گرون تو گرنے دے ساقی مجھے سنبھال نہین

شراب جلتی ہے واعظ کیا کرے قدغن
یہ کون کہتا ہے بھٹی نہین کلال نہین

جمیل کے لیے لازم ہی عظمت و جبروت
نہو جلال تو یہ شان ذو الجلال نہین

تمھاری زلف مین جو مرغ دل پھنسا سو پھنسا
پھڑک کے صید نکلجاے یہ وہ جال نہین

خم غدیر کی تلچھٹ ہے جام مین ساقی
ہمارے درد سے بہتر ترا زلال نہین

کریم ذات ہی جسکی مین اس سے سائل ہون
کسی لئیم سے درویش کا سوال نہین

رہا شباب تلک تاک جھانک کا لپکا
وہی ہین آنکھین تو لیکن وہ دیکھ بھال نہین

غزل کہی ہے یہ اے رند حکم آتش سے
وگرنہ شعر کا مدت سے کچھ خیال نہین

سہ غزلہ حسب الحکم بادشاہ جمجاہ واجد علی شاہ

ہم نے مانا وہ کمر اہل نظر ملتی نہین
کوئی دکھلاے دہن ہی گر کمر ملتی نہین

کیا فقط بینش کو اے اہل نظر ملتی نہین
واہمہ بھی ڈھونڈھتا ہی پر کمر ملتی نہین

ہی یہ ممکن انتہا لاؤن سمندر کی ابھی
تھاہ تیری پر مجھے او چشم تر ملتی نہین

غیر ممکن ہی کہ بے صندل لگاے دور ہو
درد سر کی بھی دوا بے درد سر ملتی نہین

وصل کی شب پھیر دون تیر گلے پر ہاے ہاے
کیا کرون مجکو چھری مرغ سحر ملتی نہین

جسکے پیچ و تاب سے کھاے رگ جان پیچ و تاب
کہتے ہین شاعر مگر ایسی کمر ملتی نہین

روز و شب کیونکر نہ سینے مین جلے مانند شمع
بتی مرہم کی پیے داغ جگر ملتی نہین

چاند سورج کو تمھاری شکل سے نسبت ہے کیا
کچھ شبیہ او غیرت شمس و قمر ملتی نہین

دل کے لگجانے پہ ہی موقوف اپنی دیکھ بھال
دل نہین ملتا کسی سے تو نظر ملتی نہین

آنکھ بدلی کسلیے ایسے ہوے بید ید کیون
اپنے ہم چشمون سے بھی اب تو نظر ملتی نہین

مقتضا تیری جہالت کا ہی لیتا ہے جو آڑ
روکے جو تیغ قضا ایسی سپر ملتی نہین

اس پری کو مالکی خواہش ہی مین مرد فقیر
کیا کرون لوح طلسم گنج زر ملتی نہین

ہے دم آخر مرا اسن لے وصیت آنکر
اتنی مہلت کیا تجھے اور حیلہ گر ملتی نہین

خاک کیا اس غیرت خورشید کی چہرے پہ ل
تجکو دارو سے کلف کیا او قمر ملتی نہین

باندھون پشتارہ گناہو نکا نہ کیونکر پیٹھ سے
بار برداری تو ہنگام سفر ملتی نہین

سانس لینے کا کسے یارا ہی فرط ضعف سے
حال دل کچھ کہنے قدرت اسقدر ملتی نہین

ہی بہ از صندل اگر ہاتھ آئے خاک پا یار
سر ٹپکتا ہون دوا درد سر ملتی نہین

حسن حیرت نے اسے تیرے پتلیان پتھرا گئین
اب پلک سے بھی پلک دو دو پہر ملتی نہین

صبح بیجا تا ہی رقعہ شام کو لاتا ہے پھیر
یار کی ڈیوڑھی تجھے کیا نامہ بر ملتی نہین

ہنستے ہنستے کھول دیتا ہے اگر جوڑا کبھی
ایسی چھپ جاتی ہے بالو نمین کمر ملتی نہین

رند ہی سرکار عالی مین قدیمی جان نثار
کب اسے خلعت مین شمشیر و سپر ملتی نہین

مبتدا اے حسن کامل کی خبر ملتی نہین
ہے دہن غائب تمہارا اور کمر ملتی نہین

حیف او عیسیٰ نفس تجکو خبر ملتی نہین
نبض اس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہین

مین تو کیا ہون مو شگافونکو پڑی ہین جو قیتین
شانہ مین حیران ہین اسکی کمر ملتی نہین

مرغ دل بیتاب ہے کیون صبر کر اب جانکو
دام گیسو سے رہائی عمر بھر ملتی نہین!

دیکھئے جس بے ہنر کو آج مالا مال ہے
تھا غلط مشہور دولت بے ہنر ملتی نہین

سرکشی کی گلشن ہستی مین چلتی ہے ہوا
اس چمن مین جھک کے شاخ بارور ملتی نہین

خاک چھنواتی ہی دیوانونسے اپنے مدتون
وہ پری جبتک نکر لے دربدر ملتی نہین

کیون جگر سے عرش تک تکلیف کرتی ہی عبث
وان قبولیت جو آہ بے اثر ملتی نہین

لشکر اندوہ کے نرغے مین ہی تنہا یہ دل
فوج غم پر مرد غازی کو ظفر ملتی نہین

عشق دندان نے پھرایا جوہری بازار مین
آبدار ایسی کوئی سلک گہر ملتی نہین

زندگی کے کسلیے صدمے اٹھاتی ہے عبث
راہ کیا جانے کی جان نوحہ گر ملتی نہین

کیا شرف مادر پدر رکھتی ہی اگر فرزند نیک
کچھ صدف کو آبرو مثل گہر ملتی نہین

آمد فصل بہاری سے گلستان مین نہال
گھس لگانے کو بھی شاخ بے ثمر ملتی نہین

نالہاے شب کا ہی اس ناتوان پر اتہام
ضعف سے تو رخصت آہ سحر ملتی نہین

تکتے تکتے راہ اسکی تم بھی کیا پتھرا گئین
اب پلک سے کیون پلک اے چشم تر ملتی نہین

فکر کو کیا دخل یارب تیری کنہ ذات مین
عقل کو اس جا رسائی بیشتر ملتی نہین

اے خضر کیسی سبیل عشق ناہموار ہے
ایک پگڈنڈی بھی جسمین راہ بھر ملتی نہین

جب سے اس رشک سلیمان کی ہی چشم لطف دور
آدمی کیا دیو کی مجھ سے نظر ملتی نہین

روز و شب خورشید و مہ رہتے ہین چکر مین پڑے
یار تجھ تک غیرت شمس و قمر ملتی نہین

گم ہوا ہی جسنے اس وادی مین رکھا ہی قدم
رہ روان راہ الفت کی خبر ملتی نہین

رند اندیشہ کی جا ہے دیکھیے کیسی بنے
اب طبیعت یار کی اک وضع پر ملتی نہین

ہم صفیران چمن کی کچھ خبر ملتی نہین
ہم قفس مین بند ہین یاد سحر ملتی نہین

دلکو تسکین بے ترے او نامہ بر ملتی نہین
غش پہ غش آتے ہین جب اسکی خبر ملتی نہین

چاہیے انسان کو بھی پاس حفظ آبرو
یاد رکھیے جا کے پھر آب گہر ملتی نہین

ناوک مژگان کی دلپر وہ جراحت کھائی ہے
چشم سوزن کو بھی جو او بخیہ گر ملتی نہین

سرو قد کا ہے نمونہ ہر عقیق داغدار
ڈھونڈھیے تو اک انگوٹھی بے شجر ملتی نہین

مثل عنقا اکثرون کا نام سے یان ہے نشان
کہتے ہین اکسیر ہے دنیا مین پر ملتی نہین

یک قلم خالی ہوا مرغان خوش الحان سے باغ
نام کو بھی بلبل بے بال و پر ملتی نہین

دل مین اسکے گھر کرے تاثیر کچھ اپنی دکھاے
کیون اثر سے جاکے آہ بے اثر ملتی نہین

کیون سلیمان آپکے جلسے مین کیا آتی ہی روز
وہ پری اک رات مجکو اپنے گھر ملتی نہین

وار اسکی تیغ کے بڑھ بڑھ کے سب سینے پہ روک
اس سے بڑھکر کوئی فولادی سپر ملتی نہین

سر بکف باندھے کفن مین گھرسے قاتل کو چلا
راہ آنے کی تجھے او موت اگر ملتی نہین

گھر مین بیٹھے سے بر آتی ہے کوئی امید دل
جب تلک انسان نہ ہووے در بدر ملتی نہین

اب تلک سو مرتبہ وہ باندھ چکتا قتل پر
کیا کرے قاتل کو خود اپنی کمر ملتی نہین

مشعلین روشن ہین فریادی ہین در پر مستغیث
داد انکی کس لیے اے دادگر ملتی نہین

اب نہ وہ الفت تمھاری ہی نہ الفت کی نگاہ
جسکو آنکھین ڈھونڈھتی ہین وہ نظر ملتی نہین

ایک قاصد روز کرتا ہون پے قاصد روان
نامہ بر جاتا ہے جو اسکی خبر ملتی نہین

کیجئے دربار کسکا روز وان برخاست ہے
نذر گذرانے کسے ان کی نظر ملتی نہین

ہجر کی شب ہاتھ مین لیکر چراغ ماہتاب
ڈھونڈھتا پھرتا ہون گردبر سحر ملتی نہین

پارہ ہائے شیشۂ دل ہین بکھرے دامان مین
کسکے سر مارون دکان شیشہ گر ملتی نہین

فصد کی لیجئے کس طرح نشتر دیجئے
رگ ترے سودائی کی دودو پہر ملتی نہین

بے سروسامان روانہ ہوگے کیا بتلاؤ رند
کوچ ہے اور فرصت ساز سفر ملتی نہین

بے ملاقات نہ بندے کا عدم جانا ہو
آ چکین آ چکین صاحب کو اگر آنا ہو

قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو
آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو

ہوشیارون مین گنے مجکو سو دیوانہ ہو
رنجگی دیکھئے اب آپ مین کب آنا ہو

کعبۃ اللہ کے حاجی کرین جاجا کے طواف
ہم ہون اور ساقی مہوش ترا میخانہ ہو

حسن اگر مصر کے بازار مین لیجائے تجھے
جو کہی قیمت یوسف ترا بیعانہ ہو

دل سودازدہ ہر بار یہی کہتا ہے
سیر کر عالم وحشت کی بھی دیوانہ ہو

نقل کو اصل کا سامان نہین ہوتا ممکن
دخل کیا گیسوے سنبل مین کبھی شانہ ہو

رونق افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت حور
قصر جنت سے منور مرا کاشانہ ہو

سر پھرے میرا برا حال ہو چکر آئین
مین نہ ہون بزم مین گردش مین جو پیمانہ ہو

جام کوثر لئے موجود ہو ساقی میرا
زندگی کا مرے لبریز جو پیمانہ ہو

دشت غربت کی فلک ٹھوکرین کھلواتا ہی
بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو

تلخ و شیرین جہان دونون گوارا ہین مجھے
کھاؤن میٹھے کی طرح زہر کا گر کھانا ہو

صحبت بادہ کشان مین جو تو جاے واعظ
نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانہ ہو

پھر گئی آکے جواے رند مرے بالین سے
ہی یقین موت نے بھی مجکو نہ پہچانا ہو

آشنا اپنے کو گنتا ہے نہ بیگانے کو
پھر وہی جھک سی ہوئی ہی ترے دیوانیکو

دل اڑا جاتا ہے آبادی سے ویرانیکو
جوش وحشت ہے کہ پر لگ گئے دیوانیکو

خم کے خم اس مین سمایا کرین [illegible] ساقی
ظرف اتنا تو خدا دے ترے پیمانے کو

سمجھے بازیچۂ ہستی کو جو ہین نقش فنا
کھیل لڑکون کا سمجھتے ہین وہ مرجانے کو

رزق خود اڑکے پہونچتا ہی جو تقدیر کا ہو
پر دیے ہین مرے رزاق نے ہر دانیکو

میرے بھی نخل تمنا کو ہرا کردے گا
خاک مین جسنے کہ سرسبز کیا دانیکو

آفرین آفرین مجھ مست کے مے پینے پر
مرحبا مرحبا ساقی ترے بلوانے کو

ہر طرف پھیل گیا بغض و حسد عالم مین
نہ رہی مہر و محبت تو قسم کھانے کو

مر گیا منتظری مین تری او وعدہ خلاف
موت آئے ملک الموت ترے آنیکو

رہنما عشق صنم کا ہو تو انشاء اللہ
کعبۃ اللہ پھر کر چلین بت خانے کو

عقل کامل پہ شرف پا تو اے جوش جنون
وہ پری آئی ہے گر بیڑیان پہنانیکو

حیف ہے جسکی محبت مین چلے دنیا سے
تا لب گور بھی آیا نہ وہ پہونچانے کو

کیون فلک کا سر ٹھوکرین کھائین انکی
دیکھ سکتے ہون جو گردش مین پیمانیکو

رحم دل ہون نہ کبھی دیکھ سکونگا یہ ظلم
گل سے بلبل کو جدا شمع سے پروانیکو

شان رزاقی رزاق تو دیکھ او صیاد
لے اڑا دام سے مین مار کے پروانیکو

باوجودیکہ موا آگ مین جل کر وہ بھی
پر ملا رتبہ سمندر کا نہ پروانے کو

ہو گی کیونکر دل میکش کی تسلی ساقی
اور دے اور دے رٹ لگ گئی مستانیکو

تازہ ہے لیلی و مجنون کی کہانی اب تک
لوگ سنتے ہین ابھی عشق کے افسانیکو

تخلیہ یار سے منظور ہے ہو آج کی رات
شمع کے گرد بھٹکنے نہ دو پروانے کو

آیئے آیئے مرشد مرے یا حضرت عشق
خون دل پینے کو حاضر ہے جگر کھانیکو

آب اور خاک مین طاقت تھی ہرا کرنے کی
قوت نامیہ ملتی نہ اگر دانے کو

بعد مردن بھی رہے عاشق صادق ناکام
شمع تربت پہ میسر نہین پروانے کو

ساقیا ہم سے تہی دست بھی یان پھٹکتے ہین
پر رکھے ساقی کوثر ترے میخانے کو

مین تو کیا دیو کے رکھنے سے بھی رکنے کا نہین
دل ہے یہ دل اسے کیا لگتا ہے آجانیکو

او پری عالم ارواح ہو رند سے تنگ
گاڑ دین کاش مسلسل ترے دیوانیکو

ہے روپ پہ وہ رشک چمن اور زیادہ
اسلوب پہ آیا ہے بدن اور زیادہ

دیکھے چمن آرائے جہان باغ جہان کو
پھولین گل نسرین و سمن اور زیادہ

گلگشت گلستان سے چلے آوگے جب تم
چلائین گے مرغان چمن اور زیادہ

اللہ رے شوخی تری چشمان سیہ کی
وحشی ہوے اتنی یہ ہرن اور زیادہ

بس خیر یہین تک ہے جو بیٹھا ہو نہین خاموش
چل نکلو نہ اے مشفق من اور زیادہ

اے موت ترے آنے مین ہوتی ہی جو تاخیر
میلا ہوا جاتا ہے کفن اور زیادہ

ہر چند ادائین تری قتال جہان ہین
خون ریز ہے بیساختہ پن اور زیادہ

ہوتا ہے لب سرخ سے تیرے جو مقابل
خوش رنگ ہے کیا لعل یمن اور زیادہ

کہتا ہون عدم گاہ گمے نقطۂ موہوم
کیا بڑھ کے کرون وصف دہن اور زیادہ

چندے جو رہا سر مین یونہی زلف کا سودا
لٹ جائے گا ہر عضو بدن اور زیادہ

کس گردش دنیا مین مجھے ڈالدیا ہے
چکر مین پڑے چرخ کہن اور زیادہ

شبنم نے جو دھویا ہی غبار رخ گل کو
نکھرا نظر آتا ہے چمن اور زیادہ

آغاز محبت ہی سے معلوم ہوا تھا
ہونے ہین ابھی رنج و محن اور زیادہ

اس سے نہ ملا بوسہ وہ آغوش مین آ کی
منحوس کسر سے ہے دہن اور زیادہ

لاحاصل و بیفائدہ ہے تیری مشقت
پائے گا نہ زر و گز سے کفن اور زیادہ

خس پوش کیا سبزۂ خط نے مرے یوسف
بے فیض ہوا چاہ ذقن اور زیادہ

صدمے جو اُٹھائے ترے او شام غریبی
یاد آنے لگی صبح وطن اور زیادہ

جلوے ہین یہی تیرے تو اے روشنی طبع
چمکے گا ابھی میرا سخن اور زیادہ

طفلی سے جوانی نے تصرف جو کیا ہے
گدرا گیا کافر کا بدن اور زیادہ

طول شب فرقت تری زلفونکو خدا دے
پیدا ہون خم و پیچ و شکن اور زیادہ

پوشیدہ کیا جسقدر احباب سے اے رند
مشہور ہوا میرا سخن اور زیادہ

کیون نہ جویا رہے اُس حسن خداداد کی آنکھ
حور کی شکل ہے کافر کی پریزاد کی آنکھ

فردۂ کنج قفس تجکو مبارک بلبل
آج پڑتی تھی بری طرح سے صیاد کی آنکھ

دم آخر ہے جو آنا ہو تو آ چک ورنہ
بند ہوتی ہے ترے عاشق ناشاد کی آنکھ

گل کو دیکھا تو تصور گل عارض کا ہوا
دیکھا نرگس کو چمن مین تو تری یاد کی آنکھ

پھوڑ ڈالون مین سوائے رخ و قد دلدار
ہو جو مائل کبھی دید گل و شمشاد کی آنکھ

آج کل سے نہین منظور نظر ٹھہرا ہون
عہد طفلی سے پڑی مجھپہ تو صیاد کی آنکھ

جز مشقت کبھی دم بھر بھی نہ راحت پائی
کس گھڑی سے پڑی شیرین پہ فرہاد کی آنکھ

شوخ چشمی نے کیا سور کا عالم پیدا
کام لاکھونمین کرے اس ستم ایجاد کی آنکھ

اڑ گئی نیند مری زمزمے سنکر شب کو
نہ لگی صبح تلک شام سے صیاد کی آنکھ

مرض ہجر نے اس درجہ کیا زار و نحیف
ڈھونڈھتی پھرتی ہی مجھکو مرے ہمزاد کی آنکھ

کس طرح دیدۂ مریخ سے دیجائے مثال
اژدہے سے بھی سوا سرخ ہی جلاد کی آنکھ

ہو خدا حافظ و ناصر ترا اے مرغ چمن
ٹیڑھی ٹیڑھی تری جانب ہے صیاد کی آنکھ

کھینچتے دیکھ لیا اُس نے اگر اپنی شبیہ
دیکھ لینا کہ نکلوائے گا بہزاد کی آنکھ

مہربانی ہے نہ اگلی سی نہ الفت کی نظر
پھر گئی چاہ ہی دل مین ستم ایجاد کی آنکھ

کس طرح سے نہ فن شعر مین کامل ہو رند
دس برس دیکھی ہو آتش سے جب اُستاد کی آنکھ

کیا سن چکے ہین آمد فصل بہار ہاتھ
جاتے ہین سوے جیب جو بے اختیار ہاتھ

کر دینگے پیرہن کو مرے تار تار ہاتھ
دوڑے جو سوے جیب یہ ہین بار بار ہاتھ

رُکتے ہین بڑھکے کیا سوے جیب و کنار ہاتھ
وحشت مین پیرہن کو کرین تار تار ہاتھ

باندھو رسن سے زلف کے تم استوار ہاتھ
فی الواقعی کہ ہین مرے تقصیر وار ہاتھ

زورون پہ چڑھ چکا ہے ترا او نگار ہاتھ
مرجان کرے کلائی تو اُسکا اتار ہاتھ

تو جسکو چاہے دم مین اسے کردے بے نیاز
دینے کے لیے کریم ہین تیرے ہزار ہاتھ

پیٹا کرون مین سینۂ و سر اپنا عمر بھر
پائے تھے کیا اسی لیے پروردگار ہاتھ

رہجاتے ہین الجھ کے گریبان کے تار سے
ایسے تو ہوگئے مرے زار و نزار ہاتھ

تیرے سوا جو شانہ بنے اور زلف کا
سوکھے خدا کرے صفت پشت خار ہاتھ

صبح شب وصال کی جب توپ چل گئی
دل سینے مین اُچھلنے لگا چار چار ہاتھ

میرے گلے مین ہے ابھی تسمہ لگا ہوا
قاتل خدا کیواسطے اک اور مار ہاتھ

انکو وہی گریز شب وصل بھی رہی
چھونے دیا نہ پانون کو بھی درکنار ہاتھ

صدمہ سے پلے رخش کے تھراتی ہی زمین
نیزے کے کر رہا ہے کوئی شہسوار ہاتھ

آویزہ گوش یار کا اس کو بناؤن گا
آجائیگا جو کوئی در شاہوار ہاتھ

آتے ہین یاد پاے نگارین جو یار کے
ناچار ملنے لگتا ہون بے اختیار ہاتھ

کیلا کرو طرح سے منتر پڑھے ہزار
آیا مگر نہ افعی گیسوے یار ہاتھ

شانے کی طرح اسکو بھی لپکا سا پڑ گیا
جاتا ہی سوے زلف جو بے اختیار ہاتھ

میری خطا ہی انکو عبث باندھتے ہین آپ
تقصیروار مین ہون کہ تقصیروار ہاتھ

بہتر ہی میری لاش جو اس طرح دفن ہو
مردہ درون قبر برون مزار ہاتھ

کانپین اگر تو رعشۂ پیری نہ جانیو
چاک کفن کیو اسطے ہین بیقرار ہاتھ

اے دوست دل جو کہتا ہی کرتے ہین یہ وہی
مجبور ہین جو پانون تو بے اختیار ہاتھ

سرگرم چاک جیب وہ ہم کوچہ گرد ہین
قابو مین پانون بھی تو نہین درکنار ہاتھ

مولا مرے عدو نے اٹھایا ہی سر بہت
اک چھوڑ دو اُدھر بھی شہ ذوالفقار ہاتھ

خلوت سرا نہ پائی گئی رند ایسی عمر بھر
مر کر لگا ہے گوشۂ کنج مزار ہاتھ

منھ نہ ڈھانکو اب تو صورت دیکھ لی
دیکھ لی اے حور طلعت دیکھ لی

شکل بدلی اور صورت ہو گئی
اک نظر جسنے وہ صورت دیکھ لی

ایک بت سجدہ نہین کرتا تجھے!
بس خدایا تیری قدرت دیکھ لی

ہے عیان حال سگ اصحاب کہف
جانور کی آدمیت۔ دیکھ لی

چار دن بھی تو نہ تم سے نبھ سکی
آپ کی صاحب سلامت دیکھ لی

جانتے تھے ہم نہ ایذا ہجر کی
وہ بھی صاحب کی بدولت دیکھ لی

گھورتے ہین اب نگاہ قہر سے
چار دن چشم عنایت دیکھ لی

کیون اجل اب زہر پسواتا ہو نہین
راہ تیری ایک مدت دیکھ لی

کھل گئی جنسے یہ قدر و منزلت
تھی جو صاحب کی حقیقت دیکھ لی

جاکے گھر جھوٹون نہ پوچھی بات تک
بس تری جھوٹی محبت دیکھ لی

اس سے کہہ عادت سے جو واقف نہو
دیکھ لی خو تیری خصلت دیکھ لی

بحر ہستی مین فقط مثل حباب!
ہے سمجھے اک دم کی مہلت دیکھ لی

آپ حیران ہو گا اپنے حسن کا!
آئینہ مین گر وہ صورت دیکھ لی

چاندنی راتون مین چلاتا پھرا
چاند سی جس نے وہ صورت دیکھ لی

پھر وہی ہے بوریا اور اپنا فقر
چار دن کی جاہ و حشمت دیکھ لی

کیون نہ چراتا ہی وہ کافر مجھ سے آنکھ
کیا نگاہ چشم حسرت دیکھ لی

یاد آیا رند وہ پیمان شکن
گر کہین باہم محبت دیکھ لی

ہین یہ سارے جیتے جی کے واسطے
کون مرتا ہے کسی کے واسطے

آدمی سہتا ہے کیا کیا ذلتین
نفس مردود شقی کے واسطے

ہم بھی جائین گے سلیمانؑ تک کبھی
عرض کرنے اک پری کے واسطے

دربدر کوچون مین ہم بھی پھر چکے
ایک حسن خانگی کے واسطے

کشت زار زعفران سے کم نہین
رنگ زرد اپنا ہنسی کے واسطے

کیون دیے ہین تونے قسام ازل
رنج لاکھون ایک جی کے واسطے

دو زکوۃ حسن کچھ درویش کو
ہین بڑے رتبے سخی کے واسطے

اک سے اک ہین ایک سے لے لاکھ تک
صف شکن مرد جری کے واسطے

غم نے اس درجہ کیا دل مین ہجوم
جا نہین ہے خرمی کے واسطے

اور کیا ہو یار کی آنکھون سے کام
خلق ہین جادوگری کے واسطے

یاد رکھنا شرط اور مشروط ہے
آدمیت آدمی کے واسطے

رنج واندوہ و ملال و درد و غم
صدمے ہین یہ آدمی کے واسطے

سبزۂ مدفن اُگا تھا کیون فلک
آہو ڈن کی کیا چری کے واسطے

لڑ گئے وہ ایک ذرا سی بات مین
پھرون روٹھے اک گھڑی کے واسطے

جی نہ گھبرائے ترا بے مشغلے!
عشق کر لے دل لگی کے واسطے

کیا مجھے پیدا کیا ہے اے خدا
ان بتون کی بندگی کے واسطے

بیکسی میرے لیے پیدا ہوئی
مین بنا ہون بیکسی کے واسطے

بولا مرغ نامہ بر کو کرکے ذبح
یہ سزا ہے ایلچی کے واسطے

دہگدگی مین جان اٹکی ہے مری
ہائے کس چنپا کلی کے واسطے

بار یاب خلوت محبوب ہے
کیا شرف ہے آرسی کے واسطے

مرقد تیرہ مین کافی ہے مجھے!
داغ سودا روشنی کے واسطے

کیجیے ہردم عبث تن پروری
اے اجل کس زندگی کے واسطے

خامۂ قدرت نے کھینچین وہ بھوین
راستی یہ ہے کجی کے واسطے

حشر کے دن رند کو بخشائیو!
یا علیؑ روح نبیؐ کے واسطے

برباد نہ جائے گی یہ فریاد ہماری
کوئی تو سنے گا دل ناشاد ہماری

اُٹھ جائینگے جب ہم تو بہت یاد کرینگے
بھولے ہوے بیٹھے ہو عبث یاد ہماری

نکلے تھے چمن سے کہ پھنسے کنج قفس مین
لوگھات ہی مین بیٹھا تھا صیاد ہماری

کچھ تری خدائی کی قسم ہم نہین سمجھے
خلقت ہوئی کیون صانع ایجاد ہماری

کرنے کا نہین قصد کبھی کوہ کنی کا
جانکاہیان دیکھے گا جو فرہاد ہماری

رہزن تھی اجل منزل الفت ہوئی طے
افسوس مشقت ہوئی برباد ہماری

تھرائینگے او چرخ فرشتے تری سنکر
تا عرش جو پہونچی کبھی فریاد ہماری

اچھا نہین ہر وقت اسیرونکا ستانا
پڑ جائے کہین آہ نہ صیاد ہماری

پیدا تو کرے پہلے فصاحت یہ بلاغت
کیا طرز کہے گا کوئی استاد ہماری

تسلیم کیا کرتا تھا جھک کر ادبا قیس
تعظیم کیا کرتا تھا فرہاد ہماری

چندے یہ ترقی ہے تنزل ہی پھر آگے
سُن رکھے ذرا حُسن خداداد ہماری

ہم راضی ہین نکلے تو غبار آپکے دلسے
ہو جائے کہین خاک بھی برباد ہماری

کاغذ پہ نہ ٹھہریگی شبیہ اہل جنون کی
تصویر مسلسل کھنچے بہزاد ہماری

گھر ہے عدم آباد مین دنیا سے غرض کیا
یا اُجڑے وہ بستی رہے آباد ہماری

دم بھر نکرین نشو و نما باغ جہان مین
مانین جو یہ سرو و گل و شمشاد ہماری

اپنے ید قدرت سے بناکر جو بگاڑا
تقصیر تھی کیا صانع ایجاد ہماری

یہ ننگ گوارا نہین سر کٹتا ہی کٹ جائے
پٹی نہ بندھے آنکھ پہ جلاد ہماری

جب کوئی ستم سہنے کے قابل نہ ملیگا
تب ہوئیگی قدر او ستم ایجاد ہماری

رندا نہ کلام اپنا پسند آتا ہی لے رند
اکثر غزلین پڑھتے ہین آزاد ہماری

جھوم جھوم آئی ہے گھنگھور گھٹا ساونکی
ٹھنڈی ٹھنڈی چلی آتی ہی ہوا ساونکی

صورت ابر ہوا برہم ہی مزاج اے ساقی
لے اُڑی مجکو ہے ہوشربا ساون کی

خون عشاق مین پھر پسنے لگی گندھنے لگی
رنگ لائی ترے ہاتھونمین حنا ساونکی

کوکے اک سمت پپیہا کہین کوئل کرے شور
مور چلاتے ہین رُت آئی ہی کیا ساون کی

لہلہانے لگے جنگل ہوے پھر کھیت ہرے
روپ دکھلانے لگی نشو و نما ساونکی

اس سے بالیدہ ہون اشجار کھلائے جو یہ گل — کم نہین باد بہاری سے ہوا ساونکی
فرقت یار مین یون لگتی ہے اشکونکی جھڑی — زور سے جیسے برستی ہے گھٹا ساونکی
دیکھیے کالی گھٹا ہجر مین رلوائے کسے — جان پر کسکی ہو نازل یہ بلا ساونکی
پھول لا لاکے بھی شرمندہ ہین بیشوخ ہے رنگ — کیا رچی ہاتھو نہین اُس گل کے حنا ساونکی

کان مین دیس کی آواز چلی آتی ہے رندؔ
تانین لیتی ہے کوئی حور لقا ساون کی

سائل ہون اے کریم تو دے ذوالمنن مجھے — عشق علیؑ و حب حسینؑ و حسنؑ مجھے
جوش جنون مین ہے یہ وبال بدن مجھے — کیا پھاڑ تو نہ کھائے مرا پیرہن مجھے
آخر ہوا نصیب نہ گور و کفن مجھے — مارا قضا نے کرکے غریب الوطن مجھے
دندان بٹھائین نقش لب شوخ یار پر — دکھلائین کندہ کرکے عقیق یمن مجھے
وحشی جو سمجھے ہین کسی شہر غزال کا — آنکھین دکھانے آتے ہین جنگلی ہرن مجھے
ہے نفس میری فکر مین مین فکر نفس مین — مین راہزن کو تاکتا ہون راہزن مجھے
لے نکلے سوے دشت یہ یا کوہ کیطرف — دیکھون دکھائے کیا مرا دیوانہ پن مجھے
فرقت کی شب یہ تنگ کیا یاد زلف نے — پھانسی لگاتا اپنے جو ملتی رسن مجھے
بعد فنا بھی جوش جنون رنگ لائے گا — للہ گاڑیو مع طوق و رسن مجھے!
یکجا ہوے نہ لازم و ملزوم جب تلک — ڈھونڈھا کیا سخن کو تو مین اور سخن مجھے
شاگردی مین رہا ہے مرے قیس مدتون — استاد اپنا جانتا ہے کوہکن مجھے
پھر مجھ سا خوش بیان کوئی پیدا نہوئیگا — روئینگے میرے بعد سب اہل سخن مجھے
مٹی نہ پائی دست احبا کی یا نصیب — مارا فلک نے کرکے غریب الوطن مجھے
دلوا کے یاد خط کسی روے صبیح کا — کانٹون مین کھینچتے ہین گل یاسمن مجھے
آجائے گا جو مرگ غریبی کا تذکرہ — روئینگے ڈاڑھین مار کے اہل وطن مجھے
بے یار سر پھر آئے گی گل گشت بوستان — ہوگی نہ سازوار ہواے چمن مجھے
موذی فنا کے بعد بھی دینگے اذیتین — روز آکے تاک جاتے ہین دزد کفن مجھے
واقف مین اب تلک نہین اسرار غیب سے — ثابت ہوئی کمر نہ تمھارا دہن مجھے
خنجر ترا ہر ایک سے لیتا ہے نوک کی — او ترک جب سے بھایا ترا بانکپن مجھے

کھدوا کے گور قبر مین گڑوائے لاش کو — امید یہ کسی سے نہین گورکن مجھے
دریا مین سب بہائینگے ملکر عزیز و دوست — بے غسل و بے نماز ڈبوئینگے بیکفن مجھے
دیوان سے لے چکین یہ مضامین میرے حبیب — ڈرہی جرانہ لین کہین دزد سخن مجھے

سیف زبان سے لیتا ہون مین کام تیغ رند
اللہ نے بنایا ہے شمشیرزن مجھے

حیران سی ہے جھجک رہی ہے — نرگس کس گل کو تک رہی ہے
آئی ہے بہار پھر غنچے چٹکے!! — کیا پھولون کی بو مہک رہی ہے
میخانے پہ مینھ برس رہا ہے — بجلی کیسی چمک رہی ہے
باقی ہے اثر ابھی جنون کا!! — سودا تو گیا ہے جھک رہی ہے
پوچھو نہ جلن کا دل کے احوال — اک آگ پڑی دہک رہی ہے
نرگس کو تو آنکھ اُٹھا کے دیکھو — کس یاس سے تم کو تک رہی ہے
لیلی مجنون کا رٹتی ہے نام — دیوانی ہوئی ہے بک رہی ہے
پیغام بہار آن پہونچا — بلبل کیا کیا چہک رہی ہے
مژگان کا جو دل مین ہے تصور — اک پھانس پڑی کھٹک رہی ہے
ہوجائے گا رام رفتہ رفتہ — وحشت تو مٹی جھجک رہی ہے
باقی جو یہ جان ناتوان ہے — کیا زندہ نہین ہے سسک رہی ہے
آنے کی ترے ہی منتظر ہے — اے موت کہان تو تھک رہی ہے
کیا شوخ ہے وہ سنہری رنگت — کندن کی طرح دمک رہی ہے
روے رنگین عرق فشان ہے — شبنم گل سے ٹپک رہی ہے

ہم رند ہین بزم اپنی کس رات
بے جام مے و گزک رہی ہے

خاموش داب عشق کو بلبل لیے ہوے — گل مست ہین چمن مین پیالہ پیے ہوے
امسال فصل گل مین وہ پھر چاک ہوگئے — اگلے برس کے تھے جو گریبان سیے ہوے
ہم بھی ہوا مین اک گل نوخیز حسن کے — برسون پھرے ہین چاک گریبان کیے ہوے
دوکانین مے فروشونکی کب سے پڑی ہین بند — رہ رہ گئے ہین قفل دیے کے دیے ہوے

عشق صنم ہی ایمین ہین خودداریان ضرور
اے دل خدا کیواسطے خود کو لیے ہوے

مرشد ہی عشق ہم ہین مرید اس جناب کے
برسون گذر گئے ہین پیالہ پئے ہوے

وہ آکے مسکرائے اس انداز و ناز سے
گل کھلائے جو زخم جگر تھے سیے ہوے

روز ازل سے دخل وجود و عدم مین ہی
دونون علاقے ہین یہ ہمارے لیے ہوے

ہین بت پرست دیر مین حاجی ہین کعبہ مین
طالب رضائے دوست کے دھرنے دیے ہوے

میدان امتحان مین ہمین بھیجد یجیے
کہیے انھین یہ کام ہین جنکے کیے ہوے

نامرد اپنے وادی مین رکھیگا کیا قدم
سر ہو ہم عشق نہ بے سر دیے ہوے

کس طرح کا بھیس بدل کر ہو سکتے ہین
عاشق ہوے نہ آپ کے بہروپیے ہوے

حاصل ہوا تون سے نہ عاشق کو مدعا
روشن کبھی نہ دیر مین گھی کے دیے ہوے

تعویذ و نقش کچھ نہین کرتے اثر وہان
سارے یہ ڈھکوسلے ہین ہمارے کیے ہوے

اک شب ہوئی نصیب سلیمان نہ جو پری
ہم روز سوے اسکو بغل مین لیے ہوے

آنکھون مین پھرتی ہین جو وہ آنکھین نشیلیان
دو بوتلون کی مستی ہے بے مے پیے ہوے

باندھا جو چیست چست مضامین کو کیسا تھ
بندش سے میری تنگ بہت قافیے ہوے

عاشق مزاج رہتے ہین پڑھ پڑھ کے بیشتر
اشعار رند کے نہوے مرثیے ہوے

چہکتے ہین مرغ چمن کیسے کیسے
کھلے ہین گل و یاسمن کیسے کیسے

کیے نظم وصف دہن کیسے کیسے
سنائے زبان نے سخن کیسے کیسے

ذرا دیکھ عبرت سے سوتے ہین غافل
مزارون مین پہنے کفن کیسے کیسے

تجھے دیکھ کر جو کڑی اپنی بھولے
چکارے بنے ہین ہرن کیسے کیسے

کسی کے نہ ہتے چڑھا راہ بھر مین
لٹے ہے گھات مین راہزن کیسے کیسے

خدا نے بنائے ترے گیسوؤن مین
خم و پیچ و چین و شکن کیسے کیسے

عدم جا کے ہستی کا یاد آئے گا کیا
اٹھائے ہین رنج و محن کیسے کیسے

ہمین بھی کبھی عشق کے ولولے تھے
دکھاتے تھے دیوانے پن کیسے کیسے

نہ کی اف بھی سوتے مین اللہ رے ضبط
جلے میرے داغ بدن کیسے کیسے

نہ رنگت ہی تیری سی بو ہے نہ تیری
ہزارون ہین یان گلبدن کیسے کیسے

کھلے بند جھکے ان گورے گورے ڈنڈ و بر
یہ بجبند اور نورتن کیسے کیسے

جلائیں نہ کیون غول صحرا مین شمعین
موے یان غریب الوطن کیسے کیسے

دکھاتے ہین دیوانے جب زور وحشت
توڑاتے ہین طوق و رسن کیسے کیسے

نہ ہمسنگ ٹھہرے جو یاقوت لب کے
ہوے زرد لعل یمن کیسے کیسے

یہان گل تھے اک خار بھی فی الان نہین ہے
اجاڑے خزان نے چمن کیسے کیسے

لڑین سب سے وحشی نگاہو نکی آنکھین
بجے ہین یہ جنگلی ہرن کیسے کیسے

ملے تھے ہمین رند گل اتفاقا
رہے ذکر شعر و سخن کیسے کیسے

چڑھی تیرے بیمار فرقت کو تب ہے
بشدت قلق ہی نہایت تعب ہے

مریض محبت ترا جان بلب ہے
تجاہل ستم ہے تغافل غضب ہے

وہ آفت ہی آفت ہی آفت
غضب ہی غضب ہی غضب ہی غضب ہے

گلی یار کی ہے قدم رکھون کیونکر
چلون سر کے بل یان مقام ادب ہی

جو ابرو دکھایا تو عارض بھی دکھلا
وہ قرآن ہے یہ ہلال رجب ہے

ہوئی صبح پیری کٹی اب جوانی
یہ جلنا فقط شمعسان شب کی شب ہی

وہ زلف سیہ ہے کہ مشک ختن ہی
نہین خط سواد دیار حلب ہے

کھلا کچھ نہ مجھ پر نہ آنے کا منشا
جہت کچھ تو فرمایئے کیا سبب ہی

جو شجرہ تھا مجنون کا شجرہ ہے میرا
جو تھا قیس کا سلسلہ وہ نسب ہی

غنیمت سمجھ وقت فرصت کو غافل
نہ ہاتھ آئیگا پھر یہ موقع جواب ہے

خدائی خدائی کا جلوہ ہے او بت
یہ حسن جوانی نہین شان رب ہے

کرون کیون نہ سامان عشرت مہیا
شب وصل دلبر عروسی کی شب ہی

جسے لوگ کہتے ہین شاہ خراسان
وہ بے شبہہ ابن امیر عرب ہے

غلام اسکا ہون جو ہے کوثر کا ساقی
جب ہی رند میخوار میرا لقب ہے

یہ رفتار گفتار اللہ رکھے ؛
تجھے او طرح دار اللہ رکھے ؛

کرے ساتھ کس کسکے شیرین زبانی
بہت ہین نمک خوار اللہ رکھے

سنبھالا ہے نام خدا آپ کو اب
ہوے ہین وہ ہشیار اللہ رکھے

یہ ہین خم کے خم روز ہوتے رہین صرف
یہ بھٹی یہ میخوار اللہ رکھے

اکڑ کر وہ چلتے ہین بنجونکے بل سے
سنبھالی ہے تلوار اللہ رکھے

رہین روز شیخ و برہمن مین جھگڑے
یہ سبحے یہ زنار اللہ رکھے

مسیحا کی ہی ان دنون آنکھ سیدھی
بچا اب یہ بیمار اللہ رکھے

پڑا ہے بڑا عشق بازی کا لپکا
تجھے او دل زار اللہ رکھے

وہ زلف سیہ دیکھ کہتے ہین عاشق
بلا مین گرفتار اللہ رکھے

رہے گرم بازار حسن و محبت
یہ جنس اور خریدار اللہ رکھے

مسیحا بھی بیمار الفت ہے تیرا
تجھے چشم بیمار اللہ رکھے

ہے شوق آنکھونکو حسن بتان کا
مجھے محو دیدار اللہ رکھے

پھلے پھولے ہر فصل مین یا الٰہی
شگفتہ یہ گلزار اللہ رکھے

پھبنے ہو بری طرح رندو نمین واعظ
یہ جبہ یہ دستار اللہ رکھے

یہی تو وسیلہ ہے اک مغفرت کا
ہمیشہ گنہگار اللہ رکھے

غنیمت ہی ایسے برے وقت مین رند
یہ دربار سرکار اللہ رکھے

غزل مشاعرہ واجد علی شاہ

وقار شاہ ذوی الاقتدار دیکھ چکے
ظہور قدرت پروردگار دیکھ چکے

نقاب کھولکے روے نگار دیکھ چکے
کچھ ایک بار نہین لاکھ بار دیکھ چکے

جہان کے عیش و غم روزگار دیکھ چکے
جو دیکھنا تھا سو پروردگار دیکھ چکے

وہ جیتے جی ہوے اپنا سے نزع کی آگاہ
جو صدمے ترے شب انتظار دیکھ چکے

خدا کے واسطے اب چھوڑ جسم خاکی کو
اذیتین بہت اے جان زار دیکھ چکے

جنون نے خوب دکھائی بہار جیب و کنار
ہوا مین اڑتے ہوے تار تار دیکھ چکے

وہ قول غیر کو دیتے ہین لیتے ہین اقرار
تری طرف کو دل بیقرار دیکھ چکے

یقین ہی اب نکرین میرے قتل مین تاخیر
فسان چڑھکے وہ خنجر کی دھار دیکھ چکے

نہ ڈال پیچ مین خاطر نہ اب پریشان کر
بہت سے درد سر اوز لف یار دیکھ چکے

کرے وہ زینت فتراک یا حلال کرے
کہین ادھر کو بھی وہ شہسوار دیکھ چکے

نہ پہونچا ایک بھی ذرہ تمھارے دامن تک
اڑا کے خاک بھی ہم خاکسار دیکھ چکے

ہوے سفید و سیاہ جہان سے واقف
بہت سی گردش لیل و نہار دیکھ چکے

کئے ہین خوب سے نظارے باغ ہستی کے
جہان کو بس مرے پروردگار دیکھ چکے

الٰہی تونے شرف جسکو آسمان پہ دیا
وہ سر زمین بھی یہ خاکسار دیکھ چکے

نہین ہے ایک مین ہمت یہ وہ زمانہ ہے
غریب دیکھ چکے مالدار دیکھ چکے

تہی ہے نشۂ الفت سے یہ خم گردون
شرابین پیکے ترے بادہ خوار دیکھ چکے

کلاہ کج کو ہٹا کر دکھا دیا ابروا
قسم علیؑ کی کھنچی ذوالفقار دیکھ چکے

بھلا وہ خاک کرین قصد بزم ہستی کا
جو لوگ راحت کنج مزار دیکھ چکے

ہوا یقین فرشتون کو خاکساری کا
کفن لکھا جو یہ خط غبار دیکھ چکے

عمامے باز جو یہ کنتھے گھٹے والے ہین
جہا نمین جیسے ہین ذی اعتبار دیکھ چکے

اُٹھائی گیرے ہین سب جعلساز ہین مفسد
کچھ ایک دو نہین ہمتو ہزار دیکھ چکے

جنیئو سبحون سے بہتر ہوا انکے زہد سے کفر
یہ لوگ جیسے ہین دینا مدار دیکھ چکے

سوائے ذات خدا سب کے واسطے ہی فنا
ثبات ہستی ناپائدار دیکھ چکے

قصور بخت ہی پھر جائین اب اگر محروم
در کریم تو امیدوار دیکھ چکے

ہزار شکر کہ باقی نہین کوئی حسرت
بہار تیری بھی او گلعذار دیکھ چکے

نجف کو لے گئے میت فرشتۂ نقال
عزیز کھول کے میرا مزار دیکھ چکے

فقیر بھی مترصد نگاہ لطف کا ہے
ادھر بھی رند مرا شہریار دیکھ چکے

دروغ ٹھہرے سب اقرار یار دیکھ چکے
تری صداقت گفتار یار دیکھ چکے

فریب دیتا ہے ہر بار یار دیکھ چکے
نہین تو ایک کا بھی بار بار دیکھ چکے

نگاہ غم سے بھلا جسنے عمر بھر دیکھا
وہ سیدھی آنکھ سے سوے مزار دیکھ چکے

رہی ہے کس سے نہان یار کی تجلی حسن
کچھ اک تمھین نہین موسیٰ ہزار دیکھ چکے

دلا جو عشق مین جیسے دیے ہین بلا دہین سب
ترے فتور بھی او نابکار دیکھ چکے

سوال حسرت دیدار سن کے فرمایا
یہ دل لگی نہین بس ایکبار دیکھ چکے

ثبوت جرم پہ اندیشہ کیا رہا باقی
رحیم جب ہے تجھے تقصیر وار دیکھ چکے

یہ بار کفر تو ایمان سے بھی سنگین ہے
گلے مین ڈال کے زنار یار دیکھ چکے

وہ راز کونسا ہی ہم سے جو رہا ہے نہان
بھلے بُرے ترے کردار یار دیکھ چکے

رہا نہ طعنہ زنی کا مقام یوسف بز
تجھے بھی ہم سر بازار یار دیکھ چکے

گران ہی اپنی تو ہمت پہ بار احسان بس رند
اٹھاکے دوش پہ یہ بار یار دیکھ چکے

سب عمر خاک کر تری حسرت مین کھوئی ہی
او موت کیا تو مر گئی کس نیند سوئی ہے

جان حزین یقین ہوا دل نے کھوئی ہے
یا خضر آپ ہی نے یہ کشتی ڈبوئی ہے

یان رہ کے کون عمر کو ضایع کرے عبث
تم غور سے تو دیکھو ہمارا ابھی کوئی ہے

رویا جو مین تو یار کے دلکا مٹا غبار
شبنم نے گرد عارض گل آکے دھوئی ہی

تھا کون آکے لاش پہ ہوتا جو نوحہ گر
ہان بیکسی تو آج تلک مجکو روئی ہے

کیا جانے پیر چرخ یہ نیرنگ ساز یان
مجکو یقین ہے کہ پس پردہ کوئی ہے

جھولی مین ہین فقیر کے ٹکڑے یہ بھیک کے
رغبت جو ہو تو نکو تو حاضر رسوئی ہے

بیداری کیسی اسنے تو کروٹ کبھی نہ لی
کس نیند اے خدا مری تقدیر سوئی ہی

بہتر نہ ہو دوشالے سے کیونکر گلیم فقر
اوڑھا کیا کلیم جسے یہ وہ لوئی ہے

شیرین شکر سے بھی تنگ و پو کا غبار ہے
اے دل سمند یار کی کیا ٹھی پوئی ہے

دشمن سے بھی نہین ہی عداوت فقیر کو
اے دوست یان بدی کا عوض بھی نکوئی ہی

عادل ہے دیگا حاصل کشت عمل ہمین
کاٹینگے آپ ہم نے یہ کھیتی جو بوئی ہے

رو رو کے بھی کٹی نہ شب تار ہجر یار
بھاری ہوئی ہی جون جون یہ کملی بھگوئی ہے

شبنم تجھے قسم چمن آرا ے دھر کی
کیا سوچکر تو حالت گلشن پہ روئی ہے

روشن ہی آفتاب سے وہ گورا گورا پیٹ
بہتر کرن سے یار کی کرتی کی توئی ہے

تار سرشک سوزن مژگان مین ڈال کر
لخت جگر کی عشق نے بدھی پروئی ہے

مجھ سخت جان کو موت نہ آئیگی حشر تک
آب حیات سے مری مٹی بھگوئی ہے

اب وصف گنتے ہین اُسے آگے جو عیب تھا
لاکھون ہنر ہین جسمین کہ ایک عیب جوئی ہے

بہتر ہو استعارہ و اغراق سے نہین
پھر کیون پسند خلق مری سادہ گوئی ہے

کیا شاعران حال کے جلسو نمین جایئے
اب بند شاعری نری یادہ گوئی ہے

کیا ہی قلب مین شیطان نے حلول چلے
بسنت آتے ہی صوفی قدم رسول چلے

شراب مین خوب سی پین بادہ خوار پھول چلے
مدام پیتے رہے پھول جب سے پھول چلے

اڑاتے رند جو صحرا کو خاک دھول چلے
جلا کے مشعلین چارو نطرف سے غول چلے

نہ بدلے چال کو اپنی فلک کوئی ساعت
یہ ہین آلہی کرے اس مگر ڈنگی جول چلے

وہ ساتھ رکھتے ہین اسطرح مجمع عشاق
صحابہ ساتھ لیے جس طرح رسولؐ چلے

بہت سے گردش افلاک کے سہے صدمے
اسی ہنڈولے مین کچھ روز ان ہم بھی جھول چلے

لگے نہ تالو سے جز مدح پنجتن دم بھر
زبان جب تلک اے نائب رسولؐ چلے

نکل کے گھر سے اگر جائین دشت وحشت کو
خضر سے پہلے ہدایت کو اپنے غول چلے

زبان حال سے کہتا ہی اپنی ہر اک گل
شگفتہ آئے تھے اس باغ سے ملول چلے

یقین ہی کہ زمین پر گرے وہ چکرآئین
فلک جو چار قدم تو مرے شمول چلے

خیال یار کا خود رفتگی نتیجہ ہے
جو یاد آگئی اسکی تو خود کو بھول چلے

ہی خوف جانکا ایسے بھکیت سے ہر دم
بتا کے باہرہ قاتل کہین نہ ہول چلے

ہو چکے یان کوئی ابتک بجز انہین محروم
فقیر پر در دولت سے بے حصول چلے

نہوگا شاعر کامل بغیر علم عروض
نکالہ فرع زمانے مین بے اصول چلے

بس اب تعلقہ دہر سے علاقہ کیا
جو جمع اپنی تھی سب کر چکے وصول چلے

ہوئی تمہارے تصور مین بیخودی طاری
تمہاری یاد مین عشاق سبکو بھول چلے

سنی جو بیشتر اس مین صفت رحیمی کی
قبول ہونیکو ہم سے بھی نا قبول چلے

ضرور چاہیے گلشن مین شغل بادہ کشی
ملے نہ چین اگر ساقیا تو پھول چلے

یہ کیا سمائی طبیعت مین قبلہ و کعبہ
ذرا سی مدح مین ایسے جناب پھول چلے

فراق یار مین جب فکر شعر کو بیٹھے
ردیف یاد رہی قافیہ کو بھول چلے

بجیر وادی پر خار کی طرف بھیجون
جو بچکے دشت مغیلان سے کوئی غول چلے

مین اسکی بازی شطرنج عمر کر دون مات
اگر بکھیڑے کی چالین کوئی فضول چلے

بگاڑا شاعرون نے حال کے طرز سخن
الٰہی کونسے مسلک پہ یہ جہول چلے

ملا ہے غنچہ دہن کون سا بتا دو رند
ہے نہ آپ مین تم ہاتھ پاؤن بھول چلے

قیامت کی علامت ہے کہ انکا قد و قامت ہی
قد بالا وہ دکھلاتے ہین برپا اک قیامت ہی

بلاناغہ ترے گھر دوست اور دشمن کی دعوت ہی
کشادہ کس قدر اللہ تیرا خوان نعمت ہے

نشان تک تاجدارون کے نہین ملتے یہ نوبت ہی
جو چشم غور سے دیکھو تو دنیا جائے عبرت ہے

بنایا خاک سے سب کو جدا پر سبکی صورت ہے
سوا تیرے یہ اے صناع عالم کس مین قدرت ہی

اگر دریافت ہو جاتا تو فرصت جلد کر لیتا
نہین معلوم مجکو اے اجل کے دم کی مہلت ہی

سمجھتے ہین گدا معراج اپنی خاکساری کو
اگر عرش معلیٰ پر دماغ اہل دولت ہے

جو آیا آفتاب حشر مین زاہد یہ تر دامن
مرے دامان تر کو سب کہین گے ابر رحمت ہی

دفینے کا ذکر قبرون مین آخر گڑ گئے منعم
مآل مال دنیا خاک غیر از یاس و حسرت ہی

مجھے کیا خوف ہے ہنگامۂ محشر کا او واعظ
مرا مولا امیر المومنین شاہ ولایت ہے

ملایا خاک مین اس کو جسے چمکا ہوا دیکھا
فلک ان رفعتون پر دیکھنا کیا پست ہمت ہی

مین روز و ماہ و سال اپنے تولد کا بتاتا ہون
وہ رکھین یاد تحقیقات جن لوگونکی عادت ہی

سن ہجری پہ تھے بارہ سو بارہ جمعہ کا دن تھا
ربیع الاولین کی گیارھوین یوم ولادت ہی

عجائب ہے خدائی کا تری جو کارخانہ ہے
طلسمات جہان مین بارالٰہا مجکو حیرت ہے

غم سود و زیان داریم ما نہ فکر کالائے
جنون تیری بدولت رنج دنیا سے فراغت ہی

تصور کر کے کعبہ کا صنم خانہ مین ساجد ہون
بظاہر بت پرستی ہے حقیقت مین عبادت ہی

یہ تابش حسن کی ہی ڈوبے ہین اپنے عرق مین ہم
بلا تشبیہ وہ چہرہ بھی خورشید قیامت ہے

دم آخر تصور ہے زبس وحشی مزاجون کا
غزالی نبض ہے میری رم آہو کی سرعت ہے

گل تازہ شگفتہ ہوتے ہین مضمون رنگین سے
زمین شعر مین مجکو چمن بندی کی خدمت ہے

غلط فہمی ہے یہ کہنا کہ دنیا مین نہین مجھ سا
خدا نے ایک کو یان دوسرے پر دی فضیلت ہے

حبابم بر سر موجم ز بنیادم چہ می پرسی
فقط بحر جہان مین رند غافل دم کی مہلت ہی

بدلیے کمر و بین ہر دم کہان یہ تاب و طاقت ہی
گھٹا زور جوانی ناتوانی تیری شدت ہے

ہوا ہیجان سودا پھر وہی پھر زور وحشت ہی
بہار آئی چلے صحرا کو ہم لو سب سے رخصت ہی

ملاقاتین چھٹین یاروں سے سب سے ترک الفت ہی
چھٹی آوارہ گردی ہم ہین اب اور کنج عزلت ہی

چمن مین پرورش پائی گلستان کی ولادت ہی
سُنا بلبل مجھے بھی خدمت گل مین قدامت ہی

ہوا ثابت جدائی سے تن وجان کی دم آخر
وصال عاشق ومعشوق کا انجام فرقت ہے

وہ ساری ناتوانی اور نقاہت سب خزان تک تھی
بہار آئی وہی طاقت وہی پھر زور وحشت ہے

کمر باندھی ہے اس نازک میان نے قتل پر میرے
خوشا طالع زہے تقدیر راحت ہی سعادت ہی

مصیبت ہجر کی جسکو سناتا ہون وہ روتا ہے
مرا احوال بھی اک مرثیہ ہے جائے رقت ہے

بڑھانا اس قدر ربط محبت کا نہین اچھا
تمھارا کچھ نہ جائے گا مرے حق مین قباحت ہے

جنون جو فصل گل مین بچ رہا ہے دست وحشت سے
گریبان مین نہین اس کو سمجھنا طوق لعنت ہے

تمنا یار کے دیدار کی ہے تا دم آخر
دلیل آرزومندی نگاہ چشم حسرت ہے

مثال رشتۂ خام آج توڑین میری ہتکڑیان
زبردستی کی تیری انتہا کچھ زور وحشت ہے

تعجب ہے یہ پیچ وتاب کیونکر اس سے اُٹھتے ہین
ترے موے میان مین تو رگ گل کی نزاکت ہے

جو اس خمسہ کیونکر ہین بجا عشق کیون نہین آتا
تم آئینے مین صورت دیکھتے ہو مجکو حیرت ہی

عجب ساعت سے تو نے ابتداے عشق کی او دل
اذیت پر اذیت ہی مصیبت پر مصیبت ہے

ترے در پر پہونچتے ہی بھر آئے زخم دل میرے
یہ سنگ آستان ہی یا صنم سنگ جراحت ہے

حسینون سے مزہ کیونکر نہ اٹھے بوسہ بازی مین
نبات وشیر کی لب ہاے شیرین مین حلاوت ہی

شب وصل اسکا کہنا ہی غضب کیا قہر کرتا ہے
چلی توپ اور گجر بجتا ہی لو اب اپنی رخصت ہی

طرف قاتل کے ہو کر دشمن جانی ہوا میرا
تو ہی انصاف کر او دل یہی شرط رفاقت ہے

بہار گلشن فردوس ہے ہر شعر رنگین مین
زبان مرد شاعر بھی کلید قفل جنت ہے

بناوٹ سے غرض ہی کچھ نہ مطلب استعارہ سے
مین عاشق تن ہون مشفق سادہ گوئی میری عادت ہے

تعلی شاعری مین وہ کرین اے رند سنتے ہو
جنھین اس فن مین دعوے فصاحت ہی بلاغت ہی

ہر دم یہی خیال یہی آرزو رہے
پاپوش سے جو سر نہ رہے آبرو رہے

مثل زلف بشوق سپے جا غم فراق
جب تک تن نزار مین میرے لہو رہے

رہیے دوچار صورت تمثال و آئینہ
مین اُسکے روبرو وہ مرے روبرو رہے

غمزے نکر اجل کی طرح آچک ایکدن
کب تک امیدوار دل او حید جو رہے

پانی مین ہو مزہ دم خنجر کی آب کا
ہر دم جو یاد سید تشنہ گلو رہے

وحشت کی یہ بہار ہے جبتک رہے بہار
جیب و کنار شکل کفن بے رفو رہے

نے کا خمیر ہو گیا اپنا کہ مثل خم
اک عمر لائے مین گرے تا گلو رہے

واعظ چمن مین شغل شراب وکباب ہو
فردوس مین تو حکم کلوا واشربوا رہے

چرچے ہین حسن وعشق کے تیری ہی دم سے یار
مین ہون نمون جہانمین ہی جان تو رہے

فرقت مین بھی تصور کامل کے فیض سے
تصویر یار آنکھ بہ رو بہ رو رہے

ہو جائے جسم روح سے خالی حباب وار
مے سے اگر بھرا نہ شکم تا گلو رہے

ساکت نہ آدمی ہون کبھی ذکر خیر سے
گویا زبان ہو تو تری گفتگو رہے

ہون گر حواس خمسہ تو شوق جمال مین
اس شش جہت مین آکے نظر چار سو رہے

حد سے زیادہ بڑھکے نہ فرمایئے گا کچھ
اتنا لحاظ تمکو دم گفتگو رہے !

تشنیع وطعن بادہ پرستان سے فائدہ
رندو نسے شیخ شہر نہ یہ گفتگو رہے

کیونکر نہ اُلجھے تار نفس ہر نفس کے ساتھ
ہر دم جو یاد دلبر مرغولہ مو رہے

شکل صدف خدا سے دعا مانگ اٹھاکے ہاتھ
بحر جہانمین مثل گہر آبرو رہے

لازم ہے فصل گل مین ہین دونون ہاتھ بند
دہنے مین جام بائین مین ہر دم سبو رہے

گلچین غضب پڑے ترے اس ظلم وجور پر
تجکو خدا نہ رکھے چمن مین جو تو رہے

واعظ بہت ہے انکو تو پابندی نماز
آزاد و نکے لیے تو نہ قید وضو رہے

جویا تھا حبیب کا مجھ مین وہ گل یون نہان رہا
پوشیدہ جس طرح سے کسی غنچہ مین بو رہے

ابرو کی یاد جب بھی نہ بھولون یقین ہے
ہر دم اگر تہ دم خنجر گلو رہے

ہم بھی کبھی کسی گل رعنا کے شوق مین
بر باد مثل باد صبا کو بکو رہے

جو دل کی حسرتین ہین وہ کیونکر نکالیے
ہر وقت بد مزاج جو وہ تند خو رہے

طرز زمانہ رند بہت اب بگڑ گئے
ہر حسینؑ تشنہ گلو آبرو رہے

آفت جو راہ عشق مین ہو دل سہی سہی
ندی لہو کی دیدۂ تر سے بہی بہی

رونا اگر یہی ہے تو طوفان آئے گا
اشکو نمین کائنات بھریگی یہی یہی

ذمہ تمام عمر کا کرتا نہین کوئی
الفت ہی یہ چھٹی تو چھٹی اور رہی رہی

للہ قدر حسن خداداد کیجئے!
یہ جنس وہ نہین جسے کیجئے دہی دہی

جسم لطیف اور ملیگا وہان تجھے
اے روح اگر گلی یہ عمارت ڈھئی ڈھئی

سُنکر اذیت شب فرقت دیا جواب
ہان مہربان سُنا ہی سُنا ہی سہی سہی

پلٹے اگر تو گُدی سے کھینچون زبان کو
ہی قول مرد بات جو منھ سے کہی کہی

اے رند سیکڑون سنے اسکے کلام سخت
ہم نے بھی ایک بات کڑی گر کہی کہی

زمانے مین وہ مہ لقا ایک ہے
ہزارون مین وہ دلربا ایک ہے

خداوند ارض و سما ایک ہے
قسم ہے خدا کی خدا ایک ہے

برابر ہے اپنا وجود و عدم
ہماری بقا اور فنا ایک ہے

عدم ابتدا ہے عدم انتہا
مری ابتدا انتہا ایک ہے

ہنونگے یہ حادث رہے گا قدیم
غرض سب ہین فانی بقا ایک ہے

ذرا غور سے مرأت دل کو دیکھ
یہ آئینۂ حق نما ایک ہے

جنھین کفر و الحاد کہتا ہے شیخ
فقط پھیر ہے راستا ایک ہے

یہانہین ہین غافل بہت سے طریق
مگر راہ صدق و صفا ایک ہے

مآل سخن ذکر ہے یار کا!!
کہون سو طرح مدعا ایک ہے

محل فقر کا ہے عجائب مقام
یہان مسند و بوریا ایک ہے

کہان اس کے آگے کسی کا فروغ
وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہے

فضیلت ملی ایک کو ایک پر
غرض ایک سے یان سوا ایک ہے

نیچے گانہ کاوش سے مژگان کے دل
کہ نشتر بہت آبلا ایک ہے

جفاکار دم باز کا ذب محیل
مین واقف ہون وہ بیوفا ایک ہے

ہے انبوہ عشاق عیسےٰ کے گھر
مریض اتنے دار الشفا ایک ہے

نہین بچتا دونون کا مارا ہوا
تری زلف اور اژدہا ایک ہے

نہ آنا تو اس زلف کے پیچ مین
اے دل وہ کالی بلا ایک ہے

ہزارون شہید محبت ہین دفن
گلی اسکی اور کربلا ایک ہے

ہراک درد کا ہی مداوا وہ لب
مرض سیکڑون ہین دوا ایک ہے

دوئی کو نہ دے دل مین غافل جگہ
زبان ایک ہے اور خدا ایک ہے

کہو گے جو کچھ تو سنوگے بھی رند
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہے

بچکر کدہر کو جائیگا بہرام گور سے
لاکھون نکل گئی ہی یہ بہرام گور سے

غافل نہ بیٹھنا کہین منہد کیے چور سے
چھلے اُتار لیگا تری پور پور سے

بوتل مے دوآتشہ کی چنکے لائیو
ساقی بہار آئی بڑی زور شور سے

اللہ رے جوش بادہ حسن شباب کے
مستی ٹپک رہی ہی تری پور پور سے

رُخ اسطرف ہی گوشۂ ابروے یار کا
کھینچا ہی اس کمانکو الفت کے زور سے

ٹھکرا نہ یون مزار شہید انکو اے مسیح
مردے کفن کو پھاڑ کے نکلینگے گور سے

رویا نہ شمع و گل کوئی لایا مزار پر
پیدا ہے بیکسی ترے عاشق کی گور سے

گر زندگی مین یار سے پہلو تہی رہا
بعد فنا بھی لگ چکی تو بیٹھ گور سے

بزم جہا نمین ایک کو ہی دوسرے پہ فوق
تم چاند سے سوا ہو ہم افزدن چکور سے

تکمیل عشق پاک میرا ہی رشک سے
کاوش ہنین ہی ہالۂ مہ کو چکور سے

مانند شمع بہتی ہین مرہم کی بتیان
سازش جگر کے زخم کی ثابت ہی چور سے

غافل غرور و کبر کو اسمین جگہ نہ دے
بھر جائیگا یہ کاسۂ سر مار و مور سے

وہ زار ہون ہوا سے اگر اڑ کے جا رہون
پتلی کی طرح نکلون نہ پھر چشم مور سے

آنکھین جمال یار سے محروم ہین اگر
بینا برائے نام ہین بدتر ہین کور سے

بہتی ہین آنکھین الفت حسن ملیح مین
نکلے ہین دونون چشمے یہ دریائے شور سے

چل نکلو ساتھ اسکے نہ رہجاؤگے کہین
تم خوش خرامیو نمین زیادہ ہو مور سے

اے رند وصل لیلی و مجنون ہی جائے رشک
اٹھینگے دونون حشر کے دن ایک گور سے

جلن دلکی لکھین جو ہم دل جلے
زبان قلم مین پڑین آبلے

رہ صعب الفت مین گھبرا نہ دل
بہت ایسے پیش آئین گے مرحلے

نہ دن وہ تمھارے نہ اپنا وہ سن
تمھارے ہمارے وہ دن سن ڈھلے

عدم کی بھی کیا راہ ہے بے نظیر | چلے جاتے ہین پیش و پس قافلے
وہ اب نیچا کر چکے ہین علم | اجل آچکی سر پہ کیونکر ٹلے
ٹھہر جا کوئی دم کے مہمان ہین | خبر لے ہماری چلے ہم چلے
لکیرین بھی مٹ مٹ گئین ہاتھ کی | زبس ہم نے دست تاسف ملے
لیے دل کے ارمان سب دکین حیف | نکلنے نہ پائے مرے حوصلے
برا ہو بڑھاپے کا سب کھو دیا | نہ میری جوانی نہ وہ ولولے
گڑا کوئی ایسے کہ دل مضطرب | مزاروں مین آنے لگے زلزلے
سیہ کاریون مین کٹی عمر سب | قلم کی طرح سر کے بھل گو چلے
محبت ہے تو نکی یہ دل چھوڑ دے | کسی طرح چھاتی سے پتھر ٹلے
شکایت کا موقع نہ تھا وصل مین | کہ تھی راہ تھوڑی بہت تھے گلے
کوئی دم مین ہے نقش ہستی فنا | کدھر دھیان ہے تیرا او باولے
کنار لحد مین پڑے ہین وہ آج | جو آغوش مادر مین تھے کل پلے
گلا تیغ قاتل سے رگڑا کیا | نہ جھجکا ذرا واہ رے منچلے
نہ لایا کوئی شمع و گل گور پر | لحد مین بھی داغ محبت جلے
چلے باغ ہستی سے ہم نامراد | کسی رت مین اے گل نہ پھولے پھلے
ازل سے ہین عشاق مذبوح حسن | جو مانند ماہی کٹے ہین گلے
جو فریادی تیرے بھی آنکلے وان | زمین ہوگی محشر کی اوپر تلے
جو ابرو کے ہونگے اشارے یوہین | مریجان لاکھون کٹین گے گلے
کیے جائے کاوش پلک یار کی | ابھی دل کے پھوٹے نہین آبلے
سرا مین نہ غافل ہو باندھو کمر | چلو ساتھ والو چلو ہم چلے!
رہے میرا جسم مثالی صحیح | بلا سے یہ پتلا سڑے یا گلے
یہ سب سر زمین فتنہ انگیز ہے | ہزارون ہی اٹھتے ہین یان غلغلے
نظر بھر کے پھر دیکھلون شکل یار | جو آئی ہوئی میری دم بھر ٹلے
ہمیشہ رہا داغ داغ اپنا جسم | سدا مثل سرو چراغان جلے
فلک کو ملاتا تھا گر خاک مین | تو پھر ناز و نعمت سے کیون ہم پلے

بسر ہو گئی اس تمنا مین عمر
کوئی دوست یکرنگ مجکو ملے

لہو شب سے آتا ہی اشکونکے ساتھ
کلیجے کے ناسور شاید چھلے

مسافر ہون دلواؤ نگا نذر خضر
جو طے ہونگے رستے کے سب مرحلے

زمانے پہ افسردگی چھا گئی
نہ ہین اب وہ چرچے نہ وہ مشغلے

رہے بارور شاخ نخل مراد
الٰہی ہمیشہ تو پھولے پھلے

یہ کیا روگ اب ہو گیا رند کو
کئی سال ادھر تک تھے چنگے بھلے

تہمت حسرت پرواز نہ مجھ پر باندھے
وجہ کیا کھو لکے صیاد نے پر پھر باندھے

باغبان گھات مین صیاد ہمیشہ موجود
آشیان باغ مین بلبل کہو کیونکر باندھے

جو چھری دیکھ کے قصاب کی تھراتے تھے
شان حق ہے وہی اب پھرتے ہین خنجر باندھے

کل کیا تھا جو مرے چاک گریبا نمین رفو
اس خطا پر گئے ہین آج رفوگر باندھے

ہو چکا تھا جو مرے تیز پری سے آگاہ
چُست کر کے مرے صیاد نے شہپر باندھے

شعر اکھا ینگے کیا کیا نہ ابھی تو دھوکے
سرو باندھے کوئی اس قد کو صنوبر باندھے

معجزہ لب ترا گویا کرے لے رشک کلیم
جو زبان سحر سے یہ چشم فسون گر باندھے

مطمئن بیٹھ تو صیاد نکر قید شدید
ہو نہین پابند محبت ترا بے پر باندھے

باغ عالم مین اُسی کے لیے ہی نشو و نما
صورت غنچہ رہے گانٹھ مین جو زر باندھے

بوسہ مانگا جو شب وصل تو بولا ہنسکر
کہین ایسا نہو ہر روز کی تو کر باندھے

دلکی بیتابی سے ٹانکے مرے سب ٹوٹ گئے
پٹی جرّاح کہو زخم پہ کیونکر باندھے

لے تو جائیگا خط شوق مگر رشک یہ ہے
آشیان بام پر اُسکے نہ کبوتر باندھے

اُمتی کیا کرین الجوع نہ چلائین اگر
بھوکھ مین جبکہ نبیؐ پیٹ پہ پتھر باندھے

اختر اکرنے مین طوفان ہے وہ شوخ ظریف
تو تیا تازہ کوئی اور نہ مجھپر باندھے

مجھ سا محرم ترے محرم کا نہو گا کوئی
بیشتر کھول دیے بند آور اکثر باندھے

دست صنعت سے بنے اسکے اگر تجھ سا بت
کیون ہوا اپنی خدائی کی نہ آذر باندھے

شاعری کیلئے لازم ہے تلازم نہ چھٹے
لعل لب کو ترے تو دانتونکو گوہر باندھے

پاے رفتار اگر ہوتے تو چلتا پھرتا
رند مردا سا برابر رہتا نہ یون سر باندھے

حیران نکرینگے کہ پریشان نہ کرینگے
کیا کیا وہ رخ و گیسو پیچان نہ کرینگے

غنچہ دہنو تنگ کرو چاہو جہان تک
ہم صورت گل چاک گریبان نکرینگے

کیون روتے ہین یعنی پھوٹینگے فرقت مین الٰہی
اندھا تو مجھے دیدۂ گریان نہ کرینگے

ہر وقت کے رونیکا سبب کچھ نہین کھلتا
طوفان تو یہ دیدۂ گریان نہ کرین گے

مجنون کا ستانا ہمین منظور نہین ہے
او وحشت دل قصد بیابان نکرینگے

نکلے ہی گا اس مصحف عارض سے خط سبز
زنگار سے کیا جدول قرآن نکرینگے

دیوانون سے کہدو کہ چلی باد بہاری
کیا ابکی برس چاک گریبان نکرینگے

غل باغ مین ہے چار طرف زاغ و زغن کا
اب چہچہے مرغان خوش الحان نکرینگے

گھبرائیگی تربت مین مری روح بھی اے رند
مرقد پہ اگر ختم وہ قرآن نہ کرین گے

دولت کی ہوس حسرت دنیا نہین رکھتے
ہم رند کسی شے کی تمنا نہین رکھتے

آزاد ترے سینے مین کینا نہین رکھتے
جس سینہ مین کینہ ہو وہ سینا نہین رکھتے

گو آنکھین بڑی ہوئین تو ہون دیکھی ہوئی ہین
چتون تو تری آہوے صحرا نہین رکھتے

کیا وجہ تھی جو آپ کو صورت نہ دکھائی
مو سے وہ کبھی ہم سے تو پردا نہین رکھتے

آ نکلے ہین گلشن مین ترے چہچہے سُن کر
کچھ گل سے غرض بلبل شیدا نہین رکھتے

کھل جائے گا احوال مرے دلکی جلن کا
کیون نبض پہ تم ہاتھ مسیحا نہین رکھتے

میخانے مین سوتے ہین پڑے خاک پہ بدمست
جز خشت سر خم کوئی تکیا نہین رکھتے !

ہو جاتے ہین دریاے محبت سے وہی پار
تنکے کا بھی جو لوگ سہارا نہین رکھتے

محشر مین بھی دیدار کے ہوئین گے نہ طالب
دیوانے ترے سر مین یہ سودا نہین رکھتے

سیلاب کا ان چشمون کی اللہ رے تلاطم
یہ توڑ یہ طوفان تو دریا نہین رکھتے

رنگت ہے نزاکت ہی لطافت سے مگر حیف
اک بوے وفا یہ گل رعنا نہین رکھتے !

درویش زمانے سے نہ کیون ہوئین سبکدوش
قارون کی طرح سر پہ دفینا نہین رکھتے

لقمان سے کیا عشق کا ہووے کا مداوا
اس درد کی دارو تو مسیحا نہین رکھتے

اک خلق خدا شیفتۂ حسن بتان ہے
کس گھر مین وہ دس عاشق شیدا نہین رکھتے

تابندگی عارض انور کے مقابل
خورشید و قمر ذرون کا رتبا نہین رکھتے

مرتے ہین تمھارے لب جان بخش پہ دونون — جینے کی ہوس خضر و مسیحا نہین رکھتے
ہو وصل پس از ہجر غلط بات ہے مشہور — اعمال محبت کے نتیجا نہین رکھتے
وارستہ ہین اسباب رعونت سے ہم آزاد — تسبیح نہین پاس مصلا نہین رکھتے
شاعر وہ بنے پھرتے ہین قدرت ہی خدا کی — جو بات بھی کرنے کا سلیقہ نہین رکھتے

گو نرگس و گل نام کو لیتے ہین تو ہون رند
گوش شنوا و دیدۂ بینا نہین رکھتے

دید گلزار جہان کیون نہ کرین سیر تو ہی — ایکدن جلتے ہین خاتمہ بالخیر تو ہی
رند و اعظ سے عبث کرتے ہو شر خیر تو ہی — دونون گھر ایک ہین کعبہ نہ سہی دیر تو ہی
خوشہ چین بنتا ہی کیون فرع ہر دہقان کا — وصف انسان نہین یہ صفت طیر تو ہے
نہ بسر ہوئیگی بے نشہ قدح خوارون کی — ہو اگر می کی منادی ہی فلک سیر تو ہے
آشنا بحر محبت کے شنا ور ہین سب — تو بھی اس آگ کے دریا کو اگر پیر تو ہے
رند و واعظ کے بکھیڑ دنین بھلا کون پڑے — سبکو معلوم ہے ان دونونمین اک بیر تو ہی
مرغ دل مردم بیمار پہ صدقہ کر ڈال — واسطے صحت جان کے عمل طیر تو ہی
جیسے اڑتی سی سنی ہے خبر قتل سفیر — پوچھتا پھرتا ہون اک ایک سے کیون خیر تو ہی
ساقیا چند گھڑے مے کے قدح خوار ونمین — صرف للہ اگر ہون عمل خیر تو ہے
درگذر ہوتا ہے اور ہوگا بقدر امکان — آخر کار یہ پاپوش و سر غیر تو ہے

کہ لیے رند نے سب قافیے کوئی نہ چھٹا
انگریزی مگر ایک قافیۂ غیر تو ہے

مجھ بلانوش کو تلچھٹ بھی ہی کافی ساقی — بھرے چلو مین جو ہو شیشے مین باقی ساقی
بھر کے پلواتا نہین ایک پیالی ساقی — ساری مین مانگتا ہون تو دیتا ہی آدھی ساقی
تو نے کیا آتش حلکردہ پلا دی ساقی — بھون ڈالا ہی جگر آگ لگا دی ساقی
پھول مانگون تو پلاتا ہی بڑا انڈی ساقی — کرتا ہی بزم گذشتہ کی تلافی ساقی
جام جم چاہیئے رندونکو نہ شاہی ساقی — سلطنت ہی ترے کوچے کی گدائی ساقی
جام اورونکو دیے مجکو پیالی ساقی — خود بہکنے لگا مانند شرابی ساقی
کیا کرون پی کے بھلا ایک پیالی ساقی — اس تنک ظرفی کا بندہ نہین عادی ساقی

کب سے کہتا ہون بلانوش ہین ساقی ساقی
اور پلوا اسے جو ہو شیشہ مین باقی ساقی

مرض ہجر مین مے گرچہ مضر ہے لیکن
مین تو پی جاتا ہون اللہ ہے شافی ساقی

صبح سے شام تلک ہاتھ سے چھٹتا نہین جام
چاہیے اپنا تخلص کرے جامی ساقی

مصلحت ہوگی جو محروم رکھا مے سے مجھے
فعل حکمت سے نہین ہے ترا خالی ساقی

مست کہا جاتا ہوں کدھر دیر ہے کعبہ ہے کہان
عمر ساری تری بھٹی مین گذاری ساقی

مسجد و دیر و کلیسا کی وہ رونق نہ رہی
تو نے بنیاد جو میخانے کی ڈالی ساقی

دیکھئے صحبت ناجنس نبھیگی کیونکر
پست ہمت تو طبیعت مری عالی ساقی

فصل گل آجکی کیا دور سے ڈھلکا تا ہے
مے گلرنگ سے بھر بھر کے گلابی ساقی

واعظا وہی کرونگا مین جو فتوی دیگا
قبلۂ کعبہ و مرشد مرا ہادی ساقی

شیشہ و جام و سبو ہونگے ابھی چکنا چور
مست بہکے تو بڑی ہوگی خرابی ساقی

کوئی آفت ترے میخانے پہ آسکتی ہے
سب دعا گو ہین یہ جتنے ہین شرابی ساقی

صرف للہ بھی میخانے مین جاری کر دے
مقتضی ہو جو تری ہمت عالی ساقی

تنگ ہو کر تسے ہر بار کے ڈھکا نیسے
کو س بیٹھے نہ کوئی رند شرابی ساقی

جو پیے گا نہ شراب آج وہ مجرم ہوگا
کو بکو کل سے تو کر دے یہ منادی ساقی

درد بھی مجکو پلا دے گا تو بد مستی مین
سب سنا دونگا مین دیوان زلالی ساقی

برف پلوا کے کلیجا مرا ٹھنڈا کر دے
آب انگور نے تو آگ لگا دی ساقی

تیرا جی چاہے تو پلوا دے کوئی جام شراب
ہاتھ پھیلانیکا بندہ نہین عادی ساقی

نفس گرم کی تاثیر نے مے ساغر سے
شعلۂ نفط کے مانند اڑا دی ساقی

اور تو حسرتین سب رند کے دل سے نکلین
جام کوثر کی تمنا رہی باقی ساقی

جام بھر بھر کے مئے ہوش ربا دے ساقی
آج اتنی تجھے توفیق خدا دے ساقی

خم کا خم لا کے مرے منھ سے لگا دے ساقی
بعد مدت تو مجھے آج چھکا دے ساقی

منھ سے لگتے ہی مرے ہوش اڑا دے ساقی
ایسی بوتل کوئی چنکر مجھے لا دے ساقی

دخل کیا میرے بہکنے کا وہ ہون حسب ظرف
ایک درجن جو برانڈی کا پلا دے ساقی

اسکی ہمت پہ نظر کر کے بہ قصد حسنہ
مین تو پی جاؤن گر مجکو پلا دے ساقی

دم نکلتا ہی مرا پنبۂ مینا لے کر
چند قطرے تو مرے منہ مین چوا دے ساقی

عالم آب مین سیر گل و لالہ دیکھون
بھر کے ساغر مے گلرنگ کا لا دے ساقی

ایک دو جام کی خاطر نہ چرا مجھسے آنکھ
عین مستی مین تو مجکو نہ دغا دے ساقی

آنچ کل آنے نہ دے ساقی کو ترتجھ پر
آج اگر میری لگی کو تو بجھا دے ساقی

کیا ہی ہم رندونکو بلوا تا ہی چن چنکے شراب
ساقی نہر لبن اُسکا صلا دے ساقی

بے گزک اتنو کلیجا ہی جلا جاتا ہے
بط مے جلد مجھے بھونکے لا دے ساقی

وہ قدح کش نہین فرقت مین پیون خاک شراب
زہر تھوڑا سا اب مجھے گھولکے لا دے ساقی

سیر دو سیر کا کیا ذکر منون لنڈھتی ہی
صرف مے کا جو ہی ہی تو خدا دے ساقی

کہین ارواح نہ میخوارونکے محروم رہین
پہلے اک جام زمین پر تو لنڈھا دے ساقی

رحمت اسکی ہوئی میخوارونپہ بدلی چھائی
تو بھی میخانے کو لنڈھ لٹا دے ساقی

درد دل دور کرے ساغر مے کی تاثیر
تیرے ہی ہاتھ مین اللہ شفا دے ساقی

تیری امید پہ رند آیا ہی افتان خیزان
ہو وے تلچھٹ ہی جو شیشے مین پلا دے ساقی

یاد میخوارونکو گر بادہ پرستی ہوگی
بعد مرنیکے بھی اک جوشش مستی ہوگی

خاکساران محبت کے جہان مدفن ہین
ابر رحمت کے عوض خاک برستی ہوگی

قافلے یارونکے ہر روز چلے جاتے ہین
بستی اُن لوگونکی آخر کہین بستی ہوگی

حق نے وہ حسن دیا ہے تجھے او غیرت ہولے
بند محرم کے پری آنکے کستی ہوگی

ایک اک بال شرف نافے پہ رکھتا ہوگا
چوٹی جب اُ رنگجے کے عطر مین بستی ہوگی

زلف کا مارا ہوا سانس نہ لیتا ہوگا
او پری اڑکے یہ ناگن جسے ڈستی ہوگی

دفن جس جا ہے عاشق دل صد چاک لیے
پھوٹ کی طرح زمین و انکی بکستی ہوگی

دلولے عشق و محبت کے جوانی تک ہین
پھر جنون ہوگا مری جان نہ مستی ہوگی

حکم زاہد نہ رہا دور رہی اب ساقی کا
حق پرستی کے عوض بادہ پرستی ہوگی

عود آتا ہی اُدھر سے جو ادھر آتا ہے
ناگون کی شہر عدم بھی کوئی بستی ہوگی

یاد رکھو دیکھ کے دُنیا کے نشیب اور فراز
اب بلندی ہی جہان پھر وہین پستی ہوگی

شمع و گل گور پہ عاشق کی کبھی لیکے چلو
روح مرحوم کی جنت مین ترستی ہوگی

نہ کبھی ہوش میں آیا وہ ہوں مدہوش ازل
غفلت اس بیخبری پر مری ہنستی ہو گی

آتش ہجر سے جل بھنکے موا جو عاشق
لاش اسکی نہ مدفن بھی بھلستی ہو گی

کون کہتا ہے کہ ہو جائیگی ارزانی حسن
کبھی بازار میں یہ جنس نہ سستی ہو گی

کیوں نہ بازیچۂ دنیا کو کہیں نقش فنا
ایکدن جانتے ہیں نیست یہ ہستی ہو گی

بعد مردن جو کوئی غور سے دیکھیگا کبھی
بیکسی اپنے ہی مرقد پہ برستی ہو گی

بادہ خوارو نہیں جو کر اپنا بھی آیا ہو گا
شیشے کیطرح سے حلق میں پھنستی ہو گی

آزما لیجئے جب چاہیئے وہ عاشق ہوں
اُف نہیں کرنیکا گر آگ برستی ہو گی

دل جگر دونوں ہی مشتاق ہیں اُس خنجر کے
سینے پر کھاؤنگا جو ضرب دو دستی ہو گی

جلوہ کا حق ہے عیاں حسن سے ہم سے واعظ
حق پرستی تو نہیں حسن پرستی ہو گی

یا علیؑ کہکے لحد میں جو پکاروں گا رند
ٹھہر جائیگی اگر گور بھی دھنستی ہو گی

ٹیسیں گئیں نہ دل کی دوا بارہا لگی
کوسا تھا کسنے کسکی اسے بد دعا لگی

دل کیوں تجھے وہ زلف سیہ خوشنما لگی
بیٹھے بٹھائے جانکے پیچھے بلا لگی

خاطر سے تیری کر گئے سب آشنا لگی
او بت جہاں میں ایک نہ بولا خدا لگی

فرقت کی رات آنکھ نہ دم بھر ذرا لگی
کیسی بری گھڑی تھی جو آنکھ اے خدا لگی

پڑ جائیگا کہیں کسی عاشق کا کوسنا
مر جاؤگے جوان اگر بد دعا لگی

میرے سوا کہ ایک ہی عالم ہیں کی بسر
ہر اک شجر کو باغ جہاں کی ہوا لگی

ماشاءاللہ آج تو اسپند کیجئے
پوشاک صندلی تمھیں کیا خوشنما لگی

سرگوشیاں چمن میں کرے خاک غنچہ لب
پھرتی ہے ساتھ ساتھ گلونکے صبا لگی

آخر ترے مریض محبت نے جان دی
تاثیر کی دعا نے نہ کوئی دوا لگی

حق بولنا محال ہے جھوٹونکے دور میں
سولی چڑھائینگے جو کہونگا خدا لگی

اللہ حسن و عشق میں کیا اختلاف ہے
یہاں دم میں چھالے پڑ گئے جب ان کے حنا لگی

کہنے دے شاعروں کو جو سنبل بناتے ہیں
میری نظر میں زلف تری اژدہا لگی

کیونکر بجھائے دیدۂ گریاں اس آگ کو
دل جل چکا تھا کہ جگر کو بھی جا لگی

سو پیچ و تاب کھائے اگر چھو لیا کبھی
مجھ سے بھی بل کی لینے وہ زلف رسا لگی

ہرچند ہے وصال مگر چاہتا ہے شوق
تصویر یار گھر مین رہے جابجا لگی

لازم ہوا تو تجکو عیادت دم اخیر
ہچکی ترے مریض کو اوبیوفا لگی

افراط حسن مین نظر آتی ہے کچھ کمی
تجکو نظر کسی کی مرے دلربا لگی

مانین بُرا تو نکا مجھے خوف کچھ نہین
ایماندار ہو نہین کہون گا خدا لگی

بے لطف ہو گئی نمکینی کباب کی
تجھ بن شراب ناب مجھے بدمزا لگی

پایا نہ جبکہ اس گل رعنا کو باغ مین
گلشن مین سر پہ خاک اڑانے صبا لگی

جو دیکھتے ہو زبان سے کہتے ہین صاف صاف
ہم رند لوگ رکھتے نہین ہین ذرا لگی

آسکتے ہین لحد مین فرشتے عذاب کے
دیکھین گے جب کفن مین ہے خاک شفا لگی

حاضر ہے یہ غلام جو بلواؤ یا امام!
ہے رندؔ کی بھی لو طرف کربلا لگی

جو دل پسند ہو آگ اس سخن کو لگے
کلام وہ ہے کہ خوش ساری انجمن کو لگے

جلا ہون اپنے پرائے سے لسکا او غربت
نہ دیکھون پھر کے اگر آگ بھی وطن کو لگے

فسردگی نے یہ خاموش کر دیا مجھکو
کہے تو گویا کہ ٹانکے مرے دہن کو لگے

جنون مین پیرہن اپنا اڑا چکا پرزے
جو ایک تار بھی باقی ہو تو کفن کو لگے

رواج سر قریبی ہے تو کیا عجب اس کا
بجے جو ور شمع کا بھی تو لگنے لگن کو لگے

ملا تا شہریون سے آنکھ ہے یہ صحرائی
مین کیسا شاد ہون گولی اگر ہرن کو لگے

کیا تھا گلبدنون سے مقابلہ شاید
طمانچے خوب سے نسرین و یاسمن کو لگے

ہر ایک فصل مین پھولے پھلے رہے سرسبز
نظر کسی کی الٰہی نہ اس چمن کو لگے

غم فراق نے کھایا ہے مجھکو گھن کی طرح
غذا تماؤ تو کیونکر مرے بدن کو لگے

طلائی نقرئی ہتیار ہوتے ہین صیقل
وہ اور اب تو جلا دینے بانکپن کو لگے

لگا یکن کھوٹ تر خسار ہین کہین نقطے
بڑا غضب ہے جو ٹھا ترے چلن کو لگے

عمل ہوا لب لعلین یار کا وان بھی
خراج چاہیے اب حاصل یمن کو لگے

یہی دعا ہے ہماری الٰہی سانپ ڈسے
جو دست غیر تری زلف پر شکن کو لگے

نمود سبزہ خط سے یہی ہے اندیشہ
مبادا داغ تمھارے یہ ذقن کو لگے

وہ زلف رہزن ہے دیر تک تو ہو اندھیر
جہان سیاہ ہو عرصہ اگر گہن کو لگے

مٹے گی ڈھل کرونسے نہ خواہش دنیا
گرا جوان کوئی ایسی قحبہ زن کو لگے

مین وصف لعل لب یار اور بڑھکے کرون
برا نہ گر کسی باشندۂ یمن کو لگے

لیے کنار مین خسرو کو شاد ہے شیرین
جبر ہووے جو تیشہ بھی کوہکن کو لگے

کیا تھا گیسوے مشکین یار سے دعوی
سزا ہے کرم اگر نافۂ ختن کو لگے

خط اسکے چہرۂ انور کا یاد آتا ہے
جو دیکھتا ہون کبھی چاند مین گہن کو لگے

برنگ غنچۂ سوسن کبود ہوتا ہے
جو چوٹ پھول کی بھی میرے گلبدن کو لگے

عجب نہین ہی جو شیرین نے بددعا کی ہو
بلائے خسرو بردیز کو ہکن کو لگے

زمین مجکو امانت کی طرح رکھے گی
قسم خدا کی جو دھبا مرے کفن کو لگے

غریق رحمت حق ہون بہا یہو لاشہ
جو مر گئے پہ مرے دیر گورکن کو لگے

لحد مین نالے وہ مانند صور حشر کیے
کہ مردے کانپ گئے پھاڑنے کفن کو لگے

سنو نہ ایک کی بکنے دو سبکو تم اے رند
سخن وہی ہی جو خوش ساری انجمن کو لگے

تنگ ہون اے فلک زمانے سے
تجھکو حاصل مرے ستانے سے

بس لگا چک اجل ٹھکانے سے
فائدہ دربدر پھرانے سے

پھونک دے برق اجاڑ دے گلچین
اب غرض کیا ہے آشیانے سے

رنج غربت مین کچھ جو ہے تو یہ ہے
جو بچھڑے اُس کے آستانے سے

ہم کہان اور کہان قفس صیاد
ہوے مجبور آب و دانے سے

حیلہ جوئی تو کر رہی ہے اجل
دیکھون آتی ہے کس بہانے سے

او فلک دل تھا گوشوارۂ عرش
کیا ملا خاک مین ملانے سے

ہو گیا ہے نفاق عالم گیر
اتفاق اُٹھ گیا زمانے سے

زندگی نے مجھے ہلاک کیا
مر گیا موت کے نہ آنے سے

دل تکا تھا نگہ نے ٹوٹا سبکر
تیر ترچھا پڑا نشانے سے

وہ دلائے تو ہو لئیم کریم!
زر ملے حرص کے خزانے سے

رہا گیا خاک اڑ گیا جب دم
طائر روح آشیانے سے

آتے ہو رنج کر کے جاتے ہو
تم نہ آیا کرو اس آنے سے

ہین بہائم بصورت انسان
آدمی اُٹھ گئے زمانے سے

شب فرقت نے دم یہ بند کیا
رہ گئی سانس آنے جانے سے

ہو گی آخر دبال موی کمر
زلف پنچی ہوئی جو شانے سے

یا تو قالب مین آتے ڈرتی تھی
اب ہچکتی ہے روح جانے سے

آہ آتش فشان جو کرتا ہون
آگ جھڑتی ہے آشیانے سے

جس قدر ہو ضرور ملتا ہے
رند کو غیب کے خزانے سے

تم عیادت کیلئے رند کے آتے ہی رہے
لو مسیحا مرے وہ جانسے جاتے ہی رہے

تمکو فرصت نہوئی موت نے یان عجلت کی
تم رہے کام مین ہم کام سے جاتے ہی رہے

یان کفن قطع ہوا گور بھی تیار ہوئی
گھر مین بیٹھے ہوے زیور وہ بڑھاتے ہی رہے

یان لحد مین ہے فرشتون سے سوال و جواب
جھوٹ سچ باتین وہ گھر بیٹھے بناتے ہی رہے

مرگئے خاک ہوے واسطے سب سے چھوٹے
اب رشتے وہ عزیزونسے نہ ناتے ہی رہے

تھی نہ خود رفتگی یارب کہ یہ موت آئی تھی
وہ چلے بھی گئے ہم آپ مین آتے ہی رہے

ولہ

ساقی چھینچ تو ہاتھ پہ ساغر دھرے ہوے
بر سین گھنگھور اُٹھے ہین بادل بھرے ہوئے

مرغان باغ بیٹھے ہین تجھ بن مرے ہوے
نرگس کھڑی ہے آنکھ مین آنسو بھرے ہوے

کچھ غم نہین جو فیض سے خالی ہوا جہان
ہین اس کریم کے تو خزانے بھرے ہوئے

سر جنگ روزگار سے غافل ہین وہ ہنوز
پھرتے کلاہ کج ہین جو سر پر دھرے ہوئے

برسون سے داغہاے جگر کا یہ حال ہے
مرجھا چلا جو ایک تو پھر دو ہرے ہوئے

منھ چھوتے ہی جو خالی کیا دلکو مہربان
کس دن کے آپ بیٹھے تھے مجھسے بھرے ہوئے

قاتل کا بھی زمانے مین اب کال پڑ گیا
پھرتا ہون کب سے ہاتھ پہ سر کو دھرے ہوئے

گو لاکھ بار پڑھکے کرین شاہنامہ ختم
نامرد جو ازل کے ہین کب منگرے ہوئے

صید افگنی کا قصد ہے کس شہسوار کا
سہمے ہوے غزال کھڑے ہین ڈرے ہوئے

سنبل کے پاس بھی نہ کھڑی ہون سمجھ کے زلف
رسی سے بھاگین سانپ سے جو ہین ڈرے ہوئے

گو کر دیا ہی آج فلک نے ضعیف و زار
مین وہ ہون جس سے برہم و درہم پرے ہوئے

مردانگی کا پیشہ ہے تکیہ فقیر کا | صحبت مین میری تھرچے بھی منگرے ہوئے
رندونسے اُلجھے قبلۂ کعبہ حضور کیون | آگئے جناب شیخ تھاب سخرے ہوئے

کیا جانے دل پہ رند کے صدمہ تھا آج کیا
لیٹے ہوے تھے ہاتھ جگر پہ دھرے ہوئے

مشیر حق واقف خفی و جلی | محرم راز دار لم یزلی
بات جو دل مین آئی منہ سے کہی | رند رکھتا نہین کسی سے لگی
بعد احمدؐ سمجھ علیؑ کو وصی | ورد کر صبح و شام نادعلی
عشق بازی مین یہ ہوا حاصل | دل کے جھگڑے مین مفت جان چلی
لوگ بد وضع ہین زمانے کے | آبرو رکھیو اے نبیؐ کے وصی
مجھ سا بیکس نہین زمانے مین | شمع تک گور پر نہ جس کی جلی
زندگانی ہے میری مثل حباب | مغتنم ہے گھڑی جو کوئی ٹلی
وعدۂ وصل تھا جو بعد زوال | روز فرقت کی دوپہر نہ ڈھلی
ذوالفقار علیؑ ہے میری زبان | رُکنے والی نہین یہ اب تو چلی
دل پژمردہ کا یہ حال ہے اب | جیسے مرجھا گئی ہو کوئی کلی
یا علیؑ کہہ کے مار دشمن کو | زور بازو سمجھ تو نام علیؑ
ہے زبان منھ مین نام کو گویا | بات نکلی کبھی بُری نہ بھلی

رند بے دست و پا ہے مشکل مین
اب مدد کیجے یا علی ولی

متفرقات

گلگشت کو جو آے وہ رشک بہار باغ | بیدل چلین جلو مین گل نے سوار باغ
جلد یوسفؑ سے آکے ہو وصال یعقوب | غیر ہے فرقت فرزند مین حال یعقوبؑ
توقف کا نہین ہے راہ کی کچھ خستگی باعث | تامل کا ہوئی ہے اس سرا مین زندگی باعث
نہان نظر سے ہو جو سایا پری کی طرح | دکھاؤ حسن کے جلوؤنکو آدمی کی طرح
اک آن مین وہ زلف دوتا لے گئی دلکو | کیا حال کہون دلکا بلا لے گئی دل کو

چٹکی مین ملا دست حنائی نے کلیجا
ٹھکراتی ہوئی فندق پا لیگئی دل کو

عقدہ وہ کھولا کرو قت جسمین ہی تدبیر کو
چاہیے مہندی لگانا ناخن تقدیر کو

دیکھنا کس کشمکش مین بڑگئی ہی میری جان
تیرے کھنچتا ہی دل دل کھینچتا ہے تیر کو

بوے گل سے بھی سوا ہی خلش خار پسند
طبع ہی روز ازل سے میری دشوار پسند

شیخ بھی مثل برہمن کے سری ٹیک کرے
بت وہ ہی جسکو کرین کافر و دیندار پسند

یون تو بازار جہا نمین ہین ہزارون سودے
جنس وہ ہی کہ جسے کرے خریدار پسند

دم آخر ہی تو پرہیز نہ کر شوق سے کھا
جو غذا آئے تجھے او دل بیمار پسند

دیکھا اندازپری حور کا بھی حال سُنا
تیرے آگے نہ ہوا ایک طرحدار پسند

کرے تجویز جنون یا کرے سودا تشخیص
دیکھیے کرتا ہے کیا میرا مسیحا تشخیص

جانکا دشمن ہر اک صورت سے گیسو ہو گیا
سانپ کھلنے سے ہوا جوڑے سے بچھو ہو گیا

لطف دو دو آہ دیکھا جنگلونکی ریت مین
سنبلستانکا تھا عالم چاندنیکے کھیت مین

سمجھے تھے ابرو سے ہم جلاد ہو
زلف سے ثابت ہوا صیاد ہو

ظلمت گیسو مین دولت حسن کی
خوب لوٹو دادیا بیداد ہو

ضبط اچھا آہ بے تاثیر سے
آدمی یا بلبل ناشاد ہو

عشق مژگان سے بھی دلکا نہ پھپھولا پھوٹا
ایسا دیکھا ہی کسی کا بھی نصیبا پھوٹا

ظلمت ہی آب خضر کی لب پر دھڑی نہین
تیرے دہن کے ہونٹین دھوکا دھڑی نہین

اسقدر رشک پری مائل مخموری ہے
نیل بھی ہی جو دوپٹے مین تو انگوری ہے

رند اگلے سے وہ دلدار کے حالات نہین
دل کو سمجھاؤ کہ اب لطف ملاقات نہین

سب حسینون کی نظر ہے عاشق دلگیر پر
لوٹ ہی ہر صید افگن آپ کے نخچیر پر

قد ہمارا ضعف سے ایسا خمیدہ ہو گیا
آنکھ کے حلقے پڑے ہین پانونکی زنجیر پر

مری جان تم پر ادھنا نہین ہے
مجھی کو محبت سے لہنا نہین ہے

عبث تنگ ہوتے ہین احباب ہم سے
مسافر ہین یان ہمکو رہنا نہین ہے

کرون کب تلک ہجر مین نالے ہر دم
مری نائے حلقوم شہنا نہین ہے

مدعا پوچھو نہ تم راز دنیاز عشق کا!
حال کچھ کھلتا نہین یہ ماجرا کچھ اور ہی

کب مزے ایسے فقر کے ہوتے ہین واقف بادشاہ
خط مسند اور لطف بوریا کچھ اور ہے

بوالہوس کی طبع سے آنا موافق ہی محال
سرزمین عشق کی آب وہوا کچھ اور ہے

ہمیشہ بھوک مین چاٹا کیا مین لاے شراب
کبھی نہ پیاس مین پانی پیا سوائے شراب

وہ بادہ نوش ہون پابند درد صاف نہین
ہو شراب تو کافی ہی مجکو لاے شراب

وہ بادہ خوار ہون رینی کیطرح سے ٹپکے
جو میری خاک سے پیر مغان جو لے شراب

نالہ نہ کیا کہ مر نہ دیکھا
کیا کیا کچھ ہم نے کر نہ دیکھا

رنجش ذرا سی ہو نہ کہین مہربان دراز
مین کم سخن نہین ہون جو تم ہو زبان دراز

گلچین تو کیا ہی پہونچے نہ صیاد کا بھی ہاتھ
وہ شاخ تاکتا ہون پے آشیان دراز

خلق خدا کو ہوتی ہین اس سے اذیتین
ظالم کی رسی کر تو نہ او آسمان دراز

لازم ہے نذر خضر سلامت پہونچکے دو
منزل ہی کل کی سنتے ہین اے کاروان دراز

بلبل ہمارے سامنے خوش لہجگی نہ کر
بس بس تو بادہ گوئی نہ کر او زبان دراز

جو کہ کیفیتین شراب مین ہین !
قند مین ہین نہ وہ گلاب مین ہین

وصف شیطان مین جو ہین واعظ
سب وہی خصلتین جناب مین ہین

جیین اب زیست مین ممکن نہین اصلا آئے
موت آئے گی تو سمجھونگا مسیحا آئے

لب خشک ہین ہمارے منھ زرد ہوگیا ہی
اب دل نہین سراپا اک درد ہوگیا ہی

سر پہ مستون کیطرح جھومتے بادل آئے
مفتی وقت کا فتوی ہی کہ بوتل آئے

طے تو کی گھر کی مسافت تمسے نامے لائے
پر کبوتر مرے سب بازوؤنسے شل آئے

ابر اٹھتے جو دھوان دھار چلے آتے ہین
بھٹیان تاکتے میخوار چلے آتے ہین

گھبرا کے شب ہجر مین گر آہ نکل جائے
غالب ہے کہ دم آہ کے ہمراہ نکل جائے

اتنا نہ ستا چرخ کہ منھ سے کہین میرے
نالہ کوئی العظمۃ للہ نکل جائے

آئینہ دکھادے جو لنوے خط نو خیز
سارا یہ گھمنڈ اوبت گمراہ نکل جاے

کیون منتظر اس ماہ کا بیٹھا ہون سر راہ
شاید وہ قمر کاٹ کے یہ راہ نکلجاے

تب جانو کہ تاثیر ہوئی شعر مین پیدا
دشمن بھی کرے واہ تو بس آہ نکلجاے

اگر اس رشک رنگین کا بیان کمترین کرتا
تو دم مین صفحہ کاغذ نگارستان چین کرتا

غم آباد جہان مین آکے تھوڑی زندگانی پہ
تمنا خرمی کی کیا دل اندوہگین کرتا

فرمائے کچھ غلط کہ کہے دلربا درست
مین ہاتھ باندھ باندھ کہونگا بجا درست

کیا اعتبار کیجئے حاسد کے قول کا
نفرین بجا ہی اُسکی نہ ہی مرحبا درست

لے لے قسم تو تخت سلیمان کی اور پری
تکیے مین گر فقیر کے ہو بوریا درست

چودھوین رات جو تو مہ کے مقابل ہو جائے
چاندنی میلی ہو دھلوانیکے قابل ہو جائے

واہ ری شوخی تقدیر زہے شامت بخت
دوست مین جسکو بناؤن وہی قاتل ہو جائے

او فلک تیر فلک سے بھی نہ سرکون جائے
کاش کے قطب کا رتبہ مجھے حاصل ہو جائے

ولہ

ہین ہری بوٹے کو ہم اے گلشن آزاد دیکھتے
مثل بلبل گل کو ہم ہین جسکا شیدا دیکھتے

پھر بجلے طور کی جانب کو مشتاق جمال
اک نظر موسیٰ اگر اُس بت کا جلوا دیکھتے

ایک سے ہے ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا
مثل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھتے

گھر مین بیٹھے سیر کرتے ہین سواد شام کی
روز و شب جو ہین تری آنکھو نکا سرمہ دیکھتے

حصول دلکا کبھی مدعا نہین ہوتا
حضور قلب جو وقت دعا نہین ہوتا

اثر دکھائینگے کیا سوختہ دلونکے اشک
بُجھا ہوا کبھی دانا ہرا نہین ہوتا

نکر ریاضت بیہودہ غیر جنس کے ساتھ
جو غیر ہے وہ کبھی آشنا نہین ہوتا

دلکو یون روندے خرام اسکا نہ گمراہ کا
جس روش سے ٹھوکرین کھاتا ہی رہرو راہ کا

کعبے سے یکسان کیا رتبہ دل آگاہ کا
شکر ہے معبود کا احسان ہی اللہ کا

مثال نشتر ان کو طعنون مین پل جائین
کہین شتاب زمین آسمان مل جائین

سُنا کرین جو بلک کر کراہنا میرا
دل اہل درد کے سینو نمین کیون نہ ہل جائین

جنونمین زار ہون پر زور ہے ابھی اتنا
جو مارون دوڑ کے ٹکر پہاڑ ہل جائین

مقام خوف ہی زلفون سے الحذر مانگو
یہ سانپ وہ نہین جو کھیلنے سے کل جائین

بیساختہ ڈھونڈھین گی تری انجمن آنکھین
جب گور مین کھولونگا مین زیر کفن آنکھین

کس حسرت دیدار مین دم نکلا ہے یارب
پتھرائی ہوئی ہین مری زیر کفن آنکھین

بیکار بنائے نہین صناع ازل نے
گوش و سر و بینی لب کام و دہن آنکھین

یا وہ نظر مہر عزیزون پہ تھی کل تک
اب آج ملاتے نہین اہل وطن آنکھین

سر پر یہ تجھے بٹھلائینگے اے غیرت گلزار
رستے مین بچھائینگے ترے مرد و زن آنکھین

زندہ کرین مردے کو عنایات تمھاری
کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات تمھاری

سُن لو دو فقرے بات جاتی ہے
بات کہنے مین رات جاتی ہے

مرغ دل قابل لطف نگہ ناز نہ ہو
طائر مردہ کبھی طعمۂ شہباز نہ ہو

نالے کرتے ہین و باغ اپنا پریشان کیکر
اب نکر سمع خراشی دل نالان بس کر

اے جنون ترک کر اب مشغلۂ جامہ دری
سالہا تونے پھرایا مجھے عریان بس کر

شب فرقت مین کسی نے بھی نکی دلجوئی
شمع بھی آگے مرے اپنا ہی رونا روئی

طعنہ زن ہو نہ لباس فقرا پر منعم!
پشم دونون ہین تری شال ہماری لوئی

توڑیئے بند علائق کوہ و صحرا دیکھیے
گلشن ایجاد کا چندے تماشا دیکھیے

کب تلک ہوگا برابر مرا وعدا دیکھیے
موت کبتک کرتی ہی امروز فردا دیکھیے

ٹکٹکی باندھے ہوے کوچہ مین عاشق جمع ہین
کب اٹھاتی ہی صبا غنچے کا پردہ دیکھیے

مجکو کیا معلوم ہی واللہ اعلم بالصواب
حال دنیا یہ ہوا اب حال عقبا دیکھیے

موت پہونچاوے جو خیریت سے جنت تک ہمین
پھر نہ مر کر تیری صورت کو بھی دنیا دیکھیے

کل تو مر کر شب فرقت کٹی تھی شکر ہے
آج کیونکر صبح ہوگی بار آلہا دیکھیے

کبھی نہین کبھی دامان و آستین کے ہوے
برنگ اشک جہان گر پڑے وہین کے ہوے

نہ ٹھہرے قابل جنت نہ لائق دوزخ
نہ ہم یہین کے ہوے اور نہ ہم وہین کے ہوے

ملک کہین وقنا ربنا عذاب النار
بلند نالے اگر آہ آتشین کے ہوے

تمام عمر گذاری فراغ بالی مین
نہ خود حسین تھے نہ عاشق کسی حسین کے ہوے

نہوگا دوسرا مجھسا کوئی ہیٹا مقدر کا
نہ شفقت باپ کی دیکھی نہ چین آغوش مادر کا

مایوس ہین اب عاشق شیدا کی طرف سے
جب صاف جواب آیا مسیحا کی طرف سے

اے قیس حزین لیتا ہی کیا منہ کو لپیٹے
وہ دیکھ غبار اٹھا ہی صحرا کی طرف سے

غالب جو ہوئی کفر پہ اب الفت اسلام
رخ پھر گیا کعبے کا کلیسا کی طرف سے

وا ناخن تدبیر کرے عقدۂ لاحل
جسوقت مدد ہو مرے مولا کی طرف سے

صاف بتلا گئی عالم کو صفائی برسات
یہ نہ ثابت ہوا آئی کہ نہ آئی برسات

ترسے پانی کیلئے ساری خدائی برسات
تونے کیا ابکی برس خاک اڑائی برسات

اٹھ گئے سب چمن ہستی غدار کے پھول
روز دو چار کا جہلم ہوا دو چار کے پھول

رند کے فاتحے ہین تو ہو شریک او قائل
آج ٹھہرے ہین اس کشتۂ دیدار کے پھول

کیا فقط رندونکو شوق مے گلرنگ ہی آج
دست صوفی مین بھی ساقی قدح بنگ ہی آج

اُٹھے پھرے فرشتے جواب وسوال کے
گھورا جو مین نے گور مین آنکھین نکال کے

کاٹا ہی داب اب کے داتونمین اس قدر
ٹکڑے اُڑا دیے ہین زبان سوال کے

موذی بھی راہ عشق کے مجکو عزیز ہین
دیکھین جو چھوئے پانوٴنکے کانٹے نکال کے

ہونچاؤن بھر کے آبلۂ پا کے پھاگلین
بیٹھے ہین خار خشک نے بانہین نکال کے

تیرا کلام کتنا مشابہ ہے میر سے
عاشق ہین ہمتو رند اسی بول چال کے

ہر برگ خشک سرخ ہی گل کے غدار سے
آئی خزان چمن مین مرے کس بہار سے

ہی حوصلہ تو آکے نوا سنجیان کرے
بلبل تو کیا مین بند نہین ہون ہزار سے

بیہوش ارسطو ہی بدست فلاطون ہی
اک گردش ساغر مین احوال دگرگون ہے

سب غیر نکلے ٹھہرے فقط آشنا ہمین
بہتون نے گرچہ تھوڑے دنونکی ہما ہمین

اب غیر رنگ لائے ہین کچھ ورنہ پیشتر ازین
لاتے تھے عیش باغ سے جا کر حنا ہمین

عیب ہین ہنر سے بلکہ سارے وصف ہین
جانتے ہو ہی صفت کسکی تمہارے وصف ہین

دفع کر دیتی ہی سو طرح کے آزار شراب
جو شفا چاہے تو پی لے دل بیمار شراب

محتسب کیا گو کوچہ بکوچہ قدغن ؛
رند پیتے ہے لیکن سر بازار شراب

بخشوا لینے کو ہین ساقی کوثر موجود
ترک ہو سکتی نہین ہمسے تو زنہار شراب

لٹ گئے اسکے رندونمین جناب واعظ
بیچ کر پی گئے ہم جبہ ودستار شراب

جو نزاکت اسمین ہی کب ہی کسی انسانمین
تنجری نے گلبدن کی چٹکیان لین آنمین

مر چکا ہون کیون کلپتے ہو عبث میرے لیے
آئیے ابتو اگر جھپتے نہ آئین شان مین

آہ کے برمون نے سارے گھر کو چھلنی کر دیا
اوس بھبھن جھبن کر کہ ٹپکتی ہی مرے دالان مین

تھا قریب مرگ تیری جانسے دور اے مسیح
تو جو آیا اس ادا سے جان آئی جانمین

ہم فقیرونکو ہی یکسان صدا وصف حال
شہ نشین تک ہم نہین بیٹھتے کہین دالانمین

جلوہ گر جا رو نظر موسیٰ اسی کا نور ہے
سیکڑا ایک ایک اس ادی کا کوہ طور ہے

کسی کا کوئی مرجاے ہمارے گھر مین ماتم ہے
غرض بارہ مہینے تیس دن ہمکو محرم ہے

منتظر تیرا اے نگار ہون مین
ہمہ تن چشم انتظار ہون مین ؛

داغ سودا کھلے ہیں جسم پہ سب
بالغ ہوں اے جنون بہار ہوں میں

کوئی دیوانہ اب نہیں باقی
ایک مجنون کا یادگار رہوں میں

بر حال خرابم نظر لطف و عطا نیست
کافر بخدا در دل تو خوف خدا نیست

در عشق تو گر سر برود روے نتابیم
مائیم وفا پیشہ دغا شیوۂ ما نیست

راحت شمرم رنج و غم عشق حسینان
آرام نصیب دل غم دیدۂ ما نیست

ناچار کشد دست مسیحا ز علاجم
آخر چہ کند کس مرضی را کہ دوا نیست

دشمن بہ ازان دوست کہ در سعی نکو شد
بیکار بود ناخن اگر عقدہ کشا نیست

مغتنم ہی جانیوالے دل سے جو حال ہے
سال آیندہ نہوگا یہ بھی جو امسال ہے

پی لاکھ بار ساقی کی لاکھ بار توبہ
بس کر چکا میں توبہ توبہ ہزار توبہ

حسرت لے تازہ اسیران قفس آئی ہے
دھوم سے فصل بہار اب کی برس آئی ہے

کھدواے گور حسرت قاتل قریب ہے
مر جاے پھڑ پھڑا کے یہ بسمل قریب ہے

دور اسکو جاننا یہ فراست سے ہے بعید
وہ شاہرگ سے بھی ترے غافل قریب ہے

روزے فقیر از اتفاقات مطلعی در بحر تازہ تالیف نمودہ بنا بر صحت بخدمت ناسخ مرحوم فرستاد در جواب نوشت از قرائن معلوم میشود کہ بحر نو از قوت فکر و طبع رسا پیدا گشتہ ارکان کامل دو افزا بکار بردہ اضمار و عصب را آوردہ اند و گرنہ از دوائر خارج است مستفعلن از متفاعلن با ضمار و مفاعیلن از مفاعلتن با عصب گرفتہ مستفعلن و مفاعیلن کردہ اند سبحان اللہ مطلع انیست۔

مدت ہوئی نہیں کچھ دلدار کو قیامت ہی
تدبیر کچھ نہیں بنی کیا موت ندامت ہی

مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن
مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن

موافقت میں عناصر کی گر نفاق نہ ہوتا
فراق روح کا قالب سے اتفاق نہوتا

در در گلی گلی کے پھرانے سے فائدہ
تجکو فلک ہمارے ستانے سے فائدہ

جز گریہ خرمی مری تقدیر میں نہیں
طفلی سے رو رہے ہیں ہنسانے سے فائدہ

جیتے جی تمنے بات نہ کی ہنسکے ایکدن
اب مر گئے پہ اشک بہانیسے فائدہ

تھا جسکو تم سے کام کوئی دم میں ہے تمام
تکلیف کس لیے کی اب آنیسے فائدہ

تھی اہل زبان سے ہوگیا اب ہند بھی آخر
روانہ ہوگئے شیراز کو کل رند بھی آخر

عالم نزع مین دن رات بسر کرتے ہین
زندگی نام کو ہے موت کے دن بھرتے ہین

مائل اگر وہ سوے جفا ہین تو خوش ہین
خوش ہین تو خوش ہین جو جفا ہین تو خوش ہین

خدا کرے جو ہدایت تو ایک کام کرین
حرم سے دیر کو چلین بتے رام رام کرین

کمال شوق ہے اے رند مجکو مولی کا
ظہور جلد الہی مرے امام کرین

ہے دگمات مین وہ زلف گرہ گیر ہماری
الجھی ہوئی کیونکر نہو تقدیر ہماری

صورت یہ مبدل ہوئی جاتی ہے جو ہر دم
تصویر سے ملتی نہین تصویر ہماری

اے جوش جنون ہے جو یہی روز نقاہت
پانون سے اتر جاے گی زنجیر ہماری

روح قالب مین تھرتھراتی ہے
جلد آؤ کہ جان جاتی ہے

زیست اپنی جو ابھی بار خدا باقی ہے
عمل بد کی مگر اور جزا باقی ہے

سانس آتی ہے نہ گھرے کی صدا باقی ہے
او مسیحا ترے بیمار مین کیا باقی ہے

مہر و مہ ارض و سما جن و ملک وحش و طیور
سب یہ فانی ہین مگر ذات خدا باقی ہے

ستم و جور و جفا ناز و ادا کرتے ہو
دلربائی کے جو حق ہین وہ ادا کرتے ہو

مہربان کیون ستم و جور و جفا کرتے ہو
ہوش مین آؤ یہ کیا کرتے ہو کیا کرتے ہو

ہاتھ اٹھاتا نہین اسپر بھی وفاداری سے
جانتا ہون یہ صریحا کہ دغا کرتے ہو

انچہ جستیم جملہ در بازار عالم یافتیم
با وجود این تگ و دو قحط آدم یافتیم

جملہ بازار جہان گشتیم و عالم دیدم
ہست ارزان ہمہ عنقا مگر آدم دیدم

نہ دکھا رشک مسیحا اسے ہر بار آنکھین
پھیر دیگا کوئی دم مین ترا بیمار آنکھین

صورت آباد سے جاتے ہین طلبگار جمال
حق یہ ہے دیکھتے نہین کافر دیندار آنکھین

اس حیادار سے ہے شغل نظارہ بازی
نکرے عکس سے آئینے مین جو چار آنکھین

قطعہ در مدح امجد علی شاہ بہادر

سلطان ابو المظفر بہادر
خاقان ابو المظفر بہادر

من بعد خدا رحیم و عادل
ہے شان ابو المظفر بہادر

احکام قضا کے ہے مطابق
فرمان ابو المظفر بہادر

مقداد و حذیفہ سے ہے کامل
ایمان ابو المظفر بہادر

ہے صوم و صلوۃ پر ازل سے — میلان ابوالظفر بہادر
ناغہ ہو جاسے ذکر کیا ہے — قرآن ابوالظفر بہادر
مانند سحاب درفشان ہے — دامان ابوالظفر بہادر
سُنتا ہون جسے وہ کہہ رہا ہے — قربان ابوالظفر بہادر
ہوگا نہ کوئی ہوا جہان مین — ہم شان ابوالظفر بہادر
خسرو کو نصیب تھا نہ جم کو — سامان ابوالظفر بہادر
عالی ہے مثال قصر جنت — ایوان ابوالظفر بہادر
زیبا ہے لقب جو پاے رضوان — دربان ابوالظفر بہادر
روشن رہین نور معرفت سے — چشمان ابوالظفر بہادر
رکھتا ہے فوق عارفون پر — عرفان ابوالظفر بہادر
سرسبز رہے ہمیشہ یارب — بستان ابوالظفر بہادر
وہ مدح نہ ہو سکی کہ جو تھی — شایان ابوالظفر بہادر

المختصر اک جہان پہ ہے رند
احسان ابوالظفر بہادر

قصیدہ در مدح وزیرالممالک نواب علی نقی خان بہادر

حسن سے ایکی یہ کچھ عارض گل ہے معمور — رنگ رخسارہ بتان سبز نہ ہو جس کے حضور
فیض سے باد بہاری کے کرے گا امسال — آہ بلبل کے شجر سے گل تاثیر ظہور
قوت نامیہ کے نشو و نما کے باعث — دانۂ اشک بھی سرسبز اگر ہو گیا دور
پشت طاؤس بنا دے ہوا سبکہ ہوا — دامن باد صبا سبزۂ و گل سے معمور
جو ہی جوش نظارت کا زمانے مین رہا — کیا عجب زخم کا بھی سبز اگر ہوا انگور
لعل نے رنگ زمرد کا کیا ہے پیدا — سبز زنگار کے مانند ہوا ہے کافور
باغ مین جو گیا گلگشت کو اُس نے یہ کہا — فصل گل آئی تھی ہرگز نہ کبھی اس دستور
غنچہ و گل کا وہان کے مین کرون کیا کیا وصف — ایک سے ایک ہے رشک دہن و عارض حور
سرو مینا ہے اور لالہ کھڑا جام بکف — تاک خمیازے مین اور نرگس شہلا مخمور

زلف سنبل ہے وہ پر پیچ خم وچین جس کی ۔ ہمسری کاکل خوبان جو کرے کیا مقدور
دام ریحان ہے وہ دلکش کہ اگر اسمین پھنسے ۔ ہو رہائی نہ کبھی مرغ نظر کو منظور
گر چھوڈ برگ حنا کو تو اثر سے اس کے ۔ سرخ ہو جائے اگر ہاتھ نہ سمجھو کچھ دور
آنکھ اُٹھا دیکھو شگوفے کی طرف جو گا ہے ۔ ید بیضا سا چمکتا ہے ہر اک شاخ پہ نور
گرد پھرتی ہے خیابان کے نسیم سحری ۔ گل سے دامن کو صبا اپنے کئے ہے معمور
جھونکے لیتا ہے ہر اک نخل گلستان اسطرح ۔ جس طرح کھاتا ہو لغزش کہین پائے مخمور
غنچہ کرتا ہے تبسم کہین گل ہنستا ہے ۔ آبجو ایک طرف دیکھو تو ہے بر سر شور
جوشش فصل بہاری سے تعجب کیا ہے ۔ روغن گل عوض شہد اگر دے زنبور
گرم بازاری گل پہونچی ہے اس رتبے کو ۔ اہل دُنیا کی بھی گل ہو گئی ہے شمع شعور

یہ زمین خوب شگفتہ ہے تو اس مین اے رند ۔ تازہ مضمون کی اک تازہ غزل کر مسطور

غزل

دیکھے گر عارض رنگین بت غیرت حور ۔ حسن گل پر نہو پھر بلبل شیدا مغرور
کوچۂ یار سے گذرے جو کبھی باد صبا ۔ نکہت گل سے مشام و دل بلبل ہو نفور
اسکو کہتا ہو نہین بیمار تب محرق عشق ۔ حشر کے روز بھی اُٹھے جو لحد سے محرور
مرغ دل کو مرے بیدام گرفتار کیا ۔ بسکہ صیاد کا تھا میرے رسا فہم وشعور
دور رکھ دست سے مرے صدمۂ ہجران یارب ۔ سخت نازک ہے یہ شیشہ کہین ہو جائے نہ چور
غیر کے ہاتھ سے پلوایا مجھے جام شراب ۔ نوش اس طرح کا کھلاتا ہے نیش زنبور
اس سے لبریز ہون اور آپ سے خالی ہون رند ۔ شیشہ جس رنگ مے ناب سے ہوئے معمور
دیکھ کر مین یہ تر و تازگی صحن چمن ۔ ہو کے حیران لگا کہنے کہ اے رب غفور
کونسا سرو گل اندام یہان آئیگا جو ۔ اسقدر زینت وعشرت سے چمن ہے معمور
سُنکے یہ مجھ سے کہا پیر خرد نے غافل ۔ اسکا آنیکا ارادہ ہے یہان سبکے حضور
طفل مکتب ہے فلاطون وارسطو دانا ۔ بات کرنے کا نہین قائل سحبانکو شعور
شہر فہم ایسا کہ دیکھا نہ سُنا عالم مین ۔ نکتہ سنج ایسا کہ ہر علم پہ رکھتا ہے عبور

فخر خاقانی و فردوسی و سعدی و ظہیر
افتخار فصحا شمع بلاغت کا نور

فر برج سعادت گہر و برج شرف
صاحب جود و سخا اور شجاع و منصور

سُنتے ہی پیر خرد سے وہین فی الفور کیا
اسکی شوکت مین زبان سے اسی مطلع نے ظہور

آستانے کا ترے ناصیہ سا ہے فغفور
ہیچ ہی ہمت حاتم تری ہمت کے حضور

نام لیوے اگر اندوہ مین تیرا کوئی
غنچۂ دل مے فرحت سے ہوا اسکا معمور

برق خاطف سے زیادہ ہی تری تیغ غضب
سامنے آسکے اُسکے جو عدو کیا مقدور

کشتۂ تیغ غضب تیرا نہ اٹھے ہرگز
کا نہین اسکے سرافیل بھی گر پھونکے صور

قلم اسد رجہ روان ہو کہ نہ روکے سے رُکے
باد پا کا جو ترے وصف کرون کچھ مسطور

ہمسری اس سے سر ہو نکسے جعد پری
بال کو اسکے تو پہونچے نہ کبھی گیسوے حور

باگ ڈھیلی جو کرے تو دم رفتار ذرا
گو سون ہی وہم و گمان سے بھی نکلجاے دور

کیا کرون مدح ترے فیل کی ای فیل نشین
جلد چلنے مین تو صرصر ہے پہ رفعت مین ہے طور

ہے مگر سرعت رفتار مین مثل شب وصل
گرچہ ظاہر مین وہ شب ہی جسے کہیے دیجور

آج خورشید گیا برج حمل کے اندر
کہتے ہین دیکھ عماری مین تجھے اہل شعور

کی ثنا مین نے عماری کی بھی او فیل کی بھی
مدح مالک کی بھی اُسکے نکرون کیا مسطور

ہی سخی ابن سخی ابن سخی ابن سخی !
تجھ مین ہین لتنے جو اوصاف نہین ہی کچھ دور

تیرا دادا ہے علیؑ ابن ابی طالب سا
اور نبیؐ نانا وہ محبوب خداوند غفور

تو ہے ہم نام امام دہم ای سید پاک
کیون نہو خلق حسن تیرا جہان مین مشہور

تو امیر ابن امیر آپ ہی بالذات وزیر
تو سخی اور ترے جد و پدر تھے منصور

ہی بجا منتظم الملک جو پایا ہے خطاب
ہو گیا سارا جہان عدل و کرم سے معمور

تو سزاوار ثنا کے ہی کہی تیری ثنا
اور کچھ تجکو قصیدے سے نہین ہے منظور

کر قبول اسکو طفیل نبیؐ و آل نبیؐ
مانگتا ہون یہ دعا تجھ سے مین اے رب غفور

شاد و خرم رہے یہ فضل سے تیرے جب تک
مے عشرت سے یہ مینا سے فلک ہے معمور

مخمس غزل خود حسب الارشاد امجد علی شاہ بہادر مرحوم

جسے کر یاد نہو اپنا آشیان صیاد
بھلا وہ خاک کے حال بوستان صیاد
عبث عبث تو نہو مجھ سے بدگمان صیاد
کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجرا اے چمن کیا کرون بیان صیاد

خراب تھا مرے ہمراہ سایہ سان صیاد
چمن مین تھا کبھی بن مین تھی وان صیاد
غرض کہ ساتھ ہی پہونچا جہان تہان صیاد
جہان گیا مین گیا دام لیکے وان صیاد
پھرا تلاش مین میری کہان کہان صیاد

تنگ کر دیا دنیا کے کارخانے نے
بٹھایا خاک مذلت پہ سر اٹھانے نے
پھنسایا لا کے کہان حیف اس زمانے نے
دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہان مین کہان صیاد

کچھ اور مجکو شکایت نہین یہ ہے یہ گلا
بہار کیا کہ خزا مین چھوا نہ اک تنکا
عبث یہ او ستم ایجاد کیون غضب توڑا
اجاڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھ پہ آسمان صیاد

بیان کر نہین سکتا جو میری حالت ہے
حواس باختہ ہون مجھ پر اک مصیبت ہی
ابھی ہون تازہ گرفتار زور وحشت ہے
عجیب قصہ ہے دلچسپ اک حکایت ہے
سناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

تری ہی قید مین اللہ نے کیا پیدا
یہین پہ ہوش سنبھالا نکالا پر پرزا
بیان کیا کرین واقف ہی جب نہون اصلا
سنا نہین کسے کہتے ہین گل چمن کیسا
قفس کو جانتے ہین ہم تو آشیان صیاد

کلام کرتا ہی وہ دل کو جو خوش آتا ہے
حکایت گل و بلبل مجھے سناتا ہے
ہر ایک بات مین سو سو طرح لبھاتا ہے
اداس دیکھ کے مجکو چمن دکھاتا ہے
کئی برس مین ہوا ہے مزاج دان صیاد

سنئے تو اب بھی ہین مذکور بیشتر میرے
وہ تیز پر تھا کہ تھے قاف تک گذر میرے
پر اب تو رحم ہی لازم ہے حال پہ میرے
رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے

قفس سے اُڑ کے مین اب جاؤنگا کہان صیاد

خدا گواہ ہے تعریف ہو نہین سکتی
اب اسکی ذات سے اتنی مجھے توقع تھی
زیادہ گھر سے بھی راحت مجھے قفس مین ملی
عزیز رکھتا ہے کرتا ہے خاطرین میری

ملا ہے خوبی قسمت سے قدر دان صیاد

مزاج نازک صیاد سے مجھے تھی یاس
جو بوجھیے تو کیا انتہا کا میرا پاس
کہ جی نہ لگتا تھا رہتا تھا رات دنمین اداس
قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کے پاس

سُنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

مین وہ ہون رونق گلزار ہی مرے دم سے
ابھی نہین ہی ستم گار میری قدر تجھے
اُڑا لے نغمہ سرائی مین ہوش بلبل کے
کریگا یاد مرے زمزمونکو بعد مرے

ہون چند روز ترے گھر مین میہمان صیاد

عزیز رکھتے ہین مجھ ادر سا عزل کو
صد آفرین ہے مرے صبر اور تحمل کو
بغیر گل نہین آرام و چین بلبل کو
کہ جھانکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو

نہ ہووے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

مرا خیال ترے دلمین کب گذرتا ہے
غرضکہ میری ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہے
کبھی نہ مانونگا مین تو خدا سے ڈرتا ہے
پرونکو کھولدے ظالم جو بند کرتا ہے

قفس کو لے کے مین اُڑ جاؤنگا کہان صیاد

مین وہ ہون صحن گلستان مین تھا مرا بستر
پھنسونگا دام مین اگر مجھے نتھی یہ خبر
چمن کی سیر میسر تھی مجکو آٹھ پہر
الٰہی دیکھیے صحبت بر آ رہو کیونکر

زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

ادھر ہی تاک مین اُلجھا نیکے ترے سنبل
پھنسا ہی لینے کی ہی فکر بجا بالکل
ادھر ہے دام بچھائے ہوے محبت گل
نکالیو نہ قدم آشیان سے او بلبل

لگائے بیٹھے ہین پھندے جہان تہان صیاد

اگرچہ میری بھی کی اُسنے خانہ بربادی
پہ اب تو ظلم پہ جلادنے کمر باندھی
مگر کبھی نہ کسی روز مین ہوا شاکی
چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی

خدا کرے یون ہی ہو جائے بے نشان صیاد

وہ عندلیب خوش الحان ہون ہی مرا شہرا
بہت نہین اسے ہعتی اگر تمیز ذرا
ہزار بار کیا بند نطق طوطی کا
مرے بیان کو سن سن کے کانپ اٹھتا
غضب یہ ہے کہ سمجھتا نہین زبان صیاد

نہ اسکے دام مین آتا مین زینہار اے رند
کبھی قریب نجاتا مین زینہار اے رند
یہ کشمکش نہ اٹھاتا مین زینہار اے رند
فریب دانہ نکھاتا مین زینہار اے رند
نہ کرتا دام اگر خاک مین نہاد صیاد

مخمس بر غزل واجد علی شاہ بہادر

آج تو رونق گلزار مٹاؤ صاحب
بلبلین غش کرین وہ روپ بناؤ صاحب
کھلیون مین گل و لالہ کو اڑاؤ صاحب
بدن صاف پہ رنگینی دکھاؤ صاحب
قول ہارے ہو تو گل پھلونکے دکھاؤ صاحب

حسن کا مرتبہ عالی نہ گھٹاؤ صاحب
عیب اس چاند سے منھ کو نہ لگاؤ صاحب
اہل بینش کی نظر سے نہ گراؤ صاحب
داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب
مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب

دل کو اس حسن خداداد سے الفت ہی بہت
انھین قدمونکی قسم مجکو محبت ہی بہت
مردم چشم کو نظارے کی عادت ہی بہت
حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہی بہت
آنکھ مین بھی مع پاپوش سماؤ صاحب

فکر بربادی گلزار مری جان نہ کرو
قصد ہرگز یہ تمھارے نہین شایان نہ کرو
خاطر جمع کو قمری کی پریشان نہ کرو
ناتوان عاشق شمشاد کو عریان نہ کرو
طوق قمری کا گریبان ہو منگاؤ صاحب

بیخودی چھائی ہی ایسی کہ نہین ہوش بجا
مصرع قد نے تمھارے مجھے دیوانہ کیا
منتشر کیون نہ ہے خمسہ حواسونکا بھلا
بیت ابرو سے مجھے ولولۂ عشق ہوا
چیدہ اشعار جو دیوانین ہون لاؤ صاحب

آنکھین پھوٹین جو بری آنکھ سے تمکو دیکھے
مو سے باریک کمر ہے یہ مبادا لچکے
رکھے خالق تمھین محفوظ نگاہ بد سے
کہین بار نظر بد نہ نزاکت پہ پڑے

بال کی اوٹ مین جانا ہو تو جاؤ صاحب

جسکو دیکھو نظر آتا ہے وہ آشفتہ دماغ
قد ماندار جو تھے گل ہوے ان سبکے چراغ
کون ایسا ہی اس اندیشے سے ہی جسکو فراغ
تیر مژگان نے ترے پھوٹ گئے دیدۂ داغ

باغ عالم مین نہ کانٹو نسے رلاؤ صاحب

دل گرفتہ جو ہون دل اُنکے تو توڑا نکرو
چٹکلے باغ مین آن آن کے چھوڑا نکرو
نظر چشم عنایات کو موڑا نہ کرو
طفل غنچہ کے تو یون کان مروڑا نکرو

خندہ زن ہو کے گلستان کو ہنساؤ صاحب

مشفقا بندہ نوازا یہ اگر چاہتے ہو
خیر بہتر ہے مگر عرض ہماری بھی سنو
گرد بیدار کسی فتنۂ خوابیدہ کو
خواب خرگوش ہی انکو نہ رقیبونکو چھوؤ

چشم خوابیدہ کو آہو کی جگاؤ صاحب

ہمکو معلوم ہوا ہے یہی منظور جناب
گر میان یہ ہین تو کیون دل نہو جل بھنکے کباب
شکل انسان کے حیوان بھی ہون خانہ خراب
چال اڑوا چکے اب سامنے پیتے ہو شراب

کبک کو آگ کا کھانا نہ سکھاؤ صاحب

کس لیے اتنے سراسیمہ ہو کیون ہو مضطر
کبھی موقع نہین ہاتھ آئیگا اس سے بہتر
چھپکے تم اپنے نظر بازونسے جاؤگے کدھر
چشم پوشی نکرو باغ مین ہو پیش نظر

آڑ نرگس کی ہے جانا ہے تو جاؤ صاحب

رنج دیتے ہو تم ایجان ستاتے ہو ہمین
آنچ سے شعلۂ عارض کی جلاتے ہو ہمین
ہم ہین جیگے بھلے کیون روگ لگاتے ہو ہمین
شمع محفل کیطرح جسم دکھاتے ہو ہمین

ساق سیمین پہ نہ پروانہ بناؤ صاحب

دیکھو وہ قبلے کیجانب سے اٹھی ہے بدلی
موج مے سے یہان طوفان بھی ہوتا ہی کبھی
بات ابھی ہی پذیرا ہو اگر عرض مری
میکدے مین تن لاغر مرا لے لو ساقی

بادبان کشتی مے کا جو بناؤ صاحب

رند کچھ کچھ جو کرے دخل تو آزردہ نہو
کیجئے اسپہ عمل قول شہنشاہ ہے جو
ادبا کرتا ہے تائید کلام اسکے سنو
ماہرو سرپہ چڑھایا نہ کرو اختر کو

آسمان پر سے زمین پر تو بلاؤ صاحب

رباعیات

ہے شام وسحر ورد زبان نادعلی
کافی ہے رند بہر آمرزش جرم
بھولا دو جہان یاد رہی یاد علی
مہر علی وولاے اولاد علی

یا شیر خدا حزین ہون فرحت بخشو
صدقہ بیمار کربلا کا مجھ کو
غم دور کرو سرور راحت بخشو
اُستاد مسیح جلد صحت بخشو

گو مالک ملک ومسند وتاج نہین
صد شکر اے رند اپنے خالق کے سوا
پر مجھسا غنی جہان مین آج نہین
دنیا مین کسی غیر کا محتاج نہین

عید رمضان ہے واہ کیا روز سعید
اللہ وزیر ہند کو رکھے شاد
عالم مین ہین خرمی کے آثار پدید
ہر شب ہو شب برات ہر روز ہو عید

قطعہ تاریخ وفات والد ماجدم غفران مآب سراج الدولہ مرزا غیاث الدین محمد خان بہادر نصرت جنگ

چون غیاث الدین محمد خان شیر
رفت از دُنیا سوے دار بقا
درہمان ماتم بصد رنج وتعب
سال تاریخ وفاتش یافتم
والد مرحوم من غفران مآب
نوحہ کردم در ۱۲۰۶ اے آنجناب
فکر کردم با دل وجان کباب
در زمین پنہان شدی اے آفتاب

قطعہ تاریخ وفات حسین علی بیگ اکبر آبادی بہ صنعت صوری ومعنوی

آہ ہم نام حسن آن عاشق نام علی
سال تاریخ وفاتش را بجستم از خرد
چون بتاریخ نہم ماہ محرم جان سپرد
یکہزار ودوصد وپنجاہ وسہ ہجری شمرد

قطعہ تاریخ مبارک باغ امین الدولہ بہادر

وزیر ہند دستور معظم
کہ قاصر مدح مین جسکی قلم ہے

کریم با مروت اسکی ہے ذات	دو بحر جود ہے ابر کرم ہے
بنایا ہے مبارک باغ اس نے	بہار باغ ہستی جس سے کم ہے
نہین دُنیا مین ایسا باغ دلچسپ	چمن آرائے جنت کی قسم ہے
کہا دل نے کر اس گلشن کی تاریخ	یہی مفتاح قفل رنج و غم ہے

یہ سُنکر فکر کی مین نے جو اے رندؔ
ندا ہاتف نے دی باغ ارم ہے

قطعہ تاریخ الماس باغ کہ امجد علی شاہ بہادر بہ امین الدولہ بخشیدند

خسرو جمجاہ سکندر سپاہ	دید نہ در عہدتش لالہ داغ
باغ بہ نواب عنایت نمود	گشت ازین مژدہ دلم باغ باغ
باغ نگو گلشن جنت نظیر	نکہت او راحت روح و دماغ
از پے تاریخ عنایات او	رندؔ چو از فکر گرفتم سراغ

ہاتف خوش لہجہ بگوش دلم
گفت ہمایون بود الماس باغ

قطعہ تاریخ وفات عباس مرزا

جب کہ عباس میرزا مرحوم	ہوا بزم جہان سے ناپیدا
دی ندا غیب سے یہ ہاتف نے	آج داغ جگر ہوا پیدا

قطعہ تاریخ تولد فرزند امجد علی شاہ بہادر

الٰہی چلی کیا نسیم بہاری	جو ہر غنچۂ دل شگفتہ ہوا آج
چمن ڈہڈہے ہین چہکتے ہین بلبل	جو گلشن تھا پژمردہ تازہ ہوا آج
زرا شرقی کا چلن اس قدر ہی	گل یاسمن تک سنہرا ہوا آج
ملا خلعت فاخرہ ہر شجر کو	جسے دیکھیے ہے وہ نکھرا ہوا آج
سبب مجھپہ کھلتا نہین کچھ ابھی تک	یہ سامان کیا یا الٰہا ہوا آج

یکایک یہ مژدہ دیا خرمی نے
تو غمگین ہی کیون رند بیٹھا ہوا آج

چل اُٹھ جلد دربار جا نذر لے کر
کہ اسباب عشرت مہیا ہوا آج

مبارک سلامت کا غل ہر طرف ہے
شہنشاہ عالم کے بیٹا ہوا آج

اسی کے تو ہین قدم کا ہی باعث
جو رنگ زمانہ ہی بدلا ہوا آج

لکھ اک قطعہ تاریخ کا تہنیت مین
جو مقصود ہی تیرے دل کا ہوا آج

یہ سُنکر پے فکر سال ولادت
مین آمادہ جان سے سراپا ہوا آج

سر دل سے ہاتف نے تو دی صدا دی
خوش اقبال و مسعود پیدا ہوا آج

قطعہ تاریخ تقرر وزارت بنام مدار الدولہ بہادر

نواب علی نقی جو ہے خان دلیر
منظور نگاہ بادشاہ عالم

تاریخ بتائی اسکی یہ ہاتف نے
کہہ رند کہ اب ہے وہ وزیر اعظم

تاریخ کتاب انبہ پرشاد

عہد ملا سے اب تک جہان مین
اکثر ہوے ہین اُستاد ہندی

کس نے زاد المعاد ایسی لکھی
جب سے ہوئی ہے بنیاد ہندی

فکر تاریخ تھی مجکو اے رند
بھاتا ہے از بس ایجاد ہندی

ہاتف پکارا واحد بڑھا کر
تصنیف انبہ پرشاد ہندی

تاریخ تولد فرزند حضور عالم

زہے شاہ دستور سلطان عالم
کہ زیبائے فر ریاست یہی ہے

جو ہین مجتمع ذات اقدس مین اُسکی
مروت یہی ہے شجاعت یہی ہے

زہے دست جود و کرم واہ رے فیض
جو حاتم مین تھی وہ سخاوت یہی ہے

دیا حق نے فرزند دلبند اُسکو
ولادت جو ہے با سعادت یہی ہے

ہوئی فکر تاریخ مولود لازم	مری طبع وقت کفالت یہی ہے

الف لا کے اقبال کا بولا ہاتف
گل گلستان وزارت یہی ہے

تمت

خاتمۃ الطبع

حمد وثنائے فراوان کے قابل وہ سخن آفرین حقیقی ہے کہ جس نے کلیات کائنات کو رباعی عناصر اور مخمس حواس اور مسدس حیات اور مسبع افلاک سے تضمین کیا اور نعمت بیکران کے لائق وہ بادشاہ بیت قصیدۂ رسالت ہے کہ جس نے قوافی ائمہ اثنا عشر اور ردیف صحابہ کرام سے مطلع کونین کو موزون فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما بعد بشارت ہو کہ درین ولا ہر دو دیوان فصاحت عنوان از کلام شاعر نازک خیال افسر شعرائے ہند نواب سید محمد خان رند تلمیذ رشید شہنشاہ اقلیم سخن خواجہ آتش مرحوم مطبع نامی ملکشی نولکشور صاحب واقع لکھنؤ مین بسرپرستی عالی جناب منشی گشن نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کیسری اس سپرنٹنڈنٹ بار سوم باہ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء طبع ہوئے

فہرست منتخب دواوین اردو

یہ وہ دواوین ہین جن مین سے اکثر دیوان آپ کو دوسری جگہ نہین مل سکتے۔
ہر علم و فن کی کتابین مطبع ہذا مین موجود ہین فہرست کتب طلب فرماکر ملاحظہ کیجئے فہرست بلاقیمت روانہ ہوگی۔

دیوان میر حسن دہلوی۔ نہایت دردانگیز کلام ہے ہر شعر سے استادی اور قادرالکلامی ٹپکتی ہے ۶ ر

دیوان مردان صفی۔ تصوف کا رنگ کوٹ کوٹکر بھر دیا گیا ہے۔ ۵ ر

اکسیر سخن۔ ہر موسم اور ہر مہینہ کی تعریف نظم مین کہی گئی ہے یہ کتاب ہندی سے ترجمہ ہوئی از مہاراجہ کشن پرشاد صاحب۔ ۵ ر

کلیات ظفر چہار جلد۔ کامل دو جلد سنگلاخ سے سنگلاخ زمینون مین نہایت روانی کے ساتھ غزلین لکھی ہین از ابوظفر سراج الدین بادشاہ آخری دہلی۔ ۴ؔ ر

انتخاب کلیات ظفر۔ اس مین ظفر کی مشہور مشہور غزلین درج ہین۔ ۸ ر

کلیات مومن۔ مومن کے کلام کی شوخی مشہور عام ہے اسمین انکی مثنویات بھی شامل ہین۔ عہ ر

دیوان ناسخ۔ استعارات اور تشبیہ مین انکا کلام اپنی آپ نظیر ہے۔ از شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی عہ ر

کلیات میر تقی میر۔ تعریف فضول ہے کل شعرائے ماضی و حال کے پیشوا مانے جاتے ہین اور زمانہ ان کی تعریف مین رطب اللسان نظر آتا ہے۔ اِس کلیات مین ان کا تمام کلام مثنوی رباعی قطعات وغیرہ کے اقسام سے موجود ہے۔ عہ ر

کلیات سودا۔ ہجو گوئی کے بادشاہ اور قصیدہ کے اُستاد ہین میر تقی میر نے بھی ان کو شاعر مانا ہے ہر قسم کا کلام اس مین موجود ہے اس کا بہت قدیم نسخون سے مقابلہ کیا جارہا ہے اور بہت سادہ کلام بھی جو پہلے شامل نہ تھا اضافہ کرنے کے بعد خاص ترتیب سے چھپوایا جارہا ہے زیر طبع

کلیات صنعت۔ صنائع و بدایع و لفظی معنوی کی اکثر خوبیان اس مین دکھائی گئی ہین۔ ۱۲ ر

کلیات نظیر اکبرآبادی۔ نظیر ہر رنگ مین فرد تھے جملہ اقسام کا کلام انکی کلیات مین موجود ہے عہ ر

دیوان وقار مصنفہ رائے کشن کمار صاحب رئیس بلاری ضلع مراد آباد۔ ۱۰ ر

کلیات صفدر۔ مصنفہ نواب صفدر علیخان صاحب کلام سادہ اور صاف ہے۔ عہ ر

بہارستان اشعار - از دیوان رائے کشن کمار صاحب - ۴ ر
کلیات وہبی - کاغذ دوم قسم سفید چکنا - ۱۲ ر
ایضاً - کاغذ سفید سہی از منشی شیو پرشاد صاحب وہبی - ۱۰ ر
دیوان غافل - از منور خان صاحب غافل لکھنوی - ۵ ر
دیوان داغ غیر مطبع اس کی تعریف فضول ہے یہی وہ کلام ہے جس نے داغ کو فصیح الملک کا خطاب دلایا - ۸ر
گلزار داغ - زبان اور محاورات دہلی کا معدن ہے - ۸ر
ذولسانین مجمع البحرین - از سید مظفر علی اسیر - ۸ر
دیوان غالب - اس کتاب کو نہایت صحیح کر کے بہ تقطیع پر چھاپا گیا ہے اسمین ایک چھوٹا سا مقدمہ بھی ہے جس مین مصنف کی سوانحعمری درج ہے اور اُس کلام کا اضافہ کیا گیا ہے جو جدید دستیاب ہوا ہے کاغذ گندہ - ۴ر
دیوان ذوق - اس مین جدید کلام کا بھی اضافہ کیا گیا ہے - ۱۲ ر
دیوان امیر موسوم بہ مراۃ الغیب - منشی امیر احمد مرحوم کی پہلی شاعری کا رنگ ملاحظہ فرمانا ہو تو مراۃ الغیب دیکھئے - صنم خانہ جو آپ کا دوسرا دیوان ہے اُس سے اُسکا رنگ بالکل جُدا ہے - ۵ ر
کلیات رعب - یہ وہ دیوان ہے جس کی آج اطراف عالم مین دھوم ہے مولوی محمد حنیف علی صاحب رعب مرحوم - ایک زبردست عالم ہونے کے علاوہ نہایت زبردست شاعر بھی تھے اس مین ہر رنگ کی غزلین ہین طرز جدید اور قدیم قصائد مثنوی نظمین سب جمع کی گئی ہین - اوّل مین مصنف کا عکسی فوٹو اور مرتب دیوان کی تصویر عکسی ہے - ۱۲ر
بہارستان سخن - اسمین ناسخ اور آتش لکھنوی کی ہم طرح غزلون سے دونون کی طبیعت کا موازنہ کیا گیا ہے - ۹ ر
شرح یوسفی دیوان حافظ - مصنف نے مشکل شعرون اور مشکل غزلون کی تشریح کی ہے مصنفہ محمد یوسف علی شاہ صاحب - ۶ ر
دیوان نعت سروری - اس مین کل غزلیات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین ہین مصنفہ غلام سرور صاحب لاہوری - ۵ ر
صنم خانۂ عشق - یعنے منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی کا دیوان مطبوعہ غیر - ۱۲ر
دیوان مخفی - ۱۰ ر
کلیات آتش - ۵ ر

المشتہر
مینیجر نولکشور پریس صیغۂ بکڈپو لکھنؤ